بدھ دیو جی کی سوانح عمری

اور

بودھ دھرم کا بیان

پہلا حصہ

جس میں پیدائش سے سادھنا اور سدھی تک کے حالات درج ہیں

مترجمہ

شردھے پرکاش دیو جی پرچارک براہمھ دھرم

براہمھ سمت ۸۴ — ۱۹۱۳ء

بابو دیوی چند صاحب پرنٹر کے اہتمام سے
یونین سٹیم پریس لاہور میں چھپی

سمرپن

میں اپنی دِلی محبت تعظیم اور شکر گزاری کے اظہار میں

یہ چھوٹی سی پُستک

نہایت شردھا اور تعظیم کے لائق بزرگ

پنڈت شیوناتھ شاستری ایم۔ اے

مشہور پرچارک اور لیڈر ساد ھارن براہمھ سماج

کی خدمت میں

سمرپن

کرتا ہوں

دیباچہ طبع اوّل

مہاتما بدّھ کی سوانح عمری کا پہلا حصّہ جس میں پیدائش سے لیکر سادھنا
ور سِدّھی تک کے حالات درج ہیں ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔
ن اوراق کی تحریر میں ناول کی طرح فرضی اور مبالغہ آمیز مصیبتوں اور
کھوں یا عیش و عشرت کے سامانوں کا رنگ چڑھا ہوا نہ ہونے پر بھی
تانی سبھاوک۔ طبعی جذبات۔ اُن کی تاثیرات۔ آپ بیتے ہوئے واقعات دنیوی
کش اور روحانی عروج کا ایسے مؤثر پیرایہ میں ذکر ہے کہ یقین کیا جاتا ہے کہ
از کم ایک دفعہ تو سنگدِل انسان پر بھی اپنا اثر کر کے اُس کے دل
ں اِس فانی دُنیا کے سامانوں کی گرویدگی سے نفرت۔ دھرم کی پاکیزہ
ں زندگی کی خواہش اور دوسروں کا کچھ نہ کچھ حتےّ المقدور بھلا کرنے کے
ے رغبت کا بھاؤ پیدا کر ہی دیگا +

اِس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ مہاتما بُدّھ ایک غیر معمولی
اقتوں اور قابلیتوں کے انسان تھے۔ کہ جن کا ظہور بچپن سے ہی اُن کی
رکات سے دکھائی دینے لگا تھا۔ شعر

بالائے سرش زہوشمندی ... میتافت ستارۂ بلندی

مصنوعی سامانوں کی دلکشی بچپن سے ہی کبھی اُن کے دل کو اپنی طرف مائل نہ کر سکی۔ لیکن قدرتی نظاروں نے اکثر اُن کو موہت کیا۔ اور وہ اُن پر گہری چنتا اور بچار کرتے ہوئے لڑکپن سے ہی دھیان میں محو ہو جانے کے عادی ہو گئے اور جانداروں پر دیا تو اُن کا بہت زوردار سُبھاوک جذبہ تھا +

گو اُس وقت بھی آج کل کی طرح ذاتوں کا تفرقہ پیدائش کی بناء پر موجود تھا۔ لیکن **مہاتما بُدھ** نے ہوش سنبھالتے ہی گُنوں اور پاک خصلتوں کو اُس پر ترجیح دے کر اپنے لئے بلاقید ذات گُن ونتی اور شوشیلا بیوی تلاش کرنے کا حکم دیا۔ ایک عامیانہ مثل مشہور ہے کہ نیت پر مراد۔ اُن کو بیوی بھی **گوپا** جیسی ملی۔ جن کی اور خوبیاں تو ایک طرف اُن کا حسن تقریر ایک چلتا ہوا جادو تھا۔ چنانچہ جب ان کو رسمی اور رواجی گھونگٹ اور پردہ نہ کرنے پر بعض نے بے حیا کا خطاب دیا تو انہوں نے ایک مختصر تقریر میں مدلل طور پر پردے کا اصلی مطلب عورتوں کو بتلایا۔ وہ تقریر اُن کی قابلیت پر گواہ ہے اور اُن کو عصمت و عِفّت کی دیوی قرار دلاتی ہے +

سنیاس کا پختہ ارادہ کر لینے پر ماں۔ باپ۔ بیوی اور بچے کے دُکھوں کے خیال نے مہاتما بُدھ کے دل پر اثر ضرور کیا مگر یہ کب ممکن تھا کہ جو دل سنسارک لوگوں کی پاپ آلودہ حالت اور دُکھوں سے دُکھی ہو کر اُس کے اُپائے سوچنے اور نکالنے کے لئے اپنے آپ کو خوشی خوشی دُکھوں میں ڈالے۔ اور جن سے کچھ فیض اور سُکھ پایا ہے۔ جن سے عرصہ دراز تک تعلق رہا ہے اور جو اُن کے اِس دُنیا میں آنے کے کارن بنے ہیں۔ اُن کے دُکھ

سے دُکھی نہ ہو۔ اسی لئے وہ اُن سے جُدا ہوتے وقت زار زار روئے۔
نہ اس لئے کہ آرام و آسائش میں فرق آیا +

اِس سنسار کے بندھن آہستہ آہستہ اور نامعلوم طور پر بڑھتے جاتے
اور رفتہ رفتہ اِس حد پر پُہنچ جاتے ہیں کہ پھر اِنسان اُن کو ارادہ کرنے پر
بھی نہیں کاٹ سکتا۔ چنانچہ بیٹا پیدا ہونے کی خبر سُن کر مہاتما بدھ نے کہا کہ
"ایک بندھن اور بڑھ گیا" اور اس خیال نے اُن کے دل کو جو پہلے سے
ہی نیار تھا سرو دبستاں بن کر بہت جلد سنیاس لینے پر آمادہ کر دیا +

معمولی دنیاوی کام بھی مضبوط ارادے کے لوگ ہی کامیابی کے
ساتھ پورا کر سکتے ہیں۔ پھر رُوحانی پاک کام! کہ جس میں قریبًا ساری دُنیا کی
مخالفت تو درکنار سب سے بڑھکر اپنی خواہشات اور جذبات اور ارادے نیچر
طرح طرح کے سوانگ بھر کر بِگھن ڈالنے کا کارن بنتی ہے۔ ایسا بڑا کام لیسے
غیر معمولی اور زبردست قوتِ ارادہ رکھنے والے لوگوں کے سوا اور کون پُورا
کر سکتا ہے؟ چنانچہ گھر سے چلنے کے لئے گھوڑا مانگنے پر جب **چھندک** نے
روکنا چاہا۔ تو انہوں نے کہا کہ "اگر میرے سر پر آسمان سے بجلی گر پڑے۔ کوہ
ہمالیہ میرے راستے میں آکر روک بن جاوے۔ یا سمندر اُچھل کر میرے
چاروں طرف طوفان برپا کر دے۔ تب بھی تو میرا عہد نہ ٹوٹیگا"۔ یہ چیز تھی جس
نے **سِدھارتھ کو مہاتما بدھ** بنا دیا۔ ورنہ دھرم دھرم۔ سچائی سچائی! اِنصاف
انصاف وغیرہ کی پُکار سے اُس زمانے میں بھی کان بھرے ہوئے جاتے تھے۔
اور اب تو اور بھی زیادہ۔ لیکن نتیجہ معلوم +

تعجب ہوگا کہ وہ شخص جس نے راج اور گرہست کے سُکھوں کو خود ہی

چھوڑا اور فقیرانہ بھیس میں بھیکھ سے مانگا ہوا اَن کھا اور زمین پر سو کر درویشانہ زندگی بسر کرنی شروع کی - وہ تو خوش اور بشاش ہو۔ اور وہ (**شُدھودن**) جو ابھی تک بدستور راجہ ہے اور جسے راج کے سب سُکھ میسّر ہیں بیاکل ہو کر غش پر غش کھاتا ہے اور جینے تک سے بیزار ہے۔ اِس نظارے میں انسانی جذبات کے صرف ایک چھوٹے حصے یعنی موہ کی لیلا کا ظہور ہے۔ جن لوگوں کو غور کرنے کی عادت ہے اُن کے لئے یہ امر اور بھی زیادہ توجہ کرنے کے قابل ہے کہ جب ایک جذبہ اتنا دُکھدائی ہے۔ تو جہاں کام۔ کرودھ وغیرہ چھئوں کی بادشاہت ہو۔ وہاں سُکھ کہاں ؟

اُس زمانے میں مفت تعلیم دینے کا براہمنی طریقۂ تعلیم کہ جو ثواب کا کام سمجھا جاتا تھا۔ اور فی الحقیقت ثواب کا کام ہے - رائج تھا۔ سیکڑوں طلباءُ اُس وقت کے مروجہ علوم اور جوگ و دھیان وغیرہ کی تعلیم پاتے تھے۔ کہ جو بگڑی تگڑی شکل میں ابھی تک بھی بعض تیرتھوں پر رائج ہے۔ مہاتما بُدھ نے اُن سب کو حاصل کیا۔ مگر حقیقی تسلّی نہ پاکر پھر چھ سال کے قریب سخت کٹھور سادھن کئے۔ مگر جس رتن کی انہیں تلاش تھی - وہ نہ پاکر اس طریق کو بھی چھوڑا۔ ایسی مذبذب حالت میں انسانی ادنےٰ فطرت نے جسے مار کہا گیا ہے - اُنہیں اپنے راج میں واپس جانے کی ترغیبیں دیں۔ لیکن اُن کی نہایت زبردست قوّتِ ارادہ ایسے ادنےٰ خیالات پر نہ صرف غالب ہی آئی - بلکہ اُس نے اُنکو اپنے مقصودِ اصلی کی تلاش کے میدان میں اور بھی آگے بڑھا دیا +

مہاتما بُدھ پرلے درجے کے سچا شیل تھے - اُنہیں یہ تلاش پڑی کہ وہ سنسار میں جنم۔ مرن۔ بیماری اور بڑھاپے کا دُکھ کیوں ہے ؟ اور اُس

سے کُلّی رہائی پانے کے لئے کوئی ایسا چٹان ہے کہ نہیں کہ جہاں پر بشرط پابندی قواعد خاص ہر ایک اِنسان کھڑا ہو سکے"۔ اُس وقت دھرم کے نام سے بیرونی اڈمبروں کے لباس میں جتنے طریق مروّج تھے اُن سب کو کھنگالا اور مفید مطلب نہ پاکر اُن سے توجہ ہٹائی۔ دھیان اور جوگ پر کہ جس پر خاص کر فطرتاً اُن کی نظر ٹھیرتی تھی۔ اُنہوں نے پورا زور لگایا۔ مگر چونکہ وہ یہ آنکھ کان بند کرکے خیالی پھول اور پنکھڑیاں دیکھنے یا گھنٹے گھڑیال سننے سے تسلی نہ پاسکتے تھے۔ اِس لئے اُن کے لئے اُس میں بھی ہنوز روزِ اوّل ہی رہا +

مہاتما بُدھ جیسا شخص (کہ جو گویا قوتِ ارادہ کا اوتار تھے) متلاشی ہو۔ اور ایشور یہ نیم اَنُوسار اُن کا مطلوبہ خزانہ یا اصول بھی ایشور کے مقررہ قوانین اور اُن کی پابندی میں چھپا ہوا ہو۔ اور پھر بھی نہ ملے۔ اِس کے کوئی معنے نہیں ! **مصرع** جن ڈھونڈا تِن پائیا گہرے پانی پیٹھ۔ آخر کار اُنہوں نے اُسے ڈھونڈ نکالا۔ اور دُکھ کی جڑ اوِدّیا (نیست کو ہست اور اَنِت کو نِت سمجھنا) میں دیکھی اور شانتی کی چٹان نِروان پد کو پالیا +

قدرتی طور پر بچپن سے ہی اِنسان نقل کرنے کا عادی ہے اور اِس ذریعہ سے بھلائی اور بُرائی کے سبق بسہولت اور جلدی سیکھ سکتا ہے۔ اِس لئے اِنسان کا بہترین مُطالعہ اِنسان ہی ہے۔ اور غالباً اسی بِنا پر بزرگان سلف نے بھی جب مُسلمہ اور مجربہ صداقتوں کو اپنے پیرؤوں میں پھیلانا چاہا۔ تو اُنہوں نے کہانیوں۔ روایتوں اور تمثیلوں کا ذریعہ جلدی اثر پذیر ہوتا دیکھ کر اِنہیں ذرائع کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ہندو دھرم کے اٹھارہ پُران اور نصائح کی عام درسیہ کتب۔ کلیلہ دمنہ (جو بیدپائے براہمن کی تصنیف ہے) وغیرہ اسی مُدعا کو

لے کر لکھے گئے ہیں۔ خود مہاتما بُدھ نے بھی بعض صداقتوں کو اسی پیرایہ میں ظاہر کیا ہے اور یہ سچ بھی ہے کہ ست۔ نیائے۔ منگل۔ پریم۔ ہمدردی یا دُنیائے فانی اور اسی قبیل کے الفاظ بدون مثالوں کے ایسے خشک اور پھیکے ہیں کہ عام شخص اُن کو سُن کر صرف یہ ہی نہیں کہ اُن پر عمل نہیں کر سکتا۔ یا نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ ذہنی طور پر اُنکے اصلی مُدعا اور منشاء کو سمجھ بُوجھ بھی نہیں سکتا +

انت برھمانڈ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا یعنی یہ ہماری دُنیا اور اُس کا بھی ایک نہایت چھوٹا سا حصّہ یعنی آریہ ورت بھی ایشور کے مادّی اور روحانی ظہوروں کا ایک پلیٹ فارم ہے جس پر ہر قسم کا ظہور مناسب وقت اور ضرورت کے مطابق آتا اور جاتا رہتا ہے۔ مہاتما بُدھ بھی ایسے وقت میں جبکہ براہمن لوگ اپنے دھرم کے صرف بیرونی اڈمبروں میں پھنسے ہوئے دوسری ذاتوں کو دباتے اور بڑے بن بن کر انہیں کو ٹوٹ ٹوٹ کھاتے تھے۔ اوتیرن ہوئے +

مہاتما بُدھ کو ناستک کہا جاتا ہے اور یہ سچ ہے کہ ایشور کے بارے میں اُن کا عقیدہ مُبہم تھا۔ اور خصوصاً اُس وقت کے براہمن جگ۔ بلی دان اور ہون وغیرہ میں جس قسم کے ایشور کے سامنے پرارتھنائیں کرتے اور اُن کے پُورا ہونے میں یقین رکھ کر بھی عملی زندگی میں عام انسانوں سے بہتر نہ ہوتے تھے اُس قسم کے ایشور کو اُنھوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا اور نہ اپنے پیرووں کو اُس کے یقین کرنے کی ہدایت کی +

جو شخص رات دن "ایشور ست ہیں۔ ایشور ست ہیں" رٹا کرے۔ لیکن خود ست بادی نہ ہو "ایشور مجھے پاک بنا دو۔ ایشور مجھے پاک بنا دو" پکارا کرے۔ لیکن پاک بننے کے سادھنوں اور نیموں کو پُورا نہ کر کے ناپاک زندگی

بسر کرتا رہے تو سچ مچ وہ جس قسم کے ایشور کو مانتا ہے اس کا کوئی وجود نہیں کیونکہ اگر کوئی ایسا ایشور ہوتا تو اس قسم کے روزمرہ کے منگتوں کو کچھ تو دیتا۔ ایشور کے اٹل اور اچل نیموں کی پابندی کر کے اپنے آپ کو پوتر بنانا اور ہر پہلو سے اپنے آپ کو اُن قوانین کے مطیع رکھ کر ست اور سار زندگی بسر کرنا ہی ایشور کا حقیقی یقین ہے ÷

مہاتما بُدھ نے اِس کرم قانون پر غور کیا اور اُس کی متابعت اور انحراف کے نتائج بھی خود اپنی زندگی میں محسوس کئے۔ اُدھر مذکورۂ بالا قسم کے ایشور میں یقین رکھنے والوں کو بھی خلاف ورزی قوانین کی وجہ سے دُکھ میں مبتلا پایا لہذا جو کچھ ٹھیک نظر آیا اُس کا پرچار شروع کیا۔ اور ان کی مت متانتروں کے جھگڑوں سے پاک مگر عملی پاک زندگی بخشنے والی دھرم شکھشا کو ذات کے تفرقوں اور براہمنوں سے تنگ آئے ہوئے لوگوں نے جوق جوق قبول کرنا شروع کیا۔ نیز مہاتما بُدھ کے زبردست تیاگ اور تمام جیووں کے لئے دَیا اور پریم کے زندہ نمونے نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں دلوں پر غیر معمولی اثر کر کے اُن کو دوسروں کے بھلے کے لئے اپنے آپ کو ارپن کر کے بھکشو بنا دینے کے لئے مجبور کیا۔ اور رفتہ رفتہ بھکشوؤں اور راجہ **اشوک** (کہ جو بُودھ دھرم کا سرگرم مددگار اور پُشت پناہ گزرا ہے) کی کوشش سے بُودھ دھرم دُنیا کے بہت بڑے حصّے میں پھیلا۔ اور اِس وقت بھی اس کے پیرُوؤں کی تعداد ۴۰ کروڑ بتلائی جاتی ہے کہ جو کُل دنیا کی آبادی کے تہائی حصّے کے قریب ہے۔ ہندوستان میں بھی بودھ دھرم ہزار سال کے قریب رہا۔ بُودھ دھرم کے ہندوستان سے قریباً نیست و نابود ہو جانے کی مختلف وجوہات

تبلائی جاتی ہیں کہ جن پر صحیح رائے قایم کرنا ذرا مشکل ہے۔ تاہم مذہبی تواریخ تبلاتی ہے کہ رُوحانی موت باہر سے نہیں بلکہ بھیتر سے شروع ہوا کرتی ہے +

کہا جاتا ہے کہ صرف بھکشو ہی بُودھ دھرم کے اصلی پیرو سمجھے جاتے اور گرہستی لوگ کہ جن کی تعداد زیادہ تھی بطور سہایک اور انُوراگی کے خیال کئے جاتے تھے۔ جب بھکشوؤں کی مانتا بڑھ گئی اور وہ رفتہ رفتہ عیش پسند ہوگئے اور اِس طرح پر اندرونی زوال کے دن آگئے تو بیرونی طور پر بھی شنکراچارج وغیرہ نے بُودھ دھرم کی طاقت کو کمزور کرکے اس کا نام ہی ایک معنوں میں آریہ ورت سے اٹھا دیا۔ اور اِدھر ہندو دھرم نے جگ وغیرہ میں جیوؤں کے بلی دان وغیرہ کو بند کرکے اَہنسا (جیو ہتیا نہ کرنا) کے اصول کو بودھ دھرم سے اپنے میں جذب کیا اور بھگتی شاستروں کو سچ کر اور اُن کا پرچار کرکے بُودھ دھرم کے انوراگی گرہستی لوگوں کو بھی اپنی فراخ گود میں لے لیا +

مہاتما بُدّھ کی مخصوص اور غیر معمولی قابلیت ضرور ایسی تھی کہ اُنہوں نے قانون کے پیچھے کسی مقنن کی تلاش کرنے کی پرواہ نہ کرکے یا اپنے لئے اس کی ضرورت نہ دیکھ کر بھی قانون کی متابعت سے سر نہ پھیرا۔ لیکن ہر شخص **بُدّھ** نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہر ایک انسانی دماغ ایشور کو قوانین کے رُوپ میں دیکھ سکتا ہے +

یہ سچ ہے کہ مغالطہ دونوں طرف ہے۔ یعنی ایک طرف ایشور کو ساتویں آسمان پر بٹھانا اور سفارشوں یا اُس کے نیموں کی پابندی کئے بدون تعریفوں اور دُعاوں سے خوش ہو جانے والا اور بہشت یا مُکتی عطا کرنے والا یقین کر لینا اور دوسری طرف صرف قوانین کو بلا مقنن کے خیال کر لینا مگر قوانین کی پیروی

اپنی کمزوریوں یا لاپروائیوں کی وجہ سے نہ کرکے اور اُن کے پیچھے کوئی زبردست طاقت بھی کہ جو اپنے قوانین کی متابعت چاہتی ہے نہ دیکھ کر سنسارک سُکھوں یعنی اَوِدیا کے دُکھوں میں مبتلا ہو جانا - یہ دونوں ہی راستے غلط ہیں مگر قوانین کے پیچھے مقنن کو دیکھنے والوں کا سیدھے راستے پر جلد پھر آنا زیادہ قرین قیاس ہے +

براہمو دھرم کے پیرؤوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر ایک مہاپُرش کی زندگی اور تعلیم میں جو کُچھ خوبی اور دھرم بھاؤ موجود ہے اُس کو پرماتما کا (نوع انسان کے لئے) عطیہ سمجھ کر حتےّ الوسع خود اُس کی قدر اور پیروی کرتے اور دوسرے گُن گراہی لوگوں تک بھی اُن گُنوں کو پھیلاتے ہیں - کہ جس سے اُن کا بھی منگل ہو +

"فلاں ہمارا بھائی ہے اور فلاں نہیں" ایسا خیال تنگدل لوگوں کا ہے ایک اُودار دل اِنسان کے نزدیک ساری دنیا اُس کا گھر اور تمام بنی نوع اُس کی برادری ہے اور اسی قاعدے کے مطابق دُنیا کے ہر ایک حِصّہ کے مہاتماؤں کی شردھا اور تعظیم کرنا ہمارا فرض - اور اُن کی زندگی اور تعلیم کی خوبیاں ہماری میراث ہیں اور جس حد تک اُن گُنوں کو ہم اپنی زندگی میں جذب اور پیروی کرکے اپنا بنا لیتے ہیں وہی ہمارا حقیقی اور ساتھ جانے والا دھن ہے اور جتنے لوگ اِس دھن سے دھنی ہیں - وہی دھن دھن ہیں +

اِسی منگل اِچھا کے بھاؤ سے متحرک ہو کر اور نیز چونکہ مہتما بدھ کی کشمکش اور کامیابی کی سرگزشت ہمارے ہی ملک کا ایک ایسا سچا واقعہ ہے کہ جو دُنیا بھر کی مذہبی تواریخ میں اپنی آپ ہی نظیر ہے - اور چونکہ مجھے خود اس سوانح

عمری کے پڑھنے سے عملی طور پر دھرم سادھن اور زندگی کی کشمکشوں میں مضبوط قوتِ ارادہ رکھنے وغیرہ کا بہت کچھ فائدہ پہنچا ہے۔ اس لئے بالخصوص اُردو خوانوں کی روحانی بھلائی اور دھرم کی طرف اُن کا لگاؤ بڑھانے اور کسی صداقت کو معلوم کرکے مضبوط قوت ارادہ کے ذریعے سادھن دوارا اُس کو اپنی زندگی میں عمل کرنے کے بھاؤ کو بڑھانے کی غرض سے **مہاتما بُدھ** کی مثال کو سامنے رکھنے کے لئے میں نے "**بُدھ دیو چرِت** اور **بُودھ دھرم کا مختصر بیان**" نامی بنگلہ زبان کی کتاب مصنفہ بابو کرشن کمار متر بی۔اے ممبر سادھارن براہمو سماج سے اُسے اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اور دھرم سادھن کے مسافروں اور عام شائقین کی خدمت میں یہ چند اوراق پیش کرتا ہوں تاکہ وہ انہیں پڑھ کر اپنے لئے کچھ نہ کچھ مفید سبق سیکھیں۔ اگر ایک شخص کو بھی اس کتاب کے پڑھنے سے دھرم راہ کی طرف قدم اُٹھانے کا موقع ملے تو میں اپنی اس کوشش کو سپھل سمجھونگا +

اُس مہان پرمیشور سے کہ جن کے انتظام میں یہ ساری کائنات ہے میری دلی پرارتھنا ہے کہ یہ کتاب میرے ہموطنوں کے لئے مفید اور برکت دہ ثابت ہو +

مہاتما موصوف کی زندگی کے باقی حالات دوسرے حصے میں ملینگے +

لاہور
۲۷ دسمبر ۱۹۰۰ء

پرکاش دیو

دیباچہ طبع سوم

پہلے سنہ ۱۹۰۰ء میں اس کتاب کے ہزار نسخے چھپوائے گئے تھے - جو تھوڑے ہی عرصہ میں فروخت ہو چکے اس لئے دوبارہ سنہ ۱۹۰۴ء میں مناسب ترمیم کے بعد پھر چھپوائی گئی +

پہلی اور دوسری اشاعت کے اسقدر جلد فروخت ہونے نے جہاں مجھے خریدار اصحاب کی قدردانی اور دیگر ناظرین کی قدرافزائی کا شکریہ ادا کرنے کا موقع دیا ہے - وہاں یہ اندازہ کرنے کا موقع بھی حاصل ہوا ہے - کہ ہزار جلدیں کم از کم دو ہزار اصحاب کی نظر سے گزری ہونگی اور متواتر فرمایشوں سے معلوم ہوتا ہے - کہ اس کتاب نے لوگوں کی طبیعتوں پر بہت اچھا اثر پیدا کیا ہے اور یہی میرا مقصد تھا - نیز پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی اور ریاست پٹیالہ کے محکمہ تعلیم کی طرف سے بھی اس کی جلدیں خرید کی گئیں +

اس قدردانی اور قدرافزائی نے مجھے سہ بارہ شایع کرنے کی جرأت دلائی ہے +

امید - کہ جو اصحاب اس کو مطالع کرینگے وہ اسکو دلچسپ پاکر نہ صرف خود مستفید ہونگے - بلکہ اس کی اشاعت بڑھا کر دوسروں کو بھی مستفید ہونے کا موقع دینے کا ثواب حاصل کرینگے +

لاہور - مئی سنہ ۱۹۱۳ء

پرکاش دیو

فہرست مضامین

بدھ دیو جی کی سوانح عمری

بنام آنکہ او نامے ندارد　　بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

پہلا باب

پیدائش کا حال

نیپال کے جنوب میں کپل وستو[۱] نامی ایک شہر آباد تھا۔ اور ایک چھوٹی سی ندی برفانی پہاڑ کے دامن سے نکل کر قریباً پندرہ کوس کا فاصلہ طے کر کے اس شہر کے مغربی حصہ کو سیراب کرتی ہوئی جنوب کی سمت میں بہتی تھی۔ اس ندی کا قدیمی نام بان گنگا ہے۔ کپل وستو ایک چھوٹی سی پہاڑی

---

[۱] برٹش انڈیا کی حد سے ۱۱ میل شمال کی طرف اور ضلع بستی کے بارڈر پور گاؤں سے ۷ میل شمال مغرب میں بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے کے اسکا بازار سٹیشن سے ۱۲ میل شمال مغرب کی طرف کپل وستو کے کھنڈرات پائے گئے ہیں۔

بان گنگا ندی کے مشرقی کنارے پر ساکارو نامی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس گاؤں کے شمال مغرب میں ایک بہت بڑا جنگل ہے۔ اس جنگل میں کسی جگہ اینٹ کے ستون اور کہیں پر تالاب کے ٹوٹے ہوئے حصے اور کہیں دس گیارہ ہاتھ فصیل اور دبے ہوئے مندروں کے کلس (چوٹی) دکھائی دیتے ہیں۔ اس جنگل کے اس طرف نگلور نامی بستی ہے۔ اس گاؤں کے نزدیک راجہ اشوک کا نصب

(بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

ریاست کا راج دھانی تھا۔ اُس کے شمال میں کوہ ہمالیہ کی اونچی چوٹی اننت آکاش سے مل گئی ہے۔ منگولیا قوم اسی خطۂ زمین میں بستی بنا کر اور کوہستان کے دکھ اور سکھ بھوگ کر پہاڑی زندگی بسر کرتی تھی۔ اس کے مغرب میں آریہ رشیوں کی پاک شہرت کی جگہ نیمشارنیہ اور جنوب میں طاقتور اور فخر کرنے والا کوشل راج مشرق میں مشہور مگدھ راج تھا جس کی شہرت سب سے پہلے دُنیا میں پھیلی تھی +

ایسی طاقتور قوموں سے محیط ہو کر اکشواکو[ل] خاندان کی شاکیہ کُل کپل وستو راج میں باس کرتی تھی +

شاکیہ لوگ کھیتی کر کے اور مویشی پال کر اپنا گزارہ کرتے تھے۔ نیز کبھی کبھی جنگجو پہاڑی قوم کے لڑاکے ہمسایوں کے ساتھ سخت لڑائی میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت مسیح سے چھ سو برس پہلے شاکیہ خاندان میں شدھودن نامی ایک راجہ راج کرتا تھا۔ شدھودن پرم دھارمک راجہ تھا۔ اُس کے ایام سلطنت میں شاکیہ خاندان کو سب قسم کے سامان حاصل تھے۔ سُکھ اور شانتی۔ پریم اور پُن مُلک کے تمام حصّوں میں موجود تھا۔ رعیت کی بھلائی اور آرام کے لئے راجہ دِن رات مصروف رہتا تھا۔ اسی وجہ سے غریبوں پر ظلم اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳) گیا ہوا سنگ موسیٰ کا ایک ستون پایا گیا ہے۔ یہ ستون پاؤں کے پاس سے ٹوٹ کر زمین پر گرا ہوا ہے۔ جس کی لمبائی ۱۲ ہاتھ ہے۔ راجہ اشوک کے عہد سلطنت کے تئیسویں سال میں یہ ستون کھڑا کیا گیا تھا۔ اس پر ناگری بھاشا میں کپل وستو کا جائے وقوع لکھا ہوا ہے +

ل کہتے ہیں کہ اکشواکو خاندان میں سے کسی شخص نے جس کو اُس کے باپ نے بددعا دی تھی گوتم خاندان کے کپل مُنی کے آشرم میں شاک کے درخت میں چھپ کر باس کیا تھا اسی واسطے یہ خاندان شاکیہ اور گوتم دونوں ناموں سے مشہور ہوتا ہے +

دُکھیاروں پر سختی کرنا اُس کی سلطنت میں ممکن نہ تھا۔ امیر و غریب۔ عالم اور جاہل اُس کے راج میں نہایت آرام اور سُکھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے +

کپل وستو کے مشرق کی طرف کلی نامی ایک چھوٹی سی ریاست تھی۔ دیو دہ نگر اس ریاست کا دارالسلطنت تھا۔ راجہ شُدھودن نے کلی کے مالک راجہ انجن کی دونوں لڑکیوں مہامایا اور پرجاوتی کے ساتھ شادی کی۔ پرجاوتی کا دوسرا نام گوتمی تھا۔ مہامایا کیا قابلیت اور کیا خوبصورتی دونو کے لحاظ سے ایک لاثانی عورت تھی۔ وہ اپنے خاوند کے پیارے اور دل پسندیدہ کام کرنے والی۔ داس اور داسیوں کو پیار اور محبت سے بلانے والی۔ اور شہر کے لوگوں کو راحت دینے والی تھی۔ وہ جس گھر کی گرہ لکشمی تھی وہاں جھگڑہ فساد۔ حسد۔ کینہ داخل نہیں ہونے پاتا تھا۔ حلیم الطبع راست گو شیریں کلام۔ مہامایا آنند کا چشمہ اور محبت و صداقت کا گویا اوتار تھی۔ دُکھیوں اور بیکسوں کا سہارا اور مصیبت زدوں کا آسرا تھی +

مہاراجہ شُدھودن کو دیکھ کر ہر شخص کہ سکتا تھا کہ وہ ہمہ وقت غم اور دُکھ کے سمندر میں ڈوبے رہتے تھے۔ اُن کو کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ اُن کا خزانہ جواہرات اور دولت سے پُر تھا۔ اقارب اور رشتہ دار۔ داس اور داسی۔ ہاتھی گھوڑے۔ راج محل انند بازار جسمانی طاقت اور حسن میں وہ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ زندگی کی ہمیشہ کی ساتھی مہامایا آرام دینے والی۔ خوبصورتی اور لیاقت کے لحاظ سے دل کو موہت کرنے والی بہمہ اوصاف موصوف تھی۔ تمام سلطنت میں شانتی سُکھ اور با ترتیبی۔ تمام زمین زرخیز۔ رعیت کے گھر میں آنند اُتسب۔ راج میں کسی جگہ اشنتوش نہ تھا۔ راج کے باہر کوئی دشمن نہ تھا۔ تو د مہاراجہ

نے جان بُوجھ کر کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ جھوٹ اور بے انصافی کے کام میں کبھی شامل نہیں ہوا۔ پاپ سے دل اور دماغ کو کبھی ناپاک نہیں کیا پھر بھی راجہ ہمیشہ کیوں غمگین۔ کیوں چہرے پر اس قدر پژمردگی۔ اور راج پُری کے انند کے شور و غل میں بھی ہمیشہ غم کی کالی گھٹا اُن کے چہرے پر چھائی رہتی تھی؟ وجہ صرف یہ تھی کہ مہاراجہ شُدھودن نے دو شادیاں کیں لیکن دونوں ہی بیویاں اولاد سے محروم! مہارانی کے عمر کے چوالیس برس گزرنے پر آئے۔ لیکن تب بھی اولاد کا مُنہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ جوں جوں عمر بڑھتی گئی۔ راجہ کے دل کو زیادہ سے زیادہ فکر اور رنج رہنے لگا۔ اور یہ خیال اور فکر اُن کو روز بروز زیادہ سے زیادہ دُکھ دینے لگا کہ لڑکے کے بغیر "پُن نام نرک سے اور کون اودھار کریگا" جس کے باعث ان کا جسم بھی روز بروز کمزور ہوتا جاتا تھا۔ لیکن جو امر انسان کی طاقت سے باہر ہے اس کے لئے فکر کرنے اور دُکھ اُٹھانے سے کیا فائدہ؟ اِیشور کی کرپا بغیر لڑکے کا مُنہ دیکھنا کس کو نصیب ہوتا ہے؟ راجہ اور رانی یہ خیال کر کے کہ بس اب سے شاکیہ خاندان کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا۔ اپنے آخری دن کا انتظار کرتے تھے +

کپِل وستو شہر میں وکھشیا ین اُتسب کی بڑی دھوم دھام کا دن آ پہنچا۔ اور شاکیہ لوگ دنیاوی کاروبار سے فارغ ہو کر اُتسب کے لئے متوالے ہوئے تھے۔ چاروں طرف خوبصورت پھولوں کے خوبصورت گلدستے خوشبودار پھولوں کی خوشبودار روشیں شاہراہ کے دونوں طرف پُشپ مالا۔ ہر ایک گھر میں پھول بچھے ہوئے۔ گھر میں پھولوں کی سیج۔ مرد عورت پھولوں سے آراستہ۔

غرض تمام نگری پھولوں کی خوشبو سے مہک اُٹھی۔ اگرچہ رانی عمر رسیدہ ہو گئی تھی لیکن اِس قومی اُتسب میں بھلا شامل ہوئے بغیر کون رہ سکتا ہے۔ رانی نے اُتسب کی ترنگ میں دل کھول کر چھ دن تو گزار دئے۔ ساتویں دن سورج نکلتے ہی بستر سے اُٹھ کر اشنان کیا۔ غریبوں کو بہت سا دان دیا۔ اور طرح طرح کے زیوروں سے آراستہ ہو کر اور زریں اور جواہرات سے پُر پوشاک پہن کر راجہ کے آرام خانہ میں داخل ہوئیں۔ اور محل کے ایک خوبصورت کمرے میں راج بستر پر سو رہیں۔ مہامایا نے اس حالت میں ایک خواب دیکھا۔ کہ "چار سُورگی دیوتے اُن کی نرم اور ملائم سیج کو اُٹھا کر ہمالیہ کی چوٹی پر لے گئے اور ساٹھ جوجن[1] وسیع سونے کے میدان میں سات جوجن لمبے اور خوبصورت سایہ دار درخت کے نیچے اُس کو اُتار کر بہت دُور جا کر کھڑے ہو گئے راج رانی نے ایک: لاب کے جل میں اسنان کر کے دُنیاوی پاپوں سے اپنے آپ کو شدھ کر لیا۔ اور پھر ایک خوبصورت پوشاک پہن کر اور اپنے آپ کو سورگی پھولوں سے آراستہ کر کے ایک غیر معمولی حسن و جمال پایا۔ شال کے درخت کے نزدیک ہی رُوپہرے پہاڑ کے اوپر ایک سنہری محل میں ایک سورگی سیج بچھائی گئی اور مہامایا اُس سیج پر سو رہیں۔ اتنے میں ایک ہاتھی اپنی سفید سونڈ میں ایک سفید پدم لئے ہوئے اپنی گرج سے چہار سمت تہلکہ ڈالتا ہوا اُسی محل میں آموجود ہوا اور زمین بر مستک کو جھکایا۔ اور رانی کے دائیں پہلو کو چیر کر پیٹ میں داخل ہوا"۔ اس کے بعد ہی مہامایا کی آنکھ کھُل گئی۔ مہامایا نے اس خواب کو راجا سے بیان کیا۔ راجا نے اس کی تعبیر معلوم کرنے کیلئے چونسٹھ جوتش دان برہمنوں کو

[1] ایک جوجن ۴ کوس کا ہوتا ہے +

بُلایا۔ اُن جوتشیوں نے خواب کا تمام حال سُن کر کہا کہ "مہاراج آپ کچھ فکر نہ کیجئے۔ رانی صاحبہ کو امید ہے اس دفعہ آپ کے گھر میں لڑکا جنم لیگا۔ اگر اس لڑکے نے گرہ دھرم پالن کیا تو تمام پرتھوی کا راجا ہوگا اور اگر دھرم آشرم قبول کیا تو تمام دنیا کی جہالت اور پاپ کا بوجھ دور کریگا +

آج اُتسب کا آخری دن اور پُورنماشی ہے۔ ہوا چاروں طرف سے آنند پھیلا رہی ہے۔ پرند چہچہا رہے ہیں۔ چندرما اپنی جوتسنا ٹھنڈی روشنی پھیلا رہا ہے۔ ہر طرف پھُول کھلے ہوئے ہیں۔ درختوں کی شاخوں اور بیلوں کے پتّوں پر پھُولوں کے گچھے کے گچھے دکھائی دیتے ہیں۔ چرند۔ پرند۔ جڑ اور چیتن سب ہی تو متوارے ہو رہے ہیں۔ ایسے مُبارک دن جب مہامایا کو اُمید ٹھہری۔ تو راجا کی خوشی اور آنند کا کیا ٹھکانہ تھا۔ شہر کے لوگ ایک تو اُتسب میں ہی مست تھے پھر اُس پر یہ خوشخبری! سارا نگر آنند کی جے دھنی سے بھر گیا۔ چاروں طرف کے پہاڑوں کو اس جے دھنی کی گونج نے گونجا دیا۔ برسوں کے قیدیوں نے قید خانہ سے آزاد ہو کر اس آنند میں جوگ دیا اور بھکشکوں نے دان میں بہت روپیہ پاکر اس آنند کو اور بھی بڑھا دیا۔ راجا اور رانی کے آنند کو کن لفظوں میں بیان کیا جاوے؟ نا اُمید اور ٹوٹے ہوئے دل کو اُمید ملنے پر جو خوشی ملتی ہے۔ مردہ لڑکے کے پھر زندہ ہو جانے پر جو آنند اُس کی دُکھیا ماں کو ہوتا ہے۔ بس راجا اور رانی کو بھی آج وہی خوشی اور آنند پراپت ہوا ہے بلکہ سچ یُوں ہے کہ کسی تحریر کے ذریعے سے اُس خوشی کا اظہار بہت مشکل ہے۔ ناظرین خود ہی اپنی قوتِ تخیلہ کے ذریعے اُس کا خیال باندھ سکتے ہیں +

پینتالیس برس کی عمر میں مہامایا جی گربھ وتی (حاملہ) ہو کر دن بدن زیادہ

سے زیادہ حسن قبول کرنے لگیں۔ خوبصورت بلوان اور دھارمک لڑکا پیدا ہونے کی آرزو برآنے سے مہا مایا ہمیشہ بشاش اور خوش رہنے لگیں اور ہمیشہ ایشور چنتا اور دھیان میں من لگائے رکھنے کی وجہ سے کوئی نفسانی خواہش اُنکے پاس بھی نہ پھٹکنے پاتی تھی۔ غرض اس طرح پر پوتر ہردے اور سوامی کے آدر اور پیار سے خوش دل رہ کر نو مہینے گزارے۔ دسویں مہینے کے نزدیک آنے پر ایک دن مہا مایا نے راجہ سے کہا کہ "راجن! اس وقت میرے لئے اپنے پتا کے ہاں دیودہ نگر میں جانا منگل کاری ہے"۔ راجا نے بھی بہت سوچ بچار کے بعد رانی کی اس خواہش کو قبول کیا اور اُن کو اُنکے پتا کے ہاں جانے کی اجازت دی +

کپل وستو سے دیودہ نگر تک تمام راستہ ہموار اور کیلے کے پتوں کی محرابوں پانی کے گھڑوں اور جھنڈیوں کے ذریعے سے شاہراہ کو آراستہ کیا گیا۔ رانی سونے کی گاڑی میں سوار ہو کر بہت سے نوکر چاکروں کے ساتھ اپنے پتا کے گھر کی طرف روانہ ہوئیں +

راستہ میں لمبنی[لہ] نامی آرام باغ کی نہایت من موہنی بسنتی شوبھا کو دیکھ کر

لہ لمبنی باغ نیپال کے پادڑیا گاؤں کے نزدیک واقع تھا۔ اشوک نے اپنے سن جلوس کے اکیسویں سال میں بدھ دیوجی کے جنم استھان کو دیکھنے کی خواہش سے لمبنی باغ میں جا کر پتھر کا ایک ستون قایم کیا تھا۔ یہ ستون اب بھی وہاں پر موجود ہے۔ اور اُس پر کھدے ہوئے الفاظ اس وقت بھی ویسے ہی ٹھیک حالت میں موجود ہیں۔ لمبنی باغ کپل وستو سے ۱۲ میل مشرق کی طرف برٹش انڈیا کی حد سے ۵ میل شمال کی طرف اور ضلع بستی کے دلوا گاؤں سے ۶ میل کے فاصلے پر تیلیر ندی کے کنارے پر واقع تھا۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد مہا مایا جی نے جس تالاب میں اشنان کیا تھا اُس کے نشانات اب بھی دکھائی دیتے ہیں +

رانی کا دل موہت ہوگیا۔ پھل اور پھولوں کے بوجھے سے جُھکے ہوئے درختوں کی خوبصورتی۔ بھنوروں کے آنند اور پرندوں کے سنگیت کے اوچھواس (سُرور) نے اُنکے دل میں ایک عجیب کشش پیدا کی اور رانی آرام باغ میں اُتر پڑیں۔ اِدھر اُدھر ٹہلتی ہوئی شال کے درختوں کے احاطہ میں پہنچیں۔ اور جب اُنہوں نے شال درخت کے نئے نئے پتّے اور چکنی چکنی کونپلوں کو توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اُسی وقت دردِ زہ شروع ہوا۔ اور کھڑے ہی کھڑے ایک لڑکا پیدا ہوا +

غرض حضرت مسیح سے قریبًا ۵۵۰ برس پہلے بسنت پورنماشی کے دن۔ شال درخت کے نیچے۔ بُدھ دیو اس دنیا میں اوتیرن ہوئے[1] +

مہامایا کے لڑکا پیدا ہونے کی خوشخبری سُن کر کپل وستو اور دیودہ کے لوگ اپنے اپنے شہروں کو چھوڑ کر باغ کی طرف دوڑے۔ مرد اور عورتوں کی آنند دُھنی سے وہ باغ جو پہلے سُنسان اور سنّاٹے کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ شور و غل سے بھر گیا۔ سب مل کر خوشی کے نعرے مارنے لگے اور ماتا اور پُتر کو لے کر کپل وستو شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں باجوں کی میٹھی اور سریلی آواز عورتوں کے منگلاچار اور گیت۔ بندنا کرنے والوں کے ستوتی کیرتن سے تمام شہر میں آنند کا شور مچ گیا۔ اور راج محل کے رہنے والے شِشو (بچہ) کو اشیرباد

[1] دُنیا کے ہر ایک بانی مذہب کی پیدائش کے حالات کو ہمیشہ ہی غیر معمولی طور سے بیان کیا گیا ہے۔ اور اُنکے ساتھ طرح طرح کے معجزے اور ناممکن الوقوع باتیں منسوب کیگئی ہیں۔ بُدھ دیو کی پیدائش کا واقعہ بھی بہت سی غیر معمولی گھٹناؤں معجزوں اور کراماتوں سے پُر بیان کیا جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے ملک کی تواریخ اس سوال کا کچھ بھی جواب نہیں دیتی کہ مہاتما بُدھ کس سال میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ بھی یورپ کے عالموں نے تحقیقات کر کے لکھا ہے کہ وہ سن عیسوی سے قریبًا ۵۵۰ برس پہلے پیدا ہوئے تھے +

کر کے گھر میں لے گئے ۔

اس خوشی کے سورج کو طلوع ہوئے ابھی پورے آٹھ دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ بچّہ کی پیدائش کے سات روز بعد مہامایا اس دنیا سے کوچ کر گئیں۔ جو مہامایا اپنے سوامی کی آنکھوں کی روشنی اور ہمیشہ آنند دینے والی تھیں۔ جو گھر کی لکشمی اور داس داسیوں کا کلیان کرنے والی تھیں جو اپنے رشتہ داروں کو خوش کرنے والی اور محل کے ہر ایک شخص کا بھلا چاہنے والی تھیں وہی اس آنند اتسب کے دنوں میں اس لوک کو چھوڑ کر اور سب کو غم و الم میں ڈال کر پرلوک کو چلی گئیں۔ خوشی سے بھرے ہوئے گھر میں ماتم پڑ گیا۔ بلکہ تمام کپل وستو میں غم کی کالی گھٹا چھا گئی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بچے کے جنم استھان کو بے وقت چھوڑنے کی وجہ سے ہی ان کی بے وقت موت وقوع میں آئی تھی !!!

دوسرا باب

بچپن کی زندگی

راجہ شُدھودن نے بیٹے کے مُکھڑے کو دیکھ کر جس طرح بن پڑا زندگی کی ساتھی مہامایا کی موت کے سخت رنج کو برداشت کیا۔ راجا کی دوسری بیوی گوتمی جی نے بچّے کی پرورش کا بوجھ بہت خوشی کے ساتھ اپنے سر پر لیا۔ اور بچہ اپنی سوتیلی ماں کی گود میں چندرما کی کلا کی طرح دِن بدن بڑھنے لگا۔ اور جسم کے نشو و نما ہونے کے ساتھ اُس کے چہرے کا جلال اور حسن بھی زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونے لگا۔ یہاں تک کہ نام کرن[1] کی رسم کا دن نزدیک آپہنچا +

شدھودن نے خیال کیا کہ جس کے جنم لیتے ہی میری تمام دلی آرزوئیں اور مرادیں برآئی ہیں " سدھارتھ " اُس کا مناسب اور موزوں نام ہے۔ یہ سوچ کر لڑکے کا نام سِدھارتھ رکھا۔ بڑی دھوم دھام کے ساتھ نام کرن کی رسم ادا کی گئی۔ اس رسم کی تقریب میں اس قدر روپیہ دان دیا کہ کپل وستو میں کوئی شخص غریب نہ رہا +

[1] نام کرن کی رسم کی تقریب میں رام ۔ دھوج ۔ لکھشمن ۔ منترن ۔ کونڈانیہ ۔ بھوج ۔ سُودام اور سوورت آٹھ شخص جوتشی اور اِندریہ جیت (خواہشات کو قابو رکھنے والے) براہمن بلائے گئے تھے۔ ان میں سے سات شخصوں نے دو انگلیاں اُٹھا کر کہا کہ " جس کے جسم میں یہ علامتیں پائی جاتی ہوں اگر وہ گرہ آشرم (گرہستی) ہو تو چکرورتی راجا ہوگا۔ اور اگر سنیاس آشرم قبول کرے تو بدھ ہوگا " ان براہمنوں میں سے کونڈانیہ رشی نے جو سب سے چھوٹا تھا ایک انگلی اُٹھا کر کہا کہ " یہ لڑکا کبھی بھی گھر میں نہ رہیگا

(بقیہ صفحہ ۲۳ پر)

آہستہ آہستہ کمار سدھارتھ رمضبوط) اور طاقتور ہونے لگا۔ اور مناسب وقت پر وِدیا سیکھنی شروع کی۔ کمار فطرتاً دھیر رسلیم الطبع) اور شانت رحلیم) تھا۔ بچوں میں جو عام طور پر متلون مزاجی پائی جاتی ہے وہ اس میں نہ دیکھی جاتی تھی۔ اُس کو اوروں کی طرح کھیل کود میں خوشی حاصل نہ ہوتی تھی۔ اِس لئے چند روز میں ہی اُس نے تعلیم میں اچھی قابلیت حاصل کرلی +

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲) میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہ بدھ ہوگا۔ اور دُنیا کا پاپ اور اگیان رگناہ اور جہالت) دُور کریگا"۔ راجا نے پُوچھا کہ "میرا لڑکا کیا دیکھ کر سنسار کو تیاگ کریگا"؟ براہمنوں نے کہا "بڑھاپے سے کمزور ہوا ہوا بوڑھا۔ بیمار۔ لاش اور بھکشو رتارک الدنیا سادھو) اِن چار نظاروں کو دیکھ کر دُنیا کو چھوڑیگا"۔ راجا نے خیال کیا کہ "آج سے ہی ان چاروں نظاروں میں سے ایک کو بھی لڑکے کے سامنے نہ آنے دونگا۔ بُدھ ہونے سے ہمیں کیا فائدہ؟ میں تو چاہتا ہوں کہ میرا لڑکا تمام روئے زمین کا راجا دھیراج رشہنشاہ) ہو"۔ یہ سوچ کر راجا نے شہر کے چاروں طرف ایک ایک کوس تک پہرے دار بٹھلا دئے اور ممانعت کردی کہ مذکورہ بالا چار قسم کے نظاروں میں سے کوئی بھی اِس حد کے اندر داخل نہ ہونے پائے +

مگر شُدھودن! بِدھاتا جس کو کسی کام کے واسطے کھینچتے ہیں انسان کی طاقت کیا ہے کہ اُس کو سنسار میں بند کر رکھ سکے؟

نام کرن کے دن بہت سے شاکیہ لوگوں نے یہ کہہ کر اپنے لڑکوں کو راج پتر کے چرنوں میں ڈال دیا کہ "اگر آپ بُدھ ہوں تو یہ لوگ کھتری سنیاسی ہو کر زندگی بسر کرینگے اور اگر آپ چکرورتی راجا ہونگے تو یہ آپ کے سبھاسد (امیر وزیر) ہو کر رہینگے +

براہمنوں نے گھر واپس جاکر اپنے لڑکوں کو کہا۔ کہ "ہم تو بوڑھے ہوگئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ راج پتر کے بُدھتو حاصل کرنے تک زندہ رہینگے یا نہیں۔ لیکن تم اُسکے دھرم کی پیروی کرنا۔ کونڈنیہ کی

(بقیہ صفحہ ۲۴ پر)

عمر اور گیان کی بیشی کے ساتھ ساتھ کمار گمبھیر اور چنتاشیل (خوض و فکر کرنے والا) ہونے لگا۔ راج پوری کے شور و غل سے الگ ہو کر خلوت میں رہنا اُسے بہت پسند تھا۔ شہر کی مصنوعی خوبصورتی کو چھوڑ کر پرکرتی کے قدرتی سہاونے جنگل میں رہنے کو پسند کرنے لگا۔ کبھی کبھی شاہی محل سے بہت دُور کسانوں کے گاؤں میں چلا جاتا اور ایسی گہری چنتا میں ڈوب جاتا کہ ساتھی پکارنے پر بھی کچھ جواب نہ پاتے۔ بچپن سے ہی بادشاہی عظمت اور شاہانہ عیش و عشرت کمار کی گہری اندرونی بھوکھ پیاس کو دُور نہیں کر سکتے تھے۔ اور نہ بیرونی بھوگ بلاس اس کو سُکھی کر سکتا تھا +

ایک دِن جبکہ راج محل میں "ہل چلانے کا اُتسب" تھا سارے شہر میں خوشی منائی گئی۔ اہالی موالی نئی پوشاکیں اور خوشبودار پھولوں کی مالا پہن کر راج محل میں اکٹھے ہوئے۔ راجہ کے دس ہزار ہل تھے۔ اُن میں سے ایک سو سات ہل چاندی کے زیوروں سے آراستہ کیے گئے۔ ایک ہل اور اس کے سانڈوں کو قابو میں رکھنے کے لیے ناک میں ڈالی ہوئی رسّی اور چابک کو سونے سے مڑھا گیا۔ اس موقع پر راجہ پُتر کو لے کر میدان میں آ موجود ہوئے۔ وہیں بڑا گھندار جامن کا ایک درخت تھا اُس کی ٹھنڈی چھایا میں لڑکے کا بستر بچھایا گیا جس کے اُوپر سونے سے مڑھا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳) عمر چونکہ چھوٹی تھی۔ اس لئے وہ اپنی تمام دولت چھوڑ کر ارُوبلو جنگل میں جا رہے اور باپ کے ساتھ سنگرام اور بُدھ کا انتظار کرنے لگے۔ سِدھارتھ کے سنسار چھوڑنے کی خبر سن کر کونڈانیہ نے ہی مذکورہ بالا براہمنوں کے لڑکوں کو دنیا چھوڑنے کے لئے جوش دلایا تھا۔ جن میں سے تین تو اپنے بندھنوں کو نہ کاٹ سکے۔ اور چار کونڈانیہ کو اپنا گرُو بنا کر فقیر ہو گئے۔ یہی پانچ شخص بُدھ کے پہلے پانچ پردھان شش (شاگرد رشید) ہوئے تھے +

ہوا اور کناروں پر جواہرات کی جھالر لگا ہوا ایک نم گیر تانا گیا۔ اور کئی ایک نوکرانیوں سمیت کمار کو یہاں چھوڑ کر باقی کے سب لوگ ہل چلانے میں مشغول ہو گئے۔

اِس اُتسب کے موقع پر راجہ سونے کا ہل امیروزیر ایک سو سات چاندی کے ہل اور اَور کاشتکار باقی ہل چلاتے تھے۔ راجہ کھیت کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ہل چلا کر چلے جاتے تھے اور ساتھی ایک دفعہ اس طرف اور ایک دفعہ اُس طرف ہل چلایا کرتے تھے۔

اس خوشی کو دیکھنے کے لئے ساری گوپی وستو اپنے گھروں سے باہر نکل آئی۔ نوکرانیوں سے بھی نہ رہا گیا جو کمار کی حفاظت کے لئے چھوڑی گئی تھیں اُن کو اکیلا چھوڑ کر کھیت کے کنارے پر چلی گئیں۔ جب کمار نے اکانت دیکھی تو وہیں جامن کے درخت کے نیچے گہرے دھیان میں مگن ہو گئے۔

بہت دیر کے بعد جب نوکرانیوں نے آکر دیکھا کہ کمار بے حس و حرکت چپ چاپ آنکھیں بند کئے ہوئے بیٹھا ہے تو سب دوڑتی ہوئی راجہ کے پاس گئیں اور یہ حال بیان کیا۔ راجہ بھی پہاڑ کی طرح اٹل۔ تالاب کی طرح چپ چاپ اور بے حس و حرکت کہ جس سطح آب پر ہوا کا جھکولا نہیں لگتا۔ تاروں سے محیط چاند کی طرح پُرجلال اور خوبصورت اور پریم سے روشن چہرے والے کمار کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور متعجب ہو کر اُسے پکارا۔ دھیان ٹوٹ جانے پر کمار نے کہا کہ "پتا! کھیتی کے کام سے کتنے ہی جیو مرتے ہیں۔ اِس لئے آپ ایسے کام کو چھوڑ دیں"۔

اِس سے پتہ لگتا ہے کہ اس چھوٹی سی عمر میں ہی جیووں پر دیا کا بھاؤ کمار کے دل میں جاگ اُٹھا تھا۔

تیسرا باب

شادی کا جال

یہ دُنیا ایک عجیب و غریب مقام ہے۔ جن لوگوں کی روزمرہ کی خوراک ساگ پات ہے۔ جن کو ٹوٹی ہوئی جھونپڑی بھی سر چھپانے کے لئے نصیب نہیں ہوتی۔ جو پھٹے پُرانے اور میلے کچیلے کپڑوں سے تجانوارن ستر پوشی کرتے ہیں۔ وہ لوگ خیال باندھتے ہیں کہ راج محل کیسے سکھ کی جگہ ہوگی۔ شوک اور دُکھ۔ بھوکھ اور پیاس کا راج محل میں دخل نہ ہوگا۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک یہ منصب دُکھ اور تکلیف کی پہنچ سے پرے ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ دولت سے ہی تمام دُکھ مِٹ جاتے ہیں۔ دوسری طرف اُن لوگوں کو دیکھو جو لوگ بھوگ بلاس میں پلے ہیں۔ کھانے پینے کی تکلیف یا دولت کی احتیاج جنہوں نے زندگی بھر میں نہیں دیکھی۔ اُن میں سے کتنے ہی لوگ حقیقی سُکھ کی تلاش میں بھکشا پاتر ہاتھ میں لے کر سنسار چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ تمام تبدیلی پذیر چیزوں میں ایک غیر مُتبدل۔ تمام اسار جگت کے اندر سارپدارتھ حاصل کرنے کے لئے انسان کے دل میں کیسی ایک طبعی بیقراری ہے۔ جب یہ بیقراری بڑھتی ہے تو دھن اور جن دل کو سکھی نہیں کرسکتے۔ انسان جب آشا کی موہنی شکتی۔ پاپ کی دلفریب مایا۔ سنسار کی چنچلتا اور موہ کے کٹھن پردے کو توڑ کر جیون کے گزشتہ اور آئندہ حالات کی سوچ بچار

میں گمن ہوتا اور زندگی کے معمے کے گہرے بھید کو کھولنے کے لئے تیار ہوتا ہے تو دل کی اندرونی تہ سے

"اسار سنسار - اسار دھن - اسار ایشورج (نعمت و عظمت)"

یہی بھاؤ اُچھل پڑتا ہے - اِس اننت برھمانڈ کے اندر انسان اپنے آپ کو بے مددگار اور نرا آشرے جان کر برھمانڈ کے سہارے اور سرب شکتیمان پر بھروسہ کر کے بے فکر ہونا چاہتا ہے - سنسار کے سُکھ دُکھ اور جنجال سے بالا جانے کے لئے بیقرار ہوتا ہے ۔

سِدھارتھ نے لڑکپن کی سیدھی سادھی راہ طے کر کے جوانی کے خوشنما باغ میں قدم رکھا - لیکن سنسار اُن کو سُکھی نہ کر سکا - بھوگ بلاس میں رہ کر بھی وہ تمام وِشیوں سے بے لاگ رہے - اُن کا دل اِن سب کے اوپر رہتا تھا - آہستہ آہستہ دھیان اُن کیلئے ایک بہت ہی پیاری اور مرغوب چیز ہو گیا تھا۔

لڑکے کے اِس خیال کو معلوم کر کے راجہ بہت متفکر ہوئے - ایک دِن ایسے وقت میں جبکہ وہ اپنے لڑکے کو دُنیاوی سُکھوں کے ذریعے سُکھی کرنے کے وسایل سوچ رہے تھے شاکیہ خاندان کے چند آدمی اُن کے پاس آئے اور کہنے لگے "مہاراج! کُمار دُنیوی معاملات اور کاروبار کی طرف سے بالکل لاپرواہ نظر آتا ہے اگر اُس کو شادی کے بندھن میں جلدی نہ باندھ دیا جاویگا تو اُسے سنسار (دُنیا) میں رکھنا ناممکن ہوگا - شادی کے سوائے اُس کو دُنیا میں گرویدہ کرنے کا اور کوئی ذریعہ ہمیں دکھائی نہیں دیتا" - راجہ نے یہ خیال کر کے کہ شادی کا رشتہ لوہے کی بڑی بڑی زنجیروں سے بھی زیادہ مضبوط ہے اور یہ پھولوں کی مالا کا بندھن اُن کو سنسار (دنیا) میں رکھ سکیگا -

شادی کے بارے میں اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور کنیا (لڑکی) تلاش کرنے کیلئے حکم دیا۔ بہت لوگوں نے راج کمار کو اپنی لڑکیاں دینے کی خواہش کی +

شادی کے بارے میں راج کمار کے خیالات معلوم کرنے کے لئے راجا نے وزیروں کو اُن کے پاس بھیجا۔ کمار نے سوچا کہ زندگی کا ایک نہایت دقیق مسئلہ سامنے ہے۔ اور یہ کہہ کر کہ "سات دن کے بعد جواب دُونگا" سب کو رخصت کیا +

اب وہ ایک نہایت گہرے غور و فکر میں ڈوب گئے اور رات دن اس سوال کے حل کرنے میں مصروف رہنے لگے۔ لیکن کسی فیصلے اور نتیجے پر نہ پہنچتے تھے۔ کبھی یہ خیال کرتے تھے کہ دنیا میں میرے لئے سُکھ نہیں ہے۔ جس سخت بھوکھ سے میرا دل بے چین اور بے قرار ہے۔ اس کی سیری دُنیاوی زندگی میں نہیں ایسی حالت میں مَیں کیا شادی کروں؟ کبھی سوچتے کہ دُنیاوی لذات اور خوشیوں میں بیشمار نقص ہیں اور یہ تمام تفکرات۔ مصائب اور تکالیف کی بنیاد ہیں۔ دنیاوی لذات اور خوشیوں میں میرے دل کی گرویدگی اور رغبت نہیں۔ نرجن جنگل میں تمام خواہشات اور حواسوں پر تصرف حاصل کر کے گہرے دھیان کی سمادھی میں مستغرق ہو کر نرمل (خالص) سُکھ بھوگ کرونگا۔ یہی میری زندگی کی غایت ہے۔ میں شادی کر کے کیا کنبہ داری کر سکتا ہوں؟ میری زندگی میں ایسا کرنا کیا اچھا دکھائی دیتا ہے؟ کبھی دل ہی دل میں یہ کہتے کہ سیکڑوں کیڑوں کے ڈنک سے جس کا دل زخمی ہو۔ جس کی زندگی کا ایک اور صرف ایک مقصد یہی ہو کہ کس طرح سے نوع انسان کا دُکھ دُور ہو۔ ہر ایک قسم کے بندھن سے مکتی حاصل کرنا ہی جس نے اپنا مقصود اصلی بنایا ہو وہ کیا اپنے آپ کو شادی کی زنجیر میں باندھ سکتا ہے؟ کبھی

یہ خیال آتا کہ تن من پران سب کچھ قربان کرنے کے بنا مردوں اور عورتوں کی خراب اور خستہ حالت کا دُور ہونا ممکن نہیں۔ اپنے آپ کو بالکل بھول جانے کے بغیر زندگی کا کچھ بھی نہیں بن سکتا۔ میرا ایک دل! کس کس کو دوں؟ دُنیا بھر کو یا ایک استری (بیوی) کو؟

ایک دِن جبکہ نہایت گہری چنتا اور فکر میں مستغرق تھے اچانک تمام شکوک اور تاریکی دُور ہو گئی۔ زندگی کے فرض کو ٹھیک کر لیا اور یہ فیصلہ کیا کہ دُنیا میں ہی رہونگا۔ لیکن دُنیا سے آزاد۔ اگر سب ہی دنیا کو چھوڑ دیں تو مخلوق قایم نہیں رہ سکتی۔ جنگل میں جا کر دھرم سادھن کرنا آسان ہے۔ میں اپنی زندگی میں یہ دکھلاؤنگا کہ کنبہ دار ہو کر کس طرح سے دھرم کی زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اگر دُنیا داروں کے لئے دھرم کی زندگی بسر کرنے کا طریقہ معلوم نہ ہو تو کروڑوں مرد عورتیں کس طرح اُدھار (نجات) پائینگے۔ اِنسانوں کو کنبہ داری اور طریق رہایش کے بارے میں تعلیم دینا ضروری ہے۔ کمل کا پھول کیچڑ میں ہی بڑھتا ہے اور خوبصورت دکھائی دیتا ہے پہلے وقتوں میں بھی دھرماتما (دیندار) لوگ دُنیا میں ہی رہتے رہے ہیں۔ اس واسطے لوگوں کو دُنیا داری سکھلانے کے لئے میرے لئے بھی شادی کرنا ضروری ہے اپنے دل میں اس امر کا آخری فیصلہ کر کے ساتویں دن اُنہوں نے کہا:۔

براہمن۔ کھتری۔ ویش یا شودر خواہ کسی قوم کی لڑکی کیوں نہ ہو میں شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جسمانی خوبصورتی یا خاندانی منصب اور عزت کی مجھے کچھ خواہش نہیں۔ جس کی پیشانی پر بشاشت رحم دلی اور صدق دلی کے آثار نظر آتے ہوں۔ جس کے ہاتھ دوسروں کی خدمت میں لگے رہتے ہوں۔ جو حق پسند

اور شیریں کلام ہو۔ جو بزرگوں کی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہو جس کو اپنے جذبات اور خواہشات پر پُورا تصرف حاصل ہو۔ جو پاکیزہ دل رکھتی ہو۔ جس کے دل میں دھرم کے لئے پیار ہو جو تکبر اور غرور نہ رکھتی ہو۔ جس کے دل میں تمام جانداروں کے لئے رحم اور ہمدردی۔ علم کے لئے شوق اور محبت ہو اِن تمام اوصاف سے موصوف لڑکی تلاش کرو"۔

شُدھودن نے اپنے راج کے پروہت کو لڑکی کی تلاش کے لئے بھیجا۔ پروہت نے مختلف مقامات میں پھر کر آخرش مہامایا دیوی کے بھائی ڈنڈپانی کی لڑکی گوپا کو منتخب کیا اور کچھ دنوں کے بعد راج محل میں واپس آیا۔ راجا نے سوچا کہ چونکہ کمار خود با علم اور دانا شخص ہے اِس لئے اُس کے لئے اپنی مرضی اور پسند کے موافق لڑکی کے ساتھ شادی کرنا ہی مناسب اور ضروری ہے۔ اِس کام کے پورا کرنے کے لئے انہوں نے سونے چاندی اور جواہرات سے پُر اشوک بھانڈ بانٹنے کی تقریب نکال کر اپنے خاندان کی تمام لڑکیوں کو دعوت دی۔

اس خاندان کی بہت سی لڑکیاں طرح طرح کے لباس اور زیورات سے آراستہ ہو کر راج محل میں داخل ہوئیں۔ کمار نے آ کر لڑکیوں کو اشوک بھانڈ دینے شروع کئے لڑکیاں باری باری سے برتن لے کر چلی گئیں۔ جب تمام اشوک بھانڈ ختم ہو گئے ایسے وقت میں ڈنڈپانی کی پیاری گوپا اپنی سکھیوں اور سہیلیوں کے ساتھ کمار کے سامنے آ کھڑی ہوئیں۔ کمار نے آنکھ اُٹھا کر اُن کی طرف دیکھا۔ اور بس۔ نگاہ وہیں کی وہیں رہ گئی۔ چپ چاپ گوپا کے چہرے کی طرف تاک لگا کر دیکھتے رہے۔ اس زندگی میں جو کیفیت کبھی محسوس نہ کی تھی آج گوپا کے محبّت بھرے۔ شرمیلے اور پاک چہرے

کی طرف نظر ڈالتے ہی اُس عجیب کیفیت میں محو ہو گئے۔ چاروں آنکھیں مل گئیں۔ اور ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھ کر اُسی وقت پیدا ہوئی ہوئی بیقراری کو سیر کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد کُمار اپنے آپ میں آئے اور حیا سے مُنہ دوسری طرف پھیر لیا۔ ایک دفعہ پھر گوپا کا چہرہ دیکھنے کی خواہش ہوئی مگر شرم نے آکر روک پیدا کر دی۔ ڈنڈپانی کی لڑکی بھی سِدھارتھ کے حُسن کے سمندر میں غرق ہو گئی۔ حیا اور محبت سے اُن کی کن پٹیوں کے پاس کی جگہ پسینے سے تربتر اور رخسار سُرخ ہو گئے مُنہ نیچے کئے ہوئے بُت کی طرح کُمار کے سامنے کھڑی رہی۔ اُسی حالت میں بہت سا وقت گزر گیا۔ گوپا ہوش آنے پر سوچنے لگیں کہ "میں کس لئے آئی تھی اور کیا کر بیٹھی؟ اشوک بھانڈ لینے کے لئے آکر دل دے چلی۔ لیکن کچھ ہی ہو کُمار پر اپنے دل کا بھاؤ ظاہر نہ ہونے دونگی"۔ دل ہی دل میں یہ سوچ کر خیالات کے سلسلے کو روکا۔ اور اپنے آپ کو سنبھال کر سر لتا سے ہنستے ہوئے کہا کہ "میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے کہ آپ نے مجھ کو اشوک بھانڈ سے محروم کر کے میرا اپمان (نِرادر) کیا"۔ کُمار نے شرماتے ہوئے کہا کہ "میں نے تمہارا اپمان نہیں کیا۔ تم سب سے پیچھے کیوں آئیں؟ خیر میں تم کو اپنی یہ انگوٹھی دیتا ہوں"۔ کماری نے جواب دیا "اشوک بھانڈ سمیت سونے کے زیورات پر میرا حق ہے"۔ یہ سُنتے ہی کُمار اپنے پہنے ہوئے زیورات اُتارنے لگے۔ گوپا نے یہ دیکھ کر کہا کہ "میں نہیں چاہتی کہ آپ زیور اُتاریں۔ میری مراد پوری ہو گئی ہے"۔ اور یہ کہہ کر جدائی کی تکلیف محسوس کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں[1]۔

سہیلیوں نے دیکھا کہ کمار دنڈپانی کی لڑکی کی محبت کے سمندر میں ڈوب گیا ہے۔ یہ خبر راجہ کے کانوں تک پہنچی۔ شدھودن نے خوشی خوشی ڈنڈپانی کے پاس پروہت بھیجا۔ جس کے جواب میں ڈنڈپانی نے کہلا بھیجا۔ کہ "شاکیہ خاندان بہادری کی قدر کرتا ہے۔ صرف دولت دیکھ کر ہی نہیں بھول جاتا۔ اگر کمار بہادری کا ثبوت دیں تو میری لڑکی اُن ہی کے لئے ہو گی"۔ یہ جواب پاکر شدھودن پژمردہ سے ہو گئے۔ آخر کار سب لوگوں کے سامنے کمار نے مختلف قسم کے علوم کا امتحان دیا[1]۔ اور ڈنڈپانی نے خوشی کے ساتھ لڑکی کی شادی کے لئے رضامندی ظاہر کی +

اُنیس[2] برس کی عمر میں ماموں کی لڑکی گوپا کے ساتھ بہت دھوم دھام سے شادی کی رسم ادا ہوئی[3] +

کمار کے آزاد پاؤں میں زنجیر پڑ گئی۔ جو پرند غیر محدود آسمان میں اُڑتا پھرتا تھا۔ وہ پنجرے میں بند ہو گیا +

اِس ڈر سے کہ شاید کبھی ایک زنجیر ٹوٹ جاوے۔ راجہ شدھودن نے بہت سی زنجیروں میں کمار کو باندھنا شروع کیا۔ گرمی۔ برسات اور ہیمنت موسم کے مناسب نو منزلہ ہفت منزلہ اور پنج منزلہ آرام محل تیار ہوئے۔ خوبصورت

[1] کہتے ہیں کہ پھاندنا۔ دوڑنا۔ پیرنا وغیرہ جسمانی ورزش۔ تیر پھینکنا۔ گھوڑے پر چڑھنا۔ رتھ چلانا وغیرہ فن بہادری۔ شاعری۔ صرف و نحو۔ تصنیف وغیرہ فن علوم۔ سیاست مدن وغیرہ فن سلطنت جوگ وغیرہ دھول دھرم اور دھات۔ کپڑے اور موم کی مورت تیار کرنا وغیرہ فن صنعت دکھلائے +

[3] شاکیہ لوگوں نے اپنے ملک سے بھاگ کر ایک ویران جنگل میں پناہ لی تھی۔ اُن کی تعداد کم ہونے کے باعث بہت قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنے کا رواج جاری ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ کسی کسی نے اپنی بہن کے ساتھ بھی شادی کی تھی (مہاں بنش مصنفہ ٹرنر کا دیباچہ دیکھو) +

اور فن رقص میں کاملہ بہت سی ناچنے والی عورتیں کمار کے دل کو خوش کرنے کے لئے مقرر ہوئیں۔ اور اپنے آپ بجنے والے ہر قسم کے باجے دن رات سُریلی آوازوں سے اُن آرام محلوں کو آنند سے بھرپور رکھنے کیلئے لاکر رکھے گئے۔ کمار کے اُداس دل کو فریفتہ کرنے کے لئے جس قدر سامان بہم پہنچانے ممکن تھے وہ سب انتہا درجہ تک اکٹھے کئے گئے جس دل میں دُنیا کی کسی چیز کے واسطے حرص باقی نہیں رہی تھی اُس کو دُنیا میں گرویدہ کرنے کی خاطر انسان جو کچھ کرسکتا ہے اُس میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی۔

گوپا عقلمند اور عالمہ تھیں۔ وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ استری دھرم کی کس طرح حفاظت کرنی چاہیئے مگر وہ پردہ کا ظاہری نشان یعنی گھونگٹ نہیں نکالتی تھیں۔ اس لئے سب کہنے لگے کہ "گوپا بہت بےحیا عورت ہے"۔ گوپا کے کانوں تک بھی یہ بات پہنچی۔ اُنہوں (گوپا) نے محل کی تمام مستورات کے سامنے اپنے آپ کو بےقصور ثابت کرنے کے لئے کہا کہ "دھارمک لوگ جس حالت میں رہیں اُسی میں شوبھا پاتے ہیں۔ نیک دل خواہ سیاہ فام ہوں اور اُس پر کُشا (ایک قسم کا گھاس) کے کپڑے پہنیں۔ ٹوٹی پھوٹی پُرانی جھونپڑی میں ہی رہیں۔ وہ اپنی ذاتی قابلیت سے ہی قدر و منزلت پاتے ہیں۔ دھرم ہی انسان کا پردہ اور انسان کی خوبصورتی ہے۔ مختلف قسم کے زیورات سے آراستہ بچہ بھی اگر گناہ کی پیروی کرے تو پھر اُس کا اصلی حسن کچھ بھی باقی نہیں رہتا جس کا اپنا دل ہی پاپ کا گھر ہے۔ باہر کا پردہ اُس کی کیا حفاظت کرسکتا ہے۔ وہ اُس زہر سے بھرے ہوئے گھڑے کی مانند ہے جس کے صرف مُنہ پر امرت ہے جسمانی خواہشات کو جس نے

فتح کرلیا ہے جس کی گفتگو باقاعدہ اور باسلیقہ ہے۔ تمام حواس پر جس کا قابو ہے جس کے خیالات اپنے تصرف میں ہیں جس کا دل خوش ہے اُس کو گھونگٹ سے اپنا چہرہ ڈھانپنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو لوگ بیحیا ہیں جن کو اپنی ذاتی عزت کا پاس نہیں جن کا دل اپنے قابو میں نہیں۔ اور جنکے حواس اپنے تصرف سے باہر ہیں وہ لوگ ہزار پردوں کے اندر رہنے پر بھی غیر محفوظ ہیں۔ جو اپنے دل پر آپ حکومت کرتے ہیں۔ جن کا دل و جان اپنے سوامی میں ہے ایسے شخص اگر چاند سورج کی طرح سب کے سامنے ظاہر بھی ہوں تو ہرج ہی کیا ہے؟ جو اپنی حفاظت آپ کرتا ہے وہی ٹھیک طور پر محفوظ ہے۔ ورنہ پردہ دار ہو کر گھر میں بند رہنے سے بھی عورتیں محفوظ نہیں ہیں۔ میرا نیک چلن ہی میرا کبھی نہ پھٹنے والا پردہ ہے۔ میری صفات ہی وہ قلعہ ہے جس کو کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ دھرم میرا محافظ ہے۔ پھر کپڑے کے گھونگٹ کی مجھ کو ضرورت ہی کیا ہے؟" اس قسم کے زوردار الفاظ میں سدھارتھ کی بیوی نے گھونگٹ اور پردے کی رسم کے خلاف اپنی رائے ظاہر کی۔[1]

سدھارتھ اور گوپا کی شادی سونے اور ہیرے کا میل تھا۔ گوپا سایہ کی طرح سوامی کی پیروی کرنے والی۔ سکھی کی طرح اُن کی بھلائی کے کام کرنے والی اور سب معاملات میں اُن کی فرمانبردار تھیں۔ سدھارتھ ایسے رتن کو حاصل کرکے اپنے آپ کو خوش نصیب خیال کرنے لگے اور سارا دل اپنی پیاری کو دے دیا۔ پھولوں پر شبنم کے دو قطرے مل کر جس طرح ایک ہو جاتے ہیں۔ اُسی طرح اُن دو دلوں کا سکھ۔ دو دلوں کا دکھ۔ دو دلوں

[1] للت بستار کا بارھواں باب دیکھو۔

کی اُمید ایک ہوگئی - دونوں ہی کو یہی ایک اُمید تھی کہ دونوں ایک دوسرے کے ہونگے اور یہ کوشش کرنے لگے کہ دیکھیں کون اپنے آپ کو دوسرے میں پورے طور پر فنا کرسکتا ہے - مقصد تھا تو یہی ایک کہ دونوں بِشو جننی کے اننت پریم میں مِل کر اننت شکتی حاصل کرینگے •

سِدھارتھ اب تک اکیلے اور بے مددگار زندگی بسر کرتے تھے دُنیا میں کسی نے اُن کی زندگی کے اعلےٰ مقصد کے ساتھ ہمدردی ظاہر نہیں کی - وہ بھی آہستہ آہستہ دُنیا سے علیحدہ ہوتے جاتے تھے - اب زندگی کا نیا اور خوش آیند راستہ کھُل گیا - اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کی زندگی کے گہرے راز کو محسوس کرنے اور ساتھی ہونے کے لائق ایک شخص دُنیا میں ملا ہے - اِس لئے اُس وقت سے کمار کا بیراگی دل کسی قدر شانت ہوگیا - پاک گوپا کے خالص پریم ان کی سیوا اور خبرگیری سے سِدھارتھ کی اُداسی اور پژمردگی بہت کچھ کم ہوگئی •

شُدھودن کا شکی دِل یہ بات معلوم کرکے بہت خوش ہوا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی گہری محبت کی زنجیر میں بندھ گئے ہیں اور ان کو اپنی مرضی کے موافق لڑکے کو کنبہ دار بنانے کی کوشش میں کامیابی حاصل ہوگئی - لیکن دنیا میں ایشور کی مرضی کے برخلاف کون کھڑا ہو سکتا ہے •

چوتھا باب

سنیاس سے پہلی حالت

جس طرح سخت طوفان سے پہلے سمندر چُپ چاپ اور بے حرکت ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح اب دارالسلطنت کپل وستو میں بھی ایک عجیب سناٹے کا عالم دکھائی دیتا ہے۔ کسی کے دِل میں کسی قسم کا جوش نہیں دکھائی دیتا۔ راجہ شُدھودن نے خیال کیا کہ چونکہ خوف کا باعث دور ہو گیا ہے اس لئے اب وہ بے فکر ہے۔ ماں جیسی گوتمی کا نرم دل بھی اب تفکرات سے ڈانوا ڈول نہیں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ اپنے سوامی پر موہت گوپا نے پتی کے دل میں اپنی سلطنت قایم کر لی ہے۔ دونوں ہی یہ خیال کرتے ہیں کہ زندگی کی کشتی دھیمی دھیمی اور سُکھ دینے والی ہوا کے جھکولوں کے ذریعے اِس سنسار ساگر سے پار ہو جائیگی۔ راجہ کے بڑھاپے کا آغاز ہے۔ سلطنت کے کاروبار دانا بیٹے کے سپرد کر کے باقی عمر خلوت میں گزار ینگے اور ایشور پریم میں محو ہو کر اِس دُنیا سے رخصت ہو جائینگے۔ اس قسم کے خیالی اور فرضی آسمان میں کئی طرح کی خوبصورت تصاویر کھینچ کر بہت سُکھی ہو رہے ہیں۔ شُدھودن اُس وقت یہ نہ جانتے تھے کہ آخری عمر میں اُن کو بہت تکلیف برداشت کرنی پڑیگی۔ ہائے! اس دنیا میں کس کی ساری آرزوئیں پوری ہوئی ہیں کہ شُدھودن کی ہوتیں +

راجہ کی مصیبت کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ ایک روز سِدھارتھ اپنی خوابگاہ میں سوئے ہوئے ہیں۔ رات ختم ہونے کو ہے۔ ایسے وقت میں گانے والوں نے آکر سِدھارتھ کو نیند سے جگانے کے لئے صبح کے وقت کی منگل گاتھا گانی شروع کی۔

گیت کا ترجمہ:۔

"یہ جہان بڑھاپے۔ بیماری اور دُکھ میں جل رہا ہے۔ موت کی آگ سے روشن اور بے یار و مددگار ہے۔ بے سمجھ دنیا گھڑے میں پڑے ہوئے بھنورے کی مانند کسی طرح بھی اُس کے ہاتھ سے نہیں بچتی ہے۔ یہ دُنیا موسم شرت (بھادوں۔ اسوج) کے بادلوں کی طرح ناپائدار ہے۔ یہاں کی پیدائش اور موت تماشہ گاہ کے نٹ کی طرح ہے۔ زوردار پہاڑی ندی کی طرح تیز رفتار اِنسانی زندگی آسمان کی بجلی کی طرح چلی جا رہی ہے۔ اس لوک اور پرلوک میں دُنیا کی چیزوں کے لئے حریص اور جہالت میں پھنسے ہوئے لوگ کوروداغ ہوکر کُمھار کے چکّر کی طرح ہمیشہ پھر رہے ہیں۔ جس طرح ہرن لالچ کے بس ہوکر شکاری کے پھندے میں پھنس جاتا ہے اُسی طرح اس دنیا کے رہنے والے اِنسان خوبصورت رنگ۔ سُریلی آواز۔ دلکش بُو۔ لذیذ ذائقہ اور خوشگوار لمس کے سُکھ میں موہت ہوکر جال میں قید ہوگئے ہیں۔ موت سخت دشمن اور خوف کا باعث ہے۔"

"باسنا (خواہش) بہت ہی رنج والم اور تباہی کی بنیاد ہے اور خوشی کے تمام سامان تلوار کی دھار اور زہردار ہتھیار کی طرح ہیں اس لئے اِنکو تیاگ (ترک) کرو۔ باسنا کی یاد بھی غم پیدا کرنے والی۔ جہالت لانے والی۔ خوف پیدا کرنے والی۔ دُکھ کی بُنیاد اور ہوس دُنیا کی بیل کا سہارا ہے۔ آریہ لوگ اِن باسنا

کو جلتی ہوئی آگ سمجھ کر ڈرتے تھے۔ یہ بہت بڑی دلدل کی طرح ہے۔ تلواروں کے سمندر کی طرح ہے۔ اور شہد میں لتھڑے ہوئے چھُرے کی دھار کی طرح ہے یہ باسنا پانی کے عکسی چاند کی طرح ہے۔ اور پہاڑ کی گونج کی طرح بے حقیقت اور تھوڑی دیر تک رہنے والی ہے۔ دانا لوگ اس کو تماشہ گاہ کے کھلاڑی یا خواب کی طرح جانتے تھے۔ یہ باسنا مایا کے سراب کی طرح ہے اور ناپائیدار ہے۔ یہ پانی کے حباب اور جھاگ کی طرح ہے۔ گیانی لوگ اس کو است اور وہم سے پیدا ہوئی ہوئی چیز سمجھتے ہیں"+

"اوائل عمر میں جسم کیسا خوبصورت پیارا اور سہاونا رہتا ہے لیکن جب بڑھاپے۔ بیماری اور دُکھ سے کمزور ہو جاتا ہے۔ تب جس طرح ہرن خشک ندی کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اُسی طرح انسان اس کو بھی چھوڑ دیتا ہے دولت اور بہت سے سامان موجود رہنے سے کئی لوگ دوست اور رشتہ دار بن جاتے ہیں۔ لیکن بے زر ہو جانے یا مصیبت میں مبتلا ہونے سے وہی رشتہ دار اس طرح چھوڑ کر چلے جاتے ہیں جس طرح خالی جنگل کو"+

"دان کرنے والا انسان پھلے پھولے درخت کی طرح سب کی محبت کے لائق ہوتا ہے۔ لیکن وہ بوڑھا ہو کر اگر غریب ہو جاوے تو کرم کے درد سے بیمار۔ نفرت کے لائق اور بھکاری ہو جاتا ہے۔ بڑھاپے کا مارا ہوا بجلی گرنے سے جلے ہوئے درخت کی طرح تباہ ہو جاتا ہے۔ بوڑھا آدمی گھر میں رہنے کیلئے بھی وقت نہیں پاتا۔ اس لیئے اے مُنی! اس بڑھاپے کے ہاتھ سے رہائی پانے کا نسخہ بتلاؤ۔ مالُولتا جس طرح شال کے جنگل کو خشک کر دیتی ہے اُسی طرح بڑھاپا مرد اور عورتوں کو سُکھا دیتا ہے۔ بڑھاپا انسان کو کیچڑ میں پھنسے ہوئے آدمی

کی طرح طاقت۔ ہمت اور جوش سے پرے پھینک دیتا ہے۔ بڑھاپا خوبصورتی کو بدصورتی میں بدل دیتا۔ طاقت اور سکھ چھین لیتا ہے۔ بڑھاپا نرادر کا باعث اور سرگرمی اور خوبصورتی کو چھیننے والا ہے۔ یہ جگت ہمیشہ ہی بہت سی بیماریوں اور سخت تکلیفوں میں جل رہا ہے اس لئے اے منی! اس جگت کو بڑھاپے کی تکلیف سے بھرا ہوا دیکھ کر جلدی اُس دکھ سے رہائی دینے والا اُپدیش دو ✦ موسم سرما کی سخت سردی کے پالے سے جس طرح گھاس پھوس۔ بیل اور جنگل کے درخت مرجھا جاتے ہیں۔ اسی طرح سرگرمی کو دور کرنے والا۔ بہت سی مصیبتوں سے بھرا ہوا بڑھاپا انسان کے حواسوں۔ حسن اور طاقت کو برباد کرتا ہے" ✦

"جس طرح دریا کے بہاؤ میں پڑے ہوئے درخت کے پتے الگ الگ ہو جاتے ہیں اُسی طرح اس بھوساگر میں پیاری چیزوں اور عزیز لوگوں سے ہمیشہ جدائی ہو رہی ہے۔ پھر کسی کے ساتھ بھی ملاقات نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی یہاں پھر واپس آتا ہے۔ سب کچھ موت کے منہ میں جا کر تباہ ہو رہا ہے۔ موت سب کو اپنے تصرف میں لا رہی ہے مگر کوئی بھی موت کو اپنے بس میں نہیں کر سکتا۔ موت کا دریا دیودار کے ٹکڑوں کی طرح سب کو بہائے جا رہا ہے" ✦

"جس طرح پانی میں رہنے والا کیکڑا جانوروں کو۔ گرڑ سانپ کو۔ شیر ہاتھی کو۔ اور آگ گھاس پھوس اور نیز جانوروں کو کھا لیتی ہے۔ اسی طرح موت سیکڑوں جانداروں کو نگل جاتی ہے۔ اس لئے تم نے پہلے اسی قسم کے نقصوں سے تکلیف پائے ہوئے جگت کے اُدھار کے لئے جو توجہ اور خواہش کی تھی اُس کو یاد کرو۔ رہا کرنے کا تمہارے لئے یہی اصل وقت ہے" ✦

چاند مغرب کی طرف غروب ہو رہا تھا اور صبح صادق کی سہاونی روشنی مشرق کی طرف سے دکھائی دینے لگی تھی کہ سِدھارتھ یہ عجیب و غریب گانا سُن کر حیران رہ گئے۔ اور نہ سمجھ سکے کہ آیا وہ سوتے ہیں یا جاگتے ہیں۔ ایک دفعہ خیال کیا کہ اِس دُنیا میں تو ایسا گیت ممکن نہیں ہو سکتا۔ میں شاید خواب دیکھ رہا ہوں۔ مگر پرندوں کے چہچہانے سے جاگ اٹھے اور سنگیت کے عجیب و غریب بھاؤ پر وہ موہت ہو گئے۔ اُن کا سویا ہوا دل جاگ اُٹھا۔ بیراگ کی چھپی ہوئی آگ پھر بھڑک اُٹھی۔ وہ اُٹھ کر بستر پر بیٹھ گئے۔ سنگیت کی سُر کی ترنگ نے اُن کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اور جیون کی پُرانی پرتگیا (عہد) اُن کو یاد دلا دی۔ زندگی کی پہلی باتیں یاد کرتے کرتے وہ بہت بیقرار ہو گئے اور زندگی کا اعلےٰ مقصد خوب روشن ہو گیا۔ اِسی دن سے اُن کے چہرے کی بشاشت دور ہو گئی۔ تفکرات کے بادلوں نے اُن کے مکھڑے کو اُداس کر دیا۔ چنتا نے بڑھتے بڑھتے تمام کاروبار کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ گو پا نے بہت کوشش کی مگر یہ چنتا دُور نہ ہوئی +

سِدھارتھ کے پران میں اب گہری بھوکھ جاگی۔ امرت کی خوراک کے بغیر بھلا سیری کہاں ہو سکتی تھی؟ +

سِدھارتھ نے دیکھا کہ وہ روز بروز پکے سنساری ہوتے جاتے ہیں۔ مایا کا کبھی نہ ٹوٹنے والا جال اُن کی زمین دل پر بچھا ہوا ہے جن کھیلوں اور دل لگیوں کو وہ کبھی زہر کی طرح خیال کرتے تھے وہ ہی اُن کی خوشی کا باعث بن رہی ہیں۔ اس لئے یہ سوچ کر کہ "اب چونکہ موقع ہاتھ میں ہے تو بس زہر کے درخت کی جڑ کو اکھاڑ دینا چاہئے"۔ پھر نرجن جگھوں میں بیٹھ کر دھیان کرنے

لگے۔ دھیان کی عجیب طاقت سے اُن کے دل کی آنکھیں کھل گئیں۔ سنسار کا سکھ آہستہ آہستہ نامرغوب ہو گیا۔ اُنہوں نے سوچا کہ "اِس سنسار میں سب کچھ اَنِت (ناپائدار) ہے کچھ بھی ہمیشہ قائم رہنے والا نہیں ہے۔ یہ جیون اُس چنگاری کی طرح ہے جو دو لکڑیوں کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور روشن ہوتے ہی بجھ جاتی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ زندگی کہاں سے آئی اور کہاں چلی گئی۔ یہ زندگی بینا کی آواز کی طرح ہے جس کی پیدایش اور فنا کی حقیقت سمجھنے میں بڑے بڑے عالموں کی عقل حیران ہے + اِس انت جگت (فانی دُنیا) کے درمیان یقیناً کوئی نِت (ابدی) پدارتھ ہے جس کو پا کر انسان شانتی پاتا ہے۔ اگر وہ چیز مجھ کو مل جاوے تو میں انسانوں کے سامنے ایک نئی روشنی ظاہر کر سکونگا۔ اور اگر میں خود مکت (آزاد) ہو جاؤں تو اور سب کو مکتی (آزادی۔ نجات) کا راستہ دکھا سکونگا" یہ خیال سِدھارتھ کو غور و فکر کے گہرے سمندر میں ڈوبائے رکھتا تھا +

سِدھارتھ کو ہمیشہ چِنتا میں غرقاب دیکھ کر گوپا کا دل بھی گھبراتا تھا + ایک دن سِدھارتھ اور گوپا ایک ہی کمرے میں سوئے ہوئے تھے کہ آدھی رات کے بعد گوپا نے خواب میں دیکھا کہ تمام زمین کانپ رہی ہے۔ سخت ہوا کے سبب سارے درخت گر پڑے۔ چاند سورج ستارے اپنے اپنے راستے کو چھوڑ کر زمین پر گرے ہوئے ہیں۔ میرے سر کے کیس بھی گر پڑے ہیں اور دائیں ہاتھ میں پکڑا ہوا مکٹ ٹوٹ گیا۔ ہاتھ پاؤں اور پہنے ہوئے کپڑے اُتر گئے۔ جواہرات کے ہار ٹوٹ کر بکھر گئے۔ پلنگ گر کر زمین سے لگ گیا ہے۔ خوبصورت شاہی چتر بھی شکستہ ہو گیا ہے۔ سوامی

کے زیور پہننے کے کپڑے اور مُکٹ بستر کے پاس گرے پڑے ہیں۔ ستارے بہت جلدی جلدی بکثرت ٹوٹ رہے ہیں۔ تمام شہر پر گہرا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ جواہرات سے سجائے ہوئے دریچے اور جنگلے سب پھٹ گئے ہیں اور سمندر بھی گویا ڈر سے لرز رہا ہے +

یہ خوفناک خواب دیکھ کر گوپا جاگ اُٹھیں۔ اپنے سوامی کو جگایا اور یہ خواب سُنایا اور خوف زدہ ہو کر پُوچھا کہ ہے ناتھ! ایسا خواب دیکھنے سے مجھ کو کس قسم کے واقعات پیش آئینگے؟ میرے حواس باختہ اور میرا دل بہت غمگین ہو رہا ہے +

سِدھارتھ نے یہ خواب سُن کر بیقرار اور خاوند کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئی گوپا کو نہایت محبت سے کہا کہ:-

"پیاری! تم ڈرو نہیں بلکہ خوشی مناؤ۔ تم نے کوئی پاپ نہیں کیا ہے پن آتما ہی اس قسم کے خواب دیکھتے ہیں۔ تم سب لوگوں کی تعظیم کے لائق اور دُکھ رُوپی دُشمن کو دُور کرنے کا باعث ہوگی۔ اور میں موہ کے اندھیرے میں گیان کا چراغ روشن کرونگا۔ پیاری! خوش ہو اور کچھ خوف نہ کرو کہ میں سب کے دُکھ دُور کرنے کے واسطے یہ جیون ارپن کرونگا۔ اس زمین پر لاکھوں سخت تکلیف میں خستہ حال ہیں۔ کون ہے جو اُن کی تباہی پر ایک دفعہ بھی غور کرتا ہے؟ میں انسانوں کے سخت دُکھ کو دیکھ کر سنسار سُکھ میں زیادہ غافل نہیں رہ سکتا۔ اب میرے دل میں ناپائدار سُکھوں کے لئے کچھ بھی کشش نہیں رہی۔ میری یہی خواہش ہے کہ زمین میرا بستر اور پتھر میرا تکیہ ہو۔ قدرتی خالص پانی جنگل کے پھل میری خوراک ہو۔ تمام مرد اور

جو تمیں میرے بھائی اور بہنیں اور چرندوپرند میرے بندھو ہوں۔ پران سے پیاری گوپا! میں اور کچھ نہیں چاہتا؟ مجھ کو اور کسی چیز میں بھی سُکھ نہیں مِلتا ہے تم خوش ہو اور جیون کے مہان برت میں میری مددگار بنو"+

یہ کہتے کہتے سِدھارتھ رونے لگے۔ اور سوامی کو پران سروپ پیار کرنے والی گوپا سوامی کے گلے میں ہاتھ ڈال کر چپ چاپ آنسوؤں کی دھار بہانے لگیں۔ وہ اُس وقت یہ سوچتی تھیں کہ چونکہ سوامی نہایت اعلےٰ اور پاک مقصد کے لئے جانا چاہتے ہیں۔ اِس لئے اُن کو روکنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ مگر سوامی کو سنسار سے وداع کر کے اکیلے اس دُنیا کے بن میں کس طرح یہ زندگی ختم کرونگی؟ پران سے زیادہ پیارے سوامی جگت کے دُکھ سے دُکھی ہیں اگر دُنیا کو چھوڑ دینے سے اُن کا ہمیشہ غمگین رہنے والا چہرہ بشاش ہو سکے۔ تو ہزاروں دُکھ اپنے سر پر لینا بھی مجھ کو منظور ہے۔ سوامی کو تھوڑا سا سُکھ دینے کے لئے اگر جیون دینے کی ضرورت ہو۔ تو بھی کچھ ڈر نہیں۔ مگر سوامی کا رونا اور دُکھ اب اور نہیں سہا جاتا +

پتی کو پران سروپ رکھنے والی ستی گوپا نے آج یہی سنکلپ کیا۔ کہ **سوامی کے راستے میں روک نہیں بنونگی**۔ چنانچہ سوامی کے سُکھ کے لئے جیون اور سب کچھ قربان کر دیا +

یہ خبر معلوم ہونے پر شُدھودن کے دل کے صاف مطلع پر پھر غم کی گھٹا چھا گئی بیٹے کو طرح طرح سے سمجھانے لگے۔ لیکن کسی طرح سے بھی کامیاب نہ ہوئے +

اگرچہ سِدھارتھ دُنیوی زندگی میں گرویدہ نہ ہوتے تھے لیکن دُنیا میں

ہی رہ کر زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر مفصلہ ذیل چار معمولی نظاروں نے اُن کا ہمیشہ کے لئے دُنیا سے تعلق قطع کر دیا +

ایک دن شام کے وقت سِدّھارتھ نے جبکہ وہ بہت سے لوگوں کے ساتھ شہر کے مشرقی دروازہ سے پرمود کانن (آرام بن) کو جا رہے تھے۔ راستے میں ایک لاچار اور عمر رسیدہ شخص کو دیکھا اور پُوچھا کہ "ہے سارتھی! (کوچوان!) یہ خستہ جسم و جان کمزور شخص کون ہے؟ اس کا تمام گوشت خشک ہو گیا ہے۔ سب رگیں نظر آنے لگی ہیں۔ بال سفید ہو گئے ہیں۔ دانت گر گئے ہیں۔ ایک لکڑی پر سہارا رکھ کر کتنی تکلیف کے ساتھ لڑکھڑاتے ہوئے پاؤں سے جا رہا ہے" +

سارتھی (کوچوان) نے جواب دیا "ہے دیو! یہ شخص بڑھاپے کی وجہ سے کمزور۔ حواس باختہ۔ بہت دُکھی۔ ناطاقت۔ نکما۔ اور بے سہارا ہو گیا ہے اس کے رشتہ داروں نے گھنے جنگل میں کھڑے ہوئے خشک دیودار کی طرح اس کو چھوڑ دیا ہے" +

کمار نے کوچوان سے یہ سُن کر بہت تکلیف محسوس کرتے ہوئے پھر پُوچھا کہ "کیا یہ بڑھاپا اس شخص کا کُل دھرم ہے۔ یا کہ ساری دُنیا کی ہی یہ حالت ہوتی ہے۔ اصل بات مجھ کو جلدی بتلا دے تو اس کے موافق اس کا باعث معلوم کرنے میں مشغول ہونگا" +

کوچوان نے کہا "ہے دیو! یہ کُل دھرم یا راج دھرم نہیں ہے۔ بڑھاپا جگت کے ہر ایک جاندار کی جوانی کو بناش کر دیتا ہے۔ آپ۔ آپ کے ماتا پتا۔ آپ کے رشتہ دار اور آپ کے دوست سب ہی بڑھاپے کے

ادھین ہیں۔ سب کا یہی انجام ہے"۔

یہ سُن کر کمار بولا کہ "جاہل لوگوں کی عقل پر افسوس ہے! ہائے! کیسے بیوقوف ہیں کہ جوانی کے نشے میں مست ہو کر جسم کے انجام کو ایک دفعہ بھی غور کر کے نہیں دیکھتے۔ سارتھی! بس اب رتھ کو کھڑا کر لے۔ بڑھاپا جس پر ایک دن حملہ کریگا۔ اُس کو کھیل کُود کی خوشی سے کیا مطلب ہے"۔ یہ کہہ کر راج کمار متفکر دل کے ساتھ گھر میں واپس چلے آئے۔ شُدھودن کمار کے واپس آنے کا باعث معلوم کر کے بہت ڈرے۔ اور سُریلی آواز کے ساتھ گانے اور ناچنے والیوں کو کمار کا دل خوش کرنے کے لئے مقرر کیا۔ کیونکہ لڑکے کو پیار کرنے والے شدھودن اس خیال میں تھے۔ کہ کمار کو خوشی کی ترنگ میں مست رکھ کر بیراگ چنتا سے اُن کا دل ہٹا لینگے۔

پھر ایک دن کمار شہر کے جنوبی دروازے سے پرموداُدیان (آرام باغ) کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں ایک شخص کو دیکھ کر پُوچھا کہ "اے کوچوان! یہ بدصورت۔ زرد رنگ۔ بدحواس۔ لمبی لمبی سانس بھرنے والا۔ تمام جسم سُوکھا ہوا۔ پیٹ کے درد سے بیاکُل۔ بہت دُکھ پایا ہوا۔ اپنے ہی مل مُوتر پر سویا ہوا کون ہے"؟

کوچوان نے کہا کہ "اے دیو! یہ شخص بیماری میں مبتلا بہت بے چین ہے۔ اس کے مرنے کا وقت نزدیک ہے۔ اس شخص کے لئے اب صحت نہیں رہی۔ صحت کے ساتھ طاقت اور طاقت کے ساتھ تمام جوش جاتا رہا۔ بس اب اس کی رہائی نہیں۔ یہ شخص بالکل بے یار و مددگار ہے"۔

کمار نے کہا "صحت کی حالت خواب کی طرح ناپائدار ہے۔ بیماری

کیسی ڈراؤنی صورت لے آتی ہے۔ کوئی دانا ایسی حالت دیکھ کر خوشی اور کھیل تماشوں میں مشغول نہیں رہ سکتا"

کمار آرام باغ میں نہ گئے۔ اور بہت بیقرار ہو کر راستہ سے ہی واپس چلے آئے۔ راجہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ بہت غمگین اور اداس ہو گئے

پھر ایک دن راج کمار شہر کے مغربی دروازے سے باغ کی طرف جا رہے تھے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ چارپائی کے اوپر کپڑے سے ڈھانپے ہوئے ایک آدمی کی لاش لئے ہوئے روتے پیٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اُن کے آنسو لگاتار بہہ رہے ہیں اور ناقابل برداشت دکھ میں بال نوچ رہے ہیں۔ مٹی میں لوٹ رہے ہیں۔ یہ خوفناک نظارہ دیکھ کر راج کمار نے سارتھی سے پوچھا۔ کہ "یہ کیا ہے؟ کہ جو یہ شخص چارپائی پر سوئے ہوئے مرد کو اٹھائے لئے جاتے ہیں۔ اُن کے بال بکھرے ہوئے اور سروں پر خاک ڈالے ہوئے چھاتی پیٹ رہے ہیں۔ اور طرح طرح کے بلاپ کی آواز سے سب کو شوک کے سمندر میں بہا رہے ہیں

سارتھی نے جواب دیا کہ "ہے دیو! کوئی مر گیا ہے۔ یہ شخص پھر اس دنیا میں باپ۔ ماں۔ اِستری۔ پُتر کو نہیں دیکھ سکیگا۔ پتا۔ ماتا۔ دوست رشتہ دار۔ گھر اور سکھ کو چھوڑ کر پرلوک کو چلا گیا ہے اور ان سے پھر کبھی نہیں مل سکیگا"

سارتھی کی یہ بات سن کر کمار نے افسردہ خاطر ہو کر کہا۔ کہ "بڑھاپے کے ذریعے سے تباہ ہو جانے والی جوانی اور طرح طرح کی بیماریوں سے

بگڑ جانے والی صحت پر بھی لعنت ہے ۔ اس ناپائدار زندگی پر بھی لعنت ہے اور خوشی میں گرویدہ عام لوگوں پر بھی لعنت ہے ۔ اگر بالفرض بڑھاپا ۔ بیماری اور موت کچھ بھی نہ ہوتی ۔ پھر بھی کیا ہوتا ۔ انسان کا اپنا وجود ہی انسان کے دُکھ کا کارن ہے ۔ بڑھاپا ۔ بیماری اور موت جب ہمیشہ ہی ساتھ ہیں تو پھر کس اُمید پر انسان خوشی منائے ! اب گھر واپس چلو ۔ میں مُکتی کا ذریعہ اچھی طرح سوچونگا۔"

پھر ایک دن جب راج کُمار شمالی دروازہ سے بلاس بھون (عیش محل) کو جارہے تھے تو ایک اجنبی شخص کی شکل دیکھ کر پُوچھا کہ سارتھی یہ شانت چت بھگویں کپڑے پہنے ۔ ہاتھ میں بھیک کا کاسہ لئے آہستہ آہستہ کون جارہا ہے ؟ اس کی نگاہ نیچے ہی کی طرف ہے ۔ آنکھ اُٹھا کر اوپر نہیں دیکھتا ۔ اور اس کی شکل حلم اور نمرتا کو ظاہر کرتی ہے ۔ یہ عجیب قسم کا انسان میں نے دیکھا ہے !

سارتھی نے کہا کہ "ہے دیو! یہ شخص بھکشو (یعنی درویش) ہے ۔ اس نے سنسار کی ساری خواہشوں کو چھوڑ دیا ہے ۔ اس کا آچرن (طریق زندگی) حلیم آدمیوں کی طرح ہے ۔ اس نے سنیاس دھرم اختیار کیا ہے ۔ کیا چھوٹا اور کیا بڑا سب کو اپنے آپ جیسا سمجھتا ہے ۔ اس نے راگ اور دویش (اُلفت اور نفرت) کو جیت لیا ہے ۔ اور بھیک کے کھانے سے اپنی زندگی بسر کرتا ہے ۔

یہ بات سُن کر راج کُمار بول اُٹھے " آج تُو نے وہ بات کہی ہے ۔ جس کے لئے میرا دل خواہشمند تھا ۔ عالموں نے ہمیشہ سنیاس دھرم کی تعریف کی ہے ۔ اسی سنیاس دھرم سے اپنا اور دوسروں کا بھلا ہوتا ہے

اسی سے جیون سکھی ہوتا ہے۔ اور اسی سے میٹھا امرت کا پھل حاصل ہوتا ہے" +

کمار آج گھر کو واپس نہ آئے بلکہ زندگی کے فرائض پورا کرنے نرجن باغ محل میں چلے گئے +

ایک تو بچپن سے ہی دنیوی خوشیوں اور سکھوں کی طرف کمار کی آسکتی (گرویدگی) نہ تھی۔ سب کچھ ناپائدار معلوم ہوتا تھا۔ سنسار ان کو سکھی نہیں کر سکا تھا۔ اس بھوساگر میں پڑے ہوئے چاروں طرف خلاہی دیکھتے تھے اور کسی سہارے کے لئے بیقرار ہو رہے تھے کہ اسی اشانتی کی حالت میں بڑھاپے کے دکھ۔ بیماری کی تکلیف اور زندگی کے انجام کا نظارہ دیکھ کر دنیا کی طرف سے اور بھی غیر مانوس ہو گئے۔ یکایک اس دنیا کے سکھ دکھ سے بالا۔ ہمیشہ خوش رہنے والے بھکشو کی پرشانت (بشاش) مورتی دیکھ کر سوچے کہ "تمام ناپائداری کے ہاتھ سے رہائی کا ذریعہ میں نے پالیا ہے۔ میں بھی اسی بھکشو کا راستہ اختیار کرونگا۔ اور لوگوں کو بھی یہی راستہ اختیار کرنے کے لئے اپدیش دونگا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ دنیادار ہو کر لوگوں کو دھرم کی تعلیم دوں۔ لیکن اب دیکھتا ہوں کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ جیون اور من ارپن کئے بنا دیش میں پھیلے ہوئے دھرم سے لوگوں کو بچایا نہیں جا سکتا۔ سنسار میں رہ کر دھرم کو پالنا بیشک ممکن ہے۔ لیکن سب کچھ تیاگ کر کے بفکر نہ ہونے اور دھرم کے لئے انمتت (مست) ہو کر باہر نہ نکلنے سے دھرم سے خالی انسانوں کو ٹھیک راستے پر نہیں لایا جا سکتا +

پانچواں باب

نوینِ سنیاسی

رفتہ رفتہ کمار کے دل میں بیقراری کے طوفان کا زیادہ زور ہونے لگا۔ وہ طلوعِ آفتاب سے پہلے محل سے باہر نکل کر اس بیقراری کے تدارک کا آخری فیصلہ کرنے کے لئے شال درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ سارا دن بیت گیا رات بھی ختم ہو گئی اور جب سورج نے از سرِ نو مشرق کی طرف سے اپنی کرنوں کو اس روئے زمین پر پھیلانا شروع کر دیا۔ اور تمام حیوانات رات کی گود میں آرام کی نیند سو کر جاگ پڑے۔ تب بھی کمار اس درخت کے نیچے سے نہیں اُٹھے۔ نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ نہ سوئے نہ آرام کیا اور یہ وقت یوں ہی گزار دیا اور دل کے اندر جو سنگرام ہو رہا تھا اُس کا خاتمہ نہ ہوا +

وہ سوچتے تھے کہ "یہ سچ ہے کہ دنیا میں ملوث رہ کر دل کی مراد پوری نہیں ہوگی۔ لیکن باپ کے محبت بھرے دل کو کس طرح چوٹ لگاؤں۔ ماں جیسی گوتمی کے پیار کے بندھن کو کس طرح کاٹوں۔ اپنی زندگی کی نسبت سوامی کو زیادہ پیار کرنے والی گوپا کو کیا کہ کر عمر بھر کے لئے چھوڑ کر چلا جاؤں۔ یہی چنتا اُن کو سخت تکلیف دیتی تھی۔ کبھی کبھی دل مضبوط بھی ہو جاتا تھا۔ مگر پھر باپ کا اپار سینہ اور اُن کا غم سے بھرا ہوا چہرہ سامنے آکر تمام مضبوطی کو توڑ دیتا تھا۔ کئی دفعہ دنیا کو چھوڑنے کے لئے اُن کے دل میں پختہ ارادہ ہوا۔

لیکن گوپا کی نسبت جب خیال کرنے لگتے تھے کہ جو گوپا سوامی کے بنا اور کسی کو جانتی نہیں ۔جس نے سوامی کو ہی زندگی کا ایک سہارا بنایا ہوا ہے۔ جس نے ایک دن بھی کبھی کوئی سخت بات نہیں کہی ہے۔جو گوپا محبت مجسم ہے ۔اُس گوپا کا خیال جب دل میں آتا تھا تو سارے ارادے ہوا میں مل جاتے تھے ۔ لیکن دوسری طرف سنسار میں رہ کر زندگی بسر کرنی اُنکے لئے بہت مشکل ہو چکی تھی اس شوک میں ڈوبے ہوئے پران کو لے کر رہنا ناممکن ہو گیا تھا ۔دیش کے اندر دھرم کے نام سے ادھرم کا راج پھیلا ہوا اور مرد اور عورتوں کی جان بڑھاپے ۔بیماری اور موت کی تکلیف میں جلتے اور اسار چیزوں کو لے کر کروڑوں انسان عمریں بسر کرتے دیکھ کر کُمار کا دل بہت دُکھی ہوتا تھا ۔اور مُکتی کا ذریعہ معلوم کر کے تمام نوع انسان کے دُکھوں کو دور کرنے کے لئے سب کچھ سمرپن کرنے کے واسطے تیار ہوتا تھا ۔اور تمام سُکھوں کو چھوڑ کر اپنی اور دوسروں کی حقیقی بھلائی کے لئے پرتھوی کے سارے دُکھوں کو اپنے سر پر اُٹھانا چاہتا تھا ۔

سِدھارتھ کے دل میں اس قسم کا سخت سنگرام ہو رہا تھا کہ یہ خبر آئی کہ گوپا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے ۔ سِدھارتھ یہ خبر سُنتے ہی بول اُٹھے کہ ”ایک بندھن اور بڑھ گیا“۔ راجہ نے پوتے کی پیدائش کی خوش خبری سُن کر کہا کہ ”میرے پوتے کا نام راہُل ہو“۔ سِدھارتھ نے دیکھا ۔کہ جس سنسار کے بندھنوں کو توڑنے کے لئے اُن کا دل رات دن اس قدر بیقرار ہے اُسی سنسار کا ایک اور بندھن بڑھ گیا ہے ۔کچھ دن اور سنسار میں رہنے سے اور بندھن بڑھتے جائینگے ۔ یہ خیال کر کے جلد ہی دُنیا کو چھوڑنے کے

لئے مضبوط ارادہ کیا۔ اور لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر سُنتے ہی اُداس اور متفکر ہو کر راج محل کی طرف روانہ ہوئے۔ اُنہوں نے راستہ میں دیکھا کہ اِس خوشخبری سے تمام شہر نے اُتسب کی صورت قبول کی ہے۔ اور شاکیہ خاندان کے لوگ خوشی میں چاروں طرف دوڑ رہے ہیں۔ سِدھارتھ کے آنے کی خبر سُن کر عورتیں منگل گیت گا کر اُن کو خوش آمدید کہنے کے لئے گھروں کی چھتوں دریچوں اور دروازوں پر کھڑی ہو گئیں۔ سجے ہوئے شاہی راستہ کے آس پاس کے گھروں سے پھولوں کے گلدستے اور پھولوں کی مالا بارش کی طرح کُمار کے اُوپر برسنے لگیں۔ سارا شہر آنند۔ سنگیت کی ترنگ اور پھولوں کی سُگندھ سے بھر گیا تھا۔ جب کُمار بازار کے اندر سے گزر رہے تھے۔ تو اُس شور و غل کے اندر کِرشا گوتمی نامی کوئی شاکیہ خاندان کی کنواری لڑکی یہ گیت گا رہی تھی:۔

"وہ ماں باپ بہت ہی سُکھی ہیں۔ جن کا ایسا لڑکا ہے۔ اور وہ اِستری بھی بہت سُکھی ہے جس کا ایسا سوامی ہے"۔ اس سنگیت نے سِدھارتھ کو اُدھر متوجہ کیا۔ اور اِس خوشی کے شور و غل میں اُن کے غور و فکر کی رفتار کو اس طرف ڈال دیا کہ جن کا دل پاپ کے بوجھے سے دبا ہوا ہے۔ وہ کیا اس دُنیا میں سُکھی ہو سکتے ہیں؟۔ وہ لوگ موہ بس ہو کر اس لوک اور پرلوک کی بیشمار تکلیفوں کو پیدا کرتے ہیں۔ جلدی چلے جانے والے سُکھوں کی خاطر لا انتہا زندگی کے بہت بڑے دُکھ میں ڈوبتے ہیں۔ جب خواہشات کی آگ بُجھ جاتی ہے۔ تب اِنسان سُکھ حاصل کرتا ہے۔ جب موہ اور رودیش کی آگنی نِربان ہو جاتی یعنی دُنیا میں وابستگی اور حسد کی آگ بُجھ جاتی ہے۔

تب اِنسان سُکھی ہو سکتا ہے۔ جب ابھمان (غرور) پاپ اور توہمات سے پیدا شدہ بیماری دُور ہو جاتی ہے۔ تب ہی اِنسان سکھ کے مُنہ کو دیکھتا ہے۔ اس غور و فکر میں کُمار ڈوب گئے اور اِس چھوٹے آنند اور شور وغل میں جس لڑکی کے سنگیت نے اُن کو زندگی کی اصل بات یاد دلادی۔ اُس کے شکرگزار ہو کر اپنا پہنا ہوا بہت قیمتی ہار اُس کو تحفہ کے طور پر بھیج دیا۔ شاکیہ کنواری نے وہ ہار پاکر ہوا میں خوشی کے محل تیار کرنے شروع کر دئے۔ اُس لڑکی نے خیال کیا کہ "سدھارتھ نے اُس کی خوبصورتی پر موہت ہو کر محبّت کا نشان بھیجا ہے"۔ لیکن کُمار نے نظر اُٹھا کر بھی اُس کی طرف نہ دیکھا۔ اور وہاں سے گزر گئے +

راج کُمار خوشی کی ترنگ سے گزرتے ہوئے راج محل میں پہنچے۔ سُریلی آواز کے ساتھ گانے والی عورتوں کے گیت کی آواز۔ بِینا کی سہاؤنی سُر اور پرندوں کی چہچہاہٹ نے اُن کے بیقرار دل کو شانت کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ مگر کُمار کا دل کسی طرح بھی اپنے سنکلپ کو نہ بھولا۔ جب اُنہوں نے زندگی کا مہان برت ڈھونڈ لیا۔ تو اب اُن کے برت کو کون توڑ سکتا ہے؟۔ جس کو سُورگی طاقت نے کھینچ لیا۔ اُس کو کون باندھ کر رکھ سکتا ہے؟۔ اُنہوں نے دُنیا کو چھوڑنے کے لئے مضبوط عہد کر لیا لیکن یہ سوچ کر کہ اگر باپ کے بغیر اطلاع گھر چھوڑ دوں تو اُن کے نرم دل کو سخت چوٹ لگیگی۔ غمگین صورت بنائے پتا کے پاس پہنچے اور روتے ہوئے اپنے دل کی بات کہی۔ لڑکے پر موہت شُدھودن یہ دل چھیدنے والی بات سُن کر حواس باختہ ہو گئے۔ بہت دیر کے بعد ہوش میں آکر ڈبڈبائی آنکھوں

تھتھلاتی ہوئی زبان۔ بھرائی ہوئی آواز سے بولے" بیٹا! تم کو دنیا چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ تم کو کس چیز کا دکھ ہے؟ کون سی چیز ہے جو تم کو اس دنیا میں حاصل نہیں؟ جس کی ایسی گن وتی۔ روپ وتی۔ زندگی کو خوش رکھنے والی بھارجیا (استری) اور ایسا خوبصورت۔ ہونہار۔ کشادہ پیشانی لڑکا ہو اُس کو کس چیز کا دکھ ہو سکتا ہے؟ تمہارے اس حسین چہرے پر بھلا بھبوت کیا زیب دیگا اور اس جوانی میں جوگی کا بھیس کیا اچھا معلوم ہوگا؟ جو جسم پھول چھو جانے سے بھی میلا ہو جاتا ہے وہ بھکھاریوں کی پوشاک کو کس طرح برداشت کریگا؟ جان سے زیادہ پیارے! تم کو پاکر میں نے اسی دنیا میں سورگ کو حاصل کیا ہے۔ تم کو پاکر میں اپنی جان کے برابر پیاری کی موت کی تکلیف کو بھول گیا ہوں۔ تم میرے دکھ کے وقت کے وقت کی دولت اور انمول رتن ہو۔ تم میرے بڑھاپے کے سہارے اور اندھے کی لاٹھی ہو۔ ہائے! مجھ کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ تم کو چھوڑ کر مجھے دھن اور جن کی اس زندگی میں ضرورت نہیں۔ اے میری زندگی اور میرے سب کچھ! کہیں ایسا نہ کرنا کہ مجھے چھوڑ جاؤ! +

یہ کہتے کہتے راجہ کی آواز بند ہوگئی۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار لگاتار بہنے لگی۔ باپ کی تکلیف کو دیکھ کر سدھارتھ بھی زار زار رونے لگے۔ غم کا پہلا زور کسی قدر کم ہونے پر دونوں بہت دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہے۔ آخر کار راجہ بولے کہ" آخر تم دنیا کیوں چھوڑنا چاہتے ہو؟ تم جو کچھ چاہو میں وہی کردوں۔ اگر تم چلے گئے تو میں کس کو لے کر رہونگا؟ اس راج کا مالک کون بنیگا؟ تم شاکیہ خاندان کے سورج ہو۔ تمہارے بنا یہ گھر اندھیرا ہو جائیگا۔

مجھ پر۔ اس راج پر۔ اور اس شاہی خاندان پر رحم کرنا اب تمہارے ہاتھ ہے"۔ کُمار نے کہا کہ "مجھ کو چار بردان دیجئے۔ اگر آپ یہ کر سکیں تو میں کہیں نہیں جاتا۔ گھر میں ہی رہونگا۔ ورنہ اِس دنیا دارانہ زندگی میں رہنا میرے لئے ناممکن ہے۔ میں صرف چار باتوں کے لئے بیقرار ہوں۔ اوّل یہ کہ بُڑھاپا مجھ پر حملہ نہ کرے۔ دوم۔ میں ہمیشہ تندرست رہوں۔ سوم۔ میری عمر لاانتہا زمانے تک ہو۔ چہارم۔ بڑھاپے بیماری اور موت سے رہائی پانے کی ترکیب مجھے معلوم ہو جائے۔ اگر آپ مجھے یہ چار بر دے سکیں تو لیجئے میں گھر نہیں چھوڑتا"۔

راجہ نے بیٹے سے یہ سُن کر اور بہت غمگین ہو کر جواب دیا۔ کہ "مجھ میں یہ طاقت کہاں ہے؟ کہ بڑھاپے۔ بیماری اور موت سے بچا سکوں۔ مُدتوں کے سادھن کرنے والے تپسی اور رِشی لوگ اِس کے ہاتھ سے رہا نہیں ہو سکے"۔ کُمار نے کہا "اگر آپ میری یہ پرارتھنا پوری نہیں کر سکتے تو مجھ کو صرف ایک ہی بر دیجئے" وہ یہ ہے کہ بیٹے کا سنیہ اپنے دل سے دور کیجئے۔ مجھے جگت کے دُکھ کو دُور کرنے کے لئے یہ زندگی ارپن کرنے کی اجازت دیجئے"۔

لڑکے کی پرارتھنا کو سُن کر شُدھودن ڈاڑھیں مار مار کر رونے اور بلاپ کرنے لگے۔ لڑکے کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اُس کو گھر چھوڑنے سے منع کرنے کے لئے بہت روئے۔ راجہ کے رونے کو سُن کر پتھر دل بھی نرم ہو جاتے۔ مگر سِدھارتھ کے دل میں ذرا بھی چوٹ نہ لگی۔ راجہ کے بلاپ کے بچنوں سے سِدھارتھ کی آنکھوں نے آنسوؤں کی دھار بہائی۔ لیکن اُنکا

اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی راہ پر قایم دل نہ ہلا۔ جب تمام کوشش بیفائدہ ثابت ہوئی۔ تو آخرکار دھارمک پتا نے لڑکے کی دھرم حاصل کرنے کے لئے ایسی مضبوط بیقراری کو دیکھ کر اکلوتے بیٹے کو جنگل میں جانے سے روکنا مناسب نہ سمجھا۔ اور روتے ہوئے غمزدہ دل کے ساتھ فقیر ہونے کی اجازت دیدی۔ سدھارتھ نے بھگتی کے ساتھ باپ کو پرنام کر کے رخصت حاصل کی۔ اور محل میں جاکر سونے کے کمرے میں سو رہے +

اس طرف شدھودن لڑکے کو سنیاسی ہونے کی اجازت دے کر بلاپ کرتے ہوئے کبھی کبھی بیہوش ہو جاتے تھے اور پھر ہوش آنے پر بلاپ کرنے لگتے تھے۔ تھوڑی دیر میں ہی خوشی کا سارا شور و غل بند ہو گیا اور شہر نے دکھ کی صورت اختیار کی۔ شاکیہ لوگوں نے یہ تکلیف دہ بات سن کر کہا "مہاراج! آپ بیفکر رہئے۔ ہم لوگ کمار کو نہیں جانے دینگے۔ وہ اکیلے ہیں۔ ہم لاکھوں۔ ان کی کیا طاقت ہے کہ گھر سے بھاگ جائیں" جب شاکیہ خاندان کے پانسو بہادر ہتھیار پہن کر کمار کی خبرداری کے لئے تیار ہوئے۔ تو شدھودن کے دل میں بھی کسی قدر تسلی ہو گئی۔ اور شاکیہ خاندان کے بہادر کوئی ہاتھی پر اور کوئی گھوڑے پر چڑھ کر شہر کے چاروں دروازوں میں خبرداری کرنے لگے +

کچھ دیر بعد یہ خبر اندر بھی پہنچ گئی کہ کمار گھر کو چھوڑ کر چلے جائینگے۔ بہت ہی عقلمند گوتمی نے نوکرانیوں کو بلایا۔ اور اندھیری جگہ کو دن کی طرح روشن کرا دیا۔ تمام نوکر نوکرانیوں نے یہ عہد کر لیا۔ کہ ساری رات جاگ کر کمار کی خبرداری کرینگے۔ گانے والیوں نے خوبصورت پوشاکیں اور زیورات پہن کر سدھارتھ کے سونے کے کمرے میں جاکر بہت ناز و انداز کے ساتھ گانا اور ناچنا شروع کیا۔ اور

اُن کے غمگین دل کو موہت کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔ لیکن کسی طرح بھی اُن کا اٹل اور اچل من چنچل نہ ہوا۔ اور راج کمار سو گئے ✦

ناچنے اور گانے والی عورتیں یہ خیال کر کے کہ "جن کے لئے ہم سب اتنی تکلیف کر رہی ہیں وہ تو گہری نیند سو رہے ہیں۔ ہمیں خواہ مخواہ اپنے آپ کو تھکانے اور گلا پھاڑنے کی کیا ضرورت ہے" وہیں پڑ کر سو رہیں۔ دیپ مالا بھی آہستہ آہستہ بجھتی گئی۔ جب دو پہر رات گزر چکی تھی۔ چرند۔ پرند اور انسان نیند کی پیاری گود میں آرام کر رہے تھے اور رات کے گہرے سناٹے کے اندر سے صرف رات کو جاگنے والے جانوروں کی خوفناک آوازیں سُنائی دیتی تھیں۔ اس وقت سِدّھارتھ چپ چاپ بستر سے اُٹھے۔ چاروں طرف نگاہ ڈال کر دیکھا۔ کہ سوئی ہوئی ناچنے والی عورتوں میں سے کسی کے چہرے کے بال بکھر جانے کے سبب سے خوفناک صورت بن گئی ہے۔ کوئی اِدھر اُدھر کپڑا ہٹ جانے کے سبب بے پردہ پڑی ہے۔ کسی کے مُنہ سے نہایت ڈراؤنی آوازیں نکل رہی ہیں۔ اور کسی کی پھری ہوئی اُلٹی آنکھیں خوفناک صورت دکھا رہی ہیں۔ کوئی غیر طبیعی طور پر ہنس رہی ہے۔ کوئی روتی ہے۔ کوئی اپنے دانتوں کو پیس رہی ہے۔ کسی کے منہ سے رال بہ رہی ہے۔ اور کسی کے خراٹوں کی آواز سے گھر گونج رہا ہے۔ گھر میں یہ گورستان دیکھ کر سِدّھارتھ کے دل میں انسان کے جسم کی طرف سے کراہت پیدا ہو گئی۔ جو عورتیں تھوڑی دیر پہلے نہایت خوبصورت شکل بن کر دل کو کشش کرتی ہیں۔ اُنہیں کی ایسی مکروہ صورت دیکھ کر سِدّھارتھ کے دل میں دُنیوی خوشیوں کی طرف سے سخت نفرت پیدا ہوئی۔ اور اُنہوں نے

لمبا سانس بھر کر یہ کہا کہ "اِن راکھشسیوں کے ساتھ رہ کر اِنسان کس طرح سُکھ بھوگ کرتا ہے؟ مجھ کو اِن کی ضرورت نہیں ہے؟ میں یہاں سے ہمیشہ کے لئے وداع ہوتا ہوں۔ دُرمتی والے لوگ پنجرے میں بند پرندے کی طرح خواہشات کے غلام ہو جانے کے باعث گہری تاریکی سے رہا نہیں ہو سکتے"۔

یہ شمشان بھومی جیسا نظارہ دیکھ کر سِدھارتھ کی گیان کی آنکھیں کھُل گئیں اور وہ اپنے مقصد کو اور بھی زیادہ یاد کرنے میں مشغول ہوئے۔ اِس وقت اُنہوں نے سنکلپ کیا کہ تمام انسانوں کو ترِشنا (خواہش) کے مشکل سے ٹوٹنے والے بندھن سے رہا کرینگے۔ اگیان کے اندھیرے میں پھنسے ہوئے دُنیاداروں کی اوِدیا کے اندھکار کو دُور کر کے دھرم کی روشنی کے ذریعے اُن کی گیان کی آنکھوں کو پوِتر اور متکبر لوگوں کے جھُوٹے گھمنڈ کو دُور کرینگے۔ اور سنسار کی خواہشوں کو دُور کرنے اور اِنسان کے آتما کو پوری سیری دینے والا نیا دھرم ظاہر کرینگے +

زندگی کے اعلےٰ مقصد پر غور کرتے کرتے اُن کے اندر دھرم کا بھاؤ جوش میں آگیا۔ اپنے آپ کو بھُول جانے کے لئے زبردست ارادہ۔ پاپ کی طرف نہایت نفرت۔ دھرم کے لئے نہ بجھنے والی پیاس۔ اور جانداروں کی طرف گہری ہمدردی کی خواہش روشن ہو گئی +

سوئی ہوئی عورتوں کی طرف انہوں نے پھر ایک دفعہ آنکھ اُٹھا کر دیکھا اور دل ہی دل میں اُن کے لئے بہت ہی رحم کا بھاؤ پیدا ہوا اور وہ سوچنے لگے کہ "یہ سب قربانی کے لئے باندھے ہوئے پشوؤں کی طرح خواہشات کے جال میں بندھی ہوئی ہیں۔ دَلدَل میں پھنسے ہوئے کمزور ہاتھی کی طرح موہ

میں مست ہیں۔ چراغ کے شعلے پر گرتے ہوئے پروانوں کی طرح باسناؤں کی آگ میں جل کر خاک ہو رہی ہیں۔ جال میں پھنسی ہوئی مچھلی کی طرح پرابعبو کے اندر تڑپتی ہیں۔ بہت بڑے سمندر کے اندر ٹوٹی ہوئی کشتی کی طرح ان کی زندگی قریباً غرقاب ہو گئی ہے۔ ان کی جوانی۔ جیون اور جوبن کرشن پکھش (بدر سے ہلال تک کا عرصہ) چاند کی طرح سُوکھ جا رہا ہے۔ میلے کے کیڑوں کی طرح اسار خوشیوں کے اندر یہ خوش ہو رہی ہیں۔ ہائے! ان کو کس قدر تکلیف ہے!۔ ان کی زندگی کا آخری نتیجہ کیا خوفناک ہے!۔ لوگوں کی ایسی بُری حالت کو کون دُور کریگا۔ کس طرح پر یہ دُکھدائی نظارہ دُور ہوگا؟ یہ جسم کیا اسار۔ اور طرح طرح کی غلاظت سے بھرا ہوا ہے۔ کئی قسم کے کیڑے اس جسم کے اندر رہتے ہیں۔ افسوس! کہ انسان اس ناپائدار جسم کی خاطر ہر ایک پاپ میں مشغول ہوتا ہے"۔

یہی سوچتے سوچتے دوسروں کے دُکھ سے دُکھی سِدّھارتھ رونے لگے۔ قدیم زمانہ کے جو مہاتما لوگ جیوؤں کے پاپ کو دُور کرنے کے لئے اپنے آپ کو بلی دان کرتے رہے ہیں۔ اُن کی اعلےٰ زندگی کی روشن مثال کو یاد کر کے اُنہوں نے سنسار کو چھوڑنے کے لئے عہد کیا۔

مکان کے دروازے پر پہنچ کر دیکھا کہ چاندنی رات کھلی ہوئی اور چاروں طرف سناٹے کا عالم ہے۔ تمام لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ سِدّھارتھ تھوڑی دیر تک آسمان کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے۔ اور اس ست کو خصوصیت کے ساتھ اُپلبدھ کر کے کہ "میری زندگی تمام لوگوں کی بھلائی اور خدمت کے لئے ہے"۔ ایک عجیب قسم کی روحانی خوشی کے سمندر میں ڈوب گئے۔

انہوں نے باہر نگاہ ڈال کر دیکھا کہ دروازے کے نزدیک کوئی چوکیدار کھڑا ہوا ہے۔ آواز دینے پر سارتھی چھندک جو پہرہ دے رہا تھا۔ اُن کے پاس آگیا۔ اُس سے انہوں نے کہا ”میں ابھی رات کو ہی گھر چھوڑ دونگا۔ تم گھوڑا تیار کرو۔ بچپن سے جس چیز کے پانے کے لئے میرا دل رو رہا تھا آج وہ حاصل ہوئی ہے۔ آج میری مراد پوری ہوگی۔ چھندک! دیکھنا! دیر نہ کرنا۔ جلدی گھوڑا تیار کرکے لے آؤ“ +

راج کمار سے ایسی دل سوز بات سُن کر چھندک ہکا بکا رہ گیا۔ اور زبان بند ہوگئی۔ اُس نے بہت شوک اور تکلیف سے بھرے ہوئے کہا۔ کہ راج کمار! ایسی بیرحمی کی بات نہ کہئے۔ یہ برگِ گل سے بھی زیادہ نرم جسم۔ یہ چاند جیسا مکھڑا۔ یہ پھولوں کو رشک دلانے والی آنکھیں تپسیا کے لائق نہیں ہیں؟ آپ ایسی بُری آرزو کو ترک کیجئے۔ اور ہماری جان کو بچائیے +

سدھارتھ نے جواب دیا ”چھندک! کس کا جی چاہتا ہے کہ ایسی پران سے پیاری استری۔ اپنی جان جیسے پُتر اور شردھا اور بھگتی کے لائق محبت بھرے باپ کو چھوڑ کر چلا جاوے؟ لیکن کیا کروں؟ سنسار میں میرا دل اور زیادہ نہیں رہنا چاہتا۔ بظاہر طرح طرح کی دُنیوی خوشیوں میں مشغول ہوکر بھی میں دراصل اُن میں پھنسا ہوا نہیں تھا۔ سُکھ اور عیش و عشرت کے اندر رہ کر بھی میرا دل ترپتی نہیں پاتا رہا ہے۔ جو سنسار میرے دل کو سیر نہیں کرسکا۔ اور زیادہ اُس میں رہ کر اپنی زندگی کیوں ضائع کروں؟ میں نے عہد کیا ہے کہ اس زندگی کو تپسیا میں لگاؤنگا۔ اس کوشش میں اگر میرا جسم برباد ہو جائے۔ تب بھی میں سمجھونگا کہ میں نے ایک مبارک کام کیا ہے۔ میں

ادھرم کو برداشت نہیں کر سکتا۔ جیوؤں کا دُکھ مجھ سے نہیں سہا جاتا چھندک
گھر کو چھوڑتے وقت تم میرے مددگار رہو اور تپسیا میں روک مت بنو"
چھندک نے کہا کہ "دیوتاؤں کا سرتاج اِندر یا منشوں کا راجہ ہونے
کے لئے ہی تو لوگ سخت تپسیا کرتے ہیں۔ آپ کو یہ دونوں چیزیں حاصل ہیں
آبادان۔ پُر دولت۔ خوبصورت شہر۔ سینکڑوں قسم کے پھلوں اور پھولوں
سے لدے ہوئے درختوں کے باغ آپ کے پاس ہیں۔ آپ کے جنگلوں میں
ہر طرف پرندے چہچہا رہے ہیں۔ اور تالابوں میں کمود (ایک قسم کا خوبصورت
پھول جو رات کو کھلتا ہے) لہلہاتے ہیں۔ کوہ کیلاس جیسے اونچے جواہرات
سے سجے ہوئے۔ اور مختلف قسم کے باجوں والے محل آپ کو میسر ہیں۔ پھر
آپ کو تپسیا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہے راج پتر! آپ کی یہ حسین
نوجوانی۔ نازک جسم اور کالے خوبصورت بال شاہی تخت کے لائق ہیں۔
آپ ابھی صبر کیجئے۔ بوڑھے ہو کر تپسیا کر لیجئیگا"

کمار نے کہا "خواہشات کا سکھ ناپائدار۔ متبدل۔ اور دھرم کو ناش کرنے
والا ہے۔ یہ سکھ بجلی کی طرح چنچل اور بلبلے کی طرح ذرا سی دیر ٹھیرنے والا ہے
مگر نتیجہ اس کا بہت ہی دکھدائی اور دیرپا ہے۔ یہ سکھ سراب کی طرح ہے۔ جو
شخص اس کو دیکھ کر موہت ہوتا ہے۔ وہ ساری عمر دکھ بھوگتا ہے۔ دانا لوگ
اس کو تیاگ کرتے ہیں۔ نادان لوگ اسے حاصل کرنے کے لئے اسکے پیچھے
دوڑتے ہیں۔ چھندک! خواہشات کو پورا کرنے کے لئے بہت سے سامانوں
کو پاکر بھی کیا کبھی کسی نے سیری حاصل کی ہے؟ ان کو جتنا بھوگ کیا
جاوے۔ اُتنا ہی اور بھی زیادہ بھوگنے کی خواہش بڑھتی جاتی ہے۔ کونسا

بُرا کام ہے۔ جو اِنسان خواہشات کے نشے میں بیہوش ہو کر نہیں کرگزرتا؟ میں نے جانا ہے کہ ترِشنا کے بہت دوش (نقص) ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اَور زیادہ دن تک اِن میں پھنسا رہوں۔ پہلے میں آپ اِس دُنیا کے سمندر سے پار ہونگا۔ اور پھر جگت کو پار ہونے کے لئے راستہ دکھاؤنگا۔ آپ مُکت ہو کر سب کی مُکتی کا راستہ نکالونگا"۔

سِدھارتھ کی بات کو سُن کر چھندک نے بہت دُکھی ہو کر پوچھا کہ "ہے دیو! پھر کیا آپ سنسار کو چھوڑ دینے کے لئے یقیناً فیصلہ کر چکے ہیں"؟ سِدھارتھ نے جواب دیا۔ کہ "نہ جُنبش کھانے والے پہاڑ کی طرح میرا عہد مضبوط ہے۔ مُکتی کا راستہ معلوم کرنے کے لئے میں نے اپنی زندگی۔ جوانی اور سب کچھ ارپن کیا ہے۔ اگر میرے سر پر آسمان سے بجلی گر پڑے۔ کوہ ہمالہ میرے راستے میں آکر روک بن جاوے۔ یا سمندر اچھل کر میرے چاروں طرف طوفان برپا کر دے۔ تو بھی میرا سنکلپ (ارادہ۔ عہد) نہیں جُنبش کھائیگا۔ اِس لئے اب مجھ کو روکنے کی کوشش کرنا بیفائدہ ہے۔ چھندک! میں تمہاری بنتی کرتا ہوں۔ کہ اِس اعلےٰ ترین کام میں تم میرے مددگار بنو"۔

سِدھارتھ کی باتیں سُن کر چھندک کے سامنے کتابِ زندگی کا ایک نیا باب کھُل گیا۔ جس سے اُس کی نگاہ اُس نئے راج کی طرف پڑی۔ جس کی وسعت عظمت اور خوبصورتی کو دیکھ کر وہ حیران اور چُپ ہو گیا۔ اور اُس نے یہ سوچ کر کہ چونکہ اُسی عجیب و غریب اندرونی سلطنت کی نئی خوشخبری کو جگت میں سُنانے اور قایم کرنے کے لئے سِدھارتھ اِس ناپایدار چندروزہ دُنیوی سکھوں کو چھوڑتے ہیں۔ اِس سے بڑھ کر زندگی کا اچھا استعمال اور کیا ہو سکتا

ہے۔ کہا کہ "اگر مالک کی فرمانبرداری کے لئے یہ زندگی قربان کرنی پڑے۔ تو بھی اِس داس کو منظور ہے"۔ اور تیز رفتار گھوڑا تیار کرنے کے لئے طویلے میں چلا گیا۔

چھندک کے باہر جانے کے بعد سدّھارتھ سوچنے لگے۔ کہ "میں ہمیشہ کے لئے یہ دُنیا چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ لاؤ جاتے وقت ایک دفعہ نوزائیدہ بیٹے اور اپنی پران پیاری گوپا کا مُنہ تو دیکھ جاؤں"۔ دل ہی دل میں یہ سوچ کر آہستہ آہستہ قدم رکھتے ہوئے وہ زچہ خانہ کے سامنے گئے۔ اور دیکھا کہ چراغ دھیمی دھیمی روشنی سے جل رہے ہیں۔ سات دِن کے شِشو (ننھا بچہ) نے گھر کو روشن کیا ہوا ہے۔ گوپا کے کیس بکھرے ہوئے ہیں۔ ایک بازو بچّہ کے سر کے نیچے رکھا ہوا اور دوسرے بازو سے اُس کو اپنی چھاتی سے لگایا ہوا اور گاڑھی نیند میں بالکل بیہوش سوئی ہوئی ہے۔ سدّھارتھ کے دل میں اُس وقت یہ بھاؤ پیدا ہوا کہ بچے کو ایک دفعہ اپنی چھاتی سے لگائیں۔ لیکن اِس ڈر سے کہ مبادا گوپا کی آنکھ کُھل جائے اور میں نے جس مقصد کے لئے گھر چھوڑنے کے لئے ارادہ کیا ہے اُس میں کامیابی نہ ہو وہ اپنی اس آخری آشا اور طبعی خواہش کو پُورا نہ کر سکے۔ چند لمحوں تک سدّھارتھ مورت کی طرح وہیں کھڑے رہے۔ اور اس تھوڑی سی دیر میں کتنے ہی باہمی متضاد بھاؤ اُن کے دل میں پیدا ہوئے اور گزر گئے۔ آخر کار اُنھوں نے زبردست قوتِ ارادہ کے ذریعے دل کے اندر سے محبت کی جڑ تک کو اُکھاڑ دیا۔ اور دیوانہ وار جلد جلد قدم اُٹھاتے ہوئے پل بھر میں محل کی حد سے باہر آ کر اُچاٹ دِل اور بیقرار آنکھوں سے چھندک کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔

اس طرف چھندک بجلی کی مانند تیز رفتار کنتھک نامی قدآور اور خوبصورت

گھوڑا لے کر آموجود ہوا۔ سِدھارتھ فوراً گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور اِس ڈر سے کہ شہر کے دروازے پر سیکڑوں پہرے والے جاگ رہے ہیں اُنہوں نے فصیل شہر کی طرف گھوڑا چلایا۔ چھندک بھی چُپ چاپ ان کے پیچھے ہولیا۔ طاقتور گھوڑا ایک ہی چھلانگ میں اونچی فصیل کو کود کر شہر سے باہر ہو گیا +

جس شہر میں اُن کے محبت بھرے پتا۔ سوامی کو جان کی طرح پیار کرنے والی استری۔ نوزائیدہ فرزند اور اُن کی جیون لیلا کی جگہ وغیرہ سب کے سب پیچھے رہ گئے اُس شہر کی طرف آخری نگاہ ڈالنے کے لئے سِدھارتھ گھوڑے کی باگ کو روک کر ایک دفعہ کھڑے ہو گئے۔ اُن کے دل کی اس کمزوری کو سہارا بنا کر مار (ادنےٰ فطرت۔ پرلوبھن) نے اُن کو اِس دلی مقصد سے ہٹانے کا موقع پایا۔ جب سلطنت کے سُکھوں کا خیال اُن کے دل میں پھر جاگ پڑا تو سِدھارتھ نے کہا کہ "جب تک میں اَجر (بوڑھا نہ ہونیوالا) اَمر (غیر فانی) امرت (زندگی بخش) اور اعلےٰ بودھی پد نہ پاؤنگا تب تک کپل وستو میں پھر کر نہیں آؤنگا۔ اور کھانا۔ پینا۔ سونا۔ پہننا اور سیر کرنا حرام سمجھونگا۔ جب تک ہمیشہ قایم رہنے والی ذات کو حاصل نہ کروں تب تک کپل وستو میں داخل ہونا مجھ پر حرام ہے" +

سِدھارتھ کی اس وقت کی کشمکش کو وہی لوگ کم و بیش سمجھ سکتے ہیں۔ جو خود اس قسم کی حالت کے اندر سے گزرے ہوں۔ جنہوں نے کسی خاص اعلےٰ کام کو اپنا مقصد بنا کر اپنی ساری زندگی اُسی مقصد کے لئے قربان کی ہو۔ وہ جانتے ہونگے۔ کہ اس قسم کا برت لینے کے وقت خود اپنا ہی دل مختلف متضاد خیالات پیدا کرتا ہے۔ جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر انسان کو دھرم

تم اُس کے ہاتھ میں بھیکھ مانگنے کی جھولی دے کر اس کو گھر سے باہر نکال دیتے ہو۔ جو یہ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ اب تو زندگی کی کشتی صرف سُکھ کے سمندر میں تیرتی رہیگی۔ اُس کے جیون کی ناؤ کو دُکھ کے ساگر میں ڈبو دیتے ہو۔ جس نے مصیبت کے تاریک کنوئیں کے اندر پڑے ہوئے یہ یقین کر لیا تھا۔ کہ اب سُکھ کا چاند کبھی نہیں دکھائی دیگا۔ تم اُس کو خوشی کے مینار کی سب سے اونچی سیڑھی پر بٹھا دیتے ہو۔ ہے پربھو! تمہاری مرضی کے گہرے بھیدوں کو کون سمجھ سکتا ہے؟

اپنے باپ کی بہت سی دولت۔ دلکش محل۔ سلطنت اور حکومت خوبصورت نیک سیرت اور نوجوان استری اور سات دن کے لڑکے کو گھر میں چھوڑ کر تمام بیرونی بندھنوں کو کاٹ کر **سدھارتھ انتیس برس کی عمر میں سنیاسی ہوئے!!!**

چھندک راج کمار کو سنیاسی کے بھیس میں دیکھ کر کپڑے سے اپنا مُنہ ڈھانپ کر زار زار رونے لگا۔ راج کمار کی اس فقیرانہ اور حلیمانہ شکل کو دیکھ کر کنتھک کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے۔ اُس نرجن ندی کے کنارے پر سنیاسی کا بھیس بنانے کے بعد سدھارتھ نے کہا" چھندک! یہ زیورات میرے پتاجی کو دے دینا۔ سب سے کہ دینا کہ میرے لئے کوئی دُکھ نہ کرے۔ پتاجی سے کہنا کہ میں کرتگھن (ناشکر گزار) نہیں ہوں۔ کسی دُنیوی دُکھ سے دِق ہو کر میں سنیاسی نہیں ہوا۔ دُکھ کو دُور کرنے کا ذریعہ نکالنے اور لوگوں کی بُری حالت کو دُور کرنے کے لئے سنیاسی ہوا ہوں۔ جب میری مراد پُوری ہو جائیگی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا۔ اور سب کے غم کے آنسو پونچھ دونگا۔ چھندک! تم جلدی واپس جاؤ اور میرے گھبراتے ہوئے پتاجی کو میری نسبت خبر دیکر تسلی دو۔ اگر تم نے یہاں زیادہ دیر لگائی تو ممکن ہے کہ بہت تکلیف کے سبب وہ سب اِس

دُنیا سے چل دیں۔ اور اگر وہی نہ رہے تو میرے ننھے بچے کی حفاظت کون کریگا ؟ چھندک زیادہ دیر نہ کرو۔ اور میرے لئے دُکھ نہ کرنا۔ تم جلدی واپس جاؤ"۔

چھندک گھوڑے کو لے کر اُداس دل کے ساتھ گھر کی طرف پھرا۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی رہی وہ بار بار پیچھے مُڑ کر دیکھتا رہا۔ جب سدھارتھ دکھائی دینے سے رہ گئے تب وہ ڈاڑھیں مار کر زار زار رونے لگا اور چاروں طرف سے اپنے آپ کو شوک کے سمندر میں بہاتا ہوا کپل وستو کی طرف واپس چلا۔ جس طرح کوئی باپ اپنے لڑکے کی لاش کو شمشان میں جلا کر روتے ہوئے واپس آتا ہے اُسی طرح چھندک بھی آہ و زاری کرتے ہوئے واپس آ رہا تھا۔ بیچارے کنٹھک نے بھی واپسی کے وقت اپنے مالک کے غم میں دل شکستہ ہو کر راستے میں ہی پران تیاگ کر دئے۔

کُمار کے گھر سے چلے جانے کے بعد اندرونی محل میں رہنے والی عورتیں کُمار کو موجود نہ پاکر گھر گھر اور کمرہ کمرہ میں تلاش کرنے لگیں۔ محل کا ہر ایک کمرہ۔ چھت اور صحن ڈھونڈھا گیا۔ اور اُن کو کہیں نہ پاکر وہ سب نا امید ہو بہت زور زور سے رونے لگیں۔ سُن سان رات کے وقت اُن کی دردناک آواز سُن کر گرد و نواح کے لوگ حیران ہو کر جاگ پڑے۔ شُدھودن بھی اُس آواز سے گھبرا کر اُٹھ بیٹھے۔ اور محل میں آہ و زاری کا سبب معلوم کرنے کے لئے آدمی بھیجے۔ جنہوں نے آکر کُمار کے اپنے کمرے سے کہیں چلے جانے اور بہت کچھ تلاش کرنے پر بھی اُن کے کہیں نہ ملنے کی نسبت اطلاع دی۔ یہ سُنتے ہی شُدھودن کے ہوش اُڑ گئے اور اس گھبراہٹ میں کسی کو شہر کے دروازے کی حفاظت۔ اور کسی کو شہر کے اندر کُمار کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ جو لوگ ڈھونڈنے گئے تھے

وہ ابھی واپس بھی نہ آئے تھے کہ اور کئی آدمی روانہ کئے گئے۔ شہر میں کوئی جگہ تلاش کرنی باقی نہ رہی۔ لیکن کمار کہیں بھی نہ ملے۔ تب راجہ نے چاروں طرف سوار روانہ کئے۔ اور اُن کو حکم دیا کہ جب تک کمار نہ ملے تب تک واپس نہ آویں۔ سوار چاروں طرف بجلی کی طرح دوڑے۔ اُنہوں نے پہاڑ اور جنگل چھان مارے لیکن کمار کا پتہ نہ لگنا تھا نہ لگا۔ وہ شہر بہ شہر اور گاؤں بہ گاؤں پھرے مگر کمار کی خبر نہ ملی۔ بہت تلاش کے بعد سواروں کی ایک جماعت نے دُور سے دیکھا کہ ایک شخص کمار کے کپڑے وغیرہ سر پر دھرے لئے جا رہا ہے۔ اور یہ خیال کر کے کہ شاید اس شخص نے کپڑوں کے لالچ سے کمار کو مار ڈالا ہے اُس کو قید کر لیا۔ اُنہوں نے تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ چھندک کمار کے زیور لئے روتے ہوئے آ رہا ہے۔ اُس سے سارا حال سُن کر قیدی کو چھوڑ دیا۔ اور جب معلوم ہوا کہ کمار سنیاسی ہو گئے ہیں۔ اور وہ اب گھر میں نہیں آئینگے۔ تو سب کے سب افسردہ خاطر ہو کر چھندک کے ساتھ شہر کی طرف واپس پھرے *

صدمہ سے مخبوط شدہ راجہ اندرونی محل میں جہاں پر بیٹھا ہوا تھا چھندک زیور لئے ہوئے وہیں پہنچا۔ زیورات کو دیکھ کر شُدھودن اور گوتمی دونوں نے ڈاڑھیں مار کر رونا شروع کیا۔ اُن کی آواز کو سُن کر محل کی تمام عورتیں دوڑتی ہوئی آئیں۔ اور زمین پر گر گر کر رونے لگیں۔ گوتمی کے دل چھیدنے والے بلاپ سُن کر شُدھودن بیہوش ہو گئے۔ بہت کوشش کے بعد اُن کو ہوش آیا۔ ہوش سنبھالنے پر تھتھلاتی ہوئی زبان سے وہ بلاپ کرنے لگے کہ ہائے! اے اندھے کی لاٹھی! بوڑھے کے سہارے! مجھ کو چھوڑ کر تو کہاں چلا گیا؟ ہائے پُتر! میرا اور کوئی نہیں ہے! اب مجھ سے تکلیف سہی نہیں جاتی!

میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے!! یہی کہتے کہتے اُن کو پھر غش آگیا۔ اسی طرح پر راجہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد بیہوش ہونے لگا۔ اِدھر گوتمی کے بلاپ کے بین سُن کر سخت سے سخت دِل لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عورتوں کے نازک دل میں یہ دُکھ کا زخم ناقابل برداشت ہوگیا۔ اور شاکیہ خاندان کے لوگ آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار برسانے لگے۔ رعیت کی آہ وزاری کی آواز چاروں طرف سے گونج اٹھی اور راجپوری نے ماتمی صورت اختیار کی۔ آخر کار شدھودن نے دھیرج دھر کر کہا کہ "مہرشی کال دیو نے فرمایا تھا کہ تمہارا لڑکا بُدھ ہو کر دنیا کے دُکھ کو دُور کرنے کا اپائے کریگا۔ میرے لڑکے نے جگت کے دُکھ کو دُور کرنے کے لئے اپنی زندگی ارپن کی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور اچھا کام کیا ہو سکتا ہے؟ اِس لئے اُن کے واسطے کوئی دُکھی نہ ہو۔ اور سب یہی آشیرباد کرو کہ اُن کی زندگی کا برت اچھی طرح پورا ہو"۔ گوتمی بھی اپنے غم کے ولولے کو روک کر وہاں سے اٹھی اور چپ چاپ تالاب کے کنارے پر جا کر کُمار کے زیوروں کو اُس میں پھینک دیا۔ کُمار کی بیرونی یادگار کا نشان گہرے پانی میں فوراً ڈوب گیا۔ لیکن اُن کی یاد دِلوں کی کھوہ میں آگ کی طرح دن رات روشن رہنے لگی +

گوپا کے حال کا کیا ذکر کریں؟ یہ خبر سنتے ہی کہ کُمار چلے گئے ہیں اس شخص کی طرح کہ جس کے سر پر بجلی گر پڑے اُن کے ہوش و حواس اُڑ گئے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہنے لگی۔ لیکن زبان سے کوئی بلاپ کا بچن نہ نکلا اور وہ جڑ کی طرح بے حس وحرکت پڑی رہیں اور جو شوک اتنی دیر تک دبا ہوا تھا وہ چھندک کے آنے کی خبر سُن کر پھوٹ نکلا بہت دیر بلاپ کر کے گوپا نے اپنے لمبے کیش کاٹ ڈالے۔ اور ایک ایک کر کے تمام زیورات اُتار کر

پھینک دئے۔ شاہی لباس دور پھینک کر ایک معمولی کپڑا پہنا اور اُس دن سے گوپا نے زمین پر سونا شروع کیا۔ اچھے اچھے بھوجن کھانے چھوڑ دئے کبھی ایک دفعہ اور کبھی بالکل نہ کھا کر دن کاٹنے لگیں۔ آج سے گوپا نے جسمانی بناؤ سنگار کے خیال کو چھوڑ کر اپنے جسم کو بھبوت مل کر چھپا دیا۔ گوپا اپنے خاوند کے جیتے جی ہی بیوہ ہو گئیں اور برہمچرج کے قواعد کی پابندی کر کے دن کاٹنے لگیں۔ جس کے سوامی سب کچھ چھوڑ کر سنیاسی ہو گئے ہیں۔ وہ سوامی سے پیار کرنے والی استری اور کیا کرتیں؟ وہ بھی جوانی کی حالت میں ہی سنیاسن ہو گئیں۔ گوپا کے سنیاسنی کے بھیس کو دیکھ کر تمام رشتہ داروں کے دل میں بہت دکھ ہوا اور چپ چاپ پڑی رہتی بھی گوپا منہ کھول کر رونے لگی۔ (پتا) ڈنڈ پانی نے آکر گوپا کو بہت کچھ تسلی دی۔ اور بہت کچھ منع بھی کیا۔ لیکن گوپا نے سنیاسنی کا بھیس نہ چھوڑا۔ باپ نے اپنی لڑکی کے غم زدہ دل کو پرچانے کے لئے اپنے گھر میں لے جانے کی بہت کوشش کی لیکن گوپا نے کسی طرح پر بھی اپنے سوامی کے گھر کو چھوڑنا منظور نہ کیا کیونکہ راج کمارکی برہمچرج کی جسمانی سخت تکالیف کے دکھ کو وہ برداشت نہ کر سکی۔ اور یہیں پر گوپا کے تمام سکھوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

چھٹا باب

سادھنا اور سِدھی

سِدّھارتھ نے دُنیوی سامانوں سے علیحدہ ہو کر "انُمَا" ندی کے کنارے انُوپریہ نامی آم کے جنگل میں سات دن گزارے۔ وہ یہ خیال کر کے اپنے دل میں بہت خوش تھے کہ وہ سنسار کے بندھن کاٹنے کے لائق ہو گئے ہیں اور اب اپنا دل و دماغ اور جسم زندگی کے مقصد کو سادھن کرنے میں پورے طور سے لگا سکینگے۔ سات دن کے بعد انُوپریہ جنگل کو چھوڑ کر وہ جنوب مشرق کی طرف آگے بڑھنے لگے اور راستے میں شاکی۔ پدما اور برہمہ رِشی رَیوت کے آشرم میں مہمان رہے۔ ان سبھوں نے بہت محبت کے ساتھ اس نوین سنیاسی کو اپنے اپنے ہاں جگہ دی۔ آہستہ آہستہ سِدّھارتھ بیشالیؔ شہر میں جا پہنچے۔ وہاں پر "آراڑ کالام" نامی ایک بہت بڑا پنڈت سنیاسی ۳۰۰ شاگردوں کے ساتھ باس کرتا تھا۔ آراڑ سِدّھارتھ کے لاثانی حُسن کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور بہت آدر کے ساتھ اُن کو اپنے آشرم میں جگہ دی۔ سِدّھارتھ اُن سے دَرشن شاستر اور دھیان کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ تھوڑے دنوں میں ہی گرو کی تمام علمیت کو اُنہوں نے حاصل کر لیا۔ لیکن جس چیز کے لئے

ؔ جنرل کننگھم کہتے ہیں۔ کہ بارانسی سے ۱۴۰ میل شمال مشرق کی طرف بیشار نامی جگہ پر پرانا بیشالی شہر آباد تھا۔ یہ مقام پٹنہ کے شمال کی طرف واقع ہے۔

اُنھوں نے دُنیا کو چھوڑا تھا وہ نہ ملی - اس لئے آراڑ کے آشرم کو چھوڑ کر راج گرہ[1] کی طرف روانہ ہوئے +

راج گرہ اس وقت سلطنت مگدھ کا دارالخلافہ تھا - اور یہاں کا راجہ بمبی سار نامی بہت طاقتور اور بہادر گنا جاتا تھا - بندھیاچل کی پانچ پہاڑیوں نے اس شہر کو گھیر کر اُس کی قدرتی خوبصورتی کو اور بھی زیادہ کر دیا تھا - ان تمام پہاڑوں کی سنسان غاروں میں تپسی لوگ جن سے پرمیشور کے دھیان دھارنا میں زندگی بسر کیا کرتے تھے - چونکہ یہ غار آبادی سے بہت دور نہ تھے - اس لئے ان لوگوں کو خلوت کے فوائد کے علاوہ ہر ایک طرح کی سہولت اور آرام کے وہ سامان بھی نصیب تھے - جو شہر والوں کو حاصل ہوتے ہیں +

سدھارتھ نے شہر کے نزدیک ہی پانڈو[2] نامی پہاڑ کی ایک نرجن غار میں اپنے رہنے کے لئے جگہ مقرر کی وہ صبح سویرے بھکھشا پاتر ہاتھ میں لے کر راج گرہ کے دروازے دروازے بھکھشا مانگنے لگے - شہر کے لوگ اس عجیب وغریب اور خوبصورت بھکھشک کی فریفتہ کرنے والی صورت کو دیکھ کر ترشنا کی آنکھوں سے اُسے دیکھتے تھے - عورتیں اُن کے درشن سے سیر نہ ہو کر بار بار اُن کی طرف دیکھتی تھیں اور گرہستی گھر کے کاروبار کو اُدھورا چھوڑ کر دریچوں اور دروازوں میں جا کھڑی ہوتی تھیں - راستہ چلنے والے

---

[1] راج گرہ پٹنہ سے ۴۰ میل جنوب مشرق کو واقع ہے - راج گرہ کا موجودہ نام راج گری پہاڑ ہے - یہاں پر راجہ بمبی سار کے بنائے ہوئے قلعہ کی فصیل کے کھنڈرات ابھی تک موجود ہیں +

[2] جنرل کننگھم کہتے ہیں کہ آج کل جن پہاڑوں کو رتن گری کہتے ہیں پہلے وہی پانڈو شیل نام سے مشہور تھے +

لوگ اُن کو دیکھ کر کھڑے کے کھڑے اور دوکاندار خرید و فروخت چھوڑ کر اُن کو دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے تھے +

شہر کے محافظوں نے راجہ کے پاس جاکر خبر دی - کہ ایک غیر معمولی شخص شہر میں آکر بھکشا مانگ رہا ہے - اُس کے حُسن کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "برمھا خود مُورتی قبول کر کے یا چاند راہو کے ڈر سے بھاگ کر اس شہر میں آگیا ہے" راجہ بمبی سار کھڑکی سے اُس منوہر مُورتی کا درشن کر کے موہت ہو گیا - اور اپنے نوکروں کو اُن کے پیچھے پیچھے جانے کیلئے حکم دیا[۱] +

سِدھارتھ نے پانڈو شیل کے پاس جا کر بھیکھ کے ذریعہ سے حاصل کی ہوئی مختلف چیزیں کھانی شروع کیں +

جنہوں نے بچپن کے زمانہ سے شاہی کھانوں پر پرورش پائی تھی اُنہوں نے نہایت تکلیف کے ساتھ وہ سب کچھ حلق سے اُتارا - کئی دفعہ قے آکر وہ سب کچھ باہر نکل جانا چاہتا تھا - مگر بہت تکلیف کے ساتھ وہ سب چیزیں جن کے کھانے کی انہیں عادت نہ تھی - معدے میں رکھ سکے +

جن کے لئے سیکڑوں قسم کے لذیذ کھانے پکتے تھے - وہ اب اِس قسم کی چیزیں کھا کر کہ جن کو نہایت غریب لوگ بھی بمشکل کھا سکتے تھے جُوں تُوں کر کے اپنی بھوکھ مٹانے لگے - اس طرح کی تکلیف برداشت کرنے کے بِنا

---

[۱] بمبی سار نے کہہ دیا - کہ اگر یہ مُورتی جاتے جاتے غائب ہو جاوے - تب اس کو انسان نہ خیال کرنا اگر یہ آسمان میں اُڑ جاوے تو سمجھنا کہ یہ کوئی جن ہے - اور اگر زمین میں چھپ جاوے تو اس کو سانپوں کا راجہ یقین کرنا - اور اگر بھکشا کے ذریعے اکٹھی کی ہوئی خوراک کھالیوے تو اس کو انسان خیال کرنا - اس وقت کے لوگ اس قسم کی تمام بے بنیاد باتوں میں یقین کیا کرتے تھے +

کیا سِدھارتھ کبھی بُدھ کا خطاب پا سکتے تھے۔ کبھی بھی کسی نے سُکھ کی سیج پر سو کر دھرم رتن حاصل کئے ہیں +

راجہ کے نوکروں نے سِدھارتھ کو پانڈوشیل کی غار میں کھانا کھاتے ہوئے دیکھ کر راجہ کو اُس کی اطلاع دی۔ راجہ پنڈتوں اور چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر اُن کے پاس گئے۔ اور ایک پتھر پر بیٹھ کر پوچھا کہ "اے پرم سُندر مہان پُرش آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں"؟

سِدھارتھ نے صرف یہ جواب دیا کہ "مہاراج! میں شاکیہ راجدھانی کپل وستو سے آیا ہوں"۔ مگر اس کے بعد بات چیت کے ذریعے راجہ کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ راجہ شُدھودن کے بیٹے سِدھارتھ ہیں +

اگرچہ اس سے پہلے بمبی سار کے ساتھ سِدھارتھ کی ملاقات کبھی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ بچپن کے زمانہ سے دونوں راجکمار آپس میں اظہار دوستی کے لئے طرح طرح کی چیزیں تحفہ کے طور پر ایک دوسرے کو بھیجا کرتے تھے۔ اس لئے بمبی سار اپنے پُرانے دوست کو جن کی ملاقات کا ان کو خیال بھی نہ تھا پا کر نہایت خوش ہوئے +

بمبی سار نے یہ خیال کر کے شاید گھر میں کسی قسم کا جھگڑا ہونیکے سبب سِدھارتھ سلطنت کو چھوڑ کر سنیاسی ہوئے ہیں۔ کہا کہ "پیارے بندھو! آپ کیوں سنیاسی ہوئے ہیں؟ آپ سلطنت کے کاروبار میں میری مدد کیجئے۔ میں آپ کے واسطے ہر ایک خواہش کی سیری کے سامان مہیا کرونگا۔ آپ اس ویران جنگل میں نہ رہئے۔ گھاس کا بچھونا اور زمین پر سونا چھوڑ دیجئے۔ آپ کا ایسا نازک جسم ہے۔ آپ میری سلطنت میں رہ کر طرح طرح کے آرام اور عیش کے

سامانوں کو بھوگ کیجئے"۔

سدھارتھ نے کہا "ہے راجن! تمہاری جے ہو۔ میں کام (خواہش) کے پیچھے نہیں جاتا۔ کام (خواہش) زہر ہے اور بیشمار عیبوں کی جڑ ہے۔ یہ جیو کو نرک میں لے ڈالتا ہے اور یہ انسان کو تباہ کرتا ہے۔ کام (خواہش) بہت نفرت کے لائق ہے۔ دانا لوگ اسکی نندا کرتے ہیں۔ اس کو حیوان کے سڑے ہوئے گوشت کی طرح میں نے تیاگ دیا ہے۔ کام بادل اور تیز رفتار ہوا کی طرح جلدی گزر جانے والا ہے۔ یہ تمام بھلائیوں کو برباد کرتا ہے۔ کامیہ ستو کو نہ پانے سے دل جلتا ہے۔ اور اُن کے مل جانے سے بھی سیری نہیں ہوتی۔ کام جب تصرف سے باہر ہوتا ہے۔ تو بہت دکھ پیدا کرتا ہے۔ پس کام بہت خوفناک چیز ہے۔ کام مختلف قسم کا ہے۔ اور ایک شخص بھی اس دنیا میں ایسا نہیں کہ جس کو تمام کامیہ وستو (خواہشات کی سیری کے سامان) حاصل ہوں۔ اور اگر کسی کو نصیب ہوں بھی تو بھی اُن کو حاصل کر کے کوئی سیر نہیں دیکھا جاتا"۔

"ہے راجن! جو لوگ شانت۔ دانت (اپنی خواہشات پر قابض) آریہ، آشرو (فرمانبردار) دھرم پورن۔ دانا اور گیانی ہوتے ہیں وہی ترپتی (سیری) لابھ کرتے ہیں۔ خواہشوں کو بھوگنے میں کبھی بھی سیری نہیں ہے۔ گیانی لوگ بھی اگر خواہشات کو بھوگنا شروع کر دیں۔ تو پھر وہ بھی اپنی خواہشات کو نہیں روک سکتے جس طرح نمکین پانی پینے سے پیاس بجھتی نہیں بلکہ اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خواہشات کی پیروی کرنے سے وہ کبھی سیر نہیں ہوتیں بلکہ زیادہ سے زیادہ بھڑکتی ہیں۔

"ہے دھرنی پال! آپ غور کر کے دیکھئے کہ یہ جسم کیسا تھوڑی دیر تک رہنے والا

اور دُکھ کا گھر ہے۔ اس کے نو راستوں سے ہمیشہ غلاظت نکلتی رہتی ہے۔ جسمانی خوشیاں میرے لئے کشش کی چیز نہیں رہی ہیں۔ میں بشمار سامانِ عیش و عشرت اور ہزاروں حسین عورتوں کو چھوڑ کر حقیقی اور سب سے بڑھ کر کلیان کرنے والے اور اعلےٰ گیان حاصل کرنے کی خواہش لیکر گھر سے نکلا ہوں"۔

ربمبی سار کو جب معلوم ہو گیا کہ سِدھارتھ دنیوی چیزوں کا بھوکھا نہیں ہے تو وہ اس درخواست کے ساتھ کہ جب آپ پرم گیان کو لابھ کرینگے۔ تو میرے گھر میں ضرور تشریف لائیگا۔ اور مجھ کو بھی فیضیاب کیجئیگا۔ نمسکار کرکے نوکروں سمیت شہر کو واپس آیا۔ سِدھارتھ نے راجہ کی درخواست کو منظور کیا اور کوہ بکوہ پھرنے لگے۔

ایک پہاڑ کی غار میں رام پُتر رُودرک نامی ایک رشی رہتے۔ اور سات سو شاگردوں کو شاستر پڑھاتے تھے۔ سِدھارتھ نے اُن کی شاگردی اختیار کی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں اپنے گُرو کے برابر ہو گئے۔ تب رُودرک نے کہا۔ کہ ہم اور تم دونوں مِل کر شاگردوں کو تعلیم دیں۔ لیکن سِدھارتھ نے اُن کی تجویز کو منظور نہ کیا۔ اور کہا کہ میں پرم شانتی حاصل کرنے کے لئے سنیاسی ہوا ہوں۔ آپ کے پاس رہ کر میرا مطلب پُورا نہیں ہوتا۔ اس لئے میرا ارادہ یہاں پر اور زیادہ ٹھیرنے کا نہیں ہے۔

سِدھارتھ نے آراڑ اور رُودرک رشیوں سے ہندو شاستر پڑھے اور ہندو جوگ پرنالی کی تعلیم حاصل کی اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مفصلۂ ذیل سات قسم کے دھیان سیکھے۔ جن سے

(۱) دل کی غریبی اور فروتنی حاصل ہو۔

(۲) تمام شکوک سے اُوپر رہ کر آنند ہو۔
(۳) سُکھ اور دُکھ سے اوپر ہو سکیں۔
(۴) دُنیوی معمولی قاعدوں سے اُوپر رہ کر ہر ایک قسم کے وِشے سُکھ تُچھ (ہیچ) محسوس ہوں۔
(۵) جگ کے بیجد ہونے کا یقین ہو۔
(۶) آتما کا اَننت بھاؤ معلوم ہو۔
(۷) ہر ایک قسم کے دُنیوی سامان ناپائدار محسوس ہوں۔

لیکن جس قسم کے دھیان سے بھاوگیان اور ابھاؤگیان دُور ہو اُسکو وہ رِشی نہیں جانتے تھے اس لئے اُنکے ذریعے سَدھارتھ کا دلی مقصد پورا نہ ہوا۔ اُنہوں نے خیال کیا کہ آڑار اور رُدرک رشیوں نے کامیہ وستو کے بھوگ سے اپنے جسم اور من کو علیحدہ کر دیا ہے۔ لیکن جسم اور من کے اندر اب بھی خواہشات کے سامان موجود ہیں۔ وہ اب بھی جسم اور من میں باسنا کی سخت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اگر کسی نے پاپ کے صرف فعل سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو کیا ہوا؟ اگر پاپ کرنے کی خواہش کی جڑ نہ اُکھاڑ دی جائے تو کیونکر بیفکر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے صرف شاستروں کو پڑھ کر گیان حاصل کر لینے یا پاپ کے صرف کاموں سے اپنے آپ کو باز رکھنے سے میں سُکھی نہیں ہو سکتا۔ میں اب اپنے جسم اور من کو ایسی حالت میں لے جانے کی کوشش کرونگا۔ کہ پاپ کی خواہش یا چنتا کرنا ہی ناممکن ہو جاوے۔ میں سخت تپسیا کر کے اپنے جسم اور مَن کو چھے کرونگا۔ کیونکہ جب تک ہیرے کو گھس گھس کر اسکی مَیل بالکل دُور نہ کی جائے تب تک اُس کی اصلی چمک دمک ظاہر نہیں ہوتی اسی طرح پر اپنے

جسم اور من کو سخت سادھن میں فنا نہ کر دینے سے اس کی سیاہی دُور ہو کر غیر معمولی شکتی پیدا نہیں ہو سکتی +

سِدّھارتھ اسی قسم کے غور و فکر میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے یہاں تک کہ وہ اُروبِلْوْ[1] گاؤں میں پہنچے۔ اس گاؤں کے پاس نِی رنجن ندی آہستہ آہستہ بہتی تھی۔ مچھلیاں۔ کچھوے اور مینڈک وغیرہ پانی کے جانور نہایت خوشی سے ندی کے صاف پانی میں کلول کر رہے تھے۔ ندی کے کنارے کے ہرے بھرے درختوں اور خوشبودار پھولوں نے آس پاس کے جنگل کو بہت اچھی طرح سجایا ہوا تھا۔ پرندے درختوں کی اونچی اونچی ٹہنیوں پر بیٹھ کر میٹھی میٹھی آوازوں سے گاتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی چڑیاں بیلوں کے نرم نرم پتوں میں چھپ کر اِدھر اُدھر پھدکتی پھرتی اور خوشی سے چہچہا رہی تھیں۔ درختوں کے نیچے زمین صاف ستھری اور کہیں کہیں بیلوں سے "کُنج بن" بنا ہوا تھا۔ اور ندی کے کنارے پر سایہ دار جگہوں میں نہانے وغیرہ کے لئے سیاہ پتھروں کے بڑے بڑے ٹکڑے جا بجا رکھے ہوئے تھے۔ غرضیکہ تمام جنگل تپ۔ شانتی اور پوترتا کا گھر معلوم ہوتا تھا۔

اس نرجن جگہ کی خوبصورتی کو دیکھ کر سدّھارتھ کے دل میں خود بخود دھرم بھاؤ جاگ اُٹھا۔ اور اپنے ملک کی نہایت دُرگتی کا نقشہ اُن کی اندرونی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوا۔ کہ لوگ حقیقی دھرم کو بھول کر صرف غیر ضروری اُڈمبروں میں لگے ہوئے ہیں۔ کوئی منتر جاپ کرنے۔ برت رکھنے اور پھل پھول کھانے سے ہی سمجھتا ہے کہ اُس نے دھرم حاصل کر لیا۔ کوئی چُپ چاپ رہتا ایک وقت کھاتا یا بالکل بھوکھا رہتا ہے۔ کوئی کُشا کے آسن یا مرگ چھالا پر بیٹھتا ہے۔ کوئی کوپین

[1] اُروبِلْوْ کا موجودہ نام اُرائیل ہے۔ یہ جگہ بُدھ گیا سے ایک میل مشرق کی طرف ہے +

پہنتا ہے کوئی بالکل ننگا رہتا ہے اور کوئی جسم پر مٹی یا راکھ ملتا ہے۔ کوئی حُقّہ[1] نوشی کرتا ہے۔ کوئی پنچ اگنی تپتا ہے۔ کوئی ایک ہاتھ اوپر کو اٹھائے رکھتا ہے اور کوئی ایک پاؤں پر کھڑا رہتا ہے۔ کوئی کنبک (بیٹھنے کا ایک خاص طریقہ) اور کوئی تُوشاگنی (دھان کی پرالی کو بدن پر لپیٹ کر پرائشچت کی غرض سے آگ لگا لینا) کرتا ہے۔ کوئی ہوم کرتا ہے۔ کوئی بھوت پریت پشاچ یا چاند۔ سورج۔ برہما۔ وشنو۔ رُدر۔ اندر کی پُوجا کرتا ہے۔ کوئی ندی پہاڑ سمندر یا تالاب کو نمسکار کرتا ہے۔ لیکن حقیقی دھرم کو جس سے دل صاف ہو کوئی نہیں جانتا حقیقی دھرم سچا دھیان اور اصلی جوگ نہ جاننے کے باعث انسان کیسی تکلیف پا رہے ہیں؟ میں مہان تپسیا میں مشغول ہو کر سچے دھرم کو تلاش کر کے اسے پرکاش کرونگا۔

اس جگہ کو تپسیا کے لئے بیٹھنے کے قابل خیال کر کے سدھارتھ یہیں پر روحانی جنگ کرنے لگے۔ اور حواسوں پر فتح حاصل کرنے پاپ چنتا کی جڑ اکھاڑنے۔ خیالات کی یکسوئی اور استقلال وغیرہ کے متعلق سادھن کرنے کے لئے وہ ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

اس وقت کونڈانیہ اور اَور چار براہمن لڑکے جو ان سے پہلے دنیا کو چھوڑ کر سنیاسی ہو چکے تھے سدھارتھ سے آملے۔

زندگی کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اب سدھارتھ سخت ریاضت میں مصروف ہوئے اور سدھ جوگی ہو کر غیر معمولی طاقت کو حاصل کرنے کے لئے جن جن مشکل سادھنوں کے اندر سے گزرنے کی ضرورت تھی اور جو کچھ انسان کی طاقت میں کرنا ممکن تھا وہ سدھارتھ نے کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ پہلے وہ زمین کے نیچے بیٹھ کر اسپھانک نامی "مہا دھیان" کرنے لگے۔ قوت

[1] اس زمانہ میں بھی لوگ تمباکو کی طرح کسی قسم کے پتے کو پیا کرتے ہونگے۔ مترجم

ارادہ کے ذریعے سے حبس دم کرنا شروع کیا۔ جس درجہ اس سادھن میں کامیاب ہوتے گئے اسی درجہ پھیپھڑوں کا کام بند ہونے لگا۔ حبس دم کرنے کی وجہ سے گرمی کے موسم کا ذکر تو درکنار رہا شدت کی سردی کے موسم میں بھی اُن کا جسم پسینہ سے تر بتر ہو جاتا تھا۔ جسم میں ہوا بند ہونے کی وجہ سے کانوں سے بہت زوردار آواز نکلنے لگی۔ ایسی حالت میں بھی سدھارتھ نے سادھن سے مُنہ نہ موڑا بلکہ اُلٹا اور بھی دُگنا ارادے کی طاقت کو کام میں لانے لگے۔ جس سے سر اور پیشانی میں تکلیف محسوس ہونے لگی اور پھیپھڑوں وغیرہ میں بھی درد ہونے لگا۔

اسی طور پر سخت ریاضت کرتے کرتے چھ برس گزر گئے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس چھ برس کے عرصے میں اُنہوں نے کبھی ایک بیر کبھی تل اور کبھی چاول کا ایک دانہ کھا کر زندگی کو قایم رکھا۔ اور جب کبھی ریاضت میں بہت زیادہ محو ہو گئے تو کتنے ہی دن بغیر کھانا کھانے کے گزار دئے۔ گرمی۔ برسات۔ سورج کی تپش اور سردی کتنی ہی دفعہ آئی اور اُن کے سر پر سے گزر گئی لیکن کسی وجہ سے بھی اُن کے جوگ میں فرق نہ آیا +

موسم سرما کی سخت سردی کی وجہ سے حیوان بھی کسی درخت کی کھوہ یا پہاڑ کی غار میں پناہ لیتے لیکن راج پُتر سدھارتھ نے ننگے بدن تمام سردی برداشت کی۔ پسوؤں مچھروں اور مکھیوں وغیرہ کے کاٹنے سے جنگل کے جانور بھی چلّا اُٹھتے۔ لیکن نازک بدن کمار اُن کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے۔ اس چھ برس کے عرصے میں پالتی مارے ہوئے زانوؤں کو ایک دن کے لئے بھی نہ پھیلایا اور نہ کبھی آسن چھوڑ کر کھڑے ہوئے +

اس غیر طبعی سادھن کرنے کی وجہ سے اُن کا خوبصورت اور نازک جسم

سوکھ کر کانٹا ہوگیا۔ آنکھیں بیٹھ گئیں اور ہڈیاں نکل آئی تھیں۔ اُن کا جسم اس قدر دُبلا اور بدصورت ہوگیا اور شکل ایسی تبدیل ہوگئی کہ دیکھنے سے اُن کو انسان سمجھنا اور پہچاننا مشکل تھا۔ لکڑ ہارے اور چرواہے اُن کو پشاچ (جن) خیال کرکے اُن کے جسم پر مٹی اور طرح طرح کی غلاظت پھینک دیتے تھے۔ وہ رفتہ رفتہ اس قدر کمزور ہوگئے تھے کہ اُن کے شاگردوں کو یہ سمجھنا مشکل ہوگیا تھا کہ آیا وہ زندہ ہیں بھی یا نہیں +

اگرچہ سدھارتھ نے یہ چھ برس بغیر کھانے اور سونے کے گزار دئے۔ اس عرصے میں ایک دن کے لئے بھی کسی اور چیز کو اُنہوں نے نہیں دیکھا۔ کسی دوسرے شخص سے ملاقات نہیں کی کچھ اور چنتا نہیں کی۔ صرف ایک ہی "مہا دھیان" میں ڈوبے رہے۔ مگر پھر بھی سدھارتھ کی امید پوری نہ ہوئی۔ اس قدر ریاضت کرکے بھی جب وہ سدھ نہ ہوسکے تو یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی کہ جسم کو اس طرح سے تکالیف پہنچا کر مقصد پورا نہ ہوگا۔ اور یہی سوچتے سوچتے ایک دن جوگ آسن کو چھوڑ کر اُٹھے اور نتی رنجن ندی کے کنارے پر آہستہ آہستہ ٹہلنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن چند قدم ہی چلے تھے کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے۔ اور جب اُن کا سانس رُک گیا۔ تو شاگردوں نے سمجھا کہ شاید اس دفعہ سدھارتھ کی رُوح جسم کو تیاگ کر گئی ہے +

جب کچھ دیر بعد اُن کے شاگردوں کو معلوم ہوگیا کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں تو وہ سب بہت منتشر دماغ اور بیقرار دل کی حالت میں اُن کی خدمت کرنے لگے۔ آخرکار بہت دیر بعد سدھارتھ نے آنکھیں کھولنی چاہیں۔ اور جب آنکھ کھلی اور حالت کسی قدر بہتر ہوئی۔ تب اُنہوں نے جسم کو حد اعتدال

سے زیادہ دمن کرنے اور تکلیف دینے کی غلطی اور بے سُود اور فضول ہونے کو محسوس کیا۔ اُنہوں نے شروع شروع میں خیال کیا تھا کہ گیروے کپڑے پہن کر سنیاسی کی صورت بنا لینے اور اِس طرح پر جسم کو پُورے طور پر اپنی مرضی کے موافق تصرف میں لانے اور دُکھ دینے سے ہی گیان کی آنکھیں روشن ہو جائینگی۔ لیکن اب تجربے سے معلوم ہوا کہ دھرم سادھن کے لئے جسم کی جائز حفاظت اور خبرداری کرنا اعلےٰ فرض ہے۔ اِس لئے پھر باقاعدہ طور پر خوراک کھانی شروع کی۔ اور آہستہ آہستہ اُن کے جسم میں طاقت آنے لگی۔ چونکہ چھ برس کی سخت ریاضت کے عرصہ میں اُن کا گیروا کپڑا بوسیدہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہوا تھا۔ اس لئے ایک دن ندی کے کنارے پر رادھا نامی کسی غریب عورت کی لاش کا جو کپڑا شمشان میں پڑا ہوا تھا اسی کو دھو کر سدھارتھ نے پہن لیا +

اُن کے پانچوں شاگردوں کا بھی یہی یقین تھا کہ جسم کو تکلیف دینے کے بغیر روحانی فتح حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اِس لئے جب اُنہوں نے دیکھا کہ سدھارتھ جسمانی طاقت کو قایم رکھنے کے لئے پھر کھانا کھانے اور شرم وحیا کے پاس میں کپڑے پہننے لگے ہیں۔ تو سدھارتھ پر اُن کی مثلِ سابق اصل بھگتی نہ رہی اور شاگردوں کا مضبوط بشواس ڈانواڈول ہوگیا۔ وہ خیال کرنے لگے کہ اُن کے گرو (سدھارتھ) نے دھرم کے راستے کو چھوڑ دیا ہے اور وہ سب کے سب اُن سے علیحدہ ہو کر کاشی کے نزدیک ایک رشی کے آشرم میں چلے گئے +

اوّل تو جس سادھن کو سدھارتھ نے اپنی دلی مراد برآنے کا ذریعہ سمجھا تھا اور جس کے پورا کرنے میں اُنہوں نے اپنا تن من اور ساری طاقت لگا دی تھی۔ اُس سادھن کے ذریعے اصلی مقصد حاصل نہ ہوا +

دوم جب اُن کے دل میں یہ کشمکش ہو رہی تھی کہ وہ دھن کس طرح حاصل ہوگا؟ جس کے لئے مدت سے دل بیقرار ہے۔ اور اسی وجہ سے اُن کا دماغ طرح طرح کے شکوک اور ذہنی اُلجھنوں سے منتشر اور ڈانواڈول حالت میں تھا۔ تو ایسے نازک وقت میں جبکہ انسانی کمزور روح کیلئے اپنے سچے دھرم ساتھیوں کی طرف سے ہمت اور اُتساہ بھونکنے والے کلام یا مشورت کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ افسوس! کہ اُن کے شاگرد اُن کو جنگل میں اکیلا چھوڑ کر چلتے بنے۔ اب وہ بالکل اکیلے رہ گئے۔ کوئی بھی اُن کے ساتھ نہ رہا جو اس کشمکش کے وقت اُنکے ساتھ ہمدردی کرے۔ ایسی بیکسی کی حالت میں جب وہ چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا دیکھنے لگے۔ تو مار دیا لُو انسان کی شکل بنا کر اُن کے پاس آیا +

جب تک آدمی کا سچائی پر مضبوط بشواس رہتا ہے۔ تب تک اکثر پرلوبھن پاس نہیں آتا۔ لیکن جب انسان بشواش کھو بیٹھتا ہے تب ہی پرلوبھن کو حملہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جب تک انسان کی نگاہ میں پاپ کی خوفناک اور دُکھدائی تصویر رہتی ہے اُس وقت تک انسان پاپ کارج کرنے کے لئے آسانی سے تیار نہیں ہوتا اس لئے پاپ بسا اوقات غلط دلیل کی پناہ لیکر یا دھرم کی شکل قبول کرکے اِنسان کے دل پر فتح حاصل کر لینا چاہتا ہے +

اس وقت سِدھارتھ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ مار خیرخواہ دوست کی طرح نہایت میٹھی زبان میں سِدھارتھ سے کہنے لگا کہ :۔

" اے شاکیہ پُتر! اُٹھو! اپنے جسم کو کیوں بیفائدہ تباہ اور برباد کر رہے ہو! جسم کی رکھشا کے بغیر کیا دھرم کی پیروی ہو سکتی ہے ؟ مَیں تم کو دیکھ کر نہایت دُکھی ہوں۔ تمہارا جسم سُوکھ گیا ہے۔ تمہارے جسم کا حُسن اور خوبصورت رنگ

آ گیا ہے۔ تمہاری موت نزدیک ہے۔ اس راستہ کو چھوڑ کر (اور اپنے راج میں واپس جا کر) اگر جگ کرنے والوں کو دھن دولت دان دو تو تمہیں بہت بڑا ثواب حاصل ہوگا"

مار کی اس بات کو سن کر سدھارتھ کے گرے ہوئے اور نا امید دل میں جوش آ گیا۔ اور وہ خوب تیج کے ساتھ بولے کہ:-

"مجھ کو ورغلانے کے لئے تو کیوں بیفائدہ کوشش کرتا ہے؟ جو بے سمجھ ہیں جن کو دھرم اور ادھرم یا پاپ اور پُن کا علم نہیں وہی لوگ تیرے دم جھانسوں میں آ کر گمراہ ہوتے ہیں جسمانی اور نفسانی سکھ۔ کام۔ کرودھ۔ باسنا خود پسندی۔ اہنکار۔ شک۔ اور ناشکرا پن یہ آٹھوں تیرے سینا پتی (سپہ سالار) دنیاوی دھن اور حشم کی خواہش رکھنے والوں کو ہی شکست دے سکتے ہیں۔

میں موت کی پرواہ نہیں کرتا۔ موت میں ہی میری زندگی ہے۔ میں برہمچریہ پرائن ہو کر اپنی زندگی بسر کرونگا۔ اس برت کو کبھی نہ توڑونگا۔ جس طرح ہوا ندی کے پانی کو خشک کرتی ہے۔ اسی طرح موت ایک دن اس جسم کے خون کو خشک کر لیگی۔ مجھے اس میں کچھ بھی تعجب کی بات نظر نہیں آتی۔ بلکہ خون اور گوشت کے خشک ہو جانے پر دل کی بشاشت حاصل ہوگی۔ قوت سمادھی اور آزادی مضبوط اور پائدار ہوگی۔ اس وقت مجھکو افضل ترین گیان حاصل ہوگا۔

جس کا دل نرمل ہے اس کو جسم کی کیا ضرورت ہے۔ بہادری دانائی اور ہمت اس وقت بھی مجھ کو حاصل ہے۔ میں اس دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں دیکھتا جو مجھ کو میرے مصمم ارادے سے پھرا سکے۔

تیج جیون سے موت ہی بہتر ہے۔ حواسوں کی غلامی میں رہ کر زندگی بسر

کرنے کے مقابلہ میں مرجانا ہی اچھا ہے۔ تو دُور ہو تو مجھ کو نہیں چھو سکیگا"
مار کی تمام طاقت ایک گھڑی میں چُورن ہو گئی اور پاپ باسنا دھرم کی روشنی کی طاقت کے سامنے نہ ٹھیر سکی +

سِدھارتھ نے اپنے دلی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پہلے جس طریقے کو اختیار کیا تھا وہ بے سود ثابت ہوا۔ اور ساتھیوں نے بھی اُن کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ایسی حالت میں وہ چاروں طرف اندھکار ہی اندھکار دیکھنے لگے اور اُن کے دل ودماغ کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ کچھ فیصلہ نہ کرسکتے تھے کہ اب کیا کرنا چاہئے +
وہ سوچتے تھے کہ "کیا میری امید پُوری نہ ہوگی؟ کیا کوئی ایسا سادھن نہیں۔ ایسا طریق نہیں کہ جس کو اختیار کرنے سے دل ہر ایک چیز کی ہستی کے علم سے اوپر جاسکے"؟ ساعت بساعت طرح طرح کے شکوک اُن کے دل پر حملہ کرنے لگے۔ جن درشن شاستروں پر اتنے دنوں سے یقین کرتے چلے آتے تھے اُنکی سچائی میں شک پیدا ہو گیا۔ اور جس جسمانی سخت ریاضت کو مُکتی (نجات) حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھا تھا اُس سے شانتی نہ ملی +

اگرچہ کتنے ہی برسوں سے دُنیا اور دُنیوی سکھوں کو فانی چندروزہ تبدیلی پذیر اور ناپائدار محسوس کرتے چلے آتے تھے اور اُن کا یہ پختہ یقین تھا کہ اس دُنیا میں پاپ کا بیج موجود ہے۔ اور اس بیج سے جلد یا بدیر زہریلے پھل ضرور پیدا ہونگے۔ لیکن اس وقت وہی اسار سنسار ایک ورنتی صورت قبول کر کے اُن کے سامنے آموجود ہوا۔ دولت اور بڑائی کی مُورت گھر کا آرام سکھ۔ رشتہ داروں کا اٹل پریم۔ ایک ایک کر کے اُن کے سامنے سے گزرنے لگے۔ اور وہ اُن تمام سکھوں کے نظاروں کو دیکھ کر دل میں سوچنے لگے کہ "لاؤ گھر ہی واپس

چلا جاؤں ؟ مجھے دیکھے بغیر پِتا کو جو ناقابل برداشت اور بیان سے باہر تکلیف
ہوئی ہے ۔ ماتا [illegible] ہ سے اَن جل چھوڑ دیا ہے ۔ میری جدائی سے
گوپا جو ایک بیو [illegible] ہ دُکھ پا رہی ہے ۔ راہُول جو پِتا کے جیتے جی
ہی یتیم ہو گیا ۔ [illegible] رشتہ دار جس رنج و الم سے غمگین اور پژمُردہ ہیں "
یہ سب دکھدائی [illegible] عذاب دِہ نظارے جب آنکھوں کے سامنے آئے
تو سِدھارتھ کا [illegible] دل بھی جس نے اس قدر مصمم عہد کیا ہوا تھا پگھل
گیا ۔ اور اس حالت میں ایک دفعہ یہ جی میں آیا کہ اچھا گھر ہی واپس چلا چلوں ؛

اُس کے بعد ہی یہ خیال آیا کہ میں نے جو پِتا کو ایک معنوں میں جیتے جی ہی مار دیا ہے ۔ استری کو بدھواہ کیا ہے ۔ راج بھون کو شمشان بھومی بنایا ہے ۔ اور خود بھی اتنی مصیبت اور تکلیف اُٹھائی ہے ؛

تو کیا میں نے جس اعلےٰ مقصد کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے بیفائدہ ہی ثابت ہوگا ۔ کیا اِنسان کے کھڑا ہونے کے لئے کوئی نشچت بھومی نہیں ۔ اگر مُکتی کا راستہ ہی نہ ملا ۔ تب یہ فانی اور ناپائدار جسم رکھنے سے کیا حاصل ؟ اگر جیوؤں کے دُکھ کا بوجھ دُور نہ کر سکا تو اور زیادہ دِنوں تک زندہ رہنے سے کیا فائدہ ؟

سنسار میں واپس چلے جانے سے کیا یہ اُداس اور نااُمید دِل اب سُکھی ہو سکیگا ؟ جس چیز کے لئے یہ دل پاگل ہوا ہے ۔ وہ سنسار میں تو نہ ملیگی ۔ سنسار میں اب میرے لئے سُکھ نہیں ۔ پس میرا گھر واپس جانا نہ ہو سکیگا ؛

ہائے ہائے ! سِدھارتھ ! جب تمہارے دُکھ کی کہانی یاد آتی ہے تو آنسو روکے نہیں جاتے ۔ شاستروں کے بتلائے ہوئے غلط طریقوں پر چل کر تم نے سمجھا تھا کہ میں اپنی ہی طاقت کے ذریعے مُکتی کا راستہ نکال لونگا ۔ اور اس

صداقت پر بھروسہ نہ کرکے کہ "ایشور کرپا سے جیو کی مکتی ہوتی ہے" تم نے کیا کیا تکلیف اور دُکھ نہیں اُٹھائے +

نا اُمیدی سے سِدّھارتھ کا دِل پسا جانے لگا۔ اور اس امر کو سوچتے سوچتے کہ اب کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے وہ بیہوش ہوگئے۔ اس بیہوشی کی حالت میں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ دیوراج اِندر ہاتھ میں ایک تین تاری بینا (ستار) لے کر اُن کے سامنے آموجود ہوئے۔ بینا کی ایک تار بہت کھنچی ہوئی تھی۔ اس لئے اُس سے نہایت کرخت آواز نکلتی تھی۔ اور ایک تار بہت ڈھیلی تھی اِس واسطے اُس سے کچھ بھی آواز نہ نکلی۔ لیکن تیسری تار ٹھیک اور مناسب طور پر کسی گئی تھی اس لئے اُس سے سُریلی اور میٹھی آواز نکلی۔ جس نے چاروں طرف میٹھا اور سُہاؤنا نظارہ پیدا کردیا۔ اس خواب کے دیکھتے ہی اُن کے دل سے نا اُمیدی کی تاریکی دُور ہوئی۔ اور اُس کی جگہ اُمید کی روشنی نازل ہوئی۔ فکر اور تردد کی جو گھٹا اُن کے دل پر چھائی ہوئی تھی۔ وہ چلی گئی اور بشواس اپنی زندہ طاقت کا اثر دکھانے لگا۔ اور اب وہ اِس نتیجے پر پہنچے کہ ایک طرف حد سے زیادہ جسم کو طرح طرح کی تکلیف دینا اور فاقہ کشی وغیرہ کرنا اور دوسری طرف دُنیوی عیش و عشرت اور سنساری سُکھوں کا غلام ہو جانا۔ یہ دونوں ہی راستے ٹھیک نہیں۔ اعتدال یعنی میانہ روی کا راستہ ہی ٹھیک راستہ ہے۔ اِس روشنی کے مِلنے پر اُن کے دل میں اب یہ بشواس مضبوط ہوا کہ اسی درخت کے نیچے بیٹھ کر دھیان کرنے سے دلی مقصد پورا ہوگا۔ اس لئے انہوں نے جسم کو طبعی حالت میں رکھ کر دھیان کے سمندر میں ڈوبنے کا ارادہ کیا +

اُرُوبِلو جنگل کے نزدیک سینانی گاؤں میں سُجاتا نامی ایک پاک

اور نیک دِل پتی برتا اور دھرم پرائنا عورت رہتی تھی۔ یہ نیک دل عورت اس گاؤں کے ایک دولتمند شخص کی لڑکی تھی۔ اس نے بچپن میں نیگرودھ درخت کے اَدِھشٹاتری (رہنے والے) دیوتا سے منّت مانی تھی کہ اگر مجھے حسب دلخواہ سوامی نصیب ہو اور میرے گھر پہلی اولاد لڑکا ہو تو میں ہر سال ماہ چیت کی پورنماشی کے دن اس درخت کے دیوتا کو اُس کی مرضی کے موافق بھینٹ دیا کرونگی۔ آج دیوتا کے پاس اُس عہد کے پورا کرنے کا دن تھا۔ اس موقع کی تقریب میں اُس نے موٹی تازی ہزار گائے منتخب کیں۔ اور اُن کا میٹھا دودھ پانسو گوؤں کو پلایا۔ اور پھر اُن کا اڑھائی سو کو۔ اس طور پر آخرش گوؤں کی تعداد گھٹتے گھٹتے آٹھ تک پہنچ گئی۔ اور یہ آٹھوں گوئیں نہایت شیریں دودھ دینے لگیں۔ سُجاتا نے اِس دودھ کی کھیر بنا کر اپنی داسی (نوکرانی) پُورنا کو حکم دیا کہ "اے پُورنا جاؤ۔ نیگ رودھ درخت کے نیچے جھاڑ دو اور اُس جگہ کو اچھی طرح صاف کرو"

پُورنا اپنی مالک کے حکم کو سُن کر اُس کی تعمیل کے لئے روانہ ہوئی۔ سِدھارتھ رات کے آخری حِصّے میں اُسی درخت کے نیچے جا کر بیٹھے تھے۔ پُورنا نے اُس درخت کے نیچے ایک عجیب غریب مورتی دیکھی۔ اور دوڑتے ہوئے جا کر سُجاتا کو یہ خبر دی۔ سُجاتا نے خوشی سے بھر کر کہا کہ "اے پُورنا! آج سے تم میری لڑکی ہوئیں"۔ اور کپڑے اور زیور پہن سونے کے برتن میں کھیر ڈال دوسرے سونے کے برتن سے اُسے ڈھانپ اور سفید کپڑا اس پر ڈال کر سر پر رکھے ہوئے اُس درخت کے نیچے آ پہنچی۔ سُجاتا نے درخت کے نیچے اُس عجیب شکل کو دیکھ کر خیال کیا کہ دیوتا آج خوش ہو کر اِس صورت میں پرگھٹ

ہوئے ہیں۔ اِس لئے سُجاتا نے خوشبودار عطر اُن کے سر پر مل کر بھگتی کے ساتھ کھیر آگے رکھ دی۔ اور سِدّھارتھ نے یہ کہہ کر اُسے قبول کیا کہ "تمہاری کامنا پوری ہو"۔ سُجاتا خوش خوش گھر کو واپس آئی +

سِدّھارتھ کھیر ہاتھ میں لئے نِری رنجن ندی کے کنارے پر پہنچے۔ چھ برس کے بعد ندی کے پانی میں اسنان کر کے گرم اور تپتے ہوئے جسم کو ٹھنڈا کیا۔ کنارے پر بیٹھ کر بہت رغبت کے ساتھ شکم سیر ہو کر کھیر کھائی۔ اور سونے کا برتن ندی کے پانی میں پھینک دیا۔ سِدّھارتھ نے نِری رنجن ندی کے نزدیک بن کے پھولوں سے سوگندھت (خوشبو سے مہک دار) ایک نِرجن جگہ میں سارا دن خرچ کیا اور شام کے وقت وہاں سے اُٹھ کر جنگل کے اندر چلے گئے سامنے ایک بہت بڑا بڑ کا درخت دیکھ کر اُس طرف چلے۔ راستے میں سَوستِک نامی ایک گھسیارے سے نہایت خوبصورت نرم اور سبز دُوب مانگ کر اُس سے اُس بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر جوگ کرنے کے لئے ایک آسن تیار کیا۔ اس آسن پر بیرآسن[1] لگا کر بیٹھ گئے +

"اِسی آسن پر خواہ میرا جسم خشک ہو جائے گوشت۔ پوست۔ ہڈیوں کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ مگر جب تک بہت مشکل سے حاصل ہونے والا پرم گیان نہ پاؤنگا۔ تب تک میرا جسم اس آسن سے نہ ہلیگا"۔ اس مضبوط پرتگیا (عہد) سے اپنے دل کو باندھ کر سِدّھارتھ دھیان ساگر میں محو ہو گئے +

دھرم کی دولت کس قدر محنت سے حاصل ہوتی ہے! لیکن ایک گھڑی

[1] بائیں ران پر دایاں پاؤں اور دائیں ران پر بایاں پاؤں اور دائیں پاؤں کے تلوے پر بایاں ہاتھ اور بائیں پاؤں کے تلوے پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھ کر اوپر کی طرف منہ کر کے سیدھے جسم سے بیٹھنے کا نام بیرآسن ہے۔ اس کا دوسرا نام پدم آسن بھی ہے +

بھر کی کمزوری سے بہت مدت کی تپسیا کا جمع کیا ہوا دھرم دھن برباد ہو جاتا ہے۔ اِنسان جس قدر دھرم راج میں ترقی کرتا ہے اُسی قدر نئی نئی طرح کے پرلوبھن (ترغیبات) آکر اُس کو گمراہ کر دینے کا موقع پاتے ہیں جب تک پاپ کی جڑ کُلّی طور پر نہ اُکھڑ جائے۔ تب تک انسان کے لئے اُس سے بیفکر ہونے کا موقع کہاں ہے؟

کہا گیا ہے کہ جب سِدھارتھ ایسا مضبوط عہد کر کے بیٹھے تھے اُس وقت میں مار نے اپنی کنیاؤں رَاگ۔ ارتی اور ترِشنا کو سِدھارتھ کا جوگ بھنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ لڑکیاں اپنی خوبصورتی کو چاروں طرف پھیلا کر سِدھارتھ کے دل کو فریفتہ کرنے کے لئے کوشش کرنے لگیں۔ "نمکین پانی پینے سے کِس کی پیاس دُور ہوتی ہے؟ بُلبلے کی مانند ایک لمحے میں مِٹ جانے والی خُوبصورتی کو بھوگنے سے کِس کی سیری ہوتی ہے؟ کون اُس زہر کو اپنے ہاتھ سے پیتا ہے کہ جو اِس لوک اور پرلوک کے دُکھ کی جڑ ہے" یہ کہہ کر سِدھارتھ نے اُن عورتوں کو رخصت کیا۔ اُس کے بعد مار اپنی فوج اور لشکر کو لے کر سِدھارتھ کے فتح کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ مار نے غرور سے بھر کر کہا۔ کہ "میں کام کا مالک ہوں۔ میں تمام لوکوں میں موجود ہوں دیوتاؤں۔ اَسُروں۔ انسانوں اور دیگر مخلوق میں میں بیاپت (پھیلا ہوا) ہوں سبھی میرے بس میں ہیں۔ اُٹھ! میری پیروی کر" بُدھ چونکہ دھیان ساگر میں محو ہوئے ہوئے تھے۔ مار کا یہ کلام اُن کے کانوں تک نہ پہنچا۔ مار نے سمندر کی طرح گرج کر کہا کہ "بے شرم مُنی! تُو اکیلا میرے ساتھ جنگ کیا کر سکیگا؟ تو جس چیز کے پانے کا خواہشمند ہے۔ اُس کا مِلنا بہت مشکل ہے۔ بجز تُو اِنکار

وغیرہ رِشی نہایت سخت تپسیا کرکے بھی اس پرم پد کو نہیں پاسکے۔ تو انسان ہوکر کس طرح سے اس درجہ کو حاصل کرسکیگا؟ اس دفعہ سدھارتھ کا دھیان ٹوٹ گیا۔ اور انہوں نے بہت جوش کے ساتھ یہ کہا کہ "جن کی عقل غفلت سے تاریک ہوئی ہوئی ہے۔ یا جو سُورگ کی خواہش رکھتے ہیں۔ ایسے رِشیوں نے ناواقفیت کے باعث غلط طریق سے تپسیا کی تھی۔ اُن کے آتما میں نت اونِت کا گیان نتھا وہ کسی لوک میں جانے کو ہی موکش (نجات) خیال کرتے تھے۔ حقیقت میں سچا گیان نہ پاکر اُنہوں نے پرم پُرش کا ذکر کیا ہے۔ کس نے کہا ہے کہ وہ پُرش سرب بیاپی ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ وہ محدود ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ وہ نِت ہے۔ کسی نے ساکار۔ کسی نے نِراکار۔ کسی نے سگُن اور کسی نے نِرگُن۔ کسی نے کرتا (خالق) اور کسی نے اکرتا کہا ہے۔ میں اس آسن پر بیٹھ کر آج وہ نِرمل گیان حاصل کرونگا۔ جس سے ہے مار! تجھ کو مع تیری فوج کے شکست دیکر قتل کرونگا۔ اور اس دنیا میں سے جنم مرن کو دُور کرکے اُس کی جگہ ہُوں کے بھاؤ اور دُکھ کے ناش کرنے والے نِروان پد کو قایم کرونگا"۔

"دھرم گیان کے حاصل کرنے کے لئے میں پِتا ماتا۔ اِستری۔ پُتر۔ دھن جن اور ہر ایک قسم کے سُکھ اور آرام کے سامانوں سے محروم ہوا ہوں۔ طرح طرح کی ناقابل برداشت تکالیف اور مصیبتیں سر پر جھیلی ہیں۔ یہ سب کچھ کرکے کیا مَیں پرلوبھن میں ڈوب سکتا ہوں"؟ یہ کہ کر سدھارتھ نے اپنے دل پر عہد کی اکھشے (ناقابل شکست) کوئچ (زرہ بکتر) پہن لی۔

اس سنکلپ کے پرتاپ سے پرلوبھن کی جڑ اکھڑ گئی مار کی تمام کوشش بیفائدہ ثابت ہوئی۔ سُورج کے غروب ہونے کے وقت دھرم بھاؤ نے فتح

حاصل کی۔ جب اُنھوں نے پاپ اِچھّا کو کُلّی طور سے بس میں کر لیا تو دل دھرم حاصل کرنے کے لئے یکسُو ہو گیا۔ اور یہ گیان روشن ہو گیا کہ حواس اَنِت۔ اُن کے بھوگنے کے سامان اَنِت۔ اور اُن کا ہر ایک قسم کا سُکھ اَنِت ہے ۔

جس شخص کا یہ گیان ہمیشہ صاف ہو کہ یہاں کے سب ہی پدارتھ اسار ہیں۔ وہ پھر حواسوں کی غلامی میں گرفتار نہیں ہو سکتا ۔

وہ سنجم (قابو) کر کے زبان کو نیم کے اندر لے آئے۔ اب زبان ست کو چھوڑ کر اَست بولنے کے قابل نہ رہی۔ دل کو دَیا۔ پریم اور پوترتا سے بھر لیا۔ اِس لئے اندرونی دشمنوں کا جوش میں آنا ناممکن ہو گیا۔ جب حواس اور دل اپنے قابو میں ہو گئے تب سُکھ اور دُکھ۔ اَنوراگ (اُلفت) اور بیراگ (نفرت) ستُوتی (تعریف) اور نِندا کی پہنچ سے اوپر چلے گئے۔ دھرم حاصل کرنے کے لئے اِنسانی دل کو جس بھاؤ یا حالت کی ضرورت ہوتی ہے۔ سِدھارتھ نے وہ حاصل کر لی۔ پاپ کا خیال دور ہوا۔ اور اب دھرم گیان حاصل کرنے کے لئے مہا سمادھی شروع کی ۔

اوّل ست کیا؟ اور اَست کیا؟ نِت کیا؟ اور اَنِت کیا؟ یہ سبی ترک (جانچ پڑتال کرنے والی) سمادھی کرنی شروع کی۔ اُس کے بعد نِت اور اَنِت کے ساتھ اپنی ذات کے سمبندھ کے متعلق بچار کرنے والی سبی چار سمادھی میں مصروف ہوئے۔ نِت اور اَنِت میں فرق کا گیان ملتے ہی اُن کا دل ایک لاثانی اور غیر معمولی خوشی سے ناچ اُٹھا ۔

دوم۔ جب دیکھا کہ سنسار میں ایک ہی وستو (شے) نِت ہے۔ اور باقی سب چھایا ماتر ہے۔ تب جانچ پڑتال اور بچار کو چھوڑ کر ایکانت میں اُسی ایک ہی وستو کے چنتن میں نِروِتَرک (بے دلیل) اور نِربچار

(سوچ بچار سے اوپر) سمادھی میں اعلیٰ درجہ کا سکھ حاصل کرنے لگے +

سوم - نش پرتیک (نفرت و اُلفت سے اوپر) دھیان سے پریتی اور بیراگ دونوں کی طرف سے ہی اُن کے دل میں لاپروائی پیدا ہوئی - لیکن اب بھی سکھ اور دکھ کی یاد دُور نہیں ہوئی - اور جسم اس وقت تک بھی سنسارک سکھ اور دکھ کو محسوس کرنے کے قابل تھا +

چہارم - جب نِربیج (بغیر ضمانہ) سمادھی سے اُن کا سکھ اور دُکھ دونوں ہی چلے گئے اور دل کی پرسنتا اور بشاد (خوشی و رنج) دُور ہوئے - تب سکھ اور دکھ کی طرف سے لاپرواہی حاصل ہوئی - اور اُن کی یاد تک پاک ہوگئی - سِدھارتھ اس حالت میں اپنے آپ کو بھول گئے اور ایسی حالت میں پہنچ گئے کہ اب اُن کو اپنی کوئی الگ ہستی محسوس نہ ہوئی - سِدھارتھ کو جب ایسے دھیان اور سمادھی میں معلوم ہوا - کہ ایک وستو ہی نِت ہے اور باقی سب اسار ہے - تب اپنا سب کچھ اُسی ایک وستو میں ارپن کیا - اور وہی ایک وستو اُن کے لئے تمام سکھ بن گئی - اور اُسی ایک میں مگن ہوکر سوائے اُس کے اپنا آپ بھی نظر نہ آیا - رات کے پہلے حصے میں جب سِدھارتھ کی یہ حالت ہوئی تب اُنہوں نے پرم گیان حاصل کیا - اگیان کا اندھیرا دُور ہوا - اور دِبّ چکھشو (اندرونی یا روحانی آنکھ) سے جیوؤں کو دیکھا +

دھیان کے سروت میں بہتے ہوئے رات کے درمیانی حصے میں اُنکو یہ گیان مِلا - کہ اُن کی کوئی جنم بھومی (جائے پیدائش) نہیں - نام نہیں گوتر (خاندانی تعلق) نہیں ذات نہیں - بَرن (برہمن وغیرہ چار برن) نہیں جیون نہیں - عمر نہیں اور وہ گزشتہ بودھی ستوؤں کے خاندان سے ہیں +

رات کے ختم ہونے کے وقت اُنہوں نے سمجھا کہ بُڑھاپا اور مَوت شخصیت کی ہستی کے گیان سے پیدا ہوتا ہے۔ جنم مرن کی بنیاد شخصی ہستی کے گیان سے ہے۔ اور ہستی کا گیان جگت کے گیان سے ہوتا ہے اور یہ جگت اُپادان یعنی چار عناصروں کا پھل ہے اور یہ اُپادان باسناؤں کا پھل ہے۔ ترشنا۔ بیدنا (بیرونی چیزوں کا گیان) کا پھل ہے۔ بیدنا سپرش (اندریوں کے بِشوں کے ساتھ اندریوں کا جوگ) کا پھل ہے۔ اور سپرش من اور پانچ اندریوں کا پھل ہے۔ اور من اور پانچ اندریاں نام (حواسوں کے سامان) سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور نام بگیان (میں ہوں کا گیان) سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بگیان سنسکار (پربرتی یا رغبت) سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سنسکار اودیا (نہیں کو ہے اور نِت کو انت سمجھنا) کا پھل ہے۔ اس واسطے اگر اودیا دُور ہو جاوے۔ تو جنم مرن نہ رہیگا۔ صبح صادق کے وقت سدھارتھ کو یہ گیان حاصل ہوا۔ اور اتنی مدت کے بعد اُن کی اُمید پوری ہوئی +

جس گیان حاصل کرنے کے لئے راج پُتر سنیاسی ہوئے تھے۔ جس گیان پانے کے لئے غیر معمولی تپسیا اور سخت جسمانی ریاضت کی تھی۔ آخرش اتنی مدت کے بعد وہ گیان حاصل کر لیا۔ جوانی کی حالت میں جس بُڑھاپے اور مَوت کو دیکھ کر خوف زدہ ہوئے تھے۔ سخت سادھنا کے بعد اُس کی پہنچ سے اوپر رہنے والا گیان حاصل کیا۔ لیکن اب تک بھی سدھارتھ سِدھ نہیں ہوئے۔ محض گیان حاصل کر لینے سے انسان سِدھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اودیا کو اپنی زندگی سے قطعی دُور کرنے اور اپنے لئے اُسکو ایک ناممکن امر بنا دینے کی غرض سے سدھارتھ گوتم جوش

اور اُتساہ کے ساتھ دھیان کرنے لگے۔ دھیان کرتے کرتے اُن کے دل سے آتم گیان (اپنی ہستی کا علم) اور وستو گیان (چیزوں کا علم) دور ہو گیا۔ اور اُن کے تمام شکوک اور مِتھیا دھرم مت (غلط مذہبی عقاید) رفع ہو گئے۔ دھیان لگاتار جاری رہا۔ اور اندرونی دشمن بھی ہمیشہ کے لئے چلتے بنے۔ یہاں تک کے دل کی پوشیدہ سے پوشیدہ تہ کے اندر بھی جو پیارے سے پیارے اور مرغوب سے مرغوب پاپ چھپے ہوئے تھے۔ وہ بھی بھاگنے لگے۔ سِدھارتھ پوری طاقت اور پورے اُتساہ کے ساتھ دھیان کرنے لگے۔ کہ جس سے اُنکے ہر ایک قسم کے پاپ نیست و نابود ہو گئے ✦

سِدھارتھ نے اِس طرح پر مر کر زندگی پائی۔ اُن کا جسم مثل مُردہ کے بے حس و حرکت ہو گیا۔ اور مثل جڑ کے پڑا رہا۔ اُن کے جسم کی حرکت بند ہو گئی۔ اب اُن کے دِل میں چنچلتا نہیں۔ اُمید نہیں۔ ترشنا (حرص) نہیں۔ انوراگ (اُلفت) نہیں۔ بیراگ (نفرت) نہیں۔ اِچھا (خواہش) نہیں۔ اُوداسین بھاؤ (لاپرواہی اور غفلت) بھی نہیں۔ اب وہ اعلیٰ درجہ کی شانتی میں باس کرنے لگے۔ اب اُن کے سُکھ اور دُکھ اور اُن کی اندریوں اور اِچھا کا نِروان ہو گیا سِدھارتھ کو نِروان حاصل ہوا۔ سِدھارتھ بُدھ ہوئے۔ جس درخت کے نیچے وہ بُدھ ہوئے۔ وہ درخت "بودھی دُرم"[1] کے نام سے مشہور ہوا ✦

نِروان حاصل کر کے بُدھ دیو نے پہلا ہفتہ بودھی درخت کے نیچے دھیان کے آنند میں۔ دوسرا ہفتہ جس بودھی منڈپ کے اوپر بیٹھ کر اُن کی تمام اُمیدیں

[1] اس بودھی درخت کے انکُر سے پیدا ہوا ہوا درخت اب بھی موجود ہے۔ حضرت مسیح سے ۳۰۰ برس پہلے بودھی دُرم کی ایک شاخ سنگھل دیپ کے انورادھا پور شہر میں لے جا کر لگائی گئی تھی۔ وہ بھی موجود ہے۔ ایک مینٹ ہی پرتھوی میں سب سے پرانا ہے۔ سنہ ۵۰۰ء میں امر سنگھ نے بُدھ گیا کا مندر تعمیر کرایا۔ اُسکی ٹوٹی بنیادوں پر موجودہ مندر قائم ہے ✦

پوری ہوئی تھیں اُسی بودھی منڈپ کے دیکھنے کے سُکھ میں۔ تیسرا ہفتہ بودھی ددخت کے نیچے ٹہل کر گزارا۔ اب اُن کا اس آرام کی جگہ یا سُکھ کے استھان کو چھوڑنے کو دِل نہ چاہتا تھا۔ چوتھا ہفتہ بودھی درخت کے شمال مغرب میں اس نرالے دھرم کی چنتا میں۔ پانچواں ہفتہ موچُوگُنڈ[1] درخت کے نیچے۔ اور چھٹا ہفتہ اجپا لک کے نیگرودھ درخت کے نیچے چنتا اور نِروان کے بھوگنے میں پورا کیا۔ ساتواں ہفتہ تاڑ کے درخت کے نیچے بسر کیا۔ نِروان حاصل کرنے کے بعد بُدّھ نے بلا کسی قسم کی ضرورت اور خواہش محسوس کرنے کے سات ہفتے بودھی درخت کے نزدیک قیام کیا۔ اس عرصہ میں ایک دن کے لئے بھی بُھوکھ اور پیاس اُن کی توجہ کو کسی دوسری طرف مائل نہ کر سکی ✦

جب بُدّھ تاڑ کے درخت کے نیچے قیام کرتے تھے۔ اُسوقت تریوش اور بھلِک نامی اوڑیسہ کے رہنے والے دو بھائی اشیاءِ خوردنی کی ایک گاڑی بھر کر اُرُوبِلُو جنگل میں آموجود ہوئے۔ اُن کی گاڑی کے پہئے ریت میں دھس گئے۔ گاڑی کو نکالنے میں امداد حاصل کرنے کے لئے اِدھر اُدھر پھرتے ہوئے اُنہوں نے درخت کے نیچے بُدّھ کی پُرستنیہ مُورتی (نورانی چہرہ) دیکھی درشن کرتے ہی اُن کے دل میں شردھا اور بھگتی کا بھاؤ اُچھل پڑا۔ اُنہوں نے طرح طرح کی کھانے کی چیزیں بُدّھ کو کھانے کے لئے دیں۔ بہت دن تک بُھوکھا رہنے کے بعد بُدّھ نے اچھا بھوجن کر کے سیری حاصل کی۔ اور مہا آنند کے ساتھ پھر تاڑ کے درخت کے نیچے جا کر چنتا ساگر میں محو ہو گئے ✦

---

[1] ایک قسم کے پھولوں کا درخت ✦

سوانح عمری مہاتما بدھ جی کے باقی تین حصے

جو صاحبان مہاتما بدھ دیو جی کی زندگی اور بودھ مذہب کے حالات سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ سوانح عمری بدھ دیو جی مؤلفہ شری **پرکاش دیو جی** ضرور مطالعہ کریں۔ ملنے کا پتہ:۔ **منیجر براہمو دھرم پرچار آفس لاہور**

ایک مستند اردو دان فاضل کی رائے

جب میں نے اول بار ڈاکٹر پال کیرس کی انگریزی زبان میں تصنیف کی ہوئی "دی گوسپل آف بدھ" یعنی بدھ کی مقدس کتاب کو پڑھا تو مجھے از حد شوق ہوا کہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں کرکے شایع کیا جائے تا کہ صرف اردو جاننے والے لوگ بدھ جیسے مہاتما کی پوتر زندگی کے حالات اور ان کے اپدیش پڑھ کر فیضیاب ہوں۔ لیکن بڑی خوشی کی بات ہے کہ پرم پوجنے شری پرکاش دیو جی مہاراج پرچارک براہمو دھرم نے رفاہ عام کے لئے اور عام لوگوں کے دلوں میں دھارمک اور پوتر جیون کے خیالات پیدا کرنے کی غرض سے ایک کتاب موسومہ "بدھ جی کی سوانح عمری اور بدھ دھرم کا بیان" بنگالی اور انگریزی کتابوں سے انتخاب کرکے تصنیف کی ہے اس کے چار حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں پیدایش سے سادھنا اور سدھی تک کے حالات درج ہیں۔ دوسرے حصہ میں دھرم پرچار۔ آخری وقت اور بدھ دھرم کے حالات درج ہیں۔ تیسرے حصہ میں بدھ کی اخلاقی تعلیم اور بودھ تمثیلیں اور کہانیاں درج ہیں۔ چوتھے حصہ میں بودھ سنگھ۔ بودھ دھرم شاستر عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں مشابہت۔ بودھ مذہب کا اصلی صورت پر قایم نہ رہنا اور مختلف صورتیں تبدیل کرنا۔ بودھ دھرم کا عروج و زوال۔ نتیجہ سب درج ہیں۔ یہ چار حصے چھپ کر تیار ہیں اور ان کی قیمتیں ۴ر و ۲ر و ۳ر و ۱۰ر ہیں۔ ان حصوں کی خوبی پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے بدھ دیو جی مہاراج کی سوانح عمری نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کی گئی ہے اردو عبارت نہایت سلیس اور بامحاورہ ہے ہر ایک صفحے میں اخلاقی تعلیم کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور ہر ایک حصہ کے شروع میں جو دیباچہ مصنف نے لکھا ہے وہ اس حصہ کا لب لباب ہے اور پڑھنے کے لائق ہے جو شخص صدق دل سے ان حصوں کا مطالعہ کریگا یقین ہے کہ اس کی زندگی سدھر جائیگی اور گمراہی سے راستی اور نیکی کی طرف مایل ہوگی۔ میری رائے میں ایسی عمدہ عمدہ کتابوں کا ذخیرہ ہر ایک شخص کے پاس ہونا چاہیے

۲۰ اگست ۱۹۲۳ء — منشی لعل ایم۔ اے گورنمنٹ پنشنر لاہور

فہرست کتب تصنیف کردہ و ترجمہ شردھے پرکاش دیو جی پرچارک براہمو دھرم جنکو پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے انعام اور لائبریریوں کیلئے خریدنے کیلئے منظور فرمایا

اردو

سوانح عمری مہاتما بدھ دیو جی حصہ اول ۴/
" " حصہ دوم ۸/
" " حصہ سوم ۴/
" " حصہ چہارم ۱۰/
سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام ۵/
روحانی روشنی ۶/
بھرت ملاپ ۴/
گرہستھ دھرم (فرائض خانہ داری) ۶/
نصیحت آموز کہانیاں ۴/

ہندی (خصوصاً بچوں اور عورتوں کیلئے)

استری چرتر ۱۲/
گرہ دھرم ۶/
بھرت ملاپ ۲/
مہرشی نارد جی کا جیون چرتر ۱/
نیتی کتھا ۱۱/
گرہ کتھا ۳/
سنگیت مالا ۱۲/
براہمو دھرم درجا کھنڈ (گورمکھی) ۶/

کتب متفرق اردو

بیاکھیان مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی مکمل ۱/۴
خود نوشت سوانح عمری " ۱۲/

اپدیش مالا ۶/
پرماتما اور آتما (خدا اور روح) ۸/
سنگیت مالا ۶/
گیان اور دھرم کی ترقی / علم اور مذہب کی ترقی ۴/
مہاپرشوں کی بانی یعنی ہادیان دین کا کلام ۳/
مادیت دہریت کی تردید ۴/
براہمو دھرم سکھشا ۶/
دھرم کیا ہے ۱/
ایشور اپاسنا کا طریق ۱/
دھرم کا روپ اور سروپ ۱/
ملک ہند کے لئے عظیم مسئلہ ۱/
ایشور ایک فہیم مادی طاقت ہے یا فہیم زندہ پرش ۱/
وقت اور اصلاح ۔/
جگ پربرتک راجہ رام موہن رائے ۔/
ملک ہند کے زوال کے بواعث ۱/
پرکال تت ۱/
عالمگیر دھرم کا ظہور ۔/
مشرقی و مغربی دھرم بھاو ۱/
روحانی گلدستہ ۱/
براہمو دھرم پریم کا دھرم ہے ۔/

ملنے کا پتہ:۔ شردھے پرکاش دیو پرچارک براہمو دھرم براہمو سماج لاہور

برہم کرپا ہی کیولم

بدھ دیو جی کی سوانح عمری

اور

بودھ دھرم کا بیان

دوسرا حصہ

جسمیں دھرم پرچار۔ آخری وقت اور بودھ دھرم تک کے حالات درج ہیں

مؤلفہ

شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہمدھرم

براہم سمت ۷۹ ———— ۱۹۰۸ء

مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

اصول براہمو دھرم

۱-کل کائنات کو پیدا کرنے والا ایک پرماتما ہے۔ جو کامل۔ ابدی اور لاثانی ہے +

۲- وہ قادر مطلق۔ علیم۔ عادل پاک۔ محبت کل ہر جگہ حاضر و ناظر ہے +

۳-روح انسانی غیر فانی اور لا انتہا ترقی کرنے کی قابلیت خاصیت سے مشرف ہے

۴-پرماتما سب کا باپ ہے اور سب مرد و عورتیں روحانی آزادی و الٰہی زندگی حاصل کرنے کے استحقاق میں برابر ہیں +

۵-اپنی زندگی میں اعتدال اور کل مخلوق کے ساتھ اتحاد رکھنا روح کی علت غائی ہے +

۶-اس علت غائی کے موافق عمل کرکے روح اپنے اور اوروں کیلئے مفید ورنہ مضر بنتی ہے +

۷-سادھو۔ مہاتما اور دھرم پستکیں دھرم جیون حاصل کرنے کے لئے ایک حد تک مددگار ہونے کی وجہ سے شردھا اور تعظیم کے لائق ہیں۔ مگر وہ مکتی حاصل کرنے کا کامل ذریعہ نہیں ہیں +

۸-روحانی عبادت اور خداوند تعالے کی مرضی کے موافق خیال۔ کلام اور عمل کرنا ہی سچی نجات ہے +

دیباچہ طبع دوم

۱۹۰۲ء میں اس کتاب کی ہزار جلدیں چھپوائی گئی تھیں۔ شکر کا مقام ہے کہ اس نے بہت سے اصحاب کی طبیعتوں پر اچھا اثر پیدا کیا ہے۔ اب دوسری مرتبہ کسی قدر ترمیم کے بعد شائع کی جاتی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ جو اصحاب اس کو مطالع کرینگے وہ اس کو دلچسپ پاکر مستفید ہونگے۔ اور اس کی اشاعت بڑھاکر اوروں کو مستفید کرائینگے اور ہم کو ممنون کرینگے۔

لاہور
یکم مئی ۱۹۰۸ء

پرکاش دیو

دیباچہ طبع اول

اِس سوانح عمری کا پہلا حصّہ کہ جس میں پیدائش سے لے کر سادھنا اور سِدھی تک کا حال چھ باب میں لکھا گیا ہے شروع سنہ ۱۹۰۱ء میں ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے[ا] +

یہ حصّہ دھرم پرچار - آخری وقت اور بودھ دھرم ان تین ابواب پر منقسم ہے +

بنگلہ سوانح عمری میں مُصنّف نے مہاتما بُدھ کے کسی جگہ جا کر دھرم پرچار کرنے اور اُپدیش دینے یا کسی شخص سے بات چیت کرنے کا اپنے اپنے موقع پر مناسب اور مختصر طور پر ذکر کیا ہے لیکن اس امر کا کہ وہاں پر کیا اور کس مضمون کا اُپدیش دیا گیا - کس سائل اور کس سوال کا بُدھ دیو جی نے کیا جواب دیا - اس کتاب میں تذکرہ تک نہیں +

مثلاً اُن کا بنارس میں اپنے پُرانے پانچ شاگردوں کو پہلا اُپدیش راجہ بمبی سار کو اُپدیش - اناتھ پنڈد کو خیرات کے بارے میں اُپدیش - راجہ پرسن جیت کو اُپدیش - جنرل سنگھ کے سوال و جواب - سنگھ میں نفاق اور اتفاق کے متعلق حالات - وشاکھا کے آٹھ بر مانگنے اور بُدھ دیو جی کا اُن کو قبول کرنا وغیرہ کا کہیں مفصل بیان نہیں ملتا +

[ا] پہلے حصّے کی دوسری ایڈیشن بھی سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہو چکی ہے - مؤلف

میں نے اس قسم کے بہت سے ضروری اور قابل اندراج مضامین کو گاسپل آف بدھ سے اخذ کرکے اپنے اپنے موقع پر درج کردیا ہے۔ اور اب یہ سوانح عمری پہلے سے نسبتاً زیادہ دلچسپ۔ مؤثر۔ مشرح اور مفید بن گئی ہے۔ نیز اس کی موجودگی میں گاسپل آف بدھ کے اردو ترجمہ کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔ کیونکہ اس کا مفید حصہ قریباً سب کا سب اس حصہ اور تیسرے حصہ میں (کہ جو سردست برہم پرچارک میں چھپ رہا ہے اور اپنے وقت پر کتاب کی صورت قبول کریگا[1]) شامل ہوچکا ہے +

مکمل سوانح عمری کے سلسلہ ابواب میں ساتواں اور اس حصہ کا پہلا باب دھرم پرچار ہے۔ دھرم ایک ایسا عام فہم اور مروج لفظ ہے۔ کہ قریباً ہر شخص اسے سمجھ سکتا ہے۔ لیکن اس کے معنوں میں اتنا اختلاف ہے۔ کہ ہر مذہب وملت یا فرقہ میں اس کا مفہوم جداگانہ ہے +

بدھ کا کیا دھرم تھا؟ اور وہ اس کو کیونکر پرچار کرتے تھے؟ پہلے سوال کا جواب دو الفاظ میں مختصراً دیا جا سکتا ہے۔ یعنی۔ راستی اور میانہ روی۔ بدھ دیو راستی کی اپنے الفاظ میں یوں تعریف کرتے ہیں۔ "راستی اعلےٰ ہے۔ راستی میٹھی چیز ہے۔ راستی ہی تم کو برائی سے بچا سکتی ہے۔ سوائے راستی کے اس دنیا میں کوئی نجات دہندہ نہیں۔" اف! یہ کیسے خودی سے خالی اور حقیقت تک رسائی کے رہنما زبردست الفاظ ہیں۔ یہی الفاظ مہاتما بدھ کی خود فراموشی اور راستی کے حقیقی پیار اور ان کے یقین کردہ دھرم کی تصویر کو دکھلانے کے

[1] سنہ ۱۹۲۰ء میں تیسرا حصہ کتاب کی صورت میں چھپ چکا ہے + مؤلف

لئے کافی ہیں +

کیا ہمارے ملک میں اور کیا دیگر ممالک میں خود بانیان مذاہب یا اُن کے پیروؤں نے دھرم کی کریا (پوجا۔ پاٹھ۔ دُعا۔ نماز وغیرہ) اور اُس کے متعلق تپسیا۔ ریاضت مثل روزہ۔ برت۔ پنج اگنی تپنا۔ پانی میں کھڑا ہونا چلّہ کھینچنا۔ جسم کو دانستہ طرح طرح تکالیف دینا وغیرہ کا پھل مرنے کے بعد جنم آئندہ یا بہشت وغیرہ کے ذریعہ ملنا بتلایا۔ یا سمجھا اور یقین کیا ہوا ہے۔ چونکہ یہ مرنے کے بعد کی اُمیدیں ہیں۔ اس لئے صرف بشواس کی بنا پر بعض بہت ہی کم لوگ اُن پر یقین کرکے ہادی کی ہدایت کی مطابق چلتے اور زندگی بھر جسمانی طور پر طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں جھیلتے۔ یا بہت زیادہ لوگ جسمانی دُکھوں کی تاب نہ لاکر صرف شفاعت۔ کفارہ اور معافی وغیرہ کے مسئلے ایجاد کرکے برائے نام تسلی کر لیتے ہیں +

لیکن مذکورہ بالا قسم کی دھرم کریا اور تپسیا وغیرہ کا اثر موجودہ زندگی میں راستی۔ انصاف۔ دیانتداری وغیرہ پاک بھاؤں کو نشوونما کرنے یا کرودھ (غصہ) اِیرکھا (حسد) لالچ اور ابھیمان وغیرہ ناجائز طور پر بڑھے ہوئے جذبات کو دمن کرکے حد اعتدال میں لانے پر نہیں پڑتا۔ اور اسی لئے قریباً سب کے روزمرہ کے کاروبار و بیوہار وغیرہ میں ان کی وجہ سے جابجا دُکھ کی پُکار اور ہائے ہائے کا شور ہے +

مہاتما بدھ نے راج کے سُکھوں کو اپنی راج دہانی میں اور کٹھور تپسیا اور کایا کشٹ کے ذریعہ حاصل ہونے والے سُکھوں کو لگاتار چھ سال تک سادھن کرکے دیکھا۔ لیکن دونو صورتوں میں دُکھوں کا ناش اور رُوحانی

سُکھوں کا حصُول تجربہ کی بنا پر نہ دیکھ کر میانہ روی کو اختیار کیا +

اُنھوں نے انسانی دِل میں دُکھ کے خُودرو پودے کو خودی اور ترِشنا (خواہش)، کی گرم و خشک ہَوا کے اثر سے اُگتے اور پھلتے پھولتے دیکھا اور اُس کے دُور کرنے کے لئے نِربان (خواہشوں کی نِبرتی)، کی شانت اور شیتل ہَوا کو چلایا۔ اور نِربان حاصل کرنے کے لئے اشٹانگ مارگ کا اُپدیش شروع کیا +

اُن کا اُپدیش یا پرچار یہ نہ تھا۔ کہ تُم یہ اور وہ ایسا یا ویسا مانو۔ اور یقین کرو۔ یا خدا یُوں فرماتا ہے۔ تُم اُس پر ایمان لاؤ۔ نہ اُن کی تعلیم میں کہیں تحکّم پایا جاتا ہے۔ اُن کا کلام ہے۔ کہ "دھرم میں داخل ہونے کے لئے دِل کی پاکیزگی دروازہ اور پریم اُس کا آخری لکشش (معراج) ہے" +

اُن کا پرچار تھا کہ ہر ایک کارج (معلول)، کا کارن (علت)، ہے۔ اور جب تک سبب کو دور نہ کیا جاوے اُس سے نتیجہ پیدا ہونا دور نہیں ہوسکتا۔ چونکہ دُکھ کا کارن خودی اور ترِشنا ہے۔ اُن کے دور کردینے سے دُکھ سچاوک ہی دُور ہو جاتا ہے۔ اِس لئے اُن کا پرچار اگلی دُنیا کے بیم و رجا والے ڈراووں یا امیدوں پر مبنی ہونے کی بجائے اس وقت گناہوں سے مُکتی اور شانتی حاصل کرنے کا تھا +

مہاتما بُدھ نے دھرم پرچار کرتے ہوئے راجاؤں امیروں غریبوں۔ ڈاکوؤں اور شریروں وغیرہ ہر قسم کی حالت کے مردوں اور عورتوں کو جس طرح پر اپنی زندگی کی پاکیزہ مثال اور پُراثر اور مُدلّل کلام اور اعلےٰ

درجہ کے اخلاق پر مبنی عمل سے فریفتہ کرکے اُن کی زندگیوں کو بھی روحانی پستی سے نکالکر بلندی پر پہنچا دیا۔ یہ سارا کا سارا بیان درحقیقت ہوا پر اُڑنے۔ پانی پر چلنے۔ پانی کو شراب بنا دینے اور جسمانی مُردوں کو زندہ کردینے وغیرہ معجزوں سے (اگر وہ سچ بھی ہوں) بدرجہا بڑھکر معجزہ ہے +

بُدھ کا کلام ہے۔ کہ "کیا دنیا کے نزدیک یہ کم معجزہ ہے۔ کہ ایک پاپی شخص حقیقی روشنی کو حاصل کرکے راہِ راست پر آئے۔ اور خودی کے ناپاک طریق کو ترک کرکے سنت یا دیوتا بن جائے۔ اس کے سوائے جو معجزہ کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اُس کا باعث لالچ یا غرور ہوتا ہے" +

مہاتما بُدھ پُنر جنم (تناسخ) میں یقین رکھتے تھے۔ اور اسی لئے اُنہوں نے جگہ جگہ اپنے دھرم پرچار میں اس کا نہ صرف ذکر کیا ہے بلکہ کسی صداقت کو بہتر طور پر لوگوں کے ذہن نشین کرانے کے لئے۔ جو کہانیاں یا روائتیں اور تمثیلیں پرچار کے وقت اُنہوں نے بیان کی ہیں (کہ جو اسی سوانح عمری کے تیسرے حصہ میں ایک علیحدہ باب میں مندرج ہونگی)، اُن میں اُن کی طرف سے بعض امور کا ایسے چشم دید پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ جن کے پڑھنے سے شک پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا سچ مچ مہاتما بُدھ اپنے یا دوسروں کے پچھلے جنموں کی بابت ایسا صاف طور پر جانتے تھے؟

یہ تمام تمثیلیں ایک ایک صداقت کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ اور

گمان غالب ہے۔ کہ چونکہ مہاتما بدھ تناسخ کو صحیح سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ کسی مسئلہ پر زیادہ زور دینے کے لئے اُس کے حسب حال یا اُس سے ملتی جلتی کوئی کہانی گھڑ کر لوگوں کو اپنا مقصد اچھی طرح ذہن نشین کرانے کی کوشش کرتے تھے۔ جیسے کہ اُنہوں نے آنند کے پھر واپس گھر جانے کا ارادہ کر لینے پر ایک گدھے اور کلاک بیوپاری کی کہانی سُنا کر اُسے اُس ارادہ سے باز رکھا کہ جو اسی کتاب کے صفحہ ۸۷ پر درج ہے۔ اور جو صاف طور پر گھڑنت نظر آتی ہے +

تناسخ کا صحیح مان لینا اگر کسی شخص کو دل کی پوترتا اور پریم و منگل بھاؤ میں بڑھانے کا باعث ہو۔ تو ایسا یقین خواہ غلط ہی کیوں نہو۔ صرف یہی نہیں کہ چنداں مُضر نہیں ہے۔ بلکہ تناسخ کو نہ مان کر خودی اہنکار اور حسد کی آگ سے جلتے رہنے والوں کی بہ نسبت بدرجہا بہتر ہے +

بڑے بڑے آدمیوں کے جیون چرتر کو دیکھنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جب کبھی اُن کی رائے کے مخالف کوئی واقعہ پیش آگیا۔ اور اُنکے پیروؤں میں کسی قسم کی پھوٹ پڑ گئی۔ یا مخالفین کا زور بڑھ گیا۔ کہ جس سے اُن کی خودی پر چوٹ لگتی۔ یا مان بڑائی میں کچھ فرق آتا ہو تو پھر وہ عموماً بے چین اور بیتاب ہو ہو گئے۔ لیکن سنگھ میں جھگڑا پیدا ہو کر جب کوشامبی کے بھکشوؤں میں دو فریق بن گئے۔ اور سمجھانے بجھانے سے بھی وہ لوگ صلح پر مائل نہ ہوئے۔ تو مہاتما بدھ کہ جن کے دل میں اپنی مان بڑائی یا گریائی وغیرہ کا ذرہ بھر بھی خیال نہ تھا۔

دونو فریق سے معمولی طور پر علیحدہ ہو کر شراوستی میں چلے گئے۔
مہاتما بُدھ نے سختی کا جواب نرمی اور ملائمت میں دینے اور نفرت کو محبت سے جیتنے کی تعلیم دی۔ اور خود ایسا ہی ہمیشہ کر کے بھی دکھلایا ہے۔ اُن کا مقولہ ہے۔ کہ انسان کے لئے سب سے بڑھ کر جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ پریم کرنے والا دل ہے"۔
بُدھ نے ذات کی قید اور اُس کے نفرت پر مبنی تفرقوں کو ہی نہیں توڑا۔ بلکہ سادھوؤں میں بھی خودی اور ابھیمان کی بدولت جو اپنی بڑائی کا ناجائز خیال پیدا ہو کر اُن کو بناش کے راستے پر جا پھینکتا ہے اُس کی بھی اپنی مثال سے بیخ کنی کی۔ مثلاً اُنہوں نے جو قواعد بھکشوؤں کے لئے مقرر کئے۔ اُن پر خود عمل کر کے دکھلایا۔ اور اپنے باپ کی راجدھانی کپل وستو میں کہ جہاں بھوجن کے لئے وہ سیدھے ہی راج محل میں جا سکتے تھے صرف اس بناء پر گھر گھر بھکشا مانگنی شروع کی۔ کہ "جو قاعدہ اَور بھکشوؤں کیلئے ہے۔ میرے لئے بھی اُس کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ میں صرف راج پُترا اور گرو ہونے کی وجہ سے کیونکر اس نیم سے بری اور مستثنےٰ ہو سکتا ہوں۔ اور میرے لئے کیوں کسی قسم کی رعایت ہونی چاہیئے"۔ خودی کے تیاگ کی ایسی بینظیر مثال اور کہاں مل سکتی ہے؟
بہت سے متعصب لوگوں نے مذہب کے ناجائز جوش میں آکر اپنے مخالفین پر خود ہتھیار اُٹھائے یا اپنے چیلوں اور پیروؤں کو دوسروں کے مارنے پیٹنے کی ہدایت کی۔ یا بعض نے دُرشت کلامی اور گندہ زبانی

سے بھی کام لیا۔ لیکن بُدھ کے شانت دل پر اپنی بعزتی کیے جانے اور تکلیفیں دیئے جانے پر بھی میل نہ آیا۔ اور اُنہوں نے کہا کہ اُن لوگوں سے کہہ دو کہ "ست کے ہتھیار کے سوائے کہ جس کو کوئی نہیں توڑ سکیگا۔ میں اور کوئی ہتھیار نہ جانتا ہوں۔ نہ استعمال کرتا ہوں" +

خوشامد یا نامناسب تعریف ایسی خوش آیندہ خوراک ہے۔ کہ عام دُنیا دار آدمی ہی نہیں۔ بلکہ چھوٹے بڑے قریباً سب ہی اسے کھاکر پھولنے کے عادی ہو جاتے اور پھر کن رس پڑ جانے سے خود ترغیب دے دے کر اور اپنے مُنہ سے کہہ کہہ کر اپنی تعریف کرواتے اور اُس کے ذائقہ کے چٹخارے لیتے ہیں۔ لیکن مہاتما بُدھ خوشامدانہ بڑائی یا مبالغہ آمیز تعریف کو کبھی پسند نہ کرتے تھے۔ آخری وقت میں جب ساری پُتر اُن سے ملنے آیا اور کہنے لگا "ہے بھگون! آپ جیسا گیانی دُنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اور نہ پہلے کبھی کوئی ہوا۔ اور نہ آئندہ کوئی ہوگا" تو بُدھ نے کہا "اے ساری پُتر تمہارا ایسا کہنا مبالغہ سے پُر ہے۔ تم اُن تمام دھرماتماؤں کے بارے میں کہ جو پہلے ہو چکے ہیں۔ یا جو آیندہ پیدا ہونگے۔ یا جو اب موجود ہیں۔ کیا جانتے ہو؟ صرف لاعلمی کی وجہ سے تم میری اس قدر تعریف کرتے ہو" +

بُدھ نے دھرم کی صداقتوں کا چوری چوری پرچار نہیں کیا۔ آنند نے آخری وقت کے قریب جب سنگھ کی حفاظت کے وسائل اور ہدایات کے متعلق اُن سے کہا۔ تو اُنہوں نے جواب دیا۔ "میں نے تم لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی۔ اور سچائی کو

بلا اِس امتیاز کے کہ یہ اصول عام لوگوں کے لئے ہے - اور یہ خاص کے لئے پرچار کیا ہے - کیونکہ اے آنند تتھاگت سچائی کے بارے میں کچھ پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا - اور وہ مثل اُس اُستاد کے نہیں ہے - جو اپنے شاگردوں سے کچھ پوشیدہ رکھتا ہے" +

اِن چند موٹی موٹی اور سرسری طور پر سامنے آگئی ہوئی خوبیوں کی طرف اشارہ کر کے کہ جو مہاتما بُدھ کو بہت سے دوسرے مہاپرشوں سے مخصوص طور پر فرق اور تمیز کرا دینے میں مددگار ہیں - میں ناظرین کو اس کتاب کو دلی توجہ کے ساتھ پڑھ کر فائدہ اُٹھانے اور نیز بقول مہاتما بُدھ "اپنے چراغ آپ بنو" کہنے کی جرات کرتا ہوں - کیونکہ جو شخص خود کچھ بننا نہ چاہے - اُس کو کوئی ہادی - گرو حتّیٰ کہ خود خدا بھی کچھ نہیں بنا سکتا - یا بنانا نہیں چاہتا - اور جو آپ قدم اُٹھانے کی کوشش کرے - تو سارے ہادی اور گرو اُس کے راہبر اور خود ایشور اُس کا سہائی اور مددگار - اور دھرم دھن کا خزانہ اُسکی جدی میراث ہے +

لاہور
۱۰ - مئی ۱۹۰۲ء

پرکاش دیو

فہرست مضامین

بُدّھ دیو جی کی سوانح عُمری

ساتواں باب

دھرم پرچار

اب بُدھ دیو درخت کے نیچے بیٹھ کر سوچنے لگے کہ "میں نے ایک زندگی بخش دھرم کو تو پالیا۔ مگر اس دُنیا میں ایسا دھرم موجود نہیں ہے۔اور ست دھرم کے بنا ہی تمام جیو طرح طرح کے دُکھ اور کلیش میں مُبتلا ہیں۔ اب ایسے دھرم کو پا کر کہ جس کو قبول کر لینے اور جس کے تصرف میں آجانے سے ہر ایک قسم کے دُکھ دُور ہو سکتے ہیں۔ کیا میں جنگل میں پڑا رہکر زندگی بسر کر سکتا ہوں" ؟

پھر وہ اُس وقت کے مروجہ دھرم اور اپنے دھرم میں بہت بڑا فرق دیکھ کر خیال کرنے لگے۔کہ "کیا لوگ اس دھرم کو قبول کرینگے ؟ مروجہ دھرم کی جان اور اُس کا سارا زور اور دارو مدار پراشچت بلیدان نظاہری اور بیرونی اڈمبروں اور رسم ورواج۔تنتر۔منتر۔دیوی۔دیوتاؤں۔اور

براہمنوں کو ماننے اور یقین کرنے پر ہے۔ اور جو دھرم مجھے ملا ہے۔ اُس کی بُنیاد آتم سنجم (اپنی خواہشات اور جذبات پر پُورا تصرف)، اور جیووں پر دیا ہے۔ معلوم نہیں اِس نئے دھرم کو لینے کے لئے ملک تیار ہوگا یا نہیں؛ یہ ہی سوچتے سوچتے وہ بہت بیقرار اور بیچین ہو گئے یہانتک کہ اُن کو کسی طرح بھی کل نہ پڑتی تھی۔ کبھی یہ خیال کرکے کہ لوگ اس دھرم کی عظمت اور خوبی کو نہ سمجھینگے۔ اُن کے دل پر نا اُمیدی کی کالی گھٹا چھا جاتی اور کبھی اِس بارے میں بھی اُن کو شک پیدا ہو جاتا تھا۔ کہ آیا اس دھرم کو پرچار کرنے کیلئے اُنکے اندر کافی قابلیت بھی ہے یا نہیں؟ جب اُن کے دل کی یہ حالت تھی۔ اور وہ اس کشمکش میں تھے تو اُنھوں نے اپنے اندر یہ آواز سُنی "ہائے! تمام انسان اسی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں۔ اور بناش کی طرف جا رہے ہیں۔ کہ سُوگت پُورا اور سچا گیان حاصل کرکے بھی غافل اور لاپرواہ ہے۔ اور دھرم پرچار کے لئے کوشش نہیں کرتا سُوگت! دھرم پرچار کر دھرم پرچار کر" اُنھوں نے اس عجیب و غریب بانی کو سُن کر اور انسانوں کی نہایت افسوسناک دکھدائی اور خستہ حالت کو یاد کرکے یہ عہد کیا۔ کہ "میں برمھ میں قائم ہو کر دھرم چکر چلاؤنگا اور پھر اُمید ہے۔ کہ اِس دھرم کو سب ہی قبول کرینگے"[1]

اب اُن کے دل میں اس قدر ہمت اور حوصلہ پیدا ہو گیا۔ کہ جس کو بڑی سے بڑی مشکل اور سخت سے سخت مخالفت اور نا اُمیدی بھی فرو نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے اُن کا دل ست کے پرچار کے لئے غیر معمولی جوش اور ولولہ سے بھر گیا۔ پہلے بُدھ دیو نے سادھن میں سِدّھ ہو کر ست کو حاصل کیا۔ اور اب اُنھوں نے اِسی ست کی خوشخبری دُنیا میں لوگوں کے

[1] تبت پستاک کا پچیسواں باب دیکھو۔

دروازہ دروازہ پر جاکر سُنانے اور پرچار کرنے کا عہد کیا ہے +

مگر پاپ بھی انسان کا کیسا خوفناک دشمن ہے ۔کہ وہ دھارمک شخص کا پیچھا بھی چھوڑنا نہیں چاہتا ۔چنانچہ اس وقت بھی مار نے بُدھ پر فتح حاصل کرنے کے لئے کوشش کی ۔اور اُس نے کہا۔ آپ نے نِروان دھرم پایا ہے ۔اب آپ اکیلے ہی اس کی برکتوں کو بھوگئے ۔اور چُپ چاپ آرام سے زندگی بسر کیجئے ۔یہی دھرم ہے ۔دھرم پرچار کے لئے کوشش نہ کیجئے +

پاپ کتنی ہی طرح سے انسان کو نکما بنا دینے کے لئے کوشش کرتا ہے وہ بسا اوقات جگ اور بھگتی کا پرلوبھن دکھلا کر پاک اور پُن وان لوگوں کو بھی نوع انسان کی سیوا اور بھلائی کے کام سے منحرف اور بیمکھ کر دیتا ہے ۔لیکن بُدھ ۔آرام طلبی ۔بیکاری ۔کاہلی اور تساہل کی زندگی کو بالکل نکما اور اسار جیون سمجھ چکے تھے ۔اس لئے انہوں نے دھرم سادھن اور دھرم پرچار کو اپنا ایک اعلےٰ ترین فرض خیال کیا ۔اور پاپ کی موہنی مایا کو نیست و نابود کیا ۔اور اُن کا دل دُنیا میں دھرم کا تہلکہ پیدا کرنے کے لئے دیوانہ وار اُچھل پڑا ۔اور اب انہوں نے دنیا میں ست کی منادی کرنے کیلئے اکیلے ہی سچائی کی فتح کا نشان یا لہراتا ہوا جھنڈا کھڑا کر دیا +

سب سے پہلے اُنہوں نے اپنے پُرانے گُرو رودرک کو اِس نئے دھرم میں دِیکھشت کرنے کا ارادہ کیا ۔لیکن جب اُنہوں نے سُنا کہ وہ اِس لوک کو چھوڑ کر پرلوک کو چلے گئے ہیں ۔تو پھر اُن کے دل میں خیال آیا ۔کہ اراڑ کالام کے پاس جاکر اُن کو اِس ست دھرم کا پرچار کریں ۔

لیکن یہ خبر پاکر کہ وہ بھی زندہ نہیں ہیں - وہ اپنے پرانے پانچ شاگردوں کو نئے دھرم میں دیکھشت کرنے کے لئے مرگ داؤ کی طرف روانہ ہوئے[1]۔
راستے میں جبکہ بدھ دیو نہایت سخت اور تیز دھوپ سے بےچین اور گھبرائے ہوئے گیا کے نزدیک درخت کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھے ہوئے تھے تو اُس وقت اجیوک نامی ایک برہمن کے ساتھ اُن کی ملاقات ہوئی - اور یہ شخص بدھ کی غیر معمولی شانت مورتی کو دیکھ کر حیران رہ گیا - اور اُس نے بدھ سے پوچھا - کہ" ایسا دھرم کونسا ہے کہ جس کو حاصل کرنے سے انسان آپ کی مانند ہمیشہ کا آنند اور پرم شانتی حاصل کرسکتا ہے" ؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ اگیانتا (جہالت)، پاپ (گناہ) اور حرص دُنیا کو تیاگ کرنے سے جس کی وجہ سے خود مجھے یہ اوستھا (حالت) حاصل ہوئی ہے" +
براہمن نے پوچھا کہ "آپ کا کیا مقصد ہے - اور آپ کہاں جارہے ہیں" ؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ جو لوگ گہری روحانی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں اُن تک روشنی پہنچانے - دُنیا میں امرت (آبحیات) کا سوت یا چشمہ جاری کرنے - اور دھرم کی بادشاہت قائم کرنے کیلئے بنارس کو جارہا ہوں"۔ اُن کے اس تیج بھرے کلام کو سُن کر بوڑھا براہمن غصہ سے بھڑک اُٹھا - اور اُس نے بھویں اور تیوڑی چڑھا کر اور منہ بنا کر کہا - تمہارا راستہ وہ ہے اور میرا یہ"۔ اور تیز تیز قدم اٹھا کر جنوب کیطرف چلا گیا +

[1] مرگ داؤ بنارس سے تین میل شمال کی طرف ہے - حضرت مسیح سے قریباً ۳ سو برس پہلے راجہ اشوک نے اس جگہ پر ایک مندر تعمیر کرایا تھا - جس کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں اسی جگہ کا موجودہ نام سارناتھ ہے +

بُدھ دیو اُس براہمن کے سخت کلام سے ذرا بھی دُکھی اور ناراض نہ ہوئے۔ اور خود شمال کی طرف روانہ ہو گئے +

بُدھ دیو چلتے چلتے گنگا کے کنارہ پر پہنچے۔ اِس جگہ اُنہوں نے ایک ملاح کو دیکھ کر کہا "مہربانی کر کے مجھ کو اِس دریا سے پار پہنچا دو" ملاح نے کہا۔ مزدوری دو ابھی پہنچا دیتا ہوں" بُدھ دیو نے کہا "میں کرایہ کہاں سے لاؤں۔ مَیں بہت غریب ہوں۔ میرے پاس روپیہ۔ پیسہ کچھ بھی نہیں۔ یہانتک کہ میں اِس لائق بھی نہیں ہوں۔ کہ ایک پھوٹے ہوئے برتن کا بھی دام دے سکوں۔ بھلا مجھے پار جانے کے لئے پیسہ کہاں سے ملیگا" ؟ ملاح نے کہا "اسی کرایہ سے میرا گزارہ چلتا ہے۔ اور یہی میرے لڑکے بالوں کا ذریعہ معاش ہے۔ پیسے لئے بدوں میں پار نہیں لیجا سکتا"۔ اُس نے یہ کہہ کر پار لیجانے سے انکار کیا۔ اُسی وقت بگلوں کی ایک ڈار اُڑتی ہوئی دریا سے پار جا رہی تھی۔ بُدھ نے اُن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "دیکھو یہ کس طرح سے اپنی طاقت کے ذریعہ دریا کو عبور کر کے پار جا رہے ہیں۔ یہ کسی کو بھی کرایہ وغیرہ نہیں دیتے۔ مَیں بھی روحانی طاقت کے ذریعہ بھوندی (سنسار ساگر) سے پار ہو جاؤنگا" +

گنگا پار ہو کر بُدھ مرگ داؤ پہنچے۔ اُن کے پُرانے پانچ شاگردوں نے جو اُس مقام میں رہتے تھے۔ اُن کو دُور سے آتے ہوئے دیکھ کر آپس میں یہ مشورہ کیا۔ کہ "جس شخص نے اپنے عہد کو توڑا ہے۔ اُس کو گرو مان کر عزت اور تعظیم نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اُس کو نام لے کر بُلانا چاہئے۔ لیکن چونکہ یہ شاہی خاندان میں پیدا ہوئے ہیں۔ اِس لئے بیٹھنے کے لئے آسن

(ایک قسم کا گھاس) کا آسن دیدینا چاہیے۔ اس پرسب نے اتفاق کیا۔ صرف ایک کونڈانیہ نے اس تجویز کو پسند اور مناسب خیال نہ کیا +

جب بدھ نزدیک آگئے تو اُن کے باقی کے چار پرانے شاگردوں نے ایک اجنبی شخص کی مانند اُن کے ساتھ سلوک کیا۔ اُن کے ایسے سلوک اور بھاؤ کو دیکھ کر بدھ نے کہا:-

بدھ کا بنارس میں پہلا اُپدیش

چونکہ تتھاگت جسمانی تپسیا اور نفس کشی میں مکتی تلاش نہیں کرتا۔ اس لئے تم یہ خیال مت کرو۔ کہ وہ دُنیوی لذات کو بھوگتا اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ بلکہ اُس نے اعتدال کا راستہ معلوم کیا ہے +

جو شخص مایا کے بندھن سے آزاد نہیں ہوا۔ اُس کو گوشت یا مچھلی سے پرہیز کرنا۔ ننگے بدن پھرنا۔ سر منڈوانا۔ جٹا رکھنا۔ کمبل پہننا۔ راکھ ملنا۔ اگنی دیوتا کے لئے جگ کرنا پوتر نہیں بنا سکتا +

اُس کو ویدوں کا پاٹھ (پڑھنا)، پروہتوں کو دان دینا یا دیوتاؤں کے لئے جگ کرنا۔ پنچ اگنی تپنا۔ جل میں کھڑا رہنا۔ اور اسی قسم کے اور پراشچت کے کام جو امر جیون حاصل کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ پاک نہیں بنا سکتے +

غصہ۔ شراب نوشی۔ ضد (ہٹ)، تعصب۔ دغا بازی حسد۔ خود ستائی غیبت کرنا۔ خود بینی۔ تکبر اور بدنیتی انسان کو ناپاک بناتے ہیں۔ نہ کہ گوشت کا کھانا +

اے بھکشوؤ! مَیں تم کو وُہ اعتدال کی تعلیم دینا چاہتا ہوا کہ جس سے تم حدودِ اعتدال سے باہر نہ جا سکو گے +

جسمانی تکلیف اُٹھانے سے کمزور اور لاغر سادھک اپنے دل میں انتشار - اور گندے خیالات پیدا کرتا ہے - جسمانی تکلیف کا اُٹھانا دُنیوی علوم حاصل کرنے کے لئے بھی مفید نہیں پڑتا - اور خواہشات و جذبات پر فتح پانے کے لئے اس قسم کی تکلیف اُٹھانا تو بالکل ہی بیفائدہ ہے +

جس طرح پر وہ شخص جو اپنے چراغ کو بجائے تیل کے پانی سے بھرتا ہے - کبھی اندھیرے کو دور نہیں کر سکتا - جو گلی سڑی اور بودی لکڑیوں سے آگ جلانا چاہتا ہے - وہ ضرور ناکامیاب ہوتا ہے - اُسی طرح جو شخص جسمانی تپسیا کر کے مُکتی حاصل کرنا چاہتا ہے - وہ فضول اور بیفائدہ تکلیف اُٹھاتا ہے - کیونکہ جو شخص تپسیا سے خواہشات (ترشنا) کی آگ بجھانے میں بھی کامیاب نہیں ہوا - وہ کیونکر ایسی ردّی اور خراب خستہ زندگی بسر کر کے اپنے آپ کو خودی کے بندھن سے آزاد کر سکتا ہے ؟

جب تک خودی باقی ہے - اور انسان اُس کے بس میں ہو کر دُنیوی یا سورگی خوشیوں کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے - اُس وقت تک ہر ایک قسم کی جسمانی تکلیف اور سختی برداشت کرنا فضول ہے - لیکن جس کی خودی مر گئی ہے - اور جو ترشنا سے آزاد ہو گیا ہے - وہ اِس حالت میں دُنیوی خوشیوں کو نہیں چاہتا - ایسے انسان کو قدرتی ضروریات کا پورا کرنا ناپاک نہیں بناتا اُس کو چاہئے - کہ وُہ اپنی جسمانی ضروریات کے مطابق کھائے پیئے - کیونکہ پانی کنول کے پھول کے چاروں طرف رہتا

ہے لیکن پانی اُس کی پنکھڑیوں کو نہیں چھوتا +
دوسری طرف ہر ایک قسم کی عیش پسندی - نقاہت اور کمزوری پیدا کرتی - اور عیش و عشرت کا بھوکھا انسان اپنی خواہشات کا غلام ہوتا ہے - پس عیش پسندی ہی انسان کو پستی کی حالت میں لے جاتی اور ادنےٰ بنا دیتی ہے - لیکن زندگی کی جائز ضروریات کو پورا کرنا بُرائی میں داخل نہیں - بلکہ جسم کو صحت کی حالت میں رکھنا ایک فرض ہے - ورنہ ہم گیان کے چراغ کو ٹھیک نہیں رکھ سکتے - اور نہ اپنے دماغ کو روشن اور قوی رکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں +
اے بھکھشوؤ! یہ اعتدال کا راستہ ہے - جو انسان کو بے اعتدالی کی طرف نہیں جانے دیتا" +
بُدھ نے اس اعلےٰ دھرم کا چکر چلایا - اور اُن پانچ بھکھشوؤں کو اُپدیش دینا شروع کیا - اور اُن کے سامنے امر جیون کا دروازہ کھولدیا - اور نربان کی برکتیں اُن کے سامنے ظاہر کیں +
پھر اُنہوں نے کہا" پاک چلن کے قواعد اس چکر کے آرے ہیں - اور انصاف اُن کی لمبائی کی مساوات ہے - گیان ہال ہے - لجا (حیا) اور چنتا شیلتا (غور و فکر) نابھی ہے جس میں راستی کا غیر متحرک دُھرا لگا ہوا ہے +
جس نے دُکھ - اس کے کارن (باعث) علاج اور دفعیہ کو معلوم کیا ہے - اس نے چار اعلےٰ صداقتوں کو اچھی طرح سمجھا ہے - اور وہی راہ راست پر چلتا ہے +
ایسے شخص کے لئے (۱) صحیح علم راستہ دکھلانے کے لئے مشعل

کی طرح ہے (۲) راست مقصد اُس کا رہنما ہے (۳) راست کلام اُس کی قیامگاہ۔ اور (۴) نیک چلن اُس کے لئے کھلا دروازہ ہے (۵) ایمانداری سے روزی کمانا اس کا زادراہ ہے (۶) راست کوشش اُس کا قدم اُٹھانا اور (۷) راست خیالات اُس کا دم لینا ہے (۸) شانتی اُسکے نقش قدم کی پیروی کرتی ہے" +

اس کے بعد بُدھ نے "میں" (خودی) کی ناپائداری کی تشریح کی۔ "جو کچھ پیدا ہوا ہے۔ وہ فنا ہو جائیگا۔ اس لئے نفسانیت کو لے کر اس قدر دق ہونا بیفائدہ ہے "میں" سراب کی طرح ہے۔ اور تمام دُکھ اور تکلیفیں جو اس کو ہوتی ہیں وہ ایک دن ختم ہو جائیں گی۔ جب تمہاری آنکھ کھلیگی۔ وہ خواب کی ڈراؤنی صورتوں کی طرح نظر سے غائب ہو جائیگی +

جس کا دل جاگ اُٹھا ہے۔ وہ خوف سے آزاد ہو گیا۔ اور بُدھ بن گیا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ اُس کے تمام تفکرات ہوس اور دُکھ ایک خیال باطل ہیں" +

"اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ جب نہاتے وقت کسی شخص کا پاؤں ایک بھیگی ہوئی رسّی پر پڑتا ہے۔ تو وہ آسانی سے اُس پر سانپ کا گمان کرتا ہے۔ ایک عجیب دہشت اُس کے دل پر طاری ہو جاتی ہے۔ اور وہ خوف سے کانپنے لگتا ہے۔ اب وہ اپنے دماغ میں اُس جان کندنی کے عذاب کی تصویر کھینچ لیتا ہے۔ کہ جو زہریلے سانپ کے کاٹنے سے ہوا کرتی ہے۔ لیکن جب وہ دیکھتا ہے۔ کہ سانپ نہ تھا۔ بلکہ رسّی تھی۔ تو کس قدر آرام محسوس کرتا ہے۔ اُس کے ڈر کا باعث اُس کی غلطی۔

اگیانتا (جہالت) اور دھوکا تھا - جب رسی کی اصلیت معلوم ہوگئی - تو پھر اس کے دل کو شانتی اور آرام ملا - اور وہ بشاش اور خوش نظر آنے لگا" "یہ حالت اس شخص کے دل کی ہے جس نے اس صداقت کو معلوم کیا ہے - کہ اس کائنات میں "میں" کا وجود کچھ نہیں - اس کی تکالیف - تفکرات اور گھمنڈ کل باعث سراب - سایہ اور خواب کی طرح ہے سکھی ہے وہ جس نے اپنی تمام نفسانیت اور خود غرضی کو ہے کیا ہے سکھی ہے وہ جس نے شانتی حاصل کی ہے - سکھی ہے وہ جس نے راستی کو معلوم کیا ہے" +

راستی اعلےٰ ہے - راستی میٹھی چیز ہے - راستی ہی تم کو برائی سے بچا سکتی ہے - سوائے راستی کے اس دنیا میں کوئی نجات دہندہ نہیں +

اگرچہ پہلے ہی پہل تم راستی کو نہ سمجھ سکو - اس کے مٹھاس کو تلخ خیال کرو - اور اس سے تم کو جھجک بھی معلوم ہو تب بھی تم راستی پر یقین اور بھروسہ کرو +

راستی ہی سب سے اعلےٰ چیز ہے - کیونکہ کوئی اس کو بدل نہیں سکتا - اور نہ کوئی اس میں کچھ زیادتی کر سکتا ہے - راستی میں بشواس کرو - اور اس کی پیروی کرو +

ناراستی گمراہ کرتی ہے - اور بھرانتی سے دکھ پیدا ہوتا ہے - یہ دونو کھورنشے کی طرح انسان کو متوالا کر دیتی ہیں - لیکن جلدی ہی ان کا نشہ اتر جاتا ہے - اور انسان کو مریض اور متنفر بنا کر چھوڑ جاتی ہیں +

خودی بخار کی طرح ہے - خودی ایک ناپائدار نظارہ اور خواب ہے

راستی صحت بخش ہے۔ راستی اعلےٰ ہے۔ راستی ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والی چیز ہے۔ راستی کو چھوڑکر کوئی ابدی زندگی نہیں۔ کیونکہ راستی ہمیشہ کے لئے باقی رہتی ہے"+

جب اس اعلےٰ دھرم کی تشریح کی گئی۔ تو تعظیم کے لائق کونڈانیہ نے جو پانچوں بھکشوؤں میں سب سے بڑا تھا۔ اِس سچائی کو اپنی ذہنی آنکھوں سے دیکھا اور کہا۔ اے بُدّھ! اے پربھو! تم نے سچ مچ شانتی کو پایا ہے۔ اور کونڈانیہ نے اُن کے ساتھ بات چیت کرکے بہت خوشی حاصل کی۔ اور بُدّھ کی پرشانت مورتی اور زندگی بخش اُپدیش کے غیرمعمولی اثر سے کونڈانیہ کے سرل دل میں دھرم راج کا ایک نیا دروازہ کھل گیا+

دن ختم ہونے کے قریب ہے۔ اور اِس وقت کونڈانیہ کا دل دھرم بھاؤ سے مگن ہوا ہوا ہے۔ اور وہ گرو کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ سندھیا تی (شام) آہستہ آہستہ آرہی ہے۔ جس کے گلے میں اننت (بیشمار) ستاروں کی خوبصورت مالا۔ اور پیٹھ پر سیاہ اور گھنے بادلوں کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اننت اکاش اُس کا لباس ہے۔ عرشِ بریں اُس کا سرتاج اور یہ کائنات اُس کا نازک جسم ہے۔ شام کے آتے ہی چاروں طرف خاموشی کا سماں بندھا ہوا ہے۔ اب نہ کہیں شور ہے۔ اور نہ غُل ہے۔ تمام جنگل میں سنّاٹے کا عالم چھایا ہوا ہے۔ کہ اُن کے باقی چار شاگرد بھی آموجود ہوئے+

ایسے پاک وقت میں بُدّھ کا دل دھرم بھاؤ سے اِس قدر بھرگیا۔ کہ اُس کے آنند سے اُن کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اور اُن

کے چہرے سے روحانی جلال ظاہر ہونے لگا۔ اُنہوں نے رات کا پہلا پہر
تو چُپ چاپ رہکر دھیان میں گزارا۔ دوسرے پہر میں بات چیت کرتے رہے
جب رات اور بھی زیادہ گمبھیر ہوگئی اور کیا چرا اور کیا اچر جگت سنسان ہوگیا۔
تو بدھ اننت اکاش کے نیچے نرجن اور گھنے جنگل میں دھرم کے بنیادی
اصولوں کو بیان کرنے لگے +

"اے بھکشوؤ! ایک طرف تو دُنیا کے لوگ نفسانی اور جسمانی خواہشوں
کے بس ہو کر دنیاوی سُکھوں میں گرویدہ ہیں۔ اور اُن کے پیچھے اندھا
دُھند اور بے تحاشا بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف ملک میں
غیر مُفید۔ فضول۔ مُضر اور دُکھدائی برھ چرج کی غلط تعلیم پھیلی ہوئی ہے
اور سیکڑوں لوگ اُس کا سادھن بھی کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ دونو
راستے درست نہیں۔ اور اسی لئے دھرم کے سچے متلاشیوں کیلئے
چھوڑنے کے لائق ہیں۔ میں نے اعتدال اور میانہ روی کا راستہ
دریافت کیا ہے۔ جس کو اختیار کرنے سے انسان کی اندرونی آنکھیں
کھُل جاتی ہیں۔ دِب گیان (معرفت حقیقی) پیدا ہوتا۔ سچی اور ابدی شانتی
حاصل ہوتی۔ اور نربان پد پراپت (حاصل) ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

اشٹانگ مارگ

(۱) سَد درِشٹی یعنے کارن اور کارج (علت و معلول) کے قانون کا صحیح علم +
(۲) ست سَنکلپ یعنے پریم۔ میتری (رحم) اور آتم تیاگ (قربانی) کا
درست آدرش (معراج) +
(۳) سَد باکیہ یعنے نِندا فضول گوئی جھوٹ اور سخت کلامی سے پرہیز +

(۴) سدبیوہار (نیک چلنی) یعنے جیوہنسا بے ایمانی اور خواہشات کی غلامی سے پرہیز +
(۵) سداجیوکا یعنے جائز طریق سے روزی کمانا۔ بُرے اور ناپاک پیشوں سے پرہیز +
(۶) سدبیام یعنے بُرائی کو چھوڑنے اور چنتا بچن اور کارج (خیال۔ کلام عمل) میں بھلائی کرنے کے لئے لگاتار کوشش +
(۷) ستّ سمرتی (چت کو ایکاگر کرنا) یعنے جسم اندریوں۔ اور اپنی خودی۔ اور تمام ظہوروں کی ناپائداری پر سوچ بچار +
(۸) سمئیک سمادھی یعنے چت کی سچی شانتی جو جیون کے پوتر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ اشٹانگ مارگ میں نے دریافت کیا ہے اور ذیل کی چار اعلےٰ صداقتوں کو پرچار کرتا ہوں:۔
(۱) دُکھ (۲) دُکھ کا کارن (باعث) (۳) دُکھ سے رہائی (۴) دُکھ سے رہائی پانے کا اُپائے (ذریعہ) +
اِس دُنیا میں جنم لینے سے انسان کو طرح طرح کے دُکھ بھوگنے پڑتے ہیں بڑھاپا۔ بیماری اور موت دُکھ ہیں۔ جس شخص یا شئے کو ہم پیار نہیں کرتے اُس کے ساتھ ملنا اور جسے پیار کرتے ہیں۔ اُس سے جُدائی دُکھ ہے۔ اور نیز خواہشات کا سیر نہ ہونا بھی دُکھ ہے۔ مختصراً اس دُنیا میں وابستگی سے پانچ قسم کا دُکھ پیدا ہوتا ہے +
(۱) رُوپ (۲) بیدنا (بیرونی چیزوں کا گیان) (۳) سنگیا (اپنی ہستی کا علم) (۴) سنسکار (پربرتی یا رغبت) (۵) بگیان (خودی کا گیان) +

جینے اور اِندریوں (حواسوں) کے ذریعہ سُکھ کی خواہش دُکھ کا باعث ہے۔ اِس خواہش کے نہ رہنے سے ہی دُکھ دُور ہوتا ہے اے بھکشوؤ! مذکورہ بالا اشٹانگ مارگ دُکھ دور کرنے کا ذریعہ ہے +

پُرانے شاستروں یا گرُو کے اُپدیش سے مَیں نے یہ اعلےٰ صداقت نہیں پائی۔ مَیں نے نیا گیان۔ نئی آنکھ۔ نئی وِدیا (علم)، میدھا (دانائی) نئی روشنی اور صداقت دیکھی۔ اور حاصل کی ہے۔ اور اُسے صحیح اور درست سمجھ کر دھارن کر لیا ہے۔ مَیں سہج گیان اور بچار شکتی کے ذریعے اِس صداقت کو زندگی میں عملی صورت دیکر دُکھ کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گیا ہوں۔ میری مُکتی (نجات) لازوال ہے"*

اِس دھرم اُپدیش کو سُن کر کونڈانیہ کی گیان کی آنکھیں کھُل گئیں۔ اُنھوں نے اِس اعلےٰ صداقت کو دیکھا اور قبول کیا۔ اُن کے تمام شکوک دُور ہو گئے۔ حتّٰی کہ کونڈانیہ ہی بُدھ کے پہلے شاگرد ہوئے +

دوسرے دِن جب سب لوگ بھکشا کے لئے باہر چلے گئے۔ اور صرف باپا اور بُدھ پیچھے آشرم میں رہے تو بُدھ نے دھرم کے بل سے اُس کو بھی اپنا شِشّ (شاگرد) بنا لیا۔ تیسرے دن بھدّریہ چوتھے دن مہانام اور پانچویں دن اشوجیت کو دیکھشت کیا +

اب برسات کا موسم آپہنچا۔ برسات کے تین مہینے بُدھ نے مرگ داؤ میں قیام کیا۔ اِس وقت جو لوگ اُن کے پاس آیا کرتے وہ اُن کو اُتساہ اور جوش کے ساتھ دھرم اُپدیش دیا کرتے تھے +

* اِس اُپدیش کو دھرم چکر پرورتن سوتر کہتے ہیں۔ یہی بُدھ کا پہلا اُپدیش ہے۔ للت بستار کا ۴۱۲ صفحہ اور دھرم چکر پرورتن سوتر دیکھو +

بنارس شہر میں یشس نامی ایک بہت عیاش اور دولتمند نوجوان رہا کرتا تھا۔ کہ جو خواہشات کی سیری کو ہی زندگی کا مقصد خیال کر کے رات دن راگ رنگ اور عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا۔ اور یہ بات کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔ کہ یشس بھی کبھی سادھو ہوگا۔ لیکن بھگوان کے راج میں ایسا ہو جانا کچھ بھی مشکل نہیں +

ایک دن وہ اپنی اُسی عیاشی کی حالت میں بیہوش ہوگیا۔ اور ہوش آنے پر اُس کے دل میں سخت تکلیف دہ جلن پیدا ہوئی یشس اُسی وقت اپنے روزمرہ کے معمول کے خلاف گھر سے روانہ ہوا۔ اور اُسی رشی آشرم میں جہاں بُدھ ٹھیرے ہوئے تھے پہنچا۔ اور اُس نے کہا "افسوس دنیا میں کس قدر مصیبت اور دُکھ ہے" یہ سُن کر بُدھ نے کہا "نہ یہاں مصیبت ہے اور نہ دُکھ ہے۔ تم میرے پاس آؤ۔ میں تم کو راستی کی تعلیم دونگا۔ اور راستی تمہارے دُکھوں کو دُور کریگی" +

یہ سُن کر یشس کے دل نے بہت تسلی پائی۔ بُدھ نے اُس کو اخلاق اور اُدارتا کے بارے میں اُپدیش دیا۔ اور خواہشات کی اساتا۔ اُن کے پاپ آلودہ نتائج اور بُرائی کی تشریح کی۔ اور اُس کو مکتی کا راستہ بتلایا۔ یشس نے پاک گیان کی شیتل دھارا محسوس کی۔ اور ست کی پاک آنکھیں حاصل کر کے جب اُس نے اپنے جسم کی طرف دیکھا۔ جو بیش قیمتی موتیوں اور جواہرات سے آراستہ تھا۔ تو وہ اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوا +

تتھاگت نے اُس کی دلی حالت کو معلوم کر کے کہا۔ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص بیرونی طور سے بیش قیمت لباس اور جواہرات سے مزین ہو۔

لیکن اُس نے خواہشات اور حواسوں پر تصرف حاصل کیا ہو۔ اور ایک شرمن بیرونی طور پر بیراگی کا لباس پہنے ہوئے ہو۔ لیکن اُس کا دل خواہشات دُنیا میں ڈُوبا ہوا ہو۔ پس دھرم بیرونی شکل و صورت و لباس میں نہیں ہے۔ اور نہ اِن چیزوں کا کچھ اثر ذہن اور دل پر پڑتا ہے +

یشس کے چار دوست بنارس کے ایک امیر گھرانے کے بمل۔ سبا ہُو۔ پُرن جیت اور گوامپتی تھے۔ جب اُنہوں نے دیکھا کہ **یشس** بھکشو ہو گیا۔ تو اُن کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ جبکہ **یشس** نے جس کو ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ ایک نیک اور عقلمند شخص ہے۔ دُنیا کو چھوڑنے اور بے گھر بار ہو جانے کے لئے سر مُنڈوایا ہے۔ اور بھگویں کپڑے پہن لئے ہیں تو یقیناً یہ دھرم ایک معمولی چیز نہیں ہو سکتا بلکہ اس میں اعلےٰ درجہ کا تیاگ ہے" +

وہ یشس کے پاس گئے۔ اور اُس نے بُدھ دیو جی سے کہا۔ "آپ اِن میرے چار دوستوں کو بھی اُپدیش دیجئے"۔ بُدھ نے اُن کو اُپدیش دیا۔ اور اُنہوں نے بھی بُدھ دھرم اور سنگھ کی شرن لی +

یشس کے پِتا ماتا اور استری نے بھی کچھ دن کے بعد بُدھ سے دیکھشا لی۔ لیکن وہ گھرست آشرم میں ہی رہ کر دھرم کی زندگی بسر کرتے رہے +

بُدھ دیو بِشے انُوراگی (منہمک دنیا) سنیاسی کے مقابلہ میں بیراگی گھرستی (خواہشات میں گرویدہ نہ رہنے والا دنیا دار) کی زیادہ قدر اور عزت کرتے تھے۔ اِس لئے بہت سے گھرستیوں نے اُن کے دھرم کو

قبول کرکے دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا چھوڑ دی ۔اور یہ خبر سُن کر کہ مرگ داؤ میں ایک غیر معمولی تپسوی آئے ہوئے ہیں ۔لوگوں کے گروہ کے گروہ اُن کے پاس آنے لگے ۔اور کتنے ہی لوگوں نے اُن کی امرت بانی کو سُن کر اپنے موجودہ مروّجہ دھرم کو چھوڑ دیا +

ایک دن بُدھ دیو اسی آشرم میں بیٹھے ہوئے تھے ۔کہ آجیوک نہایت غمگین اور پژمُردہ اُن کے پاس آیا ۔یہ وہی آجیوک ہے ۔کہ جو گیا کے راستے میں بُدھ کی طرف بھویں اور تیوڑی چڑھا کر مہنگو نامی گاؤں کی طرف چلا گیا تھا ۔اُس کا پچھلا حال یہ ہے ۔کہ اِس گاؤں کا ایک شکاری تپسوی کے خیال سے اُس کے لئے کھانے اور کپڑے وغیرہ کا بندوبست کر دیا کرتا تھا +

ایک دفعہ یہ شکاری سیر کرنے کے لئے کسی دور دراز مقام میں چلا گیا ۔شکاری کی غیر حاضری میں اُس کی لڑکی آجیوک کے لئے کھانا لے کر اُس کی جھونپڑی میں گئی ۔سولہ سالہ نوجوان خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر اس براہمن نے یہ عہد کیا ۔کہ "یا تو اِس لڑکی کے ساتھ بیاہ کرونگا ۔ورنہ کھانا پینا چھوڑ کر یہ جسم تیاگ دونگا" +

چونکہ شکاری گھر پر نہ تھا ۔اِس لئے کنیا دان کون کرتا ۔پس آجیوک نے فاقہ کشی کا برت شروع کر دیا ۔اور وہ فاقہ کشی کرتے کرتے قریب المرگ حالت کو پہنچ گیا +

جب شکاری کو اپنے گھر واپس آنے پر یہ تمام حال معلوم ہوا تو اُس نے بڑی خوشی سے اپنی کنیا آجیوک کو دے دی کچھ عرصہ بعد آجیوک

کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا +

اجیوک بہت سست آدمی اور بہت میلا کچیلا رہا کرتا تھا۔ اس لئے اس کی بیوی ہمیشہ اس سے ناراض رہتی۔ اور اس کو جھڑکتی اور ڈانٹتی رہتی تھی۔ یہانتک کہ اس کا یہ سلوک اجیوک کے لئے ناقابل برداشت ہوگیا۔ اور اس حالت میں اس کے دل میں بیراگ پیدا ہوکر بدھ کی باتیں یاد آئیں۔ اب دنیا کی طرف سے اس کا دل اوداس ہوگیا۔ اور دنیوی چیزوں اور سکھوں کے لئے اس وقت اس کے دل میں ترشنا (حرص) باقی نہ رہی۔ جب اس کے دل کی یہ حالت تھی۔ تو وہ ہر ایک قسم کے دکھ سے آزادی پانے کے لئے بدھ کے پاس آیا۔ جنھوں نے اس کو آدر کے ساتھ قبول کرکے دھرم میں دکھشت کیا +

غرض برسات کے تین ماہ کے عرصہ میں ان کے شاگردوں کی تعداد ساٹھ تک پہنچ گئی +

بھکشوؤں کو دھرم پرچار کیلئے باہر بھیجنا

موسم برسات کے ختم ہونے پر بدھ نے یہ دیکھکر کہ جو لوگ اُپدیش سننے اور پاک زندگی بسر کرنے اور دکھ کے ناش کی غرض سے دکھشا حاصل کرنے کیلئے میرے پاس آتے ہیں۔ ان سب کی طرف کافی توجہ کرنا ناممکن ہوگیا ہے۔ اس لئے اپنے شاگردوں میں سے ان لوگوں کو کہ جو دھرم پرچار کرنے کی قابلیت رکھتے تھے۔ باہر بھیجا اور چلتے ہوئے انسے کہا + "اے بھکشوؤ پریم کے بھاؤ سے متحرک ہوکر عوام کو فائدہ پہنچانے

اور تمام نوع انسان کی بھلائی کے لئے باہر جاؤ۔ اور اِس دھرم کو کہ جو بلحاظ سیرت اور صورت کے شروع۔ درمیان اور اخیر میں عالیشان اور پُرجلال ہے پرچار کرو۔ اِس دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جن کی آنکھیں بند نہیں۔ اور اگر اُن تک دھرم کا پرچار نہ کیا گیا۔ تو وہ مُکتی حاصل نہ کرینگے۔ اُن کے پاس پاکیزگی کی زندگی کی خوشخبری پُہنچاؤ۔ وہ اس دھرم کو سمجھینگے اور قبول کرینگے +

دھرم اور بدھ جن کا تتھاگت اعلان دیتا ہے۔ اُس وقت زیادہ روشن ہوتے ہیں۔ جب وہ ظاہر کئے جاتے ہیں۔ نہ کہ اُس وقت جبکہ وہ پوشیدہ رکھے جاتے ہیں۔ لیکن اِس دھرم کو جو اس قدر سچائی سے پُر اور اعلےٰ ہے۔ اُن لوگوں کے ہاتھوں میں نہ جانے دو۔ جو اِس کے لائق نہیں۔ جہاں اِس کی توہین کی جاوے اِس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ اور شرمناک طور سے اِس کے ساتھ سلوک کیا جائے اور اِس کا مذاق اُڑایا جائے۔ اب میں تم کو آج سے مختلف ملکوں میں جاکر اُن لوگوں کو جن کو تم لائق سمجھو۔ اور جو بِھکشا لینا چاہتے ہوں دِکھشت کرنے کی اجازت دیتا ہوں"+

"پیارے راہبوں گن! تم نے جو ست حاصل کیا ہے۔ اُس کو پرم سُکھ کے ساتھ بھوگ کرو۔ ست پانے کی وجہ سے تمہاری ذمہ واری بہت بڑھ گئی ہے۔ مُکتی کا شبھ سماد (خوشخبری) لوگوں کے دروازے دروازے پہنچاؤ۔ اب تم سب مُلک کی سمتوں میں جاکر دھرم کے پرچار کرنے میں مشغول ہو۔ دھرم راج کا سماچار سُنکر کتنے ہی لوگ اِندیوں

(حواسوں) کی غلامی سے آزادی حاصل کرینگے۔ اور دھرم اور مکتی
کے لئے بیقرار ہونگے۔ تم اتشاہ کے ساتھ دھرم پرچار کے لئے باہر
جاؤ۔ اور میں خود اُرُوبلو علاقے کے سینانی گاؤں کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔
اِن دین دُربل بے یار و مددگار ساٹھ شخصوں نے کروڑوں لوگوں
کے دھرم مت کے برخلاف سنگرام کرنا شروع کیا۔ اور یہ چند بھکھاری
ہندو دھرم کی نہایت زبردست اور بہت بڑی طاقت کے برخلاف جنگ
کرنے کے لئے مختلف سمتوں میں روانہ ہوئے۔ یہ مختلف مقاموں میں
پھیل گئے۔ اور نئے دھرم کی جے دُھنی سے تمام مُلک کو لرزا دیا۔ اور
دھرم جگت میں ایک تہلکہ پیدا کر دیا +

بُدھ دیو نے اُرُوبلو کی طرف جاتے وقت راستہ میں کاپاشیہ
جنگل میں تیئیس امیر اور بدچلن لڑکوں کو شِشش (شاگرد) بنایا۔ اور انہوں
نے گرو کے آدیش سے بھکھشا پاتر (کاسہ گدائی) ہاتھ میں لے۔ اور
فقیرانہ لباس پہن کر دیش دیش اور شہر بشہر دھرم پرچار کرنا شروع کیا +

اُرُوبلو جنگل میں کاشیپ اور اُس کے دو بھائی رہتے تھے۔ یہ
تینوں بھائی اعلےٰ درجہ کے عالم۔ درشن شاستروں کے فاضل اور
اگنی کے اُپاسک تھے۔ اِن کے بہت شِشش تھے۔ جو اُن کے پاس
پڑھا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ بُدھ کے ساتھ کاشیپ کی بہت محبت اور
رفاقت ہوگئی۔ اور آخرش بُدھ کے غیر معمولی روحانی جلال کو دیکھ کر
اُن کے دھرم پر کاشیپ کا بشواس ہوگیا۔ اور انہوں نے اپنے پُرانے
دھرم کو چھوڑ کر بُودھ دھرم کو قبول کیا۔ کاشیپ کے دونو بھائی اور

اُن کے شاگردوں کی ساری منڈلی بھی بُدھ کے پیرو ہو گئے۔ کیا علمی اور دھرم کی قابلیت اور کیا چرتر (کیریکٹر) کے لحاظ سے کاشیپ تمام گردونواح میں ایک بہت مشہور شخص تھا۔ جب یہ خبر کہ کاشیپ بُدھ کے شاگرد ہو گئے چاروں طرف پھیل گئی۔ تو جگہ بجگہ اور شہر بشہر ایک تہلکہ پیدا ہو گیا۔ اور اِس واقعہ سے بُدھ کے دوسرے شاگردوں کا اُتساہ اور حوصلہ اور بھی دس گُنا بڑھ گیا +

ایک دن جبکہ بُدھ دیو اپنے شاگردوں کے ساتھ گیا کے نزدیک گندھستی پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور راج گرہ کی پُر فضا۔ خوبصورت اور دلکش وادی اُن کی آنکھوں کے سامنے تھی کہ اچانک ایک پہاڑ پر آگ لگ اُٹھی۔ بُدھ نے آگ کی طرف نظر ڈالکر اور اشارہ کر کے کہا:-

"اِنسان جب تک اَودیا (روحانی تاریکی) میں گرفتار رہتے ہیں تب تک وہ اِس جنگل کی طرح جلتے رہتے ہیں۔ اِندریوں (حواس) اور اِن کے وِشیوں (بھوگ) کے جوش سے اُن کی باسنا (خواہشات) اور ترشنا (حرص) اور بھی زیادہ سے زیادہ بھڑکتی ہیں۔ مثلاً آنکھ کے ذریعہ اِس دُنیا کی اشیاء دیکھی جاتی ہیں۔ اور اِس درشن (دید یا نظارے) کے ذریعہ سُکھ اور دُکھ محسوس ہوتا ہے۔ اِسی طور پر دیگر اندریوں (حواسوں) کے گیان (علم) کے رہنے سے کام۔ کرودھ۔ لوبھ وغیرہ جذبات۔ بڑھاپا۔ بیماری اور موت کا خوف اگر اِنسان کے دل کو غمزدہ اور طرح طرح کے تفکرات میں گرویدہ کرتے ہیں۔ اے کاشیپ! خشک لکڑیوں کے ڈالنے سے جیسے آگ زیادہ سے زیادہ بھڑکتی ہے۔ اور جنگل کو جلا کر خاک

کر دیتی ہے - ویسے ہی اندریوں کے گیان یعنے علم کے رہنے سے باسنا اور ترشنا کی آگ زیادہ سے زیادہ روشن ہو کر انسانوں کے دلوں کو جلاتی رہتی ہے - لیکن جو لوگ میرے اس دھرم کی کہ جس میں داخل ہونے کے لئے دل کی پاکیزگی ایک دروازہ ہے - اور پریم جس دھرم کا آخری لکھش (منتہا) ہے - پیروی کرتے اور اُسکو حاصل کرنے کے لیے کشمکش کرتے ہیں - وہ لوگ ہر ایک قسم کی اگیانتا (رُوحانی تاریکی) سے رہائی حاصل کرتے ہیں - تمام خواہشات اُن کے مطیع ہو جاتی ہیں - اور وہ لوگ اُن پر پُورا تصرّف حاصل کرتے ہیں - پھر اندریوں کا گیان باسنا (خواہشات) کو جوش میں لانے کے قابل نہیں رہتا - اُن کے دل سے پاپ کی جڑ کٹ جاتی ہے - اور حقیقی مُکتی کے چاہنے والے انسان نربان حاصل کر کے ترشنا (ہوس) کی آگ میں پڑ کر نہیں جل مرتے - اور وہ ذات کی قیدوں اور تعزقوں بیرونی اڈمبروں ہوم اور جگ اور بلیدان کی غلط اور فضول پابندیوں میں بندھے اور جکڑے ہوئے نہیں رہتے"۔

اِس اُپدیش میں بُدھ دیو نے جو صداقت ظاہر کی ہے - اُس کا بھاؤ کس قدر اعلےٰ ہے - اور جو کچھ اس بیان میں در پردہ پوشیدہ راز چھپا ہوا ہے - اُس کی حقیقت اور اصلیت کس قدر گہری ہے - اندریوں (حواس) کے بارے میں ہم جس قدر چنتا اور دھیان کرتے رہتے ہیں - اُسی قدر اندریوں کی سیوا کے لئے ہماری باسنا (خواہش) زیادہ بھڑکتی ہے - اور اندریوں کے وشے (بھوگ) جس قدر ہماری چنتا سے دُور ہوتے جاتے ہیں - اُسی قدر اندریوں کے سُکھ کے بھوگنے کی خواہش بھی دُور

ہوتی چلی جاتی ہے۔ اُسکے بعد جب اپنے اوپر تصرف حاصل کرنے سے ترشنا (ہوس)، شانت ہو جاتی ہے۔ تب دل پوِتر ہو جاتا ہے اور پوِترتا کے جل سے آتما کی تمام میل دھوئی جاتی ہے۔ اور تمام اِندریاں (حواس)، ناپاک خواہشات کو چھوڑ کر پُن اور پوِترتا کے حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اور نوع اِنسان کے لئے غیر معمولی پریم دل پر تصرف حاصل کرتا ہے۔ جب دل کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ دُنیا کے تمام لوگ اپنے متر (دوست) معلوم ہوتے ہیں۔ اور کوئی دشمن یا بیگانہ دکھائی نہیں دیتا۔ تو پھر وہاں کام اور کرودھ کے وِشے (بھوگ) کہاں رہ سکتے ہیں +

اِس طور پر دھرم کی بات چیت اور اُپدیش میں کچھ عرصہ وہاں گذار کر بُدھ اپنے پہلے ارادہ اور عہد کے موافق اپنے شاگردوں کے ساتھ راج گرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ مقام اُس وقت مگدھ دیش کی طاقتور اور زبردست ریاست کا دارالخلافہ تھا۔ اور مگدھ دیش کا راج اُس وقت گنگا کے کنارے سے پچاس کوس تک جنوب میں۔ اور سون ندی سے پچاس کوس تک مشرق میں پھیلا ہوا تھا +

بُدھ کے آنے کی خبر سُن کر مہاراج بمبی سار اُن کا استقبال کرنے اور اُن کو خیر مقدم کرنے۔ نیز اُن کے درشن کرنے کے لئے شہر سے باہر آئے۔ شہر کے لڑکے بالوں۔ بوڑھے اور نوجوانوں لڑکیوں اور مستورات کا شاہراہ پر اِس قدر ہجوم تھا۔ کہ آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ اور بہت دُور تک لوگوں کے سر ہی سر کے سوائے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اِس موقعہ پر جبکہ اِس جگہ لوگوں کا اِس قدر انبوہ کثیر تھا۔ بُدھ نے

کاشیپ سے سوال کیا۔ کہ "اے کاشیپ تم نے اگنی کی اُپاسنا کیوں چھوڑ دی؟ کاشیپ نے جواب دیا" مہاراج کچھ لوگ تو دُنیا میں ایسے ہیں۔ کہ رُوپ۔ رس۔ گندھ۔ سپرش۔ شبد اور اندریوں کی سیوا میں ہی سُکھ محسوس کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ظاہری اور بناوٹی بیراگ اور بیرونی اڈمبروں مثل ہوم۔ جگ۔ بلی دان وغیرہ میں نرپتی[1] پاتے ہیں۔ جب مجھ کو یہ معلوم ہُوا۔ کہ یہ دونوں ہی طریقے بے سُود اور لاحاصل ہیں۔ تو مَیں نے اپنے پہلے دھرم کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ جو اندریوں کا داس (خواہشات کا غلام) ہے۔ وہ کیا پرم شانتی حاصل کرسکتا ہے؟ اور جو بیرونی اڈمبروں اور رسم و رواج میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ کیا نربان کا ادھیکاری ہوسکتا ہے؟ مَیں نے دیکھ لیا ہے۔ کہ صرف رُوحانی طاقتوں کے نشو و نما کرنے ہی سے انسان نربان روپی پرم شانتی حاصل کرسکتا ہے"۔

کاشیپ جب اپنے بیان کو ختم کرچکے۔ تو بُدھ نے چار اعلیٰ صداقتوں کی تشریح کی۔ اور راجہ بمبی سار سے کہا:-

"مَیں" یا خُودی کی ہستی کے متعلق اُپدیش

جو اپنی ہستی کی اصلیت کو جانتا اور اس اُصول کو سمجھتا ہے۔ کہ اس کے حواس کس طرح سے کام کرتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں "مَیں" کے لئے کوئی جگہ نہیں پاتا۔ اور وہ ہی اننت شانتی کو حاصل کرتا ہے۔ تمام "دُنیا" میں "کے خیال کو مانتی ہے۔ اور اسی سے جھُوٹھا خوف

[1] سیری۔

پیدا ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ "میں" موت کے بعد بھی باقی رہیگی۔ اور بعض کہتے ہیں فنا ہو جائیگی۔ لیکن یہ دونو غلطی پر ہیں۔ اور ان کی غلطی نہایت دردانگیز ہے۔ کیونکہ اگر یہ مان لیا جاوے۔ کہ "میں" فنا پذیر ہے۔ تو اُن کے نیک اور پاک کاموں کا پھل بھی (جس کے لئے وہ کوشش کرتے ہیں) اُس کے ساتھ ہی ناش ہو جائیگا۔ اور آیندہ پھر کسی وقت جنم نہ ہوگا۔ پس اس صورت میں گناہوں سے مکتی یا آزادی حاصل کرنے کے بھی کچھ معنے نہ رہے +

اگر یہ مانیں کہ "میں" فنا نہ ہوگی۔ تو کیا موت اور کیا زندگی تمام حالتوں میں اُس "میں" کی ہستی کی ایک ایسی یکساں حالت ماننی پڑیگی۔ کہ جو نہ کبھی مرتی ہے۔ نہ کبھی پیدا ہوتی ہے۔ اگر "میں" کی تعریف یہ ہے۔ تو اُس کو کامل کہا جاسکتا ہے۔ اور جو کامل ہے۔ اُس کو کاموں کے ذریعہ سے کامل تر نہیں بنا سکتے۔ اور یہ پائدار اور ناقابل فنا "میں" کبھی تبدیل نہیں ہوسکتی۔ تو اس صورت میں "میں" ہی ہمارا پربھو اور مالک ہوگا۔ اور کامل کو کامل تر بنانے کے لئے کوشش کرنا ایک فضول کام ٹھیریگا۔ پس اس صورت میں اخلاقی مقصد اور مکتی کی کچھ ضرورت ہی نہ رہی + لیکن ہم دنیا میں کبھی راحت اور کبھی دُکھ دیکھتے ہیں۔ تو پھر قیام کس چیز کو ہے ؟

اگر یہ "میں" نہیں کہ جس کے ذریعہ سے ہمارے تمام کام سرزد ہوتے ہیں۔ تو "میں" کا کوئی وجود ہی نہیں۔ اور ہمارے کام کے پیچھے کوئی کام کرنے والا۔ جاننے کے پیچھے کوئی جاننے والا اور ہمارے وجود

کے پیچھے کوئی مالک نہیں +

اب تم توجہ سے سنو! ہمارے حواس بیرونی چیزوں کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں - اور اُن کے تعلق سے ہمارے دماغ میں ایک نقش پیدا ہوتا ہے - جس کا نتیجہ قوت حافظہ ہے - جس طرح سے آتشی شیشہ میں سورج کی کرنوں کے پڑنے سے آگ پیدا ہو جاتی ہے - ویسے ہی حواسوں اور اُن کے وشئوں (بھوگ - خوراک) کے تعلق کے گیان سے وہ تمہارا مالک کہ جس کو تم "میں" کہتے ہو پیدا ہوتا ہے - بیج سے انگر نکلتا ہے - لیکن بیج انگر نہیں - گو وہ دونو ایک ہی چیز نہیں ہیں - لیکن ایک دوسرے سے جدا بھی نہیں ہیں - یہ ہے جانداروں کی پیدائش کا اصُول +

اے لوگو تم جو "میں" کے غلام ہو - اور جو صبح سے شام تک سیلف (خُودی) کی سیوا کے لئے ہی محنت اور مشقت کرتے رہتے ہو - اور جو ہمیشہ جنم مرن - بیماری اور بڑھاپے کے خوف میں پڑے رہتے ہو - تمہیں خوشخبری ہو - کہ تمہارے بیرحم ماسٹر "میں" کا کچھ وجود نہیں +

خودی کی ہستی کا یقین غلطی - دھوکا اور خواب ہے - آنکھیں کھولو - اور جاگو - چیزوں کو اُن کی اصل صورت میں دیکھو تو تم کو آرام ملیگا +

جو جاگتا ہے - وہ خواب کے بھیانک نظاروں سے نہیں ڈرتا - جس نے رسّی کی حقیقت کو معلوم کرلیا ہے - وہ اُس کو سانپ سمجھ کر خوف نہیں کھاتا +

جس نے اِس ست کو معلوم کرلیا ہے - کہ دُنیا میں اِس "میں" کا

وجود نہیں۔ وہ خودی کی تمام خواہشات اور ترشنا کو چھوڑ دیگا +
چیزوں کے لئے آسکتی (گرویدگی) لالچ اور خواہشات و جذبات کی سیری کے بھاؤ جو اس نے اپنے پچھلے جنموں کے کرموں سے بطور وراثت حاصل کئے ہیں۔ اس دنیا میں دکھ اور خودپسندی کا موجب ہیں +
اپنی حریصانہ خود غرضی کی عادت کو چھوڑ دو۔ تو تم وہ پاک اور شانت حالت حاصل کروگے۔ جس سے کامل شانتی۔ پاکیزگی اور دب گیان (روحانی علم) ملتا ہے +
جس طرح ماں اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی اپنے اکلوتے بیٹے کو بچاتی ہے۔ اسی طرح اس شخص کو جس نے راستی کو پہچان لیا ہے۔ چاہیئے کہ تمام جانداروں کے لئے اننت منگل بھاؤ بکاش کرے۔ اس کو چاہیئے کہ وہ تمام دنیا کے لئے اوپر نیچے چاروں طرف بلا امتیاز یا کسی قسم کی ترجیح دینے کے اننت پاک منگل بھاؤ بکاش کرے +
انسان کو چاہیئے کہ وہ سوتے۔ جاگتے۔ اٹھتے۔ بیٹھتے چلتے پھرتے ہمیشہ اپنے دل کو اس حالت میں قائم رکھے۔ دل کی یہ حالت ہی دنیا میں اعلےٰ ترین حالت ہے۔ اور یہی نِربان ہے +
ہر ایک قسم کی برائی کو ترک کرنا۔ پاک اور دھرم کی زندگی بسر کرنا۔ دل کو پوِتر رکھنا۔ تمام بدھوں (عارفوں) کا دھرم ہے +
بدھ کے اس اپدیش کو سن کر بہی سار فریفتہ ہوگئے۔ اور انہوں نے نئے دھرم میں دیکھشا حاصل کی۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی

کہ ایک طرف تو مشہور پنڈت کاشیپ اور دوسری طرف مہاراجہ بمبی سار نے بودھ دھرم کو اختیار کر لیا ہے۔ تمام راج میں تہلکہ مچ گیا۔ اور دوسرے ہی دن سینکڑوں لوگ بدھ کے درشن اور دھرم کے تتوں کو سننے کی خواہش لے کر شِشٹھی بن میں آئے +

دوپہر ہونے سے پہلے ہی دوپہر کا بھوجن کرنے کیلئے بدھ بھکشا پاتر ہاتھ میں لے کر شہر میں داخل ہوئے۔ اُن کو دیکھتے ہی سینکڑوں لوگ اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر اُن کے پیچھے ہو لئے۔ لوگوں کے آنند کے شور سے تمام شہر گونج اٹھا۔ اِس ڈر سے کہ مبادا کسی جیو کی جان کو نقصان پہنچے۔ بدھ اپنے پُرجلال اور بشاش چہرہ کو جھکائے در بدر بھیکھ مانگتے ہوئے۔ سب سے پیچھے راج بھون میں پہنچے۔ راجہ نے بہت شردھا اور عزت کے ساتھ بندنا کر کے کہا "پربھو شِشٹھی بن یہاں سے بہت دور ہے۔ آپ بینُو بن میں ہی جو یہاں سے بہت نزدیک ہے۔ قیام کر کے مجھے کرتارتھ کیجیے"۔ اس وقت سے بدھ برسات کے موسم میں برسوں بینُو بن میں آ کر باس کرتے رہے۔ اِس بینُو بن میں بھی بہت سے لوگوں کو اُن کی امرت بانی کو سُن کر نربان کے راستہ میں آگے بڑھنے کا موقعہ ملا۔ اِس مقام میں انہوں نے دو ماہ قیام کیا +

ایک دفعہ اشوجت بھکشو بھیس میں راج گرہ شہر میں در در بھکشا مانگتے تھے۔ اُن کی سُندر اور پرشانت مورتی۔ اجل جوتی۔ دیا پورن درشٹی اور پُن مئے (پاکیزگی سے پُر) چہرہ کو دیکھ کر اُوپ تیشیہ نامی ایک برہمن کے لڑکے کے دل میں دھرم حاصل کرنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ اور

اُس نے کالِت نامی ایک اور براہمن کے لڑکے سے اپنے دل کی حالت بیان کی - بُدھ کے اِس کشش کی اعلےٰ - پاک اور دلفریب زندگی کو دیکھ کر اور اُن کے پوِترچرتر (پاک کیریکٹر) اور شُدھ بیوہارسے اِن دونو نوجوانوں کے دل میں اُن کے لئے کشش پیدا ہوئی - اور کچھ دن کے بعد یہ دونو ہی بُدھ کے پاس دیکھشت ہو گئے +

نوجیون پراپت ہونے پر اُوپ تِیشیہ نے اپنے پہلے نام کو بدلکر اُس کی جگہ ساری پُتر اور کالِت نے مُودگلیان نام گرہن کیا +

جس دن ساری پُتر دیکھشت ہوئے اُس دن بُدھ نے بھکشوؤں کی ایک منڈلی قائم کر کے اُس کا نام اُنھوں نے سنگھ رکھا +

چونکہ یہ دونو نوجوان اعلےٰ درجہ کے جوشیلے - سرگرم - اُتساہی اور غیر معمولی طاقتیں رکھنے والے تھے - اِس واسطے بُدھ نے اُنکی قابلیت اور لیاقت کا خیال کر کے اِن کو سنگھ میں سب سے اعلےٰ منصب عطا کیا - بُدھ کے پرانے شاگرد اُن کی اِس کارروائی سے اپنی حق تلفی اور بیعزتی خیال کر کے اُن سے ناراض ہو گئے - اور اُنھوں نے سنگھ میں حسد کی آگ جلادی - بُدھ اپنے شاگردوں کی اس کارروائی سے بہت دُکھی ہوئے - اور اُن سب کو بلایا - جب وہ سب اکٹھے ہو گئے - تو اُنھوں نے کہا - بھکشوؤ! پاپ سے مُکتی - پُن جیون حاصل کرنا اور آتم شُدھی ہی بھکشوؤں کا دھرم ہے - پھر تم کیوں ہنسا کی آگ میں جل کر اپنے دھرم کو بھولتے ہو؟ اگرچہ بُدھ کے اُپدیش سے شاگردوں کا بھڑکا ہوا اور جوش میں آیا ہوا دل شانت ہو گیا - لیکن بُدھ نے اس

موقع پر سنگھ کی پوترتا رکھنے کے لئے چند قواعد منضبط کئے۔ جس سبھا میں یہ نیم بنائے گئے تھے اس کا نام "شراوک شِنِّپیات" ہے۔ اور جو قواعد تیار کئے گئے تھے۔ وہ پرتی موکھشہ کہلاتے ہیں +

بُدھ جب راج گرہ میں تشریف لائے تھے۔ تب تمام راج میں سب جگہ بہت بڑی دھوم دھام ہوئی تھی۔ اور اُن کے نرجن استھان میں سینکڑوں لوگوں کا جم گھٹا لگا رہتا تھا۔ لیکن ساری پُتر اور مُودگلیان کے بعد جب بہت دنوں تک ایک شخص بھی بودھ دھرم میں دیکشت نہ ہوا۔ تو یہ دیکھکر عام لوگوں کے دلوں سے آہستہ آہستہ اُتساہ کی آگ بجھنے لگی +

مُوڑھ اور انجان انسانی دل عجوبہ پرستی اور جدت کو زیادہ پسند اور پیار کرتا ہے۔ اس لئے جب بودھ دھرم کے اُپدیش بار بار سنتے سنتے انہیں کوئی نئی بات نہ پائی۔ تو اول تو شہر کے لوگوں میں وہ جوش اور اُتساہ نہ رہا۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ شردھا کم ہونے لگی۔ اور پھر شردھا کے کم ہو جانے پر دلوں میں بتدریج مخالفت کا بھاؤ پیدا ہونے لگا۔ اور آخرش عام لوگ بودھ لوگوں کے برخلاف کھڑے ہو گئے۔ اور اس قسم کا عام خیال اور چرچا پھیل گیا کہ جن لوگوں نے والدین کے اکلوتے بچوں کو گھر سے نکال کر سنیاسی کر دیا ہے۔ جنہوں نے بہت سے گھروں کو مثل شمشان بھومی (مرگھٹ) کے بنا دیا ہے۔ جو مروجہ دھرم کو غارت کرنے کے لئے کمربستہ ہوئے ہیں۔ جو مدتوں کے مروجہ رسم و رواج۔ سوشیل اور اخلاقی اصولوں اور براہمن قوم کی پیدائشی

فضیلت کو دور کر کے اُس کی جگہ چنڈال اور براہمن میں گنوں (صفات) کی بناء پر انسانی مساوات قائم کرتے اور کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو بھکشوؤں کی زندگی کے (فرضی اور خیالی، پاک خوشی اور آنند کے نقشے اور دلکش تصویریں کھینچ کر گرہستیوں کے دلوں میں گرہ دھرم کو چھوڑ کر سنیاس دھرم اختیار کرنے کے لئے خواہش اور جوش پیدا کرتے ہیں۔ غرض جو ایک معنوں میں جیو سرشٹی (انسانی پیدایش) کے سلسلہ کو ہی بند کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہوئے ہیں }۔ نگر باسی (باشندگان شہر) ایسے لوگوں سے سخت نفرت اور حقارت سے پیش آنے لگے ٭

جب اِن دنوں بھکشو بھکشا مانگنے کے لئے شہر میں جاتے تو عام لوگ اُن کی بلکہ بُدھ کی بھی بیعزتی کرنے۔ اور انہیں طرح طرح سے ایذا پہنچانے لگے ٭

بیچارے بھکشوؤں نے لوگوں کے ناجائز اور دُکھدائی برتاؤ اور سلوک سے دُکھی ہو کر اور لاچار و تنگ آکر اپنی تکالیف اور مشکلات بُدھ کے سامنے ظاہر کیں۔ بُدھ نے اُن کا حال سُنکر کہا ئہ لوگ جس امر کو بُرا خیال کر کے تمہاری بیعزتی اور مخالفت کرتے ہیں۔ اور تم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے ہیں۔ اُسی میں تمہارا ابدی اور حقیقی منگل (بھلائی) ہے۔ تم اُن سے کہدو کہ بُدھ نے اس دنیا میں دھرم راج پھیلانے کے لئے مضبوط عہد کیا ہے۔ ست ہی اُن کے پاس ایک ایسا ہتھیار ہے جس کو کوئی نہیں توڑ سکیگا۔ اور جو اپنا اثر کئے بغیر نہ رہیگا۔ ست کے سوائے اُن کے پاس اور کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ اور نہ کسی اور شستر سے وہ کام

لیتے ہیں۔ اِس ست کے ذریعہ سے ہی اُنہوں نے سینکڑوں کو اپنا پیرو بنایا ہے۔ اور اِس ست کی طاقت سے ہی اُن کے پیرؤوں کی تعداد دن بدن زیادہ سے زیادہ بڑھیگی"۔

بُدھ نے اس نازک وقت میں جبکہ بہت تھوڑے لوگ اُن کے طرفدار۔ شردھالو اور انوراگی تھے۔ اور کثرت سے اُن کے مخالف دشمن اور اُن کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ نہایت جوش اور اتساہ کے ساتھ نئے دھرم کی نئی صداقتوں کا پرچار کرنا شروع کیا۔ شہر شہر۔ گاؤں بگاؤں اُن کا نام مشہور ہوگیا۔ اور چاروں طرف اُن کا چرچا پھیل گیا۔

جب شدھودن کو یہ خبر پہونچی۔ کہ اُن کا بیٹا سدھ ہوکر سینکڑوں شخصوں کو نوجیون دے رہا ہے۔ تو اُن کا دل بیٹے کو دیکھنے کے لئے بہت خواہشمند ہُوا۔ اور اُنہوں نے اُس کو کپل وستو میں لانے کے لئے اُن کی طرف ایک شخص کو بھیجا۔ لیکن وہ شخص بُدھ کے عجیب و غریب اُپدیشوں کو سُنکر اور دُنیا کی مایا کو کاٹ کر خود بھکشو بن گیا۔ اور وہاں ہی دھرم پرچار کرنے لگا۔

جب بہت دن گذر گئے۔ اور وہ شخص نہ تو بُدھ کو ساتھ لے کر واپس آیا اور نہ اُن کی طرف سے کوئی خبر ہی لیکر پھرا۔ تو راجہ نے بیاکل اور بےچین ہوکر ایک اور شخص بھیجا۔

بُدھ کے اُپدیشوں اور کلام میں کچھ ایسی موہنی شکتی اور اُن کے جیون میں کچھ ایسی عجیب و غریب کشش تھی۔ کہ جو شخص اُن کے تعلق میں آیا۔ اور جس نے اُن کی منوہر مُورتی کو دیکھا اُسی نے موہ اور مایا کے بندھن

ہمیشہ کے لئے کاٹ ڈالے +

کپل وستو سے یکے بعد دیگرے نو آدمی بدھ کو گھر لانے کے لئے روانہ کئے گئے - لیکن طرفہ یہ کہ ایک شخص بھی گھر واپس نہ آیا - شدھودن نے آخرش بدھ کے بچپن کے زمانے کے ایک دوست کو کہ جن کا نام کال اُدائن تھا بُلا بھیجا - یہ شخص سلطنت کے کاروبار میں بہت لائق اور ہوشیار اور راجا کے وفادار کارکنوں میں سے تھا - شدھودن نے رو رو کر کہا - کہ "میرا جیون اب ختم ہوا جاتا ہے - میں نے چاہا تھا کہ اس آخری وقت میں ایکبار لڑکے کا مُنہ دیکھ کر اس جلے بھُنے دل کو ٹھنڈا کروں - لیکن معلوم نہیں کیا ہوا - کہ جتنے شخصوں کو لڑکے کے پاس بھیجا اُن میں سے ایک بھی پھر کر نہ آیا - اور نہ کوئی خبر بھیجی - اب تم ہی میرے آخری سہارے ہو - اور تم ہی پر میری یہ آخری اُمید ہے - اس بوڑھے پر دیا کر کے ایک دفعہ راج گرہ جاؤ - اور میرے لڑکے سے کہو کہ "مرنے سے پہلے تمہارے پتا نے ایک دفعہ تمہارا مُنہ دیکھنا چاہا ہے" +

راجا کی یہ دلسوز اور دردناک بات سن کر کال اُدائن راج گرہ کیطرف روانہ ہوا - ایسے وقت میں کال اُدائن وہاں پہنچا - جبکہ بدھ کو اُرُوبلو سے آئے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے - اور آج کل وہ بینو بن میں ٹھیرے ہوئے تھے - بدھ کے نئے جیون اور اُن کے چرتر کی پوترتا اور مٹھاس کو دیکھ کر وہ موہت ہو گیا - اور اُن کی زندگی بخش اور مدھر (شیریں) کلام اور پُرتاثیر اُپدیشوں کو سُن کر کال ادائن بھی بودھ دھرم کو قبول کئے بغیر نہ رہ سکا - اور وہ بھی اُن کا شِشّ بن گیا +

اِس طرح دو مہینے گذر گئے۔ اور بسنت کا موسم آپہنچا۔ بادِ بہاری چلنے لگی۔ کیا جل (تری)، کیا ستھل (خشکی)، سب نے نئی صورت قبول کی۔ درخت نئے چکنے اور ہرے ہرے پتّوں اور خوبصورت خوشبودار پھولوں سے آراستہ اور مختلف قسم کے پھلوں سے لدے ہوئے زمین میں سر جُھکائے کھڑے ہیں۔ چرند۔ پرند۔ سب خوشی منا رہے ہیں۔ زمین پر ہری ہری دُوب (گھاس) اُگ آئی ہے۔ گویا کسی نے زمین پر سبز مخمل کا فرش بچھا دیا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاڑے کا موسم گذر جانے کی تقریب میں تمام (جیو) جاندار اُتسب (خوشی) منا رہے ہیں۔ تمام پرکرتی (نیچر) اپنے نئے حُسن کو بکاش (نشوونما) کرکے آنند پرکاش (خوشی کا اظہار) کرنے لگی ہے +

ایسے دلکش میٹھے اور سہاونے وقت کو دیکھ کر ایک دن کال اُدائن نے بُدھ سے کہا "مہاراج دیش بھرمن (مختلف مقامات کی سیر) کے لئے یہی موزوں اور مناسب موسم ہے۔ شاستروں میں ایسا کہا بھی گیا ہے۔ "بسنتے بھرمنم پتھیم" یعنی بسنت کی موسم میں مختلف مقامات کی سیر کرنا صحت کے لئے بہت مفید ہے چلئے ہم سب یہاں سے کچھ دنوں کے لئے سیر کرنے کی غرض سے باہر روانہ ہوں۔ آپ کے پتا کا بھی آخری وقت نزدیک آپہنچا ہے۔ اُن کی دلی آرزو ہے۔ کہ مرنے سے پہلے ایکبار آپ کا درشن کرکے آپ کی جدائی سے جلے ہوئے دِل کو ٹھنڈا کریں" +

بُدھ نے کال اُدائن کی اِس تجویز کو پسند کیا۔ اور اپنے پتا کے درشن کے لئے جانا منظور کرکے معہ اپنے بہت سے شاگردوں کے کپل وستو

کی طرف روانہ ہوئے۔ اور صوبہ مل میں جو راج گرہ سے کپل وستو کی سڑک پر راستہ میں واقع تھا۔ کچھ دنوں تک قیام کیا +

اس وقت وہاں کے راجاؤں نے بودھ دھرم کو قبول کیا۔ اور اوپالی نامی ایک شخص جو ذات کا نائی تھا۔ اور راج دربار میں حجامتیں بنایا کرتا تھا۔ اس دھرم میں دیکھشت ہو کر بھکشوؤں کی جماعت میں داخل ہو گیا۔ اس کے اس اعلےٰ روحانی منصب اور رتبہ کے حاصل کرنے کی وجہ سے مل راج کے راج پتروں نے بھی اپنی شردھا اور تعظیم کے اظہار میں اس کے چرنوں (قدموں) میں اپنا سر جھکایا +

بدھ دو ماہ کے عرصہ میں راج گرہ سے کپل وستو پہنچے۔ اور انہوں نے سنگھ کے نیم (قاعدہ) کے موافق نیگرودھ جنگل میں جو شہر سے بہت دور نہ تھا۔ قیام کرنا مناسب سمجھا +

بدھ کے آنے کی خبر سنکر شہر کے چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں نے ایک قطار باندھ کر اور شہر سے باہر نکلکر پھولوں کے ہاروں سے ان کا استقبال کیا۔ اور انہیں خوش آمدید کہا۔ اور ان کے پیچھے پیچھے نوجوان اور بوڑھے روانہ ہوئے۔ نیگرودھ جنگل میں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہو گیا +

راجہ شدھودن۔ ان کے بھائی اور دیگر رشتہ دار بھی ان سے ملنے کے لئے آئے۔ چونکہ بدھ نے تعظیم کے لئے اٹھ کر ان کو پرنام نہ کیا اس لئے ان میں سے اکثر اپنے دل میں ان سے ناراض اور ناخوش ہوئے۔ دن کے غروب ہونے پر سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ لیکن سنیاسیوں کی جماعت نے رات کو جنگل میں ہی بسیرا کیا +

اگلے دِن مُہاتما بُدھ ہاتھ میں بھِکشا پاتر (کاسہ گدائی) لئے شہر میں داخل ہوئے۔ پہلے دل میں سوچنے لگے۔ کہ آیا بھکشا کے لئے سیدھا راج محل میں جاؤں۔ یا در بدر بھکشا کرتا ہوا بعد میں وہاں پہنچوں۔ اُنہوں نے آخری ہی فیصلہ کیا۔ کہ سنگھ کے نیم کے موافق پہلے گھر گھر بھِکشا مانگنی چاہئے۔ جو قاعدہ اور بھکشوؤں کے لئے ہے۔ میرے لئے بھی اُس کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ مَیں صرف راج پتر اور گرو ہونے کی وجہ سے کیونکر اس نیم سے بَری اور مستثنیٰ ہو سکتا ہوں۔ اور میرے لئے کیوں کسی قسم کی رعایت ہونی چاہئے ✦

اب مُہاتما بُدھ نے دروازے دروازے بھکشا مانگنی شروع کی۔ نگر باسی راج پتر کو بھکھاری کے بھیس میں دیکھکر زار زار رونے لگے۔ جب عورتوں نے دیکھا۔ کہ راج پُتر باوجود گھر میں دولت حشمت اور طرح طرح کے سُکھوں کے سامانوں کے موجود اور مہیا ہونے کے بھی ہاتھ میں بھکشا پاتر لئے دربدر بھیکھ مانگ رہے ہیں۔ تو یہ دردناک۔ رقت انگیز اور دلوں کے چھیدنے والا نظارہ اُن کے نازک اور نرم دل برداشت نہ کر سکے۔ اور وہ طرح طرح سے بِلاپ کرنے لگیں ✦

گویا چاروں طرف گریہ وزاری۔ آہ و نالہ اور شور و غل کی آواز سُنکر محل پر چڑھی۔ اور اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کے جان سے زیادہ پیارے سوامی ننگے پاؤں۔ سر مُنڈے ہوئے بھگواں لباس پہنے نیچے نظر کئے اور ہاتھ میں بھکشا پاتر لئے آہستہ آہستہ قدم رکھتے ہوئے آرہے ہیں۔ گوپا سوامی کی مورتی کو دیکھ کر آپے میں نہ رہ سکی۔ اور بیہوش

ہو گئی۔ اور اس شہر میں اِس وقت کونسا ایسا سنگدل ہوگا۔ کہ جو راج کمار کو اس بھیس میں دیکھ کر آنسو بہائے بغیر رہ سکا ہوگا!!!

جو سونے کی سواری کے بغیر کبھی ایک قدم نہ چلتے تھے۔ موتیوں اور جواہرات سے جن کا جسم ہمیشہ آراستہ اور سجا رہتا تھا۔ چھتیس پرکار (قسم) کے بھوجنوں کے بِنا جن کا کھانا نامکمل ہوتا تھا۔ آج وہ کھپر ہاتھ میں لئے پِتا کی راج دھانی میں بھکشا مانگنے کے لئے نکلے ہیں!!! بھلا یہہ نظارہ کس کا دل برداشت کر سکتا ہے؟ پتی بِرتا گوپا! تمہارے سرل چہرہ پر آنسوؤں کی دھارا دیکھ کر ہمارا دل بھی رو پڑنے کے لئے مجبور ہے!

گوپا نے اپنے دل کو روک کر راجا کے پاس اپنے سوامی کی خبر بھیجی وہ گھبرا کر محل سے باہر آئے۔ اور لڑکے کو اس فقیرانہ اور عاجزانہ لباس میں دیکھ کر زار زار رونے لگے۔ اور ارادہ ہوا کہ اُن کو بھیکھ مانگنے سے منع کریں۔ لیکن فرطِ غم سے کچھ بول نہ سکے۔ بہت تکلیف اور مشکل سے شوک کی آمد اور اوچھواس کو روک کر کہا کہ "کیوں اِس پیٹ کی خاطر دربدر بھیکھ مانگ کر ہم کو شرم دلاتے اور شرمندہ کرتے ہو؟ میں کیا اتنے بھکشوؤں کے لئے کھانا نہیں دے سکتا تھا"؟

بُدھ نے کہا "مہاراج! بھکشا برتی (بھیک مانگنا) ہی ہمارے خاندان کا رواج اور کام ہے"۔ راجا نے کہا "ہم لوگ راج پُتر ہیں ہمارے خاندان میں کبھی بھی کسی نے پیٹ بھرنے کے لئے بھکشا برتی اختیار نہیں کی"۔

بُدھ نے جواب دیا۔ آپ اور آپ کا پریوار۔ شاہی خاندان کے لوگ

بھاؤ کو نہ سمجھ کر آج کس قدر دُکھ پا رہی ہے +

گوپا آخرش یہ خیال کر کے کہ اگر میں تمام عمر بھر بھی اسی طرح گریہ زاری کرتی رہونگی تب بھی میرے سوامی اب میرے نہ بنینگے ۔ روتے روتے ایک طرف ہٹ کھڑی ہوئیں ۔ گوپا کے ایک طرف ہٹ جانے پر شُدھودن نے اپنے لڑکے سے کہا "جب سے تم گھر چھوڑ کر چلے گئے ہو ۔ اسی وقت سے تمہاری استری اس نوجوانی کی عمر میں کٹھور (سخت) برمھ چرج برت اختیار کر کے دن کاٹ رہی ہے ۔ بغیر کھانے[1] پینے اور سونے کے نہ معلوم کس طرح اس نے اس جان کو بچائے رکھا ہے ۔ سوامی کے موجود رہنے پر ان کی بیوہ پن کی حالت اور ان کے اپار کلیش (سخت دُکھ) کو دیکھ کر ایک دفعہ تو پتھر دل بھی پگھل جاتا ہے ۔ راج رانی ہو کر کبھی بھی کسی نے ایسے دُکھ اور تکلیف کی زندگی بسر نہ کی ہوگی ۔ کتنے ہی شخصوں نے ان کو ایسا کرنے سے ہٹانے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کی ہیں لیکن انہوں نے یہی عہد کیا ہے ۔ کہ اس جسم کو برمھ چرج کرتے کرتے ختم کرینگی" +

بُدھ نے چپ چاپ اپنی استری کے دُکھ کی کہانی کو سُنا اور کھڑے کھڑے چپ چاپ دل ہی دل میں یہ بشاد پورن (دُکھ بھری) چنتا کرنے لگے ۔ کہ جو گوپا مجھ کو جان سے بھی زیادہ عزیز تھی ۔ جو گوپا مجھ کو اپنا سہارا اور زندگی بھر تک ہمیشہ کا ساتھی سمجھ کر اور اپنا دل دیکر ہمیشہ کے لئے بے فکر ہوئی تھی ۔ اس بیگناہ کو میں نے اس دنیا میں نا اُمیدی کے اپار سمندر میں ڈبو دیا ہے ۔ اور میں بغیر کسی اپرادھ کے اپنی جان سے زیادہ پیاری

[1] بہت کم کھانے پینے اور سونے سے [illegible]

استری کے سُکھ کے راستے میں مثل کانٹے کے ثابت ہوا ہوں +
ایک لمحہ کے لئے اس قسم کی چنتا کر کے اُنہوں نے گوپا کو اننت (لا انتہا) سُکھ سے سُکھی کرنے کے لئے دھرم اُپدیش دیا۔ دھرم کی امرت کتھا سُن کر گوپا کے شوک سے جلے ہوئے دِل کو کچھ شانتی ملی۔ اور راجا اور راج پریوار کے لوگوں نے بھی اُس غیر معمولی اُپدیش کو سُن کر نئے دھرم پر بشواس (ایمان) قائم کیا +
دوسرے دن گوتمی کے لڑکے نند کی شادی تھی۔ اور اُسی روز اُن کا راج تلک بھی تھا۔ اس خوشی کے موقعہ پر بُدھ ایک دفعہ نند سے ملاقات کرنے کے لئے گئے +
بُدھ نے نند کے دِل کو ایک ایسی غیر معمولی کشش سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور ایک ایسے اعلےٰ منتر سے موہت کر لیا۔ کہ اس کو اب راج کا سُکھ اور شادی کی خوشی دونو ہی بالکل اسار۔ ادنےٰ اور حقیر معلوم ہونے لگے +
نند نے یہ خیال کر کے کہ جب بُدھ کے پاس ہی جانے سے میرا دِل اُس غیر معمولی۔ نرمل (خالص) سُکھ کی (جس کو میں نے پہلے کبھی نہیں بھوگا) صرف چھایا (عکس) کو دیکھ کر ہی اس قدر موہت (فریفتہ) ہو گیا ہے۔ تو معلوم نہیں کہ اُس سُکھ کو اپنی فطرت میں ڈھالنے اور جذب کرنے سے مجھ کو اور بھی کس قدر زیادہ سُکھ حاصل ہوگا۔ شادی سے انکار کیا۔ اور اُن کے اِس انکار کرنے پر تمام راج محل میں ہا ہا کار کا شور مچ گیا +
جس خوبصورت دُلہن کے دل میں یہ اُمید اور اُمنگ تھی۔ کہ آج اُسکی

شادی ہوگی۔ اور آج سے وہ راج رانی بنیگی۔ اور جو کتنے ہی سُکھوں کے خواب دیکھتی تھی۔ افسوس! اُس کے وہ تمام سُکھ بغیر بھوگنے کے ہی ہوا میں اُڑ گئے۔ اور تمام خوشیاں خاک میں مل گئیں۔ دلہن اور راج پریوار کے لوگ طرح طرح کے بلاپ کرنے لگے۔ اور نند کے دل کو پھیرنے کے لئے کتنی ہی طرح کے اپائے اختیار کئے۔ لیکن کوئی کوشش بھی اُن کو اپنے ارادہ سے ہٹانے کے لئے کارگر نہ ہوئی +

بھلا لا انتہا زمانہ کے لئے لا انتہا سُکھ کے عکس کو جس نے دیکھ لیا ہے کیا وہ کبھی اس دنیا کے چند روزہ اور آلائش سے پُر سُکھ پر بھول سکتا ہے؟

بُدھ ایک دن راج محل میں کھانا کھانے کے لئے گئے۔ گوپا نے اس موقع کو مناسب سمجھ کر راہُل کو بیش قیمتی کپڑوں سے آراستہ کرکے کہا کہ اے میرے عزیز! تم اپنے پِتا کے پاس جاؤ۔ اور ان سے ترکہ پدری کے لئے درخواست کرو۔ راہُل اگرچہ اب سات برس کا ہوگیا تھا۔ لیکن اُس کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ اُس کا پِتا کون ہے +

اس بالک نے سہج سبھاؤ سے پوچھا۔ ماتا میرا پِتا کون ہے؟ میں تو راجہ کے سوائے کسی اور کو نہیں جانتا۔ گوپا نے لڑکے کو کھڑکی کے پاس لیجا کر انگلی کے اشارہ سے کہا۔ کہ وہ سامنے جو اجّل اور پرشانت مورتی والے سنیاسی تم دیکھتے ہو۔ وہی تمہارے پِتا ہیں۔ اُن کے پاس بہت قیمتی دھن ہے۔ یہ جس دن سے ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اُس روز سے ہم لوگوں کو اُس قیمتی دھن کا مُنہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ اب

تم اُن کے پاس جاؤ۔ اور جاکر کہو کہ "پتا میں آپ کا پُتر ہوں۔ اور آئندہ کو میں شاکیہ خاندان کا وارث ہونگا۔ میں ترکہ پدری کا مستحق ہوں۔ آپ میری پرارتھنا پوری کیجئے۔ اور ترکہ پدری مجھ کو عنایت کیجئے" +
راہُل نے پتا کے پاس جاکر اور محبّت بھری آنکھوں سے اُن کی طرف دیکھ کر بے دھڑک کہا کہ "پتا آپ کو دیکھ کر مجھ کو بہت سُکھ ہوا ہے" +
بُدّھ نے اِس بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور کھانا کھانے کے بعد نگرودھ جنگل کی طرف چل پڑے۔ راہُل بھی اُن کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اور بچوں کا جیسا سبھاؤ ہوتا ہے بار بار ترکہ پدری مانگتا رہا۔ بُدّھ خاموش رہے لیکن لڑکے کو درخواست کرنے سے منع بھی نہ کیا۔ اور اُن کے شاگردوں نے بھی اُس کو کچھ نہ کہا۔ نیگرودھ جنگل میں پہنچ کر بُدّھ نے سوچا کہ "اس دُنیا کی فانی دولت دُکھ کا موجب ہے۔ مجھے بودھی درُوم کے نیچے بیٹھ کر جو سات رتن ملے ہیں۔ لاؤ آج وہی رتن اس کو دے دوں۔ اور اپنی روحانی دولت کا وارث بنا جاؤں"۔ تب اُنھوں نے ساری پُتر سے کہا کہ "اس لڑکے کو اپنا سنگی بنالو" بدھ کی طرف سے یہ آدیش (حکم) پاکر شاگردوں نے سات برس کے معصوم اور سرل بالک کے بدن پر سے شاہی پوشاک اُتار لی۔ ہیرے۔ جواہرات اور زیور وغیرہ بھی علیحدہ کردیئے۔ پاؤں سے جُوتے اُتار دئے اور سر مونڈ دیا۔ اور شاہی پوشاک کی جگہ بھگویں کپڑے پہنا دئے +
راہُل بہت خوش قسمت ہے جس کو ایسا پتا نصیب ہوا۔ بُدّھ بھی بہت سوبھاگیہ وان ہیں۔ کہ جو اپنے لڑکے کو دُنیا کی مایا اور موہ کے

بندھنوں سے آزاد کر کے لا انتہا اور لازوال دھن کا ادھیکاری (مستحق) کرنے کے لائق ہوئے ہیں۔ نفع اور نقصان کا حساب لگانے والے دُنیا کے والدین اپنی اولاد کو لکھ پتی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور دھارمک ماں باپ اپنی سنتان کو نیک اور چرتروان دیکھ کر سُکھی ہوا کرتے ہیں +

لیکن کیا دُنیا کے فانی دھن دولت کے مقابلہ میں ابدی اور حقیقی چرتر (کیرکٹر) کی دولت زیادہ قیمتی نہیں؟ مگر افسوس! اس پاپ بھری دُنیا میں ایسے پتا کتنے کم ہیں۔ کہ جو اپنے ہاتھ سے دھرم۔ پرلوک (عاقبت) اور اپنے دیش (ملک) کے لئے اپنے لڑکے کو سنیاسی کے لباس میں دیکھ کر سُکھ محسوس کرتے ہیں؟

جب راہُل کے بھکشوؤں کی جماعت میں داخل ہونے کی خبر راج پریوار میں پہنچی تو سارے پریوار میں ہاہا کار کا شور مچ گیا۔ اور سب کے دِل شوک (ماتم) سے غمزدہ ہو گئے +

بُدھ کی جدائی کے شوک سے شدھودن ایک معنوں میں جیتے جی ہی مر چکا تھا۔ اُس کے بعد اُن کا دوسرا لڑکا نندبھی اُن کے زخمی دل پر ایک اور زخم لگا کر سنیاسی ہو گیا تھا۔ اب آخری وقت میں جب راہُل بھی جو بیچارے بوڑھے کا ایک ماتر سہارا۔ اور سارے خاندان کا ایک ماتر چراغ تھا۔ راجا کو چھوڑ کر سنیاسی ہو گیا۔ تو بیچارے بوڑھے کا دل بھلا کہاں تک اور زیادہ صدمے کے اوپر صدمہ۔ اور اس دلی رنج اور عذاب کو برداشت کر سکتا تھا!!! وہ غم سے ہوش و حواس باختہ ہو کر نیگرودھ جنگل کی طرف گئے۔ اور آنسو بھری آنکھوں سے بلبلاتی اور

روتی ہوئی بھاشا (زبان) میں پتر سے کہا:-

"میرا تو جو کچھ ہونا تھا سو ہوگیا۔ اب تم میری ایک بات کو ماننا۔ اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا کہ ماتا پتا کی رضامندی کے بغیر کبھی کسی نابالغ کو سنگ میں داخل نہ کرنا۔" بدھ پتا کی اگیا پالن کرنے کیلئے رضامند ہوئے اور اُسی وقت سے یہ نیم (قاعدہ) مقرر کر دیا گیا کہ آئندہ سے کوئی نابالغ ماتا پتا کی رضامندی کے بغیر بھکشوؤں کی جماعت میں داخل نہ کیا جاوے +

اس کے بعد بدھ جتنے دن کپل وستو میں رہے۔ ہمیشہ اپنا وقت پتا کے ساتھ دھرم کی بات چیت میں خرچ کرتے۔ بہت دنوں تک اس مقام میں ٹھیر کر انہوں نے شاکیہ خاندان کے لوگوں کے دلوں پر نئے دھرم کی نئی صداقتیں لکھے اور مضبوط طور پر نقش کر دیں۔ اور اس کے بعد راج گرہ کی طرف چلے گئے +

کپل وستو سے راج گرہ کی سڑک پر انماندی کے نزدیک انوپریہ نامی آنبوں کے باغ میں کچھ دنوں تک اُنہوں نے قیام کیا۔ یہ وہی مقام تھا جہاں کہ بدھ نے پہلے پہل گھر سے رخصت ہو کر سنیاسی کا لباس دھارن (قبول) کیا۔ اور یہاں سے ہی اُنہوں نے چھنک کو رخصت کیا تھا۔ اس وقت وہ تمام پرانے ایسوسی ایشن (رابطہ خیالات) تمام سرگزشت اور اُس وقت کے تمام دلی حالات یادداشت کے ذریعے اُن کے دماغ کے سامنے آ گئے۔ اور اس لئے اس مقام کی قدرتی اور سوبھا وک خوبصورتی ان کی آنکھوں میں اور بھی دس گنا زیادہ ہوگئی۔ اس مقام میں بہت سے لوگ ان کے ششیہ ہوگئے۔ جن میں آنند۔ دیودت

اورانی رودّھ بودھ جگت میں بہت مشہور و معروف گنے جاتے ہیں +
شکلودن - امرتودن - دھوتودن اور گھنی تودن راجا شدھودن
کے چار حقیقی بھائی تھے - آنند اور دیودت شکلودن کے لڑکے تھے -
اورانی رودھ امرتودن کا لڑکا تھا - بدھ نے اس وقت اپنے سسرال
کے خاندان میں سے بھی بہت سے لوگوں کو دیکھشت کیا - اور اس کے
بعد معہ اپنے شاگردوں کے راج گرہ کے بینوبن میں پہنچے +
بینوبن میں برسات کا موسم گذر گیا تھا - اسی مقام میں شراوستی کا
رہنے والا سنودت نامی ایک دولتمند مہاجن کا لڑکا کہ جو بیکس اور
دکھیاروں کا بہت بڑا مددگار تھا - اور اسی لئے لوگ اسے اناتھ
پنڈد کہا کرتے تھے بدھ کے پاس آیا - اور اس نے کہا کہ "میں آپ
کے سامنے اپنے دل کی بات کہنا چاہتا ہوں - آپ میرا حال سن کر
مجھے بتلا ئیے - کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے" +
"میں طرح طرح کے کاموں میں مشغول رہتا - اور بہت دولت
حاصل کرنے کی وجہ سے مختلف قسم کے تفکرات میں گھرا رہتا ہوں -
لیکن میں اپنے کام میں بہت خوشی محسوس کرتا - اور اس میں اپنی طاقتوں
کو سرگرمی اور ذہانت کے ساتھ خرچ کرتا ہوں - میرے بہت سے نوکر
ہیں - اور ان کی ملازمت میرے کام کی کامیابی پر منحصر ہے - میں
نے سنا ہے - کہ آپ کے شاگرد بھکشو کی زندگی کی برکتوں کی تعریف
کرتے - اور دنیا کو دکھ کا گھر بتلا کر اس کی مذمت کرتے ہیں - اور یہ بھی
کہتے ہیں - کہ آپ نے اپنا راج اور میراث چھوڑ دی ہے - اور پاکیزگی

کا راستہ معلوم کیا ہے۔ اور دُنیا کے سامنے نروان حاصل کرنے کے لئے ایک مثال قائم کی ہے۔ میری خواہش ہے۔ کہ جو کچھ ٹھیک ہو وہی کروں۔ اور اپنے ہمجنسوں کے لئے برکت وہ ثابت ہوں۔ اب آپ بتلایئے۔ کہ کیا میں اِس دولت۔ گھر اور تمام کاروبار کو چھوڑ دوں۔ اور آپ کی طرح دھرم جیون کی برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے بے گھر ہو جاؤں"؟

یہ سُن کر بُدھ نے جواب دیا۔ کہ "ہر ایک شخص جو اشٹانگ مارگ پر چلتا ہے دھرم جیون کی برکتوں کو حاصل کر سکتا ہے" +

جو شخص دولتِ دُنیا کا گرویدہ ہے۔ اگر وہ اپنے دل کو اُس کے زہر سے مسموم ہونے کے بجائے اُسے اپنے دل سے نکال دیتا۔ تو کیا اچھا ہوتا۔ لیکن جو شخص دولتِ دُنیا کا گرویدہ نہیں۔ بلکہ باوجود اُس کے دولت کا ٹھیک طور پر استعمال کرنا جانتا ہے۔ وہ اپنے ہمجنسوں اور نیز اپنے لئے برکت دہ ہے۔ اِس زندگی میں جو کام تُو نے اختیار کیا ہے اُسی میں رہکر اپنی کُل طاقتوں کو ہوشیاری سے لگا دے۔ کیونکہ یہ زندگی۔ دولت اور طاقت نہیں۔ کہ جو انسان کو اپنا غلام بنا لیتی ہے بلکہ اِن سب کا موہ ہے کہ جو نوع اِنسان کی گرویدگی کا باعث ہے +

ایک بھکشو کو کہ جو بے شغلی اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے لئے دُنیا سے علیحدہ ہوتا ہے۔ کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ کاہلی اور سستی کی زندگی مکروہ ہے۔ اور جوش و سرگرمی کا نہ ہونا نفرت کے لائق ہے +

تتھاگت کے دھرم میں آدمی کو گھر چھوڑ کر بے گھر رہنے یا دُنیا تیاگنے کی ضرورت نہیں۔ جب تک۔ کہ وہ خود ایسا کرنے کے لئے بلاہٹ محسوس

نہ کرے یا اپنے آپ کو تیار نہ پائے۔ لیکن ہر ایک شخص کو اپنے تئیں خودی کے دھوکے سے آزاد کرنے۔ اپنے دل کو گناہوں سے پاک بنانے۔ عیش پسندی چھوڑ دینے اور پاکیزگی کی زندگی بسر کرنے کی اشد ضرورت ہے +

اِنسان خواہ دُنیا میں کاریگر ہو کر رہے یا سوداگر یا بادشاہ کا ملازم۔ یا دُنیا سے کنارہ کش ہو کر اپنی زندگی کو دھرم کے دھیان میں خرچ کرے۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ وہ ہر حالت میں اپنا سارا دِل اپنی زندگی کے خاص مقصد میں لگائے۔ اور ہوشیاری اور سرگرمی کو کام میں لائے۔ اگر وہ ایسا ہو جائے۔ جیسے کنول کا پھول۔ کہ وہ پانی میں اُگتا ہے۔ اور پانی میں ہی بڑھتا ہے۔ لیکن پانی سے اوپر رہتا ہے۔ اور اگر وہ حسد و نفرت سے دِل کو ناپاک کئے بغیر زندگی میں کشمکش کرے۔ اور اگر خودی کی زندگی بسر کرنے کی بجائے راستی کی راہ اختیار کرے۔ تو اُس کا دِل یقیناً خوشی شانتی (چین و آرام) اور آنند (فرحت) میں باس کریگا +

خیرات کے بارے میں اُپدیش

بُدھ کا کلام سُن کر اناتھ پنڈد بہت خوش ہوا۔ اور کہا۔ میری خواہش ہے۔ کہ شراوستی میں ایک بہار بنا دُوں۔ کہ جو سنگھ کے لئے دھرم سادھن کی جگہ ہو۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ میری اِس درخواست کو منظور کرینگے"

بُدھ نے اُس کے دِلی بھاؤ کو معلوم کیا۔ اور یہ معلوم کر کے کہ اُس دان کو وہ کِسی ذاتی غرض کے بھاؤ سے متحرک ہو کر نہیں دیتا۔ اُس کو منظور کر لیا اور کہا :۔

دانی (سخی) شخص کو سب لوگ پیار کرتے - اُس کی دوستی کی بہت بڑی قدر ہوتی - اور موت کے وقت اُس کا دل شانتی اور آنند سے پُر ہوتا ہے کیونکہ وہ انُوتاپ سے دُکھ نہیں پاتا - وہ اُس کے صلے میں پھُول اور اُس سے جو پھل پیدا ہوتا ہے - حاصل کرتا ہے +

یہ سمجھنا بہت مشکل ہے - کہ ہم دوسروں کو اپنا کھانا کھلا کر خود زیادہ طاقت حاصل کرتے - اوروں کو کپڑے پہنا کر خود زیادہ خوبصورت بنتے - اور راستی و پاکیزگی کے لئے مکان بنا دے کر زیادہ دولت کے مالک ہو جاتے ہیں +

دان کرنے کا ایک مناسب وقت اور طریق ہے - جو شخص دان کرنے کے قابل ہے - وہ اُس بہادر جودھا کی طرح ہے - کہ جو جنگ میں جاتا ہے - اور وہ ایک لایق جنگی بہادر کی مانند ہے - کہ جو لڑتے وقت طاقت اور دانائی سے کام لیتا ہے +

جو دانی (سخی) شخص پریم اور دیا کرتا ہوا شردھا کے ساتھ دان کرتا ہے - وہ نفرت - حسد اور غصّے کو اپنے دل سے دُور کرتا ہے +

دانی شخص نے مُکتی کا راستہ معلوم کیا ہے - اور اُس شخص کی وہ مثل ہے - کہ جو ایک پودا لگاتا ہے - اُس کے ذریعہ سے سایہ - پھُول اور پھل حاصل کرتا ہے - دان کا اجر (ثواب) اور اُس شخص کا آنند کہ جو محتاجوں کی مدد کرتا ہے - ایسا ہی ہے - اور یہی مہا نربان ہے +

ہم صرف لگاتار دیا کے کاموں سے امر جیون کے راستے پر پہنچتے ہیں - اور اپنے آتما کو دان اور رحم کے ذریعہ سے کامل کرتے ہیں +

اناتھ پنڈد کا دل اس نئے دھرم کی شانتی - پریم - انند - اور دیا کی بیا کھیائن کر فریفتہ ہو گیا - اور نیز بُدھ کے جیون کی موہنی شکتی سے موثر ہو کر اُس نے اِس دھرم کو قبول کیا - اور اپار سُکھ کے ساگر میں مگن ہو گیا - اُس نے بُدھ کو برسات کے ختم ہو جانے پر شراوستی میں تشریف رکھنے کے لئے بُلایا +

اُس وقت شراوستی* نگر بہت زبردست اور طاقتور کوشل راج کی راج دہانی (دارالخلافہ) تھا - اور راجہ پرسن جیت اس جگہ راج کیا کرتا تھا +

اناتھ پنڈد نے شراوستی پہنچکر بہار کے لئے اچھی اور مناسب جگہ منتخب کرنے میں امداد دینے کے لئے ساری پتر کو بُلا بھیجا - اور ولی عہد جیت کے باغ کو کہ جس میں سبز درختوں کے جھنڈ اور شفاف پانی کی نہریں بہتی تھیں - دیکھ کر اُس کے دل میں خیال آیا - کہ "یہ جگہ بُدھ کے سنگھ کے بہار کے لئے بہت موزوں ہو گی" +

وہ راج کمار کے پاس گیا - اور اُس سے زمین خریدنی چاہی چونکہ راج کمار کی نیت اِس باغ کو بیچنے کی نہ تھی - اِس لئے پہلے تو اُس نے بالکل انکار کر دیا - لیکن اناتھ پنڈد کے اصرار پر ٹال دینے کی غرض سے اُس نے کہا "اچھا اگر تم جتنی زمین لینا چاہتے ہو - اُس پر مہریں بچھا دو - تو تم اُس کو لے سکتے ہو - اِس سے کم قیمت میں اُسے نہ بیچونگا +

* شہر شراوستی نیپال کے جنوبی حصہ میں واقع تھا - بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے کے نیپال گنج روڈ سٹیشن سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر اب بھی اس کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں - اجودھیا کے اس خطۂ زمین کا نام کوشل ہے - جو گھاگرا ندی کے شمال میں واقع ہے +

اناتھ پنڈد یہ سُن کر بہت خوش ہوا - اور اُس نے مہریں بچھانی شروع کیں - لیکن جیت نے کہا "آپ تکلیف نہ کیجئے - درحقیقت میں باغ کو بیچنا نہیں چاہتا" پھر تو اناتھ پنڈد نے اصرار کیا - اور اس جھگڑے کے عدالت تک جانے کی نوبت پہنچی +

لوگ عام طور پر راج کُمار کی اس وعدہ خلافی کا چرچا گھروں اور بازاروں میں کرنے لگے جسے سُن کر اور یہ معلوم کر کے کہ اناتھ پنڈد صرف دولتمند ہی نہیں - بلکہ وہ صاف گو اور صادق شخص بھی ہے - کُمار نے اس سے پوچھا - کہ تم اِس باغ کو کس مقصد کے لئے لیتے ہو؟ جب اُس نے بُدھ اور اُس کے بھکشوؤں کے لئے بہار بنانے کا نام سُنا - تو پھر اُس نے بھی اِس مکان کے بنانے میں حصہ لینے کے لئے بڑی خواہش ظاہر کی - اور تب اُس نے یہ کہہ کر صرف آدھی مہریں لے لیں - کہ "وہ تمہاری زمین ہے - اور میرے درخت ہیں - اور میں بُدھ کو اپنے حصے کے درخت نذر کرتا ہوں" +

اناتھ پنڈد نے ساری مُنتر کی رائے سے اِس فیصلہ کو منظور کیا - اور زمین لیکر اُس پر مکان کی بنیاد رکھی گئی - اور مُبدھ کی ہدایت کے موافق ایک عالیشان عمارت خوبصورت بیل بوٹوں سے منقش تیار کی گئی - اس بہار کا نام جیت بن بہار رکھا گیا - اور اناتھ پنڈد نے پربھو (بُدھ) کو شراوستی میں آنے اور اِس دان کو گرہن کرنے کے لئے بلایا +

نربان پد حاصل کرنے کے بعد تیسرے سال کے آخر میں بُدھ نے معہ اپنے شاگردوں کے راج گرہ مقام کو چھوڑ دیا - راستہ میں ویشالی

شہر میں کچھ عرصہ آرام کر کے شراوستی کی طرف روانہ ہوئے +

ایک دن شام کے وقت شاگردوں نے آگے بڑھکر بشرام کی جگہ پر پہلے ہی سے تصرف کر لیا۔ اور بھکشوؤں میں جو بزرگ اور گرو جن تھے اُن کے آرام کے لئے ذرا سی جگہ بھی باقی نہ رہی۔ اُنھوں نے اِدھر اُدھر پھر کر اور ٹہل کر اور درختوں کے نیچے بیٹھ کر بہت تکلیف کے ساتھ ساری رات گزاری۔ صبح کو بُدھ نے اُٹھ کر دیکھا کہ اہرت گن خالی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آخرش جب اُن کو اصل حال معلوم ہوا۔ تو دل میں سوچنے لگے کہ جب میرے جیتے جی ہی یہ حال ہے۔ کہ بھکشوؤں میں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شردھا بھگتی اور پریم نہیں۔ تو معلوم نہیں کہ میرے مرنیکے بعد کیا حال ہوگا۔ یہ سوچ کر آخرش اُنھوں نے سب کو بُلایا۔ اور جن کا قصور تھا اُن کو خوب جھڑکا اور واجبی تنبیہ کی اور پھر اُن سے پوچھا کہ "بھلا بتلاؤ تو سہی تمہارے خیال میں سب سے بڑھ کر عزت کے لائق کون ہے"؟

کسی نے کہا کہ "جو شخص راج چھوڑ کر سنیاسی ہوا ہے"۔ کسی نے کہا کہ "جو سنیاس دھرم کے قواعد سے اچھی طرح واقف ہے"۔ کسی نے کہا کہ "جنھوں نے نروان پد حاصل کیا ہے" +

بُدھ نے کہا "میرے دھرم میں وہی لوگ سب سے بڑھ کر آدر اور سنمان کے لائق ہیں کہ جو علاوہ مذکورہ بالا خوبیوں کے عمر میں بھی بڑے ہیں" +

شراوستی شہر میں پہنچنے پر جب بُدھ نے جیت بن میں قدم رکھا۔ تو اِس خوشی کی تقریب میں اناتھ پنڈد نے اُن کے راستہ میں پھول بچھائے

اور دھوپ جلائی۔ اور سونے کے آبگیے سے پانی ڈال کر اور یہ کہہ کر سنکلپ کیا۔ کہ "میں یہ جیت بن بہار تمام دنیا کے بھکشوؤں کے استعمال کے لئے دان دیتا ہوں" +

بدھ نے اس دان کو گرہن کیا۔ اور جواب میں کہا "تمام برے اثر دور ہوں۔ یہ دان پاکیزگی کا راج بڑھانے کا موجب ہو۔ اور نوع انسان کے لئے عموماً اور دینے والے کے لئے خصوصاً ہمیشہ کیلئے برکت دہ ثابت ہو" +

یہ پرتشٹھا کی رسم بڑی دھوم دھام کے ساتھ ادا ہوئی۔ اور نو مہینے اس مہا اُتسب میں خرچ ہوئے۔ اس موقع پر اناتھ پنڈد کا جس قدر روپیہ خرچ ہوا۔ اس کا کوئی ٹھیک اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کی بھگتی اور خاطر و تواضع سے سنیاسی بہت خوش ہوئے۔ اس وقت سے جیت بن بدھ کیلئے نہایت خوشگوار اور پیارا بہار بھومی ہو گیا۔ اسی بہار میں انہوں نے تری پٹکا کے مول سوتروں کی تشریح کی اور اپنے لڑکے راہل کو بھکشوؤں کے منصب پر قبول کیا۔ اور اس تقریب کی وجہ سے یہ سوتر راہل سوتر کے نام سے مشہور ہوئے۔ اسی بہار میں بدھ نے چار بار برسات کا موسم گزارا۔ برسات کے موسم میں کتنے ہی لوگ ان کے پاس دھرم سکھشا کے لئے آتے اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ بات چیت کر کے ہر قسم کے دلی شکوک اور ذہنی الجھنوں سے رہائی پاتے اور ہمیشہ کے لئے مکتی حاصل کرتے +

اس مقام کو بدھ نے دھرم سادھن کے لئے نہایت مناسب اور

موزوں خیال کرکے دھرم کے گہرے سے گہرے تتوں اور اصولوں کو اپنی جگہ پر اپنے شاگردوں کے سامنے ظاہر کیا تھا +

جب راجہ پرسن جیت نے سُنا کہ بُدھ دیو اُس کی راج دھانی میں آئے ہوئے ہیں۔ تو وہ اپنے شاہانہ جلوس کے ساتھ جیت بن بہار میں گیا۔ اور بُدھ کو ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ اور کہا "میرا یہ گمنام اور ناچیز راج بڑا خوش قسمت ہے۔ کہ جسکو یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب ہوئی۔ کیونکہ جب تک آپ یہاں پر ہیں۔ اس ملک میں کوئی آفت اور خوف نہیں واقع ہو سکتا میں آپ کی پاک مورتی دیکھ کر بہت پرسن ہوا ہوں۔ آپ مجھ کو اپنے اپدیشوں کا امرت جل پان کرائیے۔ کیونکہ دُنیوی منافع فانی اور چند روزہ ہے۔ لیکن دھرم کا لابھ ابدی اور نکھٹ ہے۔ ایک دُنیوی شخص کی زندگی خواہ وہ راجہ ہی کیوں نہ ہو تکلیفات سے پُر ہے۔ لیکن ایک معمولی مگر پاک شخص کا دل شانتی کی حالت میں رہتا ہے" +

بُدھ نے راجہ کی دلی حالت معلوم کرکے کہ جو لالچ اور عیش پرستی کے بوجھ سے دُکھی تھا۔ کہا :-

وہ لوگ بھی کہ جو اپنے بُرے کاموں کی وجہ سے نیچ حالت میں پیدا ہوئے ہیں۔ جب کسی دھارمک شخص کو دیکھتے ہیں۔ تو اپنے دل میں اُس کے لئے شردھا محسوس کرتے ہیں۔ اور ایک خود مختار راجہ کو تو جس نے اپنی پہلی زندگی کے حالات کی وجہ سے بہت پُن حاصل کیا ہے۔ بُدھ کو دیکھ کر اُس سے بہت زیادہ شردھا محسوس کرنی چاہئے +

اب میں مختصر طور سے دھرم کی بیاکھیا کرتا ہوں۔ راجن! میرے اُپدیش

کو توجہ سے سُنئے۔ اور اُس پر غور کیجئے۔ اور جو کچھ میں بیان کروں اُس کو پورے دل سے گرہن کیجئے +

اُپدیش

(۱) ہمارے بھلے اور بُرے کام سایہ کی طرح ہمارے پیچھے پیچھے رہتے ہیں +

(۲) اِنسان کو سب سے بڑھکر جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ پریم کرنے والا دِل ہے +

(۳) تم اپنی رعیت کو ایسا سمجھو۔ جیسا اپنے اکلوتے بیٹے کو۔ اُن پر ظلم مت کرو۔ اور اُن کو تباہ اور برباد نہ کرو۔ اپنے جسم کی ہر ایک خواہش کو جائز طور سے قابو میں رکھو۔ غلط عقاید کو تیاگ کرو۔ اور راہِ راست پر چلو۔ دوسروں کو پاؤں کے نیچے روندکر اپنے آپ کو بڑا مت بناؤ۔ بلکہ دُکھیوں اور مصیبت زدوں کو آرام پہنچاؤ۔ اور اُن کی مدد کرو +

(۴) شاہی عزت اور منصب کا زیادہ خیال مت کرو۔ اور نہ خوشامدیوں کی چکنی چپڑی اور خوشامد آمیز باتوں کو سُنو +

(۵) جسم کو فضول تکلیف دینے سے کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ بُدھ کا دھیان کرو۔ اور اُس کی پاک تعلیم کو جانچو۔ اور اُس پر بچار کرو +

(۶) انسان چاروں طرف سے پیدائش۔ بڑھاپے۔ بیماری اور موت کے چٹانوں سے محیط ہے۔ صرف سچے دھرم پر بچار کرنے اور اُس پر عمل کرنے ہی سے اِس دُکھ کے پہاڑ سے رہائی پانا ممکن ہے +

(۷) ایسی صورت میں بے انصافی کرنے سے کیا فائدہ ؟

(۸) تمام گیانی شخص جسمانی خوشیوں کو پرتیاگ کرتے۔ نفسانی خواہشات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور اپنی روحانی ہستی کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں +

(۹) جیسے ایک درخت پر جو آگ کے تیز شعلوں سے جل رہا ہے پکھشی (پرند) جمع نہیں ہو سکتے [illegible] ویسے ہی جس [illegible] دل میں خواہشات کی آگ جلتی رہتی ہے۔ وہاں [illegible] نہیں رہ سکتی۔ اور جبھار تھ گیان کے بغیر ایک عالم شخص [illegible] داناؤں کی مانند عزت کرتے ہوں۔ درحقیقت جاہل [illegible] ہے +

(۱۰) جسکو اس صداقت کا علم ہوا ہے۔ وہی دیب گیان حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہ گیان حاصل کرنا انسانی زندگی کا ایک ایسا مقصد ہے۔ جس کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اور اس کی طرف سے لاپرواہ ہونے سے ہی انسان نکمی زندگی بسر کرتا ہے +

(۱۱) تمام شاستروں کی تعلیم کا بیان [illegible] میں ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بنا گیان گیان ہی نہیں +

(۱۲) یہ صداقت صرف بھکشو کے لئے ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر ایک انسان کے لئے یکساں مفید ہے۔ خواہ وہ بھکشو ہو۔ یا گرہستی +

(۱۳) اس صورت میں ایک بھکشو کہ جس نے تیاگ کا برت لیا ہے۔ اور ایک دنیوی شخص میں کہ جو اپنے پریوار کے ساتھ رہتا ہے کچھ بھی فرق نہیں۔ ایسے بھکشو بھی ہیں۔ کہ جو زندگی کے لحاظ سے بہت پستی کی حالت

میں چلے جاتے ہیں۔ اور ایسے حلیم الطبع گرہستی بھی ہیں۔ کہ جو رشیوں کے رُتبے کو حاصل کرتے ہیں +

(۱۴) خواہشات کے سروت کا خوف سب کے لئے یکساں ہے۔ کیونکہ یہ دُنیا کو بہائے لئے جاتا ہے۔ اور جو ایک دفعہ اُس کے بھنور میں پڑ جاتا ہے۔ اُس کا بچنا بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن گیان مثل چھوٹی کشتی کے اور بچار مثل پتوار (چپا) کے ہے۔ اور دھرم کی ہنگی پکار تم کو مار (پرلوبھن) شترو کے حملوں سے اپنی رُوح کو بچانے کے لئے بُلاتی ہے +

(۱۵) چونکہ ہمارے لئے اپنے افعال کے نتائج سے بچنا ایک ناممکن امر ہے۔ اِس لئے ہم کو چاہیئے۔ کہ ہم نیک کام کریں +

(۱۶) ہم کو چاہیئے کہ اپنے خیالات کی جانچ پڑتال کریں۔ تاکہ ہم سے کوئی برائی سرزد ہی نہ ہو۔ کیونکہ جیسا ہم بوئینگے۔ ویسا ہی کاٹینگے بھی +

(۱۷) ایسے طریق ہیں۔ کہ جن سے اِنسان روشنی سے تاریکی اور تاریکی سے روشنی کی طرف جاتا ہے۔ اور ایسے طریق بھی ہیں۔ کہ جب انسان دُھندلے پن سے گہری تاریکی میں اور پو پھٹنے کی روشنی سے روشن تر روشنی کی طرف جاتا ہے۔ دانا اُس راستی کو جو اُس کو اِس وقت حاصل ہے۔ اور بھی زیادہ روشنی حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اور وہ لگاتار زیادہ سے زیادہ راستی کے گیان کی طرف بڑھتا ہے +

(۱۸) اپنے پاک چلن اور عقل کو کام میں لانے سے اپنی سچی فضیلت عظمت اور خوبی کو دکھلاؤ۔ دُنیوی چیزوں کی اسارتا پر خوب غور سے چنتا کرو۔ اور سمجھو کہ یہ زندگی چند روزہ ہے +

(۱۹) اپنے دل کو اعلےٰ بناؤ۔ اور مستقل و مستحکم مقصد رکھ کر سرل بشواس حاصل کرنے کیلئے کوشش کرو۔ شاہی منصب کے قواعد کو کبھی نہ توڑو۔ اور تم اپنی خوشی کا انحصار بیرونی چیزوں پر نہیں بلکہ اپنے دل کی حالت پر رکھو۔ اس طور پر تم آیندہ دُور دراز زمانوں کے لئے نیک نام چھوڑ جاؤ گے۔ اور تتھاگت کا اشیرباد حاصل کرو گے ✝

راجہ نے شردھا کے ساتھ بُدھ کے کلام کو سُنا۔ اور اُسکو پوری طرح دل میں محفوظ کرلیا۔ اور ان اُپدیشوں کو سُنکر اور اُن کی خوبی کی وجہ سے راجہ پرسن جیت بودھ دھرم میں دکھشت ہوئے۔ اور اُنہوں نے بودھ دھرم کی ترقی اور پرچار کے لئے طرح طرح کے ذریعے اور وسائل اختیار کئے ✝

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ بہت سے معزز رئیس ایک چوپال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ لوگ مہاتما بُدھ۔ اُن کے دھرم اور سنگھ کی بہت تعریف کر رہے تھے۔ اور اُن میں سنگہ جنرل اِن چیف نرگرنتھ فرقہ کا ایک شاگرد بھی وہاں موجود تھا۔ اُس نے اپنے دِل میں خیال کیا۔ کہ حقیقت میں بُدھ پاک اور کامل شخص ہے اُن سے ملنے کے لئے ضرور چلنا چاہیئے“✝

جنرل سنگہ جہاں نرگرنتھ فرقہ کا سردار گیات پتر رہتا تھا۔ گیا۔ اور اُس سے اجازت حاصل کرنے کے طور پر کہا۔ اے پربھو میں شرمن گوتم سے ملنا چاہتا ہوں“۔ گیات پتر نے جواب دیا اے سنگہ شرمن گوتم کرموں کے پھلوں کو نہیں مانتا۔ اور تم کرموں کے نتائج میں اُن کی اخلاقی خوبی کے مطابق یقین رکھتے ہو۔ اس لئے تم کو اُس سے

ملنے کے لئے نہیں جانا چاہیئے - اے سنگھ شرمن گوتم یہ اپدیش دیتا ہے کہ کرم کچھ نہیں - اور اپنے شاگردوں کو بھی اسی اصول کی تعلیم دیتا ہے - یہ بات سن کر سنگھ جنرل کے دل میں بدھ سے ملنے کیلئے جو شوق پیدا ہوا تھا - وہ کم ہوگیا +

جنرل سنگھ نے جب ایک دفعہ پھر بدھ دھرم اور سنگھ کی تعریف سنی - تو دوبارہ نرگرنتھ سردار سے دریافت کیا - اور اس دفعہ بھی اس نے اس کو نہ جانے کے لئے ترغیب دی - جب تیسری دفعہ جنرل نے بعض معزز شخصوں سے بدھ دھرم اور سنگھ کی تعریف سنی - تو اس نے خیال کیا کہ اس میں کچھ شک نہیں - گوتم شرمن ضرور پاک بدھ ہوگا - نرگرنتھ میرے کون ہیں - وہ اجازت دیں یا نہ دیں - میں ان سے پوچھے بغیر ہی بدھ سے ملنے کے لئے جاؤنگا" - چنانچہ وہ ویشالی سے شراوستی میں بدھ کے پاس گیا +

جنرل سنگھ کا نیستی کے متعلق سوال

جنرل سنگھ نے بدھ سے سوال کیا - اے پربھو میں نے سنا ہے - کہ شرمن گوتم کرموں کے پھل کو نہیں مانتا - اور وہ یہ اپدیش دیتا ہے - کہ کرم کوئی چیز نہیں - اور انسان اپنے کاموں کا اجر نہیں پاتے - اور وہ یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ تمام چیزیں حقیر اور فنا پذیر ہیں - اور اسی دھرم کی اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا ہے - کیا آپ انسانی وجود کو جلا دینے کے بعد روح کے نیست و نابود ہو جانے کی تعلیم دیتے ہیں؟ اے پربھو

مجھے بتلائیے کہ کیا وہ لوگ جو ایسا کہتے ہیں سچے ہیں۔ یا آپ کے دھرم کے برخلاف جھوٹی افواہیں اُڑاتے ہیں"؟

بُدھ نے کہا " ایک شخص جو میری نسبت ایسا کہتا ہے۔ ایک معنوں میں سچ کہتا ہے۔ نیز جو اُس کے برخلاف کہتا ہے۔ وہ ایک طرح پر سچ کہتا ہے۔ میں تم کو بتلاتا ہوں۔ لو سُنو +

" اے سِنگہ میں ایسے کاموں کو کہ جو ناپاک ہیں۔ کارج (فعل)، بچن (کلام) اور چنتا (خیال)، ہیں بھی نہ کرنے کی تعلیم دیتا ہوں۔ اور یہ سکھلاتا ہوں کہ دل کی اُن تمام حالتوں کو کہ جو اچھی نہیں بلکہ بُری ہیں پیدا ہی نہ کیا جاوے۔ مگر اے سِنگہ میں اُن کاموں کو کہ جو پاک ہیں۔ کارج (فعل)، بچن (کلام)، چنتا (خیال)، ہیں کرنے کی تعلیم دیتا ہوں۔ اور یہ سکھلاتا ہوں۔ کہ دل کی اُن تمام حالتوں کو جو بُری نہیں بلکہ اچھی ہیں اپنے میں پیدا کرنا چاہئے +

اے سِنگہ میں تعلیم دیتا ہوں کہ دل کے وہ تمام بھاؤ کہ جو اچھے نہیں بلکہ بُرے ہیں۔ اور تمام ناپاک کام جو کارج (فعل)، بچن (کلام)، چنتا (خیال)، کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔ ضرور جلا دیئے جاویں۔ اے سِنگہ جس نے اپنے آپ کو دل کی اُن تمام حالتوں سے جو ناپاک ہیں آزاد کر لیا ہے۔ اور اُن کو مثل اُس کھجور کے درخت کے کہ جو جڑ سے اُکھاڑ دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ پھر نہ اُگ سکے۔ نیست و نابود کر دیا ہے۔ وہی شخص خودی کی جڑ کاٹنے میں کامیاب ہُوا ہے +

اے سِنگہ میں خودی۔ کام (خواہشات)، بدنیتی اور بھرانتی کے بناش

رضا) ہو جانے کی منادی کرتا ہوں۔ مگر میں یہ نہیں کہتا کہ تحمل۔ پریم اوودارتا اور راستی کے پاک بھاؤ بھی نیست و نابود ہو جائینگے +

اے سنگہ میں تمام ناپاک کاموں کو کہ جو فعل۔ کلام اور خیال کے ذریعہ کئے جاتے ہیں نفرت کے لائق خیال کرتا ہوں۔ لیکن میں دھرم اور پاکیزگی کو قابل تعریف سمجھتا ہوں" +

یہ سن کر سنگہ نے کہا۔" آپ کے دھرم کے بارے میں میرے دل میں ایک شک اور باقی ہے۔ مہربانی کر کے وہ بھی دور کر دیجئے۔ تاکہ میں آپ کے دھرم کو جیسا کہ آپ اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ بخوبی سمجھ سکوں" +

جب **تتھاگت** نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ تو سنگہ نے کہا۔" اے مبارک آتما! میں ایک سپاہی ہوں اور بادشاہ نے مجھ کو لڑائیاں لڑنے اور اپنے شاہی حکموں کی تعمیل کرانے کے لئے مقرر کیا ہے۔ کیا **تتھاگت** جو دکھیاروں اور مصیبت زدوں پر انت دیا اور رحم کی تعلیم دیتا ہے۔ مجرم کو سزا دینے کی بھی اجازت دیتا ہے؟ اور کیا تتھاگت یہ بتلاتا ہے۔ کہ ہمارے لئے اپنے گھر بار۔ بال بچوں اور جائداد کی حفاظت کے لئے بھی لڑائی کرنا برا ہے؟ اور کیا تتھاگت اس قسم کے آتم سمرپن کی تعلیم دیتا ہے کہ جس سے میں برائی کرنے والے کو جو کچھ وہ کرنا چاہے کرنے دوں۔ اور اپنے آپ کو پورے طور سے اس شخص کے حوالے کر دوں کہ جو زبردستی سے میرا سب کچھ چھین لینا چاہتا ہے؟ اور کیا **تتھاگت** یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ تمام ایسی لڑائیاں اور جھگڑے بھی کہ جو پاک مقصد کے لئے کئے جائیں۔ ممنوع ہیں"؟

بُدھ نے جواب دیا۔ "تتھاگت کہتا ہے کہ جو سزا کا مستحق ہے۔ اُس کو ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ اور جو مہربانی کیے جانے کے لائق ہے اُس پر ضرور مہربانی ہونی چاہیئے۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی تعلیم دیتا ہے۔ کہ کسی جاندار کو نقصان نہ پہنچایا جاوے۔ بلکہ انسان کو چاہیئے کہ وہ محبت اور دیا کے بھاؤ سے بھرا رہے۔ اور یہ دونوں اصول آپس میں ایک دوسرے کے متضاد نہیں۔ کیونکہ جو شخص اپنے جرم کے لئے سزا پاتا ہے۔ وہ اُس تکلیف کو حاکم کی بدنیتی کی وجہ سے نہیں بھوگتا۔ بلکہ وہ اپنے بُرے اعمال کے نتیجے اور پھل اُٹھاتا ہے۔ اور جو سزا اُس کو قانون کی تعمیل کرانے والا دیتا ہے۔ وہ اُس کے اپنے بُرے کاموں کی وجہ سے اُس کے سر پر آتی ہے۔

"جس وقت ایک حاکم عدالت کسی مجرم کو سزا دیتا ہے۔ تب اُس کو اپنے دل میں کسی قسم کی دشمنی کے بھاؤ کو جگہ نہ دینی چاہیئے۔ اور جس قاتل کو اُس کے جرم کے بدلے جان سے مار دیئے جانے کی سزا ملی ہے۔ اُس کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ اُس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ جب وہ اسبات کو سمجھیگا۔ تو یہ سزا اُس کے دل کو پاک بنانے کا موجب ہوگی۔ اور وہ اپنی قسمت کو نہ روئیگا۔ بلکہ خوشی منائیگا۔"

پھر بُدھ نے کہا۔ "تتھاگت تعلیم دیتا ہے۔ کہ تمام ایسے جھگڑے اور لڑائیاں کہ جن میں انسان اپنے بھائی کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دردناک ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں سکھلاتا۔ کہ جب شانتی کو قائم رکھنے کے لئے ہر ایک کوشش بے سود ثابت ہو۔ تو اُس وقت

جو لوگ سچائی اور انصاف کے پاس ہیں جنگ کرتے ہیں۔ وہ الزام کے لائق ہیں۔ بلکہ وہ شخص قابل الزام ہے۔ کہ جو پہلے لڑائی کا موجب ہوا ہے +

تھاگت خودی کو مطیع کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن وہ بُری طاقتوں کے خواہ وہ آدمی ہوں یا دیوتا یا پرکرتی کے عناصر مطیع ہونا نہیں سکھلاتا + کشمکش تو ضرور جاری رہیگی۔ کیونکہ ساری زندگی ہی ایک نہ ایک قسم کی کشمکش ہے۔ لیکن انسان کو یہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ وہ راستی اور حق کے خلاف اور خودی کے واسطے کشمکش نہ کرے +

جو شخص خودی کے لئے کشمکش کرتا ہے۔ تاکہ وہ بڑا طاقتور۔ دولتمند یا مشہور آدمی ہو جائے۔ اُس کی کشمکش فضول ہے۔ لیکن جو بشر سچائی اور راستبازی کے لئے کشمکش کرتا ہے۔ اُس کا اجر بڑا ہے۔ کیونکہ اُس کی شکست میں بھی فتح ہی ہے +

خودی کا برتن اِس لائق نہیں۔ کہ اُس میں کوئی بہت بڑی کامیابی سما سکے۔ کیونکہ یہ برتن بہت چھوٹا اور جلد ٹوٹ جانے والا ہے۔ اور اِس میں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ کبھی اپنے فائدے اور کبھی دوسروں کے نقصان کے لئے بہت جلد گر پڑتا ہے۔ لیکن راستی کا برتن بہت بڑا ہے۔ کیونکہ اُس میں تمام وجودوں کے اعلےٰ معراج اور پاک خواہشیں آسکتی ہیں۔ اور جب تمام وجود صابون کے بلبلوں کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو اِس برتن کی تمام چیزیں محفوظ رہ جاتی ہیں۔ اور وہ راستی میں ابدی زندگی بسر کرینگی +

اے سنگھ جو شخص لڑائی میں جاتا ہے۔ خواہ وہ لڑائی بھلے کام کیلئے ہی ہو۔ اُس کو دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہونے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

کیونکہ بہادروں کا یہی انجام ہوتا ہے - اور اگر وہ اتفاقاً گرفتار ہو جائے - تو اُس کو شکایت نہیں کرنی چاہیئے - لیکن جو فتحیاب ہوتا ہے اُس کو یاد رکھنا چاہیئے - کہ اِس دُنیا کی تمام چیزیں ناپائدار ہیں +

اُس کی فتح خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو - لیکن یہ ممکن ہے - کہ زندگی کے حالات پلٹا کھا جائیں - اور اس کو خاک میں ملا دیں - لیکن اگر وہ اپنے آپ کو اعتدال کی حالت میں رکھے اور اپنے دل سے ہر ایک قسم کی عداوت کو دُور کر کے اپنے گرے ہوئے دشمن کو ہاتھ پکڑ کر اُٹھا دے اور اُس سے کہے کہ "آؤ ہم آپس میں صلح کر لیں اور بھائی ہو جائیں" - تو وہ ایسی فتح حاصل کرتا ہے - جو فانی نہیں - کیونکہ اُس کا پھل ہمیشہ کے لئے رہیگا +

اے سِنگھ اس میں شک نہیں کہ ایک فتحیاب جنرل بڑا بہادر ہے - لیکن وہ شخص کہ جس نے خودی کو فتح کیا ہے - اُس سے بھی بڑھ کر بیر پُرش ہے +

اے سِنگھ خودی پر فتح پانے کا مسئلہ آدمیوں کو آتماؤں کے بناش کرنے کے لئے نہیں - بلکہ اُن کو محفوظ رکھنے کے لئے سکھلایا جاتا ہے - اور وہ شخص کہ جس نے خودی کو جے کیا ہے - بہ نسبت اُس شخص کے جو خودی کا غلام ہے - زیادہ زندہ رہنے زیادہ کامیابی حاصل کرنے اور زیادہ فتوحات پانے کے لائق ہے - وہ شخص جس کا دل خودی کے دھوکے سے آزاد ہے ثابت قدم رہیگا - اور اس زندگی کی لڑائی میں کبھی شکست نہ کھائیگا +

اُس شخص کو جس کا مقصد پاکیزگی اور انصاف ہے کبھی زوال نہیں بلکہ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگا۔ اور اُس کی کامیابی ہمیشہ کے لئے رہیگی +

جو شخص اپنے دل میں راستی کے پیار کو جگہ دیتا ہے۔ وہ زندہ رہیگا اور کبھی نہ مریگا۔ کیونکہ اُس نے امرجیون کا جل پان کیا ہے۔ پس اے جنرل! تم ہمّت کے ساتھ کشمکش کرو۔ اور اپنی لڑائیاں بہادری سے لڑو۔ مگر راستی کے سپاہی بنو۔ اور تتھاگت تم کو اشیرباد دیگا +

جب بُدھ اپنے بیان کو ختم کر چکے۔ تو جنرل سِنگھ نے کہا۔ "آپ نے راستی کو ظاہر کر دیا ہے۔ حقیقت میں آپ کا دھرم اعلےٰ ہے۔ آپ نوعِ انسان کے گُرو ہیں۔ اور لوگوں کو مُکتی کا راستہ دکھلاتے ہیں۔ میں بُدھ اور اُس کے دھرم اور سنگھ کی شرن لیتا ہوں۔ آپ مجھ کو آج سے تمام عمر بھر کے لئے اپنا شِشش گرہن کیجئے" +

بُدھ نے کہا۔ "اے سِنگھ تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو۔ اُس پر پہلے بچار کرو تمہارے جیسے منصب کے لوگوں کو مناسب ہے۔ کہ کافی غور اور فکر کے بغیر کوئی کام نہ کریں +

یہ سُنکر سِنگھ کا بشواس بُدھ میں اور بھی زیادہ ہو گیا اور اُس نے جواب دیا اے پربھو! "اگر دوسرے گُرو مجھے اپنا شاگرد بنانے میں کامیاب ہوتے۔ تو وہ ویشالی کے تمام شہر میں اپنی فتح کے نشان لہراتے۔ اور یہ کہکر شور مچاتے کہ جنرل سِنگھ ہمارا شِشش (شاگرد) ہو گیا ہے۔" اب میں دوسری بار آپ کی شرن لیتا ہوں" +

پھر بُدھ نے کہا" اے سِنگھ بہت مدت سے نِرگرنتھ فرقے کے لوگوں کو تمہارے گھر سے کھانا ملتا رہا ہے۔ اِس واسطے تم کو مناسب ہے۔ کہ آئندہ کو بھی جب وہ تمہارے گھر بھکشا مانگنے آئیں۔ اُن کو کھانا دیتے رہا کرو" +

یہ سُن کر سِنگھ کا دِل اور بھی خوشی سے بھر گیا۔ اور اُس نے کہا" اے پربھو! لوگوں نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ شرمن تتھاگت کہتا ہے۔ کہ صرف اُسی کو ہی دان دینا چاہیئے۔ اور کسی دوسرے شخص کو نہیں اور اُسکے شاگردوں کو ہی کھانا کھلانا چاہیئے۔ اور دوسروں کے شاگردوں کو نہیں۔ لیکن آپ مجھے نِرگرنتھوں کو بھی دان دینے کے لئے ہدایت کرتے ہیں۔ اِس بارے میں جب وہ وقت آئیگا۔ دیکھا جائیگا میں تیسری دفعہ بُدھ اُس کے دھرم اور سنگھ کی شرن لیتا ہوں" +

تمام ہستی کے روحانی ہونیکے متعلق اُپدیش

سِنگھ کے جلو میں ایک افسر تھا۔ جس نے مہاتما بُدھ اور جرنل کی باہمی گفتگو کو سُنا تھا۔ اور اُس کے دِل میں کچھ شک باقی رہ گیا تھا۔ یہ شخص بُدھ کے پاس آیا۔ اور اُس نے کہا" اے پربھو! لوگ کہتے ہیں۔ کہ شرمن گوتم رُوح کی ہستی سے انکار کرتا ہے۔ کیا وہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ یا آپ کے برخلاف جھوٹ گھڑتے ہیں +

بُدھ نے جواب دیا۔ میری نسبت جو لوگ ایسا کہتے ہیں۔ ایک معنوں میں سچ کہتے ہیں۔ اور ایک طرح سے سچ نہیں کہتے +

تتھاگت سکھلاتا ہے۔ کہ سیلف خودی یا "میں"، کچھ چیز نہیں۔ جو شخص کہتا ہے۔ کہ روح سیلف ہے۔ اور سیلف ہی ہمارے خیالات کو سوچنے والا اور ہمارے کاموں کا کرنیوالا ہے۔ وہ اُس غلط اصول کو سکھلاتا ہے۔ کہ جو انسان کو تاریکی اور گھبراہٹ کی طرف لیجاتا ہے۔ لیکن تتھاگت سکھلاتا ہے کہ اصل چیز دماغ (بچار نیوالی طاقت) ہے۔ جو شخص رُوح کو دماغ سمجھتا ہے۔ اور دماغ کی ہستی کو قبول کرتا ہے۔ وہ اُس راستی کو سکھلاتا ہے کہ جو انسان کے دماغ کو روشن کرتی اور دانائی کی طرف لیجاتی ہے +

یہ سُنکر انسر نے پوچھا۔ کیا تتھاگت دو چیزوں کے وجود کو مانتا ہے۔ یعنی ایک وہ کہ جس کو ہم اِن حواسوں کے ذریعہ دیکھتے ہیں۔ اور دوسری وہ جو مینٹل (روحانی) ہے"؟

بُدھ نے کہا یہ سچ ہے۔ کہ دماغ روحانی چیز ہے۔ لیکن جو چیز ان حواسوں کے ذریعہ دیکھی جاتی ہے۔ وہ بھی روحانیت سے خالی نہیں۔ ابدی سچائیاں جو اِس کائنات کے انتظام پر حکومت کرتی ہیں۔ روحانی ہیں۔ اور رُوح فہم کے ذریعہ سے بکاش ہوتی ہے۔ بودھی (دانائی کل) مادے کی حرارت کو بھی فہیم شکتی میں بدل دیتا ہے۔ اور یہانتک کہ یہ مٹی بھی جو ہمارے پاؤں کے نیچے ہے۔ سچائی کی حالت میں بدلی جاسکتی ہے" +

جب بُدھ جیت بن کے بہار میں قیام کرتے تھے۔ تو اناتھ پنڈد نے بڑی خوشی کے ساتھ سینکڑوں بھکشوؤں کے اخراجات کا بوجھ برداشت

کیا کرتے تھے۔ بودھ دھرم کی ترقی کے لئے انہوں نے اپنا سارا مال خرچ
کر دیا تھا۔ اور اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھا۔ وہ صبح دوپہر اور شام تینوں
وقت برابر مٹ میں جایا کرتے۔ اور دھرم سادھن میں جوگ دیا کرتے تھے۔
اس لئے اب وہ دنیا کے کاروبار اور بنج بیوپار میں کافی توجہ اور وقت نہیں
دے سکتے تھے۔ جب مٹ میں جاتے تو سنیاسیوں کو طرح طرح کے نذرانے
دیتے اور روزمرہ پانسو سنیاسیوں کے لئے خوراک کا سامان مہیا رکھتے۔
وہ سنیاسیوں کے لئے مثل ماتا پتا کے تھے۔ اسی واسطے بدھ خود ان کے
مکان پر جاتے ہوئے نہیں جھجکتے تھے۔ ان کے گھر پر اس قدر سنیاسیوں
کے جھنڈ کے جھنڈ آیا کرتے جن کا کچھ شمار نہ تھا۔ ایک طرف تو ان کے دان
کا سروت لگاتار جاری رہنے لگا۔ دوسری طرف مہاجنوں نے جو روپیہ ان
سے قرضہ لیا ہوا تھا وہ ادا نہ کیا۔ علاوہ اس کے زمین کے اندر جو ان کی
دولت دفن کی ہوئی تھی وہ ندی کے ٹوٹ جانے سے پانی میں بہ گئی۔ اور
باہر سے روپیہ آنے کا کچھ ذریعہ نہ رہا۔ اس واسطے اناتھ پنڈ درفتہ رفتہ
غریب ہوتے گئے۔ ان کے قریبی رشتہ داروں نے ان کی یہ حالت دیکھ
کر ان کو اپنا فراخ اور کشادہ ہاتھ تنگ کرنے کے لئے مشورہ دیا۔ لیکن
وہ ان سب کو یہ کہہ کر خاموش کر دیتے کہ "جس دھرم کو میں نے سچ جانا ہے۔
جس دھرم کو اختیار کرنے سے میرے دل کو آرام اور شانتی حاصل ہوئی
ہے۔ اگر اس دھرم کی ترقی کے لئے اپنا سب کچھ دان کر کے مجھے اپنے
کھانے کے لئے گلی گلی بھکشا مانگنی پڑے۔ اور اگر اس دھرم کی ترقی
کے لئے یہ اسار (فانی) جسم چھوڑنا پڑے تو اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ اس

ناچیز دولت اور اِس چند روزہ جسم کو اچھے کرنے سے اگر لاانتہا اور لازوال دھرم کی بادشاہت دُنیا میں قائم ہوسکے۔ تو اس کے دینے میں مجھ کو کیوں کسی قسم کا دریغ ہونا چاہیئے۔اس دھرم کے لئے میرا دل دیوانہ ہوگیا ہے اِس واسطے مجھ کو اس دھرم سے ہٹانے کے لئے کوشش کرنا فضول ہے اناتھ پنڈد کو اس طور پر نہایت اُجل بشواس اور اٹل درڑھتا کے ساتھ دھرم کے لئے سب کچھ خرچ کرنے سے نہایت دُکھ دائی افلاس کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن نیک کام میں خرچ کردینے سے کبھی کسی کو نقصان نہیں ہوتا۔ اُن کی پاک زندگی اور سادھوتا کی بدولت اُن کے گھر میں پھر بیشمار دولت اکھٹی ہونے لگی"۔

بُدھ نے شراوستی سے راج گرہ میں جاکر برسات کا موسم گذارا۔ اور اُن دنوں اُنھوں نے اُوگرسین نامی ایک شخص کو جو نٹ بازی کا کام کیا کرتا تھا سنگھ میں قبول کیا۔ اور اُس کو یہ اُپدیش دیا۔ کہ تم جو نجیون حاصل کرکے زندگی کے راستہ میں بڑھنا چاہتے ہو۔ تو اس مقصد کیلئے جو کچھ تمہارے آگے پیچھے اور بیچ میں ہے۔ سب کچھ تیاگ کرو۔ کیونکہ جب تمہارا دل تمام بندھنوں سے آزاد ہوگا۔ تو تم موت کے ہاتھ سے چھٹکارہ پاؤگے اور پھر تمہاری رفتار پستی کی طرف نہ ہوگی[1]"۔

موسم برسات کے ختم ہونے پر گنگا کو عبور کرکے جب بُدھ وئیشالی کے مہابن باغ میں بمعہ شاگردوں کے باس کرتے تھے۔ تو وہاں پر اُنھوں نے سُنا کہ بان گنگا کے پانی کے حق کی بنا پر شاکیہ اور کلی دونو خاندانوں

[1] دھرم پد کا ۳۴۸ شلوک دیکھو۔

میں بہت سخت جھگڑا اور فساد شروع ہوا ہے۔ بُدھ یہ خبر سُن کر وہیں شالی سے وہاں پہنچے۔ اور دونو فریقوں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ "کیا یہ زمین قیمتی ہے"؟ اُنھوں نے کہا "نہیں! اِس کے دام تو کچھ ایسے بہت نہیں" پھر پوچھا "پھر کیا یہ پانی بہت قیمتی ہے"؟ جواب ملا "ہرگز نہیں"۔ پھر سوال کیا کہ "تو کیا تمہارا جیون (زندگی) قیمتی ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا بیشک زندگی بہت قیمتی چیز ہے۔ کیونکہ اگر زندگی باقی رہے۔ تو انسان سب کچھ پیدا کر لیتا ہے"۔ تب بُدھ نے کہا "جس چیز کو تم خود ہی قیمتی بتلاتے ہو۔ تو پھر کیوں اِس بیش قیمت دولت کو بیدام پدارتھ کیلئے برباد کرنے کیلئے تیار ہوئے ہو؟ ادنےٰ اور ناپائدار چیزوں کیلئے کیوں اپنے رشتہ داروں کے خون سے اِس پرتھوی کو کلنکت کرتے ہو۔ اور کیوں اپنی تباہی اور بربادی کا راستہ کُشادہ کر رہے ہو؟ بہتر ہے کہ تم سب ہی شانت ہو جاؤ"۔

بُدھ کی اس نیک اور قرین عقل صلاح سے تمام جھگڑا اور فساد دُور ہو گیا۔ اور وہ اپنے نانا اور پتا دونو کے خاندانوں میں کہ جو جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ شانتی ستھاپن (قائم) کر کے پھر ویشالی کو چلے گئے۔ اور اُسی مقام میں برسات کا موسم گزارنے لگے۔

ابھی برسات کا نصف موسم ہی گُذرا تھا۔ کہ یہ خبر آئی کہ اُن کے پتا راجہ شدھودن بہت سخت بیمار ہیں۔ اور اُن کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ بُدھ آخری وقت میں پتا کے درشن کرنے کے لئے گھر گئے۔ اور وہاں جا کر دیکھا کہ پتا کا آخری وقت آ پہنچا ہے۔ اور اُن کے اِس فانی جسم کے چھوٹ جانے میں کچھ زیادہ دیر نہیں۔ بُدھ اور اُن کے شِشش راجہ کے

پاس بیٹھ کر اُن کے بےحس وحرکت جسم میں شکتی سنچار کرنے کے لئے کوشش کرنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد راجا کے قریب المرگ جسم میں طاقت آئی۔ موت کے وقت لڑکے کا مُنہ دیکھ کر شدھودن کا پژمُردہ اور غمگین دل بشاش اور تر و تازہ ہوگیا۔ راجا کی عمر اس وقت ۹۷ برس سے زیادہ ہوگئی تھی۔ اور علاوہ ازیں شوک اور غم کے صدموں اور حملوں سے اُن کا جسم اور بھی کمزور اور شکستہ ہوچکا تھا۔ رات کے آخری حصہ میں پھر وہ بیہوش ہوگئے۔ اگلے دن سورج کے طلوع ہونے کے وقت وہ اس فانی جسم کو چھوڑ کر یہاں سے پرلوک کو سدھار گئے۔

تمام راج پُری شوک (ماتم) کے سمندر میں ڈوب گئی۔ بُدھ نے بُدھی پُوربک (حسب دستور) اپنے پتا کے جسم کو شمشان بھومی میں داہ (جلانا) کیا۔ اور اُس کے بعد اپنے رشتہ داروں و خویش و اقربا کو اس دُنیا اور جسم کی اسانتا دکھلا کر بہت شانتی دینے والے بچنوں سے تسلی دی۔ اور خود مہابن کے کُٹاگار نامی بہار میں چلے گئے۔

شدھودن کی وفات سے شاکیہ قوم کا شاہی خاندان ایک معنوں میں نیست و نابود ہوگیا۔ اور اس کا اب صرف نام ہی باقی رہ گیا۔ کیونکہ اس خاندان میں جتنے راج کُمار تھے۔ وہ یکے بعد دیگرے قریباً سب ہی سنیاسی ہوگئے تھے۔ نردھ (بوڑھے) راجا کی وفات کے بعد راج پریوار میں صرف ایسی چند عورتیں کہ جن کے سوامی پہلے ہی سنسار کو چھوڑ چکے تھے۔ اور کچھ بچے باقی رہ گئے تھے۔ اُن کے دُکھ۔ گریہ و زاری اور ہاہاکار کے شور و غل سے تمام راج پُری گونج اُٹھی۔ راج سنگھاسن

سُونا پڑا رہ گیا۔ راج محلوں میں اب کوئی باس نہیں کرتا۔ اور راج رانیاں شوک اور دُکھ سے ادھ موئی ہوگئیں +

جن محلوں میں وہ اپنے سوامیوں کے ساتھ سُکھ سے رہتی تھیں۔ اور جن گھروں میں اُنھوں نے زندگی کے سُنہرے دن کاٹے تھے۔ اور جن مکانوں میں گزشتہ سُکھوں کی صرف یاد باقی رہ گئی تھی۔ اب وُہ اُن جگہوں میں قدم تک نہیں رکھتیں +

ہستی شالہ میں ہاتھی اور گھوڑ شالہ میں گھوڑے کھڑے ہیں۔ لیکن اُن کو استعمال میں لانے اور اُن پر سواری کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ راج گھر میں عیش و عشرت اور آرام و آسائش کے بے شمار سامان موجود ہیں۔ لیکن اب اُنہیں بھوگنے والا کوئی نہیں +

اُن راج رانیوں نے کہ جو کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھتی تھیں یہ سمجھ کر کہ "جب وہی نہ رہے کہ جو ہماری زندگی کی زندگی اور آشا اور سُکھ تھے۔ تو ہم کیوں اور کس واسطے اِس سُونی اور شمسان بھُومی میں رہیں"۔ اپنے اُوپر سے شاہی لباس اور بھُوشن زیورات اُتار دیئے۔ اور جوگنوں کا لباس پہن کر بُدھ کے پاس جا کر سنّیاسنیاں بننے کیلئے اُن کی رضامندی چاہی +

اُن کی اِس درخواست کو سُن کر بُدھ کے دِل کے اندر یہ سوال پیدا ہُوا۔ کہ آیا عورتوں کو سنگھ میں قبول کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اور وہ اس مسئلہ کو جلدی اور آسانی سے حل نہ کر سکے +

اس زمانہ میں مستورات کو کیا سوشیل (سماجک) اور کیا دھرم کے متعلق

(دینی) معاملات میں کچھ بھی دخل نہ تھا۔ اور نہ اِس قسم کے کچھ حقوق حاصل تھے۔ کھانا پینا اور گھر میں مثل نوکروں کے کام کرنا ہی اُن کی زندگی کا مقصد سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ مردوں کے لئے صرف ایک عیش و عشرت کا سامان خیال کیجاتی تھیں۔ دُنیا کے چھوٹے چھوٹے اور ادنےٰ درجے کے کام اُن کی زندگی کا آغاز اور انجام خیال کئے جاتے تھے +

جبکہ ناری جاتی (مستورات) کی نسبت ایسا عام خیال تھا۔ تو اِس سوال نے کہ آیا مستورات کو سنگھ میں داخل ہونے کی اجازت دیکر اُن کو دھرم کے معاملات میں آزادی دینی چاہیئے یا نہیں؟ بُدھ کے دِل میں کچھ وقت کے لئے تذبذب اور جھجک پیدا کی ہو۔ تو اس میں کچھ تعجب اور حیرانی کی بات نہیں +

آخرش بُدھ نے آنند کی رائے سے عورتوں کی نسبت صدیوں کے جمے ہوئے کُسنسکاروں (توہمات) کو دُور کر دیا۔ اور ... دراز سے ملک کی مروجہ بدرسم کو اُٹھا کر دھرم کا دروازہ عورتوں کے لئے کھولدیا۔ اور وہ اُس وقت سے آزادانہ طور سے دھرم کی سِکھشا حاصل کرنے لگیں۔ بُدھ نے اِن نئی بھکشنیوں کو لے کر اُن کی ایک علیحدہ جماعت بنائی۔ اور گوپا کو اُن کا ہیڈ (رہنما) مقرر کیا

اُس زمانہ میں بُدھ نے دُنیا کے سامنے مرد اور عورتوں کے مساوی حقوق کی مُنادی کی۔ لیکن ہائے اِکس قدر افسوس اور دُکھ کا مقام ہے کہ اگرچہ اُس وقت سے لے کر آج تک اِتنا زمانہ گزر گیا۔ مگر آریاورت اب تک بھی اِس صداقت کو سمجھنے کے لائق نہیں ہُوا۔ اب بھی عورتیں مثل

قیدیوں کے ہیں۔ اِس وقت بھی وُہ مردوں کے لئے صرف عیش و آرام کا سامان خیال کی جاتی ہیں۔ بُدّھ تُم دھن ہو۔ تمہارا رحم اور ہمدردی سے پُر دل اُس وقت بھی جبکہ مُلک میں اُس قسم کی گہری تاریکی اور جہالت چھائی ہوئی تھی۔ ناری جاتی کے دُکھ کو دیکھ کر پسیجا اور نرم ہُوا تھا۔ لیکن ہائے! ہم نے اس روشنی۔ آزادی اور تہذیب کے زمانہ میں بھی اُن کو طرح طرح کی توہمات اور جہالت کی زنجیروں اور بندھنوں سے جکڑا ہوا ہے۔ اور ہمارے کٹھور اور خود غرض دلوں پر اُن کی دُکھدائی اور ترسناک حالت کو دیکھ کر کچھ بھی چوٹ نہیں لگتی!!! بُدّھ نے جیسے بھکشوؤں کی ہدایت کے لئے کچھ قواعد بنائے تھے۔ ویسے ہی اِن سنیاسنیوں کے لئے بھی چند خاص نیم (قواعد) تیار کئے۔ اور اس کے بعد خود اکیلے کوشامبر مکول[1] پہاڑ پر چلے گئے۔

بہت دنوں تک کاروبار میں مصروف رہتے رہتے کس کا دِل نِرجن ستھانوں میں رہنے کے لئے بیقرار نہیں ہوتا؟ اُنہوں نے کچھ دنوں کے لئے نِرجن پہاڑ کی گوہا میں جہاں دُنیا کا شور و غل نہیں پہنچتا۔ اکیلے ہی دھیان کے سُکھ میں مگن ہونے کے لئے قیام کیا۔ اور پھر وہاں سے آتما (روح) کی خوراک حاصل کر کے پھرنئے اور تازہ جوش اور سرگرمی کے ساتھ دھرم پرچار کے لئے باہر نکلے۔

مکول پربت پر تنہائی میں اکیلے ہی برسات کا موسم ختم کر کے راج گرہ کو واپس آئے۔ یہاں آنے پر راجہ بمبی سار کی رانی کھشیما دُنیا کے سُکھ

[1] اس پہاڑ کا موجودہ نام کوشم ہے اور یہ الہ آباد کے جنوب مغرب میں جمنا کے نزدیک واقع ہے۔

اور آسائش کے سامانوں اور عیش و عشرت کو چھوڑ کر سنیاسیوں کی جماعت میں شامل ہوئیں اُن کے بھکشنی ہو جانے پر تمام راج میں ایک تہلکہ پڑ گیا۔ بُدّھ میں ایک عضب کی کشش تھی۔ کہ جس کے ذریعہ سے مردوں کے علاوہ امیر اور راج گھرانے کی بہو بیٹیاں بھی گھر بار چھوڑ کر سنیاسنیاں ہو گئیں +

اس کے بعد اُنھوں نے تیر تھنکر نامی ہندو وار تِشنکوں (منطقیوں اور فلاسفروں) کے ساتھ دھرم کے متعلق بچار کرنا شروع کیا۔ پُورن نامی ایک براہمن جوان لوگوں کا سرغنہ اور رہنما تھا بچار میں ہار گیا۔ اور اُس نے اِس ہار کو اِس قدر بےعزتی اور دُکھ محسوس کیا۔ کہ اُس کے لئے جینا وبال ہو گیا۔ اور آخرش پانی میں ڈوب کر مر گیا +

اِس گھٹنا کے کچھ عرصہ بعد آنند کے دل میں بہت ہل چل پیدا ہوئی۔ اور یہ خیال اُس کو بہت دُکھ دینے اور ستانے لگا۔ کہ وہ اپنی عورت کو بیکسی اور دُکھ کی حالت میں چھوڑ کر سنیاسی ہو گیا ہے۔ کچھ دنوں کی کشمکش کے بعد اُس نے فیصلہ کیا۔ اور یہ مناسب سمجھا کہ میں سنیاسیوں کی جماعت کو چھوڑ کر پھر دُنیا میں چلا جاؤں۔ اور اپنی استری کے ساتھ رہکر گرہ پالن (کُنبہ داری) کروں۔ آنند کے دل کی کمزوری کو معلوم کر کے بُدّھ نے اُس کو کہا:۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کلک نامی ایک بیوپاری ایک گدھے پر اشیاء خوردنی لاد کر فروخت کرنے کیلئے جا رہا تھا۔ یہ بیوپاری گدھے کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا تھا۔ اور اُس کو عمدہ عمدہ کھانے دیا کرتا تھا۔ لیکن اِتفاقاً

ایک دن راستے میں گدھے کا دل ایک اپنی ہمجنس مادہ کو دیکھ کر اُس طرف متوجہ ہوگیا۔ اور اب اُس کا دل اس جگہ سے آگے کو چلنا نہ چاہتا تھا۔ بیوپاری نے اُس کو وہاں سے آگے لیجانے کے لئے بہت ہی کوشش کی۔ اور کتنی ہی لاٹھیاں ماریں۔ لیکن وہ وہاں سے ایک قدم بھی آگے کو نہ سرکا۔ آخر شش خواہش سے اندھے گدھے کی بات کو سنکر بیوپاری نے کہا۔ کہ میں تجھے یقین دلاتا ہوں۔ اور اس بات کا وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اپنے اصلی مقام پر پہنچ کر میں تم کو اس خواہش کے متعلق سامان مہیا کردونگا۔ منزل مقصود پر پہنچ کر بیوپاری نے کہا۔ میں اپنے عہد اور اقرار کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اُن تمام گدھیوں اور اُن کے بچوں کی خوراک وغیرہ کا انتظام تم ہی کو کرنا پڑیگا۔ اور میں جس قدر خوراک تم کو دیا کرتا ہوں۔ اُس سے ایک مٹھی بھر بھی زیادہ نہ دونگا۔ اور تم سے کام اتنا ہی لونگا جتنا تمہیں اب کرنا پڑتا ہے۔ گدھے نے سوچکر دیکھا۔ کہ اب میں جس طرح سے آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہوں۔ پھر مجھ سے ہمیشہ کے لئے یہ تمام سُکھ چھوٹ جاوینگے۔ اِس فکر سے اُس کے اندر سے خواہش کا مرض دُور ہوگیا۔ اور اس لئے اب اُس نے اپنے پہلے ارادہ کو چھوڑ دیا +

جب آنند نے اس کہانی کو سُنا۔ تو اُس کی توجہ اپنی زندگی پر خاص طور سے پڑی۔ اُس نے اپنی غلطی معلوم کی۔ اور اس لئے اپنے پہلے ارادے کو چھوڑ دیا۔ بعد ازاں کچھ عرصہ کے بعد اُس کی استری بھی اُس کے پاس آگئی۔ اور وہ بھی سنیاسنی ہوگئی +

اِتنے میں پھر برسات کا موسم آپہنچا۔ اِس دفعہ برسات کا موسم گذارنے کے لئے بُدھ جیت بن میں گئے۔ اِس وقت بُدھ کے دشمن تیرتھنکر اِن کو دِق کرنے اور زک پہنچانے کیلئے طرح طرح کی سازشیں اور شرارتیں کرنے لگے۔ کھُلے طور پر ترک اور بچار کے ذریعہ تو اُن کو ہرا نہیں سکتے تھے۔ مگر دوسری طرف اُنہوں نے یہ دیکھکر کہ اُن کے پربل پرتاپ سے براہمنی دھرم کی دن بدن بیخکنی ہونی شروع ہوگئی۔ اب بُرے دونوں جیسی کارروائی اور وطیرہ اختیار کیا۔ اور بُدھ کے پاک اور نرمل چرتر (چلن) پر طرح طرح کے دوش (عیب) اور کلنک (الزام) لگانے شروع کئے +

اُنہوں نے چنتا نامی ایک استری کو اپنے قابو میں کرلیا۔ شام کیوقت جب اُپاسک لوگ دھرم کتھا سُن کر بہار سے شہر کو واپس آتے تو یہ عورت اچھے اچھے کپڑے اور زیورات پہن کر بہار کی طرف جایا کرتی۔ اور جب لوگ اُس سے دریافت کرتے کہ تو کہاں جاتی ہے۔ تو وہ جواب دیتی۔ کہ آپ لوگوں کو اس بات کے جاننے کی کچھ ضرورت نہیں۔ نور کے تڑکے (علے الصباح) جب سب لوگ پھر شہر سے بہار کی طرف جاتے۔ تب وہ عورت بکھرے بکھرے ہوئے لباس میں واپس آیا کرتی۔ اس حکمت اور چالاکی سے اُس نے لوگوں کے دلوں میں بُدھ کے چلن کی نسبت شک پیدا کردیا +

آخرش چنتا نے ایک دن بہت سے لوگوں کے سامنے جاکر برملا اُن سے کہدیا۔ کہ "بُدھ سے اُس کو اُمید ہے"۔ اور اِس بات کو ثابت کرنے کے لئے اُس نے اپنے پیٹ پر ایک تکیہ (بالیں) باندھ کر اُس کو بظاہر بڑا

بھی بنالیا۔ اور اس صورت میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئی۔ لیکن اچانک کسی طرح پر بند ڈھیلا ہو گیا۔ اور اُس کے پیٹ سے تکیہ گر پڑا۔ اور براہمنوں کی چالاکی اور سازش ظاہر ہو گئی +

اِس کے بعد ایک اور عورت روپیہ کے لالچ سے براہمنوں کے قابو میں آ گئی۔ اور اُن کے سکھلانے سے سب جگہ کہتی پھرنے لگی کہ "بدھ کا چرتر (چلن) اچھا نہیں"۔ جب سب جگہ یہ افواہ پھیل گئی۔ تو ایک دن دیکھا گیا۔ کہ کسی شخص نے اس عورت کو مار ڈالا۔ اس پر براہمنوں نے مشہور کرنا شروع کیا کہ بدھ نے اپنے کلنک (الزام) کو چھپانے کے لئے یہ کام کیا ہے۔ اور چونکہ یہ عورت اُن کے کلنک کو ظاہر کرنے کا باعث تھی۔ اِس خیال سے کہ اُن کا اصل حال لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے۔ اُس کو خود مار ڈالا ہے +

اِن براہمنوں کی یہ حکمت اور سازش بھی بیفائدہ اور بے سود ثابت ہوئی اِس سازش کے کرنے والے ایک دن شراب پی کر اور اُس کے نشہ میں مست ہو کر اور بہک کر بڑے غرور اور فخر سے کہتے پھرنے لگے۔ کہ ہمارے ہاتھ سے کسی کا بھی نِستار (چھٹکارا) نہیں۔ یہانتک کہ ہم نے بدھ کے پوتر اور شدھ چرتر کو بھی لوگوں کے سامنے ناپاک اور خراب ثابت کیا ہے۔ اور اُن کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں بدظنی پیدا کر دی ہے[لے]"+

عام لوگوں کے دلوں میں بدھ کی طرف سے جو شک اور بدگمانی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ جلد رفع ہو گئی۔ اور اب وہ پھر اپنی اُس پاک عظمت اور بزرگی کے ساتھ کہ جسکو کوئی شخص جھوٹے جھوٹے اِتہام اور الزام لگا کر بھی نقصان

لے ویل آف دی لا مصنفہ ایلا سٹر کا ۲۳۲ صفحہ دیکھو +

نہ پہنچا سکا۔ بہت اُتساہ اور جوش کے ساتھ دھرم پرچار کرنے لگے +

سخت تعجب اور حیرانی کی بات ہے۔ کہ اِس دُنیا کے لوگ سچائی کے مقابل میں شکست کھا کر بھی پوشیدہ پوشیدہ اپنے مخالف کے پاک چرتر پر جھوٹے الزام لگا کر اور ناپاک حملے کر کے فتح کی اُمید کرتے ہیں۔ لیکن کبھی اَست کی فتح ہوئی بھی ہے +

مُہاتما بُدھ اگلے سال برسات کا موسم گزارنے کے لئے کپل وستو کے نزدیک سِنسومار پربت پر چلے گئے۔ اِس مقام میں رہائش کے دنوں میں کوکُل اور مگدالی نامی اپنے دو شاگردوں کے ماتا پِتا کو دِکھشت کرکے سَرت موسم کے شروع میں کوشامبھی پربت پر چلے گئے۔ جب مہاتما بُدھ کوشامبھی میں قیام پذیر تھے۔ اُن کے نوجیون حاصل کرنے کے بعد نویں سال سنگھ میں جھگڑے اور فساد کی آگ بھڑک اُٹھی +

ایک بھکشو مسمی مگدالی کسی جرم کے لئے مجرم قرار دیا گیا۔ اور جب اُس نے جُرم کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ تو سنگھ نے اُس کو خارج کرنے کا فتوے دیا +

یہ شخص جو دھرم کو جانتا تھا۔ جس نے سنگھ کے قواعد کو پڑھا ہوا تھا۔ اور فاضل۔ ذہین۔ باحیا اور دانا تھا۔ جس کو بُرا بھلا پہچاننے کی تمیز تھی۔ اور اپنے آپ کو قواعد کے اندر لانے کے لئے بھی تیار تھا۔ اپنے دوست اور رفیق بھکشوؤں کے پاس گیا۔ اور اُن سے کہا:۔

"اے دوستو! جو کچھ میں نے کیا ہے یہ کوئی جُرم نہیں ہے۔ اور خارج کرنے کا فتوے دینے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ چونکہ میں مجرم نہیں

ہوں۔ اس لئے یہ حکم بےضابطہ اور ناجائز ہے۔ میں اپنے آپ کو ابھی تک سنگھ کا ممبر تصور کرتا ہوں۔ اے میرے معزز بھائیو۔ میرا حق قائم رکھنے میں میری مدد کرو"+

وہ لوگ کہ جنہوں نے خارج شدہ بھائی کی مدد کی تھی۔ اُن بھکھشوؤں کے پاس کہ جنہوں نے اُس کے برخلاف حکم جاری کیا تھا گئے۔ اور کہا کہ اس کا کوئی جرم نہیں ہے۔ لیکن دوسرے فریق نے اُسکے فعل کو جرم تبلایا ہے"+

اِس طرح سے جھگڑا اور فسا دبرپا ہوگیا۔ اور سنگھ دو گروہوں میں منقسم ہوگیا اور وہ آپسمیں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے اور طعنہ زنی کرنے لگے+

جب مہاتما بُدھ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی۔ تو وہ اُن بھکھشوؤں کی قیامگاہ پر گئے کہ جنہوں نے اُسکو خارج کرنے کا حکم دیا تھا اور اُن کو یہ اُپدیش دیا+

اے بھکھشوؤ! محض اس بنا پر کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ ہمیں اپنے ایک ساتھی بھکھشو کی نسبت حکم جاری کرنے کا حق حاصل ہے۔ تم نہ سمجھو کہ تمہیں امرواقع کے خلاف حکم دینے کا بھی اختیار ہے+

اُن بھکھشوؤں کو سنگھ میں فریق بنانے اور تفرقہ ڈالنے سے خوف کرنا چاہئیے کہ جو بے سوچے سمجھے ایک ایسے بھائی کے برخلاف حکم جاری کرتے ہیں۔ کہ جو دھرم اور سنگھ کے قواعد کو جانتا ہے۔ جو فاضل۔ دانا۔ ذہین اور باحیا ہے۔ جو ضمیر رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو انتظامیہ قواعد میں لانے کے لئے تیار ہے۔ انہیں صرف اس سبب سے کہ وہ اپنے قصور کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ ایک بھائی کے برخلاف

خارج کرنے کے لئے حکم دینا واجب نہیں ہے +

پھر مہاتما بدھ وہاں سے اُٹھ کر اُن بھکشوؤں کے پاس گئے۔کہ جو خارج شدہ بھائی کے طرفدار تھے۔اور اُن سے کہا:۔

"اے بھکشوؤ! یہ مت خیال کرو کہ تم نے اگر کسی کو رنج پہنچایا ہے تو تمہیں اُس کے کفارہ کی ضرورت نہیں" +

جب کسی بھکشو نے کوئی ایسا قصور کیا ہے۔کہ جس کو وُہ جرم خیال نہیں کرتا۔لیکن اُس کے دوسرے بھائی اُس کو مجرم گردانتے ہیں۔تو اس صورت میں اُس کو یہ خیال کرنا چاہیئے۔کہ یہ ایک ناممکن امر ہے۔کہ "یہ بھائی کہ جو سنگھ کے قواعد اور دھرم کو جانتے ہیں۔جو فاضل۔دانا۔ذہین اور باحیا ہیں۔جو کانشنس کی پیروی کرتے ہیں۔اور اپنے آپ کو انتظامیہ قواعد میں لانے کے لئے تیار ہیں۔وُہ خود غرضی حسد یا خوف سے متحرک ہو کر میرے برخلاف فتوے لگاویں۔اُس کو فریق بنانے کا باعث بننے سے خوف کھانا چاہیئے اور اُس کے لئے یہ بہتر ہے۔کہ وہ قصور کو اپنے بھائیوں کی سند پر تسلیم کرلے +

بُدھ نے سنگھ میں شانتی اور پریم استھاپن (قائم) کرنے کیلئے بتیری کوشش کی۔لیکن کسی طرح بھی وہ شکستہ دلوں میں جوڑ نہ لگا سکے۔آخرش آنند نے لاچار ہو کر مگدالی کے کسی اور دُور دراز مقام میں چلے جانے کے لئے بہت زور لگایا۔لیکن اُس نے اُس مقام کو ہرگز نہ چھوڑا +

دونو فریق علیحدہ علیحدہ اُپوستھ[1] اور اپنے اپنے منصبی فرائض کو ادا

---

[1] برت کا دن +

کرتے رہے۔ اور جب اُنکے علیحدہ علیحدہ رسم و رسوم ادا کرنے کی خبر مہاتما بُدھ کو پہنچی۔ تو اُنہوں نے یہ دیکھکر کہ دونو فریق متفق الرائے نہیں ہیں۔ اور دونوں میں ہی دھرم شیل بھائی موجود ہیں۔ اور اس خیال سے کہ اِس میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔ علیحدہ علیحدہ اُپوستھ کا قائم رکھنا اور فرائض منصبی کا ادا کرنا ہر دو فریق کے لئے جائز قرار دیا +

مہاتما بُدھ نے جھگڑالو بھکشوؤں کو اِن الفاظ میں چشم نمائی کی۔ کہ گنوار اور بے سمجھ لوگ بہت شور مچایا کرتے ہیں۔ لیکن جب سنگھ میں ہی فریق پیدا ہوں۔ تو پھر کس کو مجرم ٹھیرائیں +

اُن آدمیوں کو کہ جو یہ خیال کرتے رہتے ہیں۔ کہ "فلاں آدمی نے مجھ کو ذلیل کیا ہے۔ فلاں نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے۔ فلاں نے مجھ کو نقصان پہنچایا ہے" نفرت کا بھاؤ شانتی کی حالت میں آنے نہیں دیتا + یہ ایک اٹل قانون ہے کہ نفرت کو نفرت سے نہیں بلکہ اُسے اُلفت اور پیار سے جیت سکتے ہیں +

دُنیا میں بہت سے آدمی ایسے ہیں۔ کہ جو اپنے جذبات کو مطیع کرنے کی ضرورت کو نہیں سمجھتے۔ وُہ اگر جھگڑالو ہوں۔ تو ہمیں اُنکو معاف کر دینا چاہیئے۔ لیکن وہ لوگ جو اِس ضرورت کو دوسروں کی بہ نسبت بہتر طور پر جانتے ہیں۔ اُن کو اتفاق کے ساتھ رہنے کا سبق سیکھنا چاہئے۔ اگر کسی آدمی کو کوئی دانا دوست مل جائے۔ کہ جو پاکیزگی سے زندگی بسر کرتا اور اپنے برتاؤ میں ہمیشہ یکساں ہے۔ وُہ تمام خطروں پر غالب آ کر اُس کے ساتھ خوشی سے گذارہ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اُس کو کوئی ایسا دوست

نہ ملے۔ تو اُس کے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ وہ اُس بادشاہ کی طرح کہ جو اپنی سلطنت اور اُس کے مخصوں کو چھوڑ چھاڑ کر تنہائی کی زندگی بسر کرتا ہے تنہا اور اکیلا دنیا میں رہے۔ تاکہ ہاتھی کی مانند جنگل میں تنہا اور ایکانت زندگی بسر کرے +

بیوقوفوں کے ساتھ دوستی ہی کیا ہو سکتی ہے۔ نیز مغرور اور خودغرض لوگوں اور جھگڑالو اور ہٹ دھرمیوں کے ساتھ رہنے سے تنہا ہی رہنا بہتر ہے +

تم کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ جن لوگوں کو اِس دُنیا کی چیزوں کے ناپائدار اور ادنےٰ ہونے کا علم نہیں۔ وہ جھگڑا اور فساد کر سکتے ہیں۔ لیکن تم لوگوں کا ایسا بیوپار کبھی بھی شوبھا نہیں پاتا۔ جس شخص کو گیانی۔ پرشانت اور دُور اندیش ساتھی نصیب ہو وُہ ایسے ساتھی کے سنگ میں سُکھ اور آرام سے دِن کاٹ سکتا ہے۔ لیکن مُورکھ اور اگیانیوں کے ساتھ باس کرنے کی نسبت اپنی خواہشات پر تصرف کر کے نِرمل چت سے اکیلا ہی رہنے میں منگل (بھلائی) ہے" +

مہاتما بُدھ نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ ان سرکش اور بیوقوفوں کو نصیحت کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ اِس لئے وُہ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے +

اِتفاق کا پھر قائم ہونا

فریقین میں جھگڑے کا فیصلہ نہ ہوتا دیکھ کر مہاتما بُدھ کو شامبی سے

چلے گئے۔ اور جگہ بجگہ پھرتے ہوئے آخر کار شراوستی میں آ گئے +

مہاتما بُدھ کی عدم موجودگی میں فساد اور بھی زیادہ بڑھتا گیا حتےٰ کہ کوشامبی کے سیوک لوگ تنگ آ گئے۔ اور کہنے لگے +

یہ جھگڑالو سادھو تو بہت بڑی وبا ہیں۔ اور یہ ہم پر بھی مصیبتیں لا دینگے۔ اِن کے جھگڑوں سے تنگ آ کر مہاتما بُدھ یہاں سے چلے گئے۔ اور اپنی رہائش کے لئے اور جگہ پسند کر لی ہے۔ اِس لئے ہم کو بھی اِن سادھوں کو نمسکار نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ اُن کو کھانے پہننے کی امداد دینی چاہیئے۔ یہ لوگ بھگویں کپڑے پہننے کے قابل نہیں ہیں۔ یا تو انہیں چاہیئے کہ مہاتما بُدھ کو راضی کر لیں ورنہ بہتر ہے کہ پھر دُنیادار بن جاویں +

جب کوشامبی کے سیوکوں نے بھکشوؤں کو نمسکار اور اُن کا پالن پوشن کرنا چھوڑ دیا تو بھکشو پچھتانے لگے۔ اور کہا۔ چلو ہم مہاتما بُدھ کے پاس چلیں۔ اور اُن سے اپنی نا اتفاقی کے سوال کا فیصلہ کرائیں +

جب دونوں فریق شراوستی میں پہنچے۔ تو بزرگ ساری پُتر نے اُن کی آمد کا حال سُن کر مہاتما بُدھ سے پوچھا +

یہ کوشامبی کے مقدمہ باز جھگڑالو اور فسادی بھکشو جو فساد کی جڑ ہیں شراوستی میں بھی آئے ہیں۔ بھگوان! مجھے اِن بھکشوؤں کے ساتھ کس طرح سے برتاؤ کرنا چاہیئے؟

بُدھ نے جواب دیا۔ اے ساری پُتر اِن کو لعنت ملامت مت کرو۔ کیونکہ درشت کلامی کسی کو بھی پسند نہیں آتی۔ ہر ایک فریق کے لئے

[illegible] جائے۔ رائش مقرر ہو۔ اور بے تعصبانہ وانصاف سے
اُن کے ساتھ سلوک کرو۔ ہر ایک فریق کی باتوں کو صبر کے ساتھ کان دھر کر سُنو۔ مُنی اُسی کو کہتے ہیں۔ کہ جو دونو طرفوں کو برابر دیکھتا ہے (یعنے ترازو سے جانچتا ہے) جب دونو فریق اپنے مقدمہ کے حالات پیش کر چکیں تو پھر سنگھ کو اتفاق کرا دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور اتفاق قائم کرنے کا اعلان کر دینا چاہئے +

معزز اُپالی نے مہاتما بُدھ کے پاس جا کر کہا۔ "بھگون! کیا یہ ٹھیک نہ ہوگا؟ اگر سنگھ جھگڑے کو رفع کر دینے کی غرض سے متنازعہ حالات کی تحقیقات کرنے کے بدُون ہی فریقین میں اتفاق ہو جانیکا اعلان کر دے" +

مہاتما بُدھ نے جواب دیا۔ "اگر سنگھ معاملہ کی تحقیقات کرنے کے بغیر ہی اتفاق کا ازسرنو قائم ہو جانا مشتہر کرتا ہے۔ تو نہ تو وہ اعلان ہی درست ہے۔ نہ قانوناً جائز ہے۔ اتفاق کو پھر قائم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو صرف لفظی۔ دوسرا لفظی اور حقیقی دونو۔

اگر سنگھ بلا تحقیقات معاملہ پھر اتفاق کو قائم کرنے کے لئے کہتا ہے تو وہ صلح صرف لفظی ہے۔ لیکن اگر سنگھ معاملہ کی تحقیقات کرنے کے بعد اور اُس کی تہ میں پہنچکر ازسرنو قائمی اتفاق کے مشتہر کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو پھر لفظی اور حقیقی دونو طرح پر صلح ہو گئی۔ لفظی اور حقیقی اتفاق کی ازسرنو قائمی ہی درست اور قانوناً جائز ہے +

مہاتما بُدھ نے بھکشوؤں کو اس موقع کے حسب حال شاہزادہ دیگھاؤ کی حکایت یوں سُنانی شروع کی +

قدیم زمانہ میں کانشی جی کا ایک طاقتور راجہ مسمی برمھ دت بنارس میں رہتا تھا اس نے کوشل کے راجہ دیرگھتی پر بایں خیال کہ کوشل کی سلطنت بہت چھوٹی ہے۔ اور راجہ میری فوجوں کا مقابلہ نہیں کر سکیگا حملہ کرنے کے لئے چڑھائی کی +

جب دیرگھتی نے دیکھا کہ میرے لئے کانشی کے راجہ کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔ تو وہ اپنی چھوٹی سی سلطنت کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور جگہ بجگہ پھرتے ہوئے وہ آخرش بنارس میں پہنچا۔ اور شہر کے باہر ایک کمہار کے گھر معہ اپنی استری کے رہنے لگا۔ اُسی جگہ اُن کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کہ جس کا نام انہوں نے دیرگھ آیو رکھا۔ جب دیرگھ آیو بالغ ہوگیا تو راجہ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ راجہ برمھ دت نے ہم کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اور وہ خوف کھاتا ہے۔ کہ ہم اس سے اپنا کینہ نکالینگے۔ وہ ہمیں قتل کرنے کے لئے تلاش کریگا۔ اگر وہ ہم تینوں کو پائیگا۔ تو ضرور قتل کرڈالیگا۔ اس لئے اس نے اپنے بیٹے کو اپنے سے علیحدہ کرکے کہیں بھیجدیا +

دیرگھ آیو جس نے وراثتاً اپنے باپ سے ذہانت حاصل کی تھی۔ علم و ہنر سیکھنے میں مصروف ہوا۔ اور چند روز ہی میں بہت دانا و ہنرمند ہوگیا۔

راجہ دیرگھتی کا سابقہ حجام بھی بنارس میں آنکلا اور اس نے راجہ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ اور بوجہ طمع نفسانی اس نے راجہ برمھ دت کے پاس جاکر سب حال کہدیا +

جب برمھ دت نے یہ ماجرا سنا کہ کوشل کا بھاگا ہوا راجہ معہ اپنی رانی

کے پوشیدہ طور پر اور بھیس بدل کر ایک کمہار کے گھر میں آرام سے زندگی بسر کر رہا ہے۔ تو اُس نے حکم دیا کہ اُسکو اور اُسکی بیوی کو پا بہ زنجیر کر کے پھانسی دیدو +

جس شخص کو حکم دیا گیا تھا۔ اُس نے راجہ دِیرگھتی کو گرفتار کر لیا۔ اور اُسکو قتل گاہ کی طرف لے چلا +

جب اس گرفتار شدہ راجہ کو بنارس کے بازاروں میں سے لیجا رہے تھے۔ تو اُس نے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ جو اپنے والدین کے درشن کرنے کے لئے وہاں آیا تھا۔ اگرچہ راجہ اپنے بیٹے کی موجودگی کو جتانا نہیں چاہتا تھا۔ مگر تاہم وہ اپنے بیٹے کو آخری نصیحت کرنے کے لئے بہت فکرمند تھا۔ اور اُس نے کہا اے میرے بیٹے دِیرگھ آیو۔ مدت تک مت رکھو۔ جلدی مت کرو۔ نفرت کو نفرت سے نہیں بلکہ پیار اور محبت سے ہی نفرت کو جیت سکتے ہیں +

کوشل کا راجہ بمعہ اپنی استری کے پھانسی دیا گیا۔ اُن کے بیٹے دِیرگھ آیو نے تیز شراب خریدی اور محافظوں کو پلا دی۔ جب رات ہوگئی۔ تو اُس نے اپنے والدین کی لاشوں کو چِتا پر رکھ کر عزت کے ساتھ مذہبی رسوم سے داہ کر دیا +

جب راجہ برھم دت کو یہ خبر پہنچی۔ تو وُہ ڈر گیا۔ اور اُس نے خیال کیا کہ اُن کا بیٹا دِیرگھ آیو اپنے والدین کی موت کا کینہ مجھ سے نکالیگا۔ اور اگر اُس کو کوئی اچھا موقعہ مل گیا۔ تو وُہ مجھے ضرور قتل کر ڈالیگا +

نوجوان دِیرگھ آیو جنگل میں چلا گیا۔ اور دِل کھولکر رویا۔ پھر اُس نے

اپنے آنسوؤں کو پونچھا - اور بنارس واپس چلا آیا +

دیرگھ آیو نے سُنا کہ راجہ کے ہاتھی خانہ میں مددگاروں کی ضرورت ہے چنانچہ اُس نے نوکری کے لئے درخواست کی - اور ہاتھی خانہ کے داروغہ نے اُس کو نوکر رکھ لیا +

راجہ نے رات کو اچانک ایک سُریلی آواز میں ایک عمدہ گیت کو سارنگی سے گاتے ہوئے سُنا کہ جس نے اُس کے دِل کو باغ باغ کردیا - اُس نے اپنے نوکروں سے دریافت کیا - کہ یہ گانیوالا شخص کون ہے؟ جواب ملا کہ ہاتھی خانہ کے داروغہ نے ایک نوجوان آدمی کو نوکر رکھا ہے - کہ جو بہت لائق ہے اور اُس سے اُس کے تمام ساتھی محبت کرتے ہیں - اُنہوں نے کہا کہ اُس کو سارنگی سے گانے کی عادت ہے جس نے راجہ کے دل کو خوش کیا ہے - یقیناً یہ وہی ہوگا +

راجہ نے حکم دیا کہ اسکو میرے سامنے پیش کرو - اور وہ دیرگھ آیو کو دیکھ کر اُس سے بہت خوش ہوا - اور اُس کو شاہی محل میں ہی نوکر رکھ لیا +

راجہ نے دیکھا - کہ یہ جوان اور باحیا آدمی بڑی دانائی اور ہوشیاری سے اپنے کام کو پورا کرتا ہے - اس لئے اُس نے جلدی اُسکو ایک معتبر عہدہ پر مقرر کردیا +

اتفاقاً راجہ ایک دِن شکار کھیلنے کے لئے گیا - اور اپنے ساتھیوں سے جُدا ہوگیا - صرف دیرگھ آیو اُس کے ساتھ رہگیا - راجہ شکار سے تھک گیا - اور اپنے سر کو دیرگھ آیو کی گود میں رکھ کر سو گیا +

اِس وقت دیرگھ آیو سوچنے لگا - کہ اِس برھم دت راجہ نے ہم کو

بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ہم سے ہماری سلطنت چھین لی۔ اور میرے ماتا پتا کو پھانسی دی ہے۔ اب یہ میرے قابو میں ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اُس نے اپنی تلوار کو میان سے نکالا۔ مگر فوراً ہی دیرگھ آیُو کو اپنے باپ کے یہ الفاظ یاد آ گئے "مدت تک مت رکھو۔ جلدی مت کرو۔ نفرت کو نفرت نہیں۔ بلکہ نفرت کو صرف پیار جیت سکتے ہیں"۔ اُن کا خیال کرتے ہی اُس نے اپنی تلوار کو میان میں کر لیا۔

راجہ سوتے سوتے بے چینی اور گھبراہٹ سے جاگ اٹھا۔ جب نوجوان نے اُس سے دریافت کیا کہ راجن! تم خوف زدہ کیوں ہو؟ تو راجہ نے جواب دیا۔ "مجھے نیند میں ہمیشہ گھبراہٹ رہتی ہے۔ اور اکثر خواب میں یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ نوجوان دیرگھ آیُو ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے مجھ پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے"۔

پھر نوجوان دیرگھ آیُو نے اپنے بائیں ہاتھ کو قابو شدہ راجہ کے سر پر رکھ کر اور دائیں ہاتھ سے تلوار میان سے نکال کر کہا۔ "جس دیرگھتی کی تم نے سلطنت چھین لی۔ اور جس کو تم نے بمعہ اُس کی استری کے قتل کر ڈالا ہے۔ میں اُسی کا بیٹا دیرگھ آیُو ہوں"۔

جب راجہ نے اپنے آپ کو دیرگھ آیُو کے قابو میں پایا۔ تو اس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا کر کہا۔ "دیرگھ آیُو میری جان بخشی کر۔ میری جان بخشی کر"۔

دیرگھ آیُو نے بغیر کسی قسم کی سخت کلامی یا ناراضگی کے جواب دیا۔ راجن! میں کس طرح تمہاری جان بخشی کر سکتا ہوں۔ کیونکہ خود میری زندگی تم سے

خطرے میں ہے۔ اے راجہ تم ہی میری جان بخشی کرو۔

راجہ نے کہا۔ اچھا دیرگھ آیو یہ بہتر ہے۔ کہ تم میری جان بخشی کرو اور میں تمہاری۔

اِس طرح سے کانشی کے راجہ برمھ دت اور نوجوان دیرگھ آیو نے ایک دوسرے کی جان بخشی کی۔ ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر قسم کھائی کہ آیندہ کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچائیگا۔

راجہ برمھ دت نے دیرگھ آیو سے دریافت کیا کہ تمہارے باپ نے مرتے وقت جو تم کو نصیحت دی تھی۔ کہ "بہت دیر تک مت رکھو بہت جلدی مت کرو۔ کیونکہ نفرت کو نفرت سے نہیں۔ بلکہ پیار اور محبت سے جیت سکتے ہیں"۔ اِس کا کیا مطلب تھا؟

نوجوان نے جواب دیا۔ راجن! میرے باپ نے مرتے وقت جو مجھے یہ نصیحت دی تھی۔ کہ "بہت دیر تک نہیں"۔ اس سے اُس کی مراد تھی کہ مجھے بہت عرصہ تک نفرت کو اپنے دل میں جگہ نہیں دینی چاہئے۔ اور اِن الفاظ سے کہ "جلدی مت کرو"۔ اُس کا مطلب تھا۔ کہ دوستوں سے جھگڑے کرنے میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔ اور اس فقرے سے کہ "نفرت کو نفرت نہیں جیت سکتی۔ بلکہ نفرت کو پیار اور محبت جیت سکتے ہیں"۔ اُس کی یہ مراد تھی مثلاً

راجن! تم نے میرے ماتا پتا کو قتل کرایا ہے۔ اگر اُس کا بدلہ لینے کے لئے میں تم کو مار ڈالتا۔ تو تمہارے رشتہ دار اور طرفدار مجھ کو قتل کر ڈالتے۔ اور اس طرح سے میرے رشتہ دار اور مددگار تمہارے رشتہ داروں

کے دشمن بن جاتے - اور اُن کو قتل کرڈالتے - اِس سے ثابت ہوتا ہے - کہ نفرت کو نفرت سے نہیں - بلکہ نفرت کو پیار اور محبت سے جیت سکتے ہیں +

راجن! اِس وقت نفرت سے نہیں بلکہ پیار سے تم نے میری اور میں نے تمہاری جان بخشی کی ہے +

راجہ برمھ دت کو یقین ہو گیا - کہ نوجوان دِیرگھ آیُو بہت ہی دانا ہے کہ جس نے اپنے باپ کے نہایت مختصر طور پر بیان کئے ہوئے الفاظ کو کیسا پُورا پُورا اور مُشرّح طور پر سمجھا ہے - راجہ نے خوش ہو کر دِیرگھ آیُو کو اُس کے باپ کا راج - رتھیں - فوج - خزانہ - ذخیرہ اور محل وغیرہ سب واپس دیدیا - اور اُس کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی بھی کر دی - مہاتما بُدھ نے یہ کہانی بِھکھشوؤں کو سنائی - اور اُن کو رخصت کر دیا +

بِھکھشوؤں نے ایک مجلس منعقد کر کے اپنے جھگڑے کے حالات کی تحقیقات کی - اور اُس کی تہ میں پہنچ کر سنگھ میں ازسرِنو اتفاق قائم کر دیا +

راج گِرہ کے نزدیک ایکنالا نامی ایک گاؤں میں بھاردواج نامی ایک براہمن رہتا تھا - اُس کے پاس بہت زمین تھی - اور اُس کے کھیتوں میں ہر سال بہت زراعت ہوتی تھی - ایک دن جبکہ بھاردواج پانسو ہل لے کر اپنے کھیت کو جانیوالا تھا - تو بُدھ بِھکھشا پاتر لے کر اُس کے گھر کے دروازے پر پہنچے - بہت سے گِرہستیوں نے اُن کو خیر مقدم کہا - اور بہت سنمان اور عزت سے پیش آئے - لیکن یہ براہمن اپنے دروازہ پر بِھکھشو کو دیکھ کر غصہ کے مارے جل بھُن گیا - اور غصہ سے بھرا ہوا باہر آ کر کہنے لگا +

دیکھو شرمن! میں زمین جوت بو کر اس میں بیج بوتا ہوں اس سے اناج پیدا ہوتا ہے۔ اور اس اناج سے کھانا تیار کر کے اسکے ذریعہ اس جسم کو قائم رکھتا ہوں۔ بنا محنت کے اس دُنیا میں کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ تم کیوں دوسروں پر بوجھا اور اُن کے گلے کا ہار بن کر زندگی بسر کرتے ہو۔ اور کیوں ہمیشہ دوسروں کے دست نگر رہتے ہو۔ تم بھی زمین کاشت کر کے اناج پیدا کرو۔ پھر تم کو کھانے کی کچھ کمی نہ رہیگی" +

بُدھ نے یہ سُنکر جواب میں کہا کہ "اے براہمن! میں بھی زمین کاشت کر کے بیج بوتا ہوں۔ اور اُس سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے۔ وہی کھایا کرتا ہوں۔ یہ سُن کر براہمن نے پُوچھا" تم کہتے ہو کہ میں کھیتی کا کام کرتا ہوں لیکن میں تو تم میں اُس کی کچھ بھی علامت نہیں دیکھتا۔ اچھا تمہارے بَیل کدھر ہیں۔ اور بیج اور ہل کہاں ہیں" ؟

تب بُدھ نے کہا" بشواس (ایمان) میرا بیج ہے۔ جو میں بوتا ہوں انسان کا دِل میرا کھیت ہے۔ اور نیک کاموں کا پانی اس زمین کو شاداب اور زرخیز کرتا ہے۔ گیان میرا ہل ہے۔ اور بنے (انکساری و فروتنی) اُس کا پھالا۔ اور میرا مَن اُس کو چلانے کے لئے سُوتر دراس جو رسا جو بَیلوں کی ناتھ میں باندھ کر ہل چلانے والا اپنے ہاتھ میں تھامے رہتا ہے) ہے۔ دھرم رُوپی ہل کا سِرا (مُنّی) میرے ہاتھ میں ہے۔ سرگرمی اور کوشش میری پینی ہے۔ اور محنت اور ریاضت میرے بَیل ہیں۔ مَیں اس قسم کی کھیتی کرتا ہوں۔ اور اُس سے موہ اور بھرم کا گھاس پھوس اور تنکے سب صاف ہو جاتے ہیں۔ اور نربان رُوپ امرت

پھل پیدا ہوتے اور سارے دُکھوں کا ناش ہو جاتا"+

یہ انوکھے اور عجیب بھاؤ کی باتیں سُنکر بھاردواج فریفتہ اور موہت ہوگیا۔ اور گھر میں جاکر اُن کے کھانے کے لیے لذیذ کھیر لایا۔ اور اُنکو دینے لگا۔ بُدھ نے یہ کہکر کہ "اُپدیش کے عوض میں ہم کچھ نہیں لیا کرتے" اُس کے لینے سے انکار کیا۔ بُدھ کے عجیب و غریب بھاؤ سے مُوثر ہوکر بھاردواج کا دِل بدل گیا۔ اور اُس نے آخر کار بُدھ کا شِشّ بنکر سنیاس لے لیا۔ اور گھر کو چھوڑ دیا[1] +

برسات کا موسم گذر گیا۔ شرت کے نیلے آسمان پر پھر نِرمل چندرما (چاند) دکھائی دیا۔ بُدھ راج گرہ سے ساتیہ بیہ نگر کو جو کوشل راج کے ماتحت تھا روانہ ہوئے۔ اگرچہ رفتہ رفتہ بُدھ کی عمر زیادہ ہو گئی تھی۔ لیکن اُن کے اُتساہ جوش اور سرگرمی میں کچھ بھی کمی نہ آئی۔ ساتیہ بیہ نگر سے وُہ بیرنج نامی مقام میں گئے۔ یہاں پر برسات کے چار ماہ گذار کر وُہ اِس دفعہ زیادہ دنوں کے لئے باہر نکلے۔ اور دکھن میں منڈل دیش تک دھرم پرچار کرتے کرتے پُہنچے اِس سے پہلے وہ کبھی اتنی دُور نہ گئے تھے۔ وہاں سے بنارس اور ویشالی ہوتے ہوئے شراوستی کو واپس آئے۔ اِسی وقت میں اُنہوں نے اپنے لڑکے کے سامنے "مہا راہُل سوتر" کی بیاکھیا (تشریح)، کی۔ پھر جب برسات کا موسم آیا۔ تو چالیہ گاؤں میں چلے گئے۔ اور برسات کے ختم ہو جانے پر شراوستی کو واپس چلے آئے +

---

[1] بھاگیکار سوامی کا بنایا ہوا سوتر نپات کرشی (کسان) بھاردواج سوتر دیکھو +

برسات کے موسم میں بُدھ پرچار کے لئے کہیں باہر نہیں جاتے تھے اور چار ماہ تک ایک ہی جگہ قیام کرتے۔ اور اس عرصہ میں دھرم کے مشکل سے مشکل اور دقیق سے دقیق مسائل اور اصولوں کی بیاکھیا (تشریح) کیا کرتے تھے۔ اسی واسطے لوگ مختلف مقامات سے برسات کا موسم اُن کے ہاں گذارنے کے لئے بُدھ کے پاس بلاوا بھیجا کرتے تھے +

اگلے سال برسات کے دنوں میں انہوں نے جیت بن میں قیام کیا اور جب راہل کی عمر بیس برس کی ہو گئی۔ تو انہوں نے اُسکو بھکشو کا منصب عطا کیا۔ دِکھشت کرتے وقت بُدھ نے راہل سے سوال کیا۔ کہ ”کیا ہمیشہ سادھوؤں کے ساتھ رہتے رہتے تمہارے دل میں اُن کے لئے نفرت کا بھاؤ تو پیدا نہیں ہوتا؟ اور کیا تم اُس شخص پر کہ جو نوعِ انسان کے لئے گیان کی روشنی ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ شردھا کا بھاؤ رکھتے اور اُس کا سنمان کرتے ہو“؟ اُس کے جواب میں راہل نے کہا ”سادھوؤں کے ساتھ رہ کر میرے دل میں کبھی اُن کی طرف نفرت کا بھاؤ پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہ شخص کہ جس نے نوعِ انسان کے لئے گیان کی روشنی ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔ میری پُوجا کے لائق ہے“+

یہ جواب سن کر بُدھ نے کہا کہ ”تم بشواس کی طاقت سے گھر کو تو چھوڑ کر چلے آئے ہو۔ لیکن نربان پد حاصل کرنے کے لئے صرف گھر بار چھوڑنا ہی کافی نہیں۔ اس لئے اب ان پانچ اندریوں (حواسوں) کے بشیوں یعنی جو نظر کے لئے خوبصورت اور دل کے لئے پیاری چیز ہے

اُس کو چھوڑ کر دُکھ کا ناش کرو۔ اب تم آئندہ سے ہمیشہ سادھوؤں کے ساتھ باس کرو۔ الگ چارپائی پر سوؤ۔ اور الگ آسن پر بیٹھو۔ اور اس بات کے لیے ہمیشہ کوشش کرو۔ کہ اشانتی کے وقت تمہارا مزاج کبھی تیز نہ ہو خوراک کے بارے میں ہمیشہ اعتدال رکھو۔ بھگویں بستر۔ خوراک۔ چارپائی اور آسن کی خواہش کو کبھی دل میں جگہ نہ دو۔ کبھی سنسار میں پھر واپس چلے جانے کا خیال نہ کرو۔ بہت احتیاط کے ساتھ سنیاس دھرم کے نیموں کو پالن کرو۔ اور پانچوں اندریوں (حواسوں) کو اپنے قابو میں رکھو ہمیشہ محنت اور جفاکشی سے کام کرو۔ اِس زندگی کی اسارتا محسوس کر کے اندریوں کے سُکھ کے ہر ایک کارن کی جڑ کو اُکھاڑ ڈالو۔ دِل کو ستھر اور پرشانت کر کے اِس زندگی کی اسارتا کو محسوس کرو۔ بحث مباحثہ کو چھوڑ کر چنتا شیل بنو۔ اور اہنکار کو چھوڑ کر پرم شانتی میں باس کرو[1]

دھن ہے وُہ پتا۔ جس نے خود بیراگ کے لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کر کے پُتر کو بھی اپنے ہاتھ سے بیراگ کا لباس پہنا دیا

اِس کے بعد بُدھ نے کپل وستو میں جا کر برسات کا موسم نیگرودھ جنگل میں گذارا۔ اُس وقت امرتودن کا لڑکا مہا نام بُدھ کا چچازاد بھائی شُدھودن کے سونے سنگھاسن (تخت) پر بیٹھ کر برائے نام راج کی حفاظت کر رہا تھا۔ مہا نام نے بھی جو ایک معنوں میں شاکیہ خاندان کا آخری چراغ تھا اس وقت بُدھ کی پیروی کی۔ اور اِس طور پر اِس خاندان کی آخری اُمید کا چراغ بجھ گیا۔ اور اس کے بعد سے اِس خاندان کی

[1] سوتر نپات کا راہُل سوتر دیکھو

حفاظت کے لئے اور کوئی شخص باقی نہ رہا۔ بُدھ اُس کے بعد جیت بن بہار میں چلے گئے ✦

اگلے سال جب وُہ الاوی نامی مقام میں ٹھیرے ہوئے تھے تو ایک نہایت بد اور سخت مزاج شخص نے آکر کہا :-

"تو کون ہے۔ کہ تو نے یہاں آکر میرے رہنے کی جگہ پر دخل کر لیا ہے؟ ابھی میرے مکان سے باہر نکل جا" جب بُدھ وہاں سے چلنے لگے۔ تو اِس اُسر پرکرتی شخص نے کہا۔ کہ تُم سادھو معلوم ہوتے ہو۔ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ اِس دُنیا میں اِنسان کے لئے سب سے اچھا دھن کیا ہے؟ کونسا کام کرنے سے اِنسان کو سُکھ حاصل ہوتا ہے؟ تمام ذائقہ دار اور لذیذ چیزوں میں سب سے بڑھ کر ذائقہ دار اور لذیذ چیز کونسی ہے؟ کونسا انسان سب سے زیادہ سریشٹ اور اُتم ہے؟ میرے اِن تمام سوالوں کا جواب دو۔ ورنہ میں تمہارا پاؤں پکڑ کر گنگا کے اُس پار پھینکدونگا۔ بُدھ نے کہا بندھو! تم مجھ کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہو؟ تمہارے سوالوں کا جواب یہ ہے کہ بشواس ہی اِنسان کے لئے سب سے زیادہ سریشٹ دھن ہے۔ پورے دل کے ساتھ دھرم پالن کرنے سے ہی سُکھ حاصل ہوتا ہے۔ سچائی ہی سب سے بڑھکر پیار کرنے کی چیز ہے۔ سچے اور اصل گیانی شخص کا جیون ہی سب سے بڑھکر سریشٹ جیون ہے" ✦

یہ سُنکر پھر اُس نے دریافت کیا "میں کِس طرح اِس جنم کے کلیش سے رہائی پا سکتا ہوں۔ اور کیونکر اِس جیون سمندر سے پار ہو سکتا ہوں اور کِس طرح ہر ایک دُکھ سے رہائی پا سکتا ہوں۔ اور کِن کِن وسائل اور

ذریعوں کے اختیار کرنے سے شُدھ اور پوِتر ہو سکتا ہوں ؟
بُدھ نے جواب میں کہا۔ بشواس (ایمان) کی طاقت سے جنم کے کلیش دُور ہوتے ہیں۔ ریاضت اور استقلال کے ذریعہ آدمی جیون سمندر سے پار ہو سکتا ہے۔ جتن اور کوشش سے دُکھ دور ہوتا ہے۔ پرم گیان لابھ (حاصل) کرنے سے دِل پوِترتا (پاکیزگی) حاصل کرتا ہے۔[1]

اُس نے پھر تیسری دفعہ پوچھا۔ کہ اِس دُنیا میں گیان۔ دھن جش اور بندھو کس طرح سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور کیا کرنے سے پرلوک میں دُکھ کے ہاتھ سے رہائی پا سکتے ہیں ؟ بُدھ نے جواب دیا۔ جو شخص شردھا اور بھگتی کے ساتھ دھرم میں بشواس کرتا ہے۔ اور دھرم کتھا سُنتا ہے۔ وہ پرم گیان حاصل کرتا ہے۔ جو اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ اور جو محنتی اور مستقل مزاج ہے۔ وہ دھن حاصل کرتا ہے۔ پریم (محبت) سے بندھو (دوست) حاصل ہوتا ہے۔ ست (سچائی) کی پیروی کرنے سے جش حاصل ہوتا ہے۔ جس گھرستی نے سچائی۔ آتم سنجم (اپنے اوپر تصرف)، درڑھتا (مستقل مزاجی) سخاوت اور معافی اور درگذر کی زندگی حاصل کی ہے۔ اُس کو پرلوک میں کچھ بھی تکلیف نہ اُٹھانی پڑیگی"۔

بُدھ کے اِس زندگی بخش اُپدیش کو دِلی توجہ کے ساتھ سُنکر اِس نہایت سرکش خونخوار اسُر کا دل بدل گیا۔ اور اُس کے دل میں دھرم بھاؤ جاگ اُٹھا۔ اور وُہ بھکشو بن کر گاؤں بگاؤں بودھ دھرم کی مُنادی کرنے لگا۔[1]

---

[1] سوترنپات کا ۳۰ صفحہ دیکھو۔

بُدھ الاوی سے راج گرہ کو چلے گئے - اِس مقام میں اُنہوں نے شری متی نامی ایک بیسوا کی موت کے موقعہ پر ایک نہایت عمدہ اور مؤثر اُپدیش دیا - وہاں سے وہ شراوستی ہو کر پھر الاوی کو واپس آ گئے مختلف مقاموں میں دھرم پرچار کر کے شراوستی کے نزدیک چالیہ گاؤں میں برسات کا موسم گذارا - اور پھر وہاں سے راج گرہ کو چلے گئے برسات کے ختم ہونے پر مگدھ دیش کے گاؤں گاؤں میں دھرم پرچار کے لئے باہر نکلے اِس موقع پر ایک دفعہ اُنہوں نے دیکھا کہ ایک ہرن جال میں پھنسا ہوا اور اُس کے جسم میں بہت سے تیر لگے ہوئے ہیں - اور وہ اُن کی طرف ترشنا بھری آنکھوں سے دیکھ رہا ہے - گویا اُن کی مدد کا خواہاں ہے - اور اُس کی آنکھوں سے جل دھارا بہ رہی ہے +

بھلا گوتم کا نرم اور دیالُو دل یہ بے رحمی کا نظارہ کیونکر برداشت کر سکتا تھا؟ اُنہوں نے فوراً ہرن کو جال سے آزاد کر دیا - اور خود پاس ہی ایک درخت کے نیچے کھڑے دھیان میں محو ہو گئے - غصہ سے بھرے ہوئے شکاری نے اُن کی جان لینے کے لئے اُن کی طرف ایک بان (تیر) چھوڑا - لیکن تیر اُن کے جسم میں نہ لگا - شکاری نے نزدیک آ کر دیکھا کہ ایک عجیب و غریب اور اپرُوپ (لاثانی) پُرش دھیان میں بیٹھا ہُوا ہے - یہ نظارہ دیکھ کر اُس کے دِل میں شردھا اور بھگتی پیدا ہوئی اور حیران ہو کر مثل تصویر کے کھڑا رہا - دھیان کے ختم ہونے پر بُدھ اُس کو اِس حالت میں کھڑے دیکھ کر دیا اور پریم کی کہانی سُنانے لگے - جسکو سُن کر شکاری کے دِل میں اپنی زندگی کی طرف دھتکار (لعنت) کا

بھاؤ پیدا ہو کر اپنے پاپ آلودہ جیون کے لئے سخت دُکھ اور اُنو تاپ پیدا ہُوا۔ اور اپنے گذشتہ پاپوں کے لئے گریہ وزاری کرتا ہُوا بُدھ کے شرناگت ہُوا۔ یہ شخص آخرش بمعہ اپنے پریوار کے اُن کا گرہستی شِش (شاگرد) ہو گیا۔ اور اُس نے اِس نیچ کام کو چھوڑ دیا +

مگدھ دیش سے گوتم شراوستی کو چلے گئے۔ اور وہیں اُنہوں نے برسات کا موسم بسر کیا۔ اب اُن کی عمر کے اُنسٹھ برس گذر گئے تھے۔ سخت محنت اور کام کرنے کی وجہ سے اُن کا جسم بہت کمزور ہو گیا تھا۔ یہانتک کہ اب وُہ خود روزمرہ باقاعدہ طور سے دروازہ دروازہ بھکشا مانگنے کے لئے باہر نہیں جا سکتے تھے۔ اس لئے اب اُنہوں نے اس کام کے لئے اپنے ایک شاگرد کو مقرر کیا۔ لیکن چونکہ اِس شاگرد کے دِل میں گُرو کی خاص مہربانی حاصل ہونے کی وجہ سے کچھ غرور پیدا ہو گیا تھا۔ اِس لئے اُنہوں نے اُس وقت سے آنند کو اپنا ساتھی مقرر کیا +

چالیہ کے نزدیک ایک جنگل میں انگُومال نامی ایک ڈاکو رہا کرتا تھا۔ اُس کے ظلم سے گرد و نواح کے گاؤں کے لوگ نہایت خوف زدہ اور تنگ تھے۔ بُدھ نے اُس کے دِل کو بدلنے کا مضبوط عہد کیا۔ اور اِس ارادہ سے اُس جنگل میں داخل ہوئے۔ اور اُس کو اپنے سنیہہ اور پریم کے جال میں پھنسا کر اُس سے اِس بُرے کام کو چھوڑا دیا۔ انگُومال نے ڈکیتی اور لُوٹ مار کی زندگی چھوڑ دی۔ اور بھکشو بن کر شہر بشہر گھُومنے لگا +

شراوستی نگر میں وِشاکھا نامی ایک عورت رہتی تھی۔ جو بہت دولتمند

تھی۔ اُس کے دل میں بُدھ کے لیے بہت پریم اور شردھا پیدا ہو گئی۔ اِس لیے اُس نے اپنا سب مال دھرم کے لئے دان کر دیا۔ اور اجودھیا شہر میں پُوربا رام نامی ایک بہار بنا دیا تھا۔ اور وہ سب سے پہلی عورت تھی۔ کہ جو بُدھ دیو جی کی شِشش گھرستی بہنوں کی اُستانی بنی +

جب بھگوان بُدھ شراوستی میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ تو وہ اُن کے پاس گئی۔ اور اُن سے اپنے ہاں بھوجن کرنے کے لئے پرارتھنا درخواست کی۔ جسکو بُدھ دیو جی نے منظور فرمایا +

اُس دن تمام رات اور اگلے دِن صبح تک بہت زور شور سے بارش ہوئی۔ بھکھشوؤں نے اپنے کپڑے سُوکھے رکھنے کے خیال سے اُتار دِئے اور بارش کے پانی میں ننگے بدن ہو کر بھیگتے رہے +

جب اگلے روز بُدھ دیو جی کھانا کھا چکے۔ تو وشاکھا اُن کے پاس جا بیٹھی۔ اور یوں کہنے لگی "ہے بھگوان! میں آپ سے آٹھ بر مانگتی ہوں"۔ یہ سُن کر بُدھ دیو جی نے جواب میں کہا "اے وشاکھا۔ تتھاگت کِسی کو کوئی بر نہیں دیتے۔ جب تک کہ وُہ اُن کا علم حاصل نہ کر لیں" +

وشاکھا نے کہا "بھگوان۔ میں جو بر آپ سے مانگتی ہوں۔ وہ سب ایسے ہیں۔ کہ جو مناسب اور ناقابل اعتراض ہیں" +

جب وشاکھا کو بر مانگنے کی اجازت مِل گئی۔ تو اُس نے کہا۔ "بھگوان میری خواہش ہے۔ کہ جب تک میں زندہ رہوں۔ موسم برسات میں (۱) تمام سنگھ کو کپڑے (۲) باہر سے آنے والے (۳) اور باہر

جانیوالے بھکشوؤں اور (۴) بیماروں اور (۵) تیمارداروں کو خوراک (۶) بیماروں کو دوائی (۷) سنگھ کو ہمیشہ کھیر اور (۸) بھکشنیوں کو اشنان کے کپڑے دیا کروں۔ یہ سنکر بدھ دیوجی نے پوچھا "اے وشاکھا وہ کون وجوہات ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے تم تتھاگت سے یہ آٹھ بر چاہتی ہو؟"

وشاکھا نے جواب دیا۔ کہ "میں نے اپنی نوکرانی کو حکم دیا کہ تم سنگھ کے لوگوں کو جاکر خبر دو کہ کھانا تیار ہے۔ لیکن جب وہ وِہار میں پہنچی۔ تو اُس نے دیکھا کہ بھکشوؤں نے بارش کی وجہ سے اپنے کپڑے اُتارے ہوئے تھے۔ اور اِس وجہ سے اُس نے سمجھا کہ یہ بھکشو نہیں ہیں۔ بلکہ کوئی ننگے بیراگی ہیں۔ کہ جو اس طور پر پانی میں بھیگ رہے ہیں۔ پس وہ میرے پاس واپس آئی۔ اور اس معاملہ کی مجھ کو اطلاع دی۔ کہ جس سے مجھے اُس کو دوبارہ بھیجنا پڑا۔

بھگون! چونکہ ننگا رہنا نادرست۔ بدنما اور بے شرمی ہے اِس لئے (۱) میں اپنی عمر بھر سنگھ کو موسم برسات کے استعمال کے لئے کپڑے دینا چاہتی ہوں (۲) جو بھکشو باہر سے آتے ہیں۔ وہ براہِ راست نہیں آتے اُن کو اِدھر اُدھر گھوم گھام کر آنا پڑتا ہے۔ اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ بھوجن کہاں ملتا ہے۔ وہ بھکشو مانگتے مانگتے تھکے ماندے آتے ہیں۔ اِس وجہ سے میں اُن بھکشوؤں کو جو باہر سے آتے ہیں۔ تمام عمر بھر کھانا دینا چاہتی ہوں (۳) جو بھکشو باہر جاتا ہے۔ وہ بھکشا مانگنے کی وجہ سے پیچھے رہ جا سکتا ہے۔ اور جس جگہ وہ جانا چاہتا ہے وہاں بہت دیر سے پہنچتا اور چلتا چلتا تھک جاتا ہے۔

(۴) بھگون اگر ایک بیمار بھکشو کو مناسب خوراک نہ ملے۔ تو اُس کی بیماری بڑھ جاتی ہے اور ممکن ہے۔ کہ وہ جلد اِس دُنیا سے رخصت ہو جائے (۵) جو بھکشو بیمار داری کرتا ہے۔ اُس کو اپنے لئے بھکشا مانگنے کا موقعہ نہیں مل سکتا۔ (۶) اگر ایک بیمار بھکشو کے لئے مناسب دوائی کا انتظام نہ کیا جاوے۔ ممکن ہے کہ اُس کی بیماری زیادہ ہو جائے اور وہ جلد ختم ہو جائے +

(۷) بھگون! میں نے سُنا ہے۔ کہ آپ کھیر کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ اور چونکہ اِس سے دماغ کو تقویت ملتی اور علاوہ مقوی غذا ہونے کے اِس سے بھوک اور پیاس دونو دُور ہوتی ہیں۔ تندرست کے لئے یہ مقوی غذا اور بیمار کے لئے دوائی کا کام دیتی ہے۔ اِس واسطے میں چاہتی ہوں۔ کہ سنگھ کے لئے اپنی عمر بھر لگاتار کھیر کا سامان مُہیا کرتی رہوں +

(۸) بھگون! بھکشنیاں۔ اچراوتی دریا میں ایک ہی گھاٹ پر راج کے نوکروں کے پاس ہی ننگی اشنان کرتی ہیں۔ اور وہ لوگ اُن کے ساتھ یہ کہہ کر ہنسی مخول کرتے ہیں۔ کہ "اِس وقت جبکہ تم نوجوانی کی حالت میں ہو۔ تم کو پاکدامنی اور برھمچریہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے جب تم بوڑھی ہو جاؤ گی۔ تو اُس وقت برھمچریہ رکھ لینا۔ اور اسطرح تمہارے دونو مقصد پُورے ہو جائینگے"۔ بھگون! ایک عورت کے لئے ننگا رہنا نہایت بُرا۔ ناروا۔ اور قابل اعتراض ہے +

بھگون یہ وجوہات ہیں کہ جن کی وجہ سے میں آپ سے یہ آٹھ بر

مانگتی ہوں +

یہ سُنکر بُدھ دیو جی نے کہا۔ مگر" اے وشاکھا تم نے تتھاگت سے یہ آٹھ بر مانگنے میں خود اپنے لئے کیا فائدہ مدِ نظر رکھا ہے"؟

وِشاکھا نے جواب دیا۔ بھگوان وہ بھکشو جنہوں نے موسم برسات کو مختلف مقامات میں گذارا ہے۔ جب شراوستی میں آپ سے ملنے آوینگے اور یہ کہکر کہ فلاں بھکشو اس دُنیا سے رخصت ہوگیا ہے اُس کا انجام آپ سے دریافت کرینگے۔ اور آپ اُس کے جواب میں فرماوینگے کہ اُس نے دھرم جیون کا پھل پایا ہے۔ یا اُس نے نربان حاصل کیا ہے۔ یا ارہت پدوی پائی ہے +

اور میں اُن کے پاس جاکر دریافت کرونگی۔ کہ اے بھدر پُرشو! کیا وہ بھائی اُن میں سے ایک تھا۔ کہ جو پہلے شراوستی ہو آئے تھے۔ اگر اِس کے جواب میں وہ کہینگے کہ ہاں وہ پہلے شراوستی میں گیا تھا۔ تو میں اس سے سمجھونگی کہ اُس بھائی کو اِن آٹھ چیزوں میں سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور ملی ہوگی۔ اِس سے میرا دل خوش ہوگا۔ اور دل خوش ہونے کی وجہ سے مجھ کو آنند ملیگا۔ اور اِس آنند سے میرا وجود شانت ہوگا۔ اور اِس شانت اوستھا سے میں اپنے اندر سنتوکھ کا پاک بھاوٴ محسوس کرونگی۔ اور اِس آنند کی حالت میں میرا دِل اطمینان پائیگا۔ اور اِس سے میرے روحانی حواسوں۔ طاقتوں اور ساتوں قسم کے گیان کو کام کرنے کا موقعہ ملیگا۔ یہ فواید ہیں۔ کہ جو میں نے آپ سے آٹھ بر مانگنے میں اپنے لئے مدِ نظر رکھے ہیں +

یہ سُنکر بُدھ دیوجی نے کہا۔ وشاکھا تمہارا کہنا بہت درست ہے تم نے بہت اچھا کیا۔ کہ تتھاگت سے آٹھ بر مانگنے میں یہ فوائد مد نظر رکھے۔ اُن لوگوں کو دان دینا جو اُس کے مستحق ہیں۔ اُس اچھے بیج کی مانند ہے۔ جو عمدہ اور زرخیز زمین میں بویا جاتا ہے۔ لیکن اُن لوگوں کو دان دینا جو خواہشات کی سخت غلامی میں گرفتار ہیں۔ اور اُن سے طرح طرح کے دُکھ اور مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ مثل اُس بیج کے ہے۔ کہ جو خراب اور بنجر زمین میں بویا جاتا ہے۔ دان لینے والے کے خراب جذبات اچھے بیج سے اچھے پھل پیدا ہونے میں روک پیدا کرتے ہیں۔ بھگون بُدھ نے اِن الفاظ میں وشاکھا کو دھنباد (شکریہ) دیا +

ایک پاک اور نیکدل عورت اور بُدھ کی شاگرد اپنی دلی خوشی کے ساتھ بلا کسی روک اور جھجک کے جو دان دیتی ہے۔ وہ دان مبارک دان ہے۔ اُس سے دُکھ کا ناش (خاتمہ) ہوتا ہے۔ اور روحانی آنند حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسی عورت اِس دھرم پتھ میں داخل ہو کر کہ جو پاپ اور بُرائی سے مُبرّا ہے پوِترتا اور راحت کی زندگی حاصل کرتی ہے +

چونکہ اُس کا مقصد محض دوسروں کا منگل کرنا ہی ہوتا ہے۔ اِس واسطے وہ آنند حاصل کرتی اور اُن بھلائی کے کاموں میں کہ جو وہ کرتی ہے آنند اور سُکھ پاتی ہے +

اِس کے بعد بُدھ دھرم پرچار کے لئے دکھن کی طرف روانہ ہوئے

اور واپس ہوتے وقت کوشامبی میں ٹھیرے۔ یہاں کے رہنے والوں نے دیودت کو بہت بےعزت کیا تھا۔ جو اِس بےعزتی کے زہریلے ڈنک کو برداشت نہ کرکے راج گرِہ کو چلا گیا۔ اور بمبی سار کے لڑکے اجات شترو نے اُس کے رہنے کے لئے ایک مکان بنوا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بُدھ راج گرہ میں آئے۔ دیودت نے ایک روز اُن کے پاس جا کر کہا:۔

"میری خواہش ہے۔ کہ بھکشوؤں کی ایک ایسی اور جماعت قائم کی جاوے۔ جس کا تمام انتظام میرے ماتحت اور میری زیرِ نگرانی رہو۔ اور مَیں چاہتا ہوں کہ جس کے قواعد اور شاسن پرنالی (ڈسپلن) زیادہ سخت اور بیراگ کے طریق زیادہ کٹھور اور مشکل ہوں"۔ بُدھ نے دیودت کی اِس درخواست کو منظور نہ کیا۔ دیودت نے اپنے دِل ہی دِل میں ایک خودمختار سنیاس آشرم قائم کرنے کا مضبوط ارادہ کر لیا۔ اور وہاں سے واپس چلا گیا۔ اس کے تھوڑے دِن بعد جبکہ بُدھ کی عمر ۷۲ برس کی تھی۔ دیودت نے مگدھ دیش کے راجہ بمبی سار کو اُس کے لڑکے اجات شترو کے ساتھ سازش کر کے اُسی کے ہاتھ سے مروا ڈالا۔ چونکہ راجہ بمبی سار بُدھ کا بہت بڑا بھگت تھا۔ دیودت نے اس اندیشہ سے کہ جب تک بمبی سار اِس دُنیا میں زندہ رہیگا۔ تب تک کوئی شخص بُدھ کا ایک بال بھی نہ چھو سکیگا۔ اُس کے بیٹے اجات شترو کو اِس غیر طبعی اور بیرحمانہ کام کرنے کو تیار کیا تھا +

بمبی سار کے قتل کے بعد راج میں چاروں طرف بغاوت خودسری اور کھلبلی پھیل گئی۔ دیودت نے سنگھ میں اختیار اور طاقت حاصل

کرنے کے لئے در پردہ تین دفعہ بدھ کی جان لینے کی کوشش کی۔ ایک دفعہ قاتلوں کو بدھ کے قتل کروانے کے لئے بھیجا۔ دوسری دفعہ ایک اونچے ٹیلے سے ایک پتھر ان کے سر پر گروا دیا۔ تیسری دفعہ ان کے مارنے کے لئے ایک ہاتھی چھوڑ وا دیا۔ لیکن تینوں بار وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ آخرش پھر ایک دن بینو بن میں بدھ کے پاس جا کر کہا۔ کہ آپ مفصلہ ذیل سخت قواعد سنگھ میں جاری کریں +

"بھکشو شہر سے بہت دور کھلے میدان میں باس کیا کریں۔ پھٹے پرانے اور لوگوں کے پھینکے اور اتارے ہوئے کپڑے پہنا کریں۔ ہمیشہ در بدر بھکشا مانگ کر کھانا لایا کریں۔ کبھی کسی کے گھر دعوت قبول نہ کریں۔ یا اگر کوئی شخص بہار میں رسد اور سیدھا (خوراک کی سامگری) بھیجدیوے تو وہ قبول نہ کیا جاوے۔ اور مچھلی اور گوشت کے استعمال سے قطعی پرہیز کیا جائے" +

گوتم نے کہا۔ میرے اپدیش کی پیروی شہر ہو یا جنگل ہر ایک جگہ ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ سخت اور کٹھور دھرم کے نیموں کو پالن کرنا چاہے۔ تو میری طرف سے ایسا کرنے میں کسی قسم کا اعتراض یا رکاوٹ نہیں۔ لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرنا چاہتا ہوں کہ جس کی رو سے تمہارے اِن قواعد کا پالنا (پیروی کرنا) ہر ایک کے لئے ضروری اور لازمی ہو۔ نوجوان اور نرم طبیعت رکھنے والے سنیاسی یہ سخت اور مشکل نیم کبھی پالن نہیں کر سکینگے۔ بھکشو ملک کی ہر ایک قسم کی مروجہ خوراک

کھا سکتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ وہ ہمیشہ کھانے کی دُھن۔ فکر اور چنتا میں ہی نہ لگے رہا کریں۔ اور اُس کو ہی اپنی زندگی کا مقصد اور سربس نہ بنا لیں۔ انسان خواہ درخت کے نیچے رہتا ہو۔ یا محل میں۔ پھٹے پُرانے کپڑے پہنتا ہو یا بیش قیمتی لباس زیب تن کرتا ہو۔ گوشت کھاتا ہو یا اُس سے پرہیز کرتا ہو۔ اِن سب حالتوں میں وہ پوتر جیون حاصل کر سکتا ہے۔ سب کے لئے ایک ہی قسم کے نیموں (قواعد) کی پابندی رکھنے سے زبان پد کی خواہش رکھنے والوں کے لئے بہت روک اور مشکل واقع ہو گی۔ نربان کا پنتھ (راستہ) دکھلانا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ جس بیراگ سے رُوح کو نقصان پہنچتا۔ اور تنزل ہوتا ہو۔ وہ بیراگ ہمیشہ چھوڑنے کے لائق ہے"۔

دیودت نے جس کی فطرت خراب تھی۔ بُدھ کے اس پاک کلام کی طرف کچھ دھیان نہ دیا۔ بلکہ اُلٹا انتقام کے جذبہ سے دُکھی اور زخمی ہو کر اپنے بہار کو واپس چلا گیا۔ اور اجات شترو کی مدد سے کہ جس نے اپنے باپ کو مروا ڈالا تھا۔ ایک الگ آشرم قائم کر لیا۔ لیکن دیودت کچھ دنوں بعد ہی یہاں کی لیلا ختم کر کے پرلوک کو سدھار گیا۔ اور اس کی قائم کی ہوئی بھکشوؤں کی نئی جماعت سب تتر بتر ہو گئی۔ اِس کے بعد اجات شترو کے دِل میں بھی اپنے پاپوں کے لئے سخت انوتاپ پیدا ہوا۔ اور اُس نے آخرش بُدھ کی شرن لی۔ اور بودھ دھرم کو ملک میں قائم کرنے کے لئے مدد دینے لگا۔ مگر افسوس کہ بودھ

ہو کر بھی اُس کے دل سے راج کا بوجھ دُور نہ ہُوا۔ گوتم کی وفات سے ایک سال پہلے اُس نے شراوستی شہر کو جو بُدّھ کا سب سے بڑا بہار کھیتر تھا فتح کر لیا۔ اور کپل وستو کو بھی جو اُن کے پتا کی سلطنت کا مقام تھا۔ نیست و نابود کر دیا!!! +

آٹھواں باب

آخری وقت

رفتہ رفتہ اب بُدھ کی عُمر کے ۸۰ برس ختم ہو گئے۔ اس سال برسات کا موسم جیت بن بہار میں ختم کر کے شرت کی موسم میں راجگرہ کے پاس گردھر کوٹ پربت کی گوہا میں چلے گئے۔ اس وقت اجات شترو اوجیہ قوم کو جو مگدھ دیش کے دوسری طرف گنگا کے شمالی کنارہ پر باس کرتی تھی۔ نیست و نابود کرنے اور اُس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے اُٹھا دینے کی فکر میں تھا۔ اور اُس کے لئے بہت بڑی تیاری کر رہا تھا +

بُدھ کے آنے کی خبر سُنکر اجات شترو نے اپنے وزیر اعظم ورشکار کو بُدھ کے پاس روانہ کیا اور چلتے وقت اس سے کہا کہ تم بُدھ سے جا کر کہو کہ "میں قوم اوجیہ کو اپنے ملک سے نکال دینا چاہتا ہوں۔ اور اُسکے جواب میں جو کچھ وہ کہیں۔ تم اُسکو غور سے سُنو۔ اور جلد واپس آکر مجھ کو خبر دو"۔ وزیر نے بُدھ کے پاس جا کر پہلے اُنکو پرنام کیا۔ اور بعد ازاں راجا کا پیغام سُنایا۔ بُدھ نے آنند کو مخاطب کر کے کہا +

"کیا تم نے سُنا ہے۔ کہ اوجیہ قوم کے لوگ ہمیشہ سادھارن سبھائیں منعقد کرتے ہیں۔ اور تمام ضروری امور اور معاملات آپس میں

ملکر ایک دوسرے کی رائے اور مشورہ سے فیصلہ کرتے ہیں؛ جب تک اُن میں آپس میں اتفاق رہیگا۔ اور وہ دوستانہ طور پر آپس میں مل کر ایک دوسرے کی رائے اور صلاح و مشورہ سے کام کرتے رہینگے۔ جب تک اُن کے دلوں میں اپنے بزرگوں۔ عمر رسیدہ اور دھارمک لوگوں کے لئے تعظیم اور عزّت کا بھاؤ رہیگا۔ اور جب تک اُن کیطرف سے عورتوں کے ساتھ کسی قسم کا ظلم اور بدسلوکی سرزد نہ ہوگی۔ اور جب تک اُن کے دلوں میں اُن تمام پُرانے رسوم و طریقوں کے لئے جو دھرم اور انصاف پر مبنی ہیں آدر رہیگا۔ جب تک وہ دھرم کی زندگی بسر کرینگے۔ جب تک وہ پاک اور دھارمک لوگوں کی جائز حفاظت۔ بچاؤ اور مدد کرتے رہینگے۔ تب تک اُن کے لئے بناش زوال نہیں بلکہ اُلٹا وہ دن بدن زیادہ سے زیادہ طاقت اور عروج حاصل کرتے جائینگے"+

اس کے بعد منتری کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے منتران! جبتک اِس قوم میں اتفاق رہیگا تب تک اُنکو فتح کرنے کی اُمید نہ کرنا۔ جب میں وشی شالی میں تھا۔ تو میں نے اُن لوگوں کو اُپدیش دیا تھا۔ کہ جب تک تم گیان وان رہوگے۔ جب تک تم سچائی کے راستہ پر چلوگے۔ جب تک تم پاکیزگی کے اصولوں کے موافق زندگی بسر کروگے۔ تب تک تمہارے لئے کوئی زوال نہیں۔ بلکہ تم دن بدن زیادہ سے زیادہ پھولوا ور پھلوگے[1]+

---

[1] وشی شالی راج میں اس وقت سادھارن تنتر یرنالی کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ قائم تھی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ بھارت ورش میں کسی زمانہ میں بھی یہ طریق گورنمنٹ موجود نہ تھا۔ اُنکو چاہیئے کہ وہ اسبارے میں زیادہ غور اور تحقیقات کریں۔ مہا پری نِربان سوتر پہلے صفحہ سے دیکھو+

منتری نے یہ کہکر "مگدہ راج اُن کو لڑائی سے توشکست نہ دے سکیگا۔ ہاں اگر کسی حکمت عملی سے اُن کے آپس میں نفاق پیدا کر دیا جاوے۔ تو اُس کی اُمید پوری ہو سکتی ہے"۔ رخصت حاصل کی +

وزیر کے روانہ ہو جانے پر بُدھ نے آنند سے کہا۔ کہ "تمام بھکھشوؤں کو اُپدیش کے کمرہ میں اکٹھا کرو۔ میں تم لوگوں کو اِس بارے میں کچھ اُپدیش دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ کون کون سے وسائل۔ ذریعے اور شرائط ہیں۔ کہ جن پر کسی سوسائٹی کی بھلائی اور ترقی کا انحصار ہے۔ تم سب غور سے سُنو۔ اور میں بیان کرتا ہوں"+

جب سب بھکھشو اکٹھے ہو گئے۔ تو بُدھ نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا:۔ "اے بھکھشوؤ! جب تک تم سب مل کر سبھائیں (جلسے) منعقد کرتے رہو گے۔ دوستانہ اور سدبھاؤ سے آپس میں ملتے جلتے اور اُٹھتے بیٹھتے رہو گے۔ اُن تمام قواعد و اصولوں کی پیروی کرتے رہو گے۔ جو بہت تجربہ اور مشاہدہ کے بعد مُفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور اُن کو منسوخ نہ کرو گے۔ اور سوائے ایسی باتوں کے جو اچھی طرح آزمائی گئی ہوں۔ اور کچھ اپنی طرف سے شامل نہ کرو گے۔ جب تک تمہارے بزرگ انصاف سے کام لینگے۔ تم اپنے بزرگوں کی تعظیم اور عزت کرو گے۔ اور اُنکی شردھا پُوربک مدد کرو گے۔ اُن کی کلام پر شردھا رکھو گے۔ اور اُن کا کہنا مانو گے۔ خواہشات کے مطیع نہ ہو گے۔ بلکہ دھرم کی برکتوں میں خوشی محسوس کرو گے۔ اور نرجن باس (خلوت) کے لئے تمہارے دلوں میں پیار رہیگا۔ تمہارا سنگ حاصل کرنے کے لئے سادھو اور دھارمک پُرش

تمہارے پاس آتے رہینگے۔ اور تمہارے پاس رہکر شانتی اور آرام میں باس کر سکینگے اور وہ اپنے آپ کو ہر ایک خطرہ سے محفوظ سمجھ سکینگے۔ اُس وقت تک تمہارے لئے زوال نہیں۔ بلکہ تم زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرتے جاؤ گے +

اے بھکشوؤ! جب تک تم سنسار میں آسکت (گرویدہ) نہوگے اور فضول اور بیہودہ بات چیت تم کو بھلی نہ معلوم ہوگی۔ اور اسطرف تمہاری رغبت نہ ہوگی۔ اور ناپاک خواہشات کے تم غلام نہ بنو گے۔ پاپی کا سہباس (صحبت) پسند نہ کروگے معمولی اور خفیف سی ترقی کرکے اُس میں خوشی اور سیری نہ معلوم کروگے۔ اُس وقت تک تمہارے لئے کچھ امنگل (برائی و خرابی) نہیں +

اے بھکشوؤ! جب تک تم بشواسی (ایماندار) حلیم۔ بِدوان اُنساہی اور گیانی رہوگے۔ اور جب تک تمہارے دلوں میں پاپ سے خوف اور کام کے لئے سرگرمی اور جوش رہیگا۔ اُس وقت تک تمہارے لئے کچھ خوف کا مقام نہیں۔ جب تک تم لوگوں میں گیان چرچا۔ ست انوسندھان (سچائی کی تلاش) پراکرم (دلیری و ہمت) آنند (راحت) شانتی۔ گنبھیر دھیان (گہرا مراقبہ) سکھ اور دُکھ کے وقت مستقل مزاجی اور نہ گھبرانے کا بھاؤ رہیگا۔ جب تک تم لوگوں میں دُنیاوی چیزوں اور دنیاوی زندگی کی ناپائداری کا بودھ۔ پاپ کے نِرنے کرنے کی طاقت رہیگی۔ اُسوقت تک تم کو کوئی شکست نہیں دے سکتا +

اے بھکشوؤ! جب تک تم اپنی چنتا (خیال)، بچن (کلام)، کارج

(فعل) میں دیا لُو رہوگے۔ اور جب تک تمام چیزوں کو آپسمیں مساوی حصوں میں تقسیم کر کے استعمال کروگے۔ جب تک تم لوگوں میں گیانیوں کی تعریف کے لائق نِش کلنک (پاک) اور نِشکام (بیغرضانہ) پرچار رہیگا۔ جب تک تمام شوک اور دُکھ کے دُور کرنے والے اور پرتیران کے دینے والے وِشواس کا تم لوگوں میں آدر رہیگا۔ اُس وقت تک تمہارا بناش نہیں ہے[1]" +

اب بُدھ نے گردھر کوٹ کو چھوڑ دیا۔ اور کچھ عرصہ کے لئے دیگر مختلف مقاموں میں پھرتے رہے۔ اور بعد ازاں اُنہوں نے نالندا[2] کے پاوارک نامی آموں کے باغ میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ اس مقام میں ساری پُتر بُدھ سے ملنے کے لئے آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ " ہے بھگوان! آپ جیسا گیانی دُنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اور نہ پہلے کبھی کوئی ہوا۔ اور نہ آئندہ کوئی ہوگا" یہ سُنکر بُدھ نے کہا۔ کہ " اے ساری پُتر تم مبالغہ کرتے ہو تم اُن تمام دھرماتماؤں کے بارے میں کہ جو پہلے ہو چکے ہیں یا جو آیندہ پیدا ہونگے۔ یا جو اب موجود ہیں۔ کیا جانتے ہو؟ صرف لاعلمی کی وجہ سے تم میری اِس قدر تعریف کرتے ہو[3]" اِسی بِنے (اِنکساری) سے بُدھ نے دُنیا کو فریفتہ کیا تھا۔ ایسی انکساری اور فروتنی حاصل کرنے اور مثل گھاس کے زمین پر بچھا رہنے کے بِنا کون دھرم پرچار کر سکتا ہے؟

---

[1] سیکرڈ بکس آف دی ایسٹ مصنفہ میکس مولر کی نویں جلد کے مہا پری نِربان سوتر کا ۲-۴ صفحہ +

[2] نالندا راج گرہ کے شمال میں ہے۔ یہاں پر کسی زمانہ میں بودھ دھرم سکھشا کا بہت بڑا درسگاہ تھا +

[3] مہا پری نِربان سوتر کا ۱۲ صفحہ دیکھو +

بُدھ پھر نالندا سے موضع پاٹلی ٹیں چلے گئے۔ اس مقام میں اجات شترو اوجیہ قوم کو فتح کرنے کے لئے ایک قلعہ بنا رہا تھا۔ اس موضع کے لوگوں نے جو بُدھ کے شاگرد تھے۔ اپنے گرُو کا بہت شردھا اور عزت کے ساتھ استقبال کیا۔ بُدھ نے اُس گاؤں کی آرامگاہ میں بیٹھ کر کہا۔ کہ اے گرہستیو پاپی شخص اپنی پاپ آلودہ زندگی اور بُرے کاموں کے لئے پانچ طرح کا نقصان اُٹھاتا ہے +

(۱) ایسے شخص پر کوئی بشواس نہیں کرتا (۲) اپنی سُستی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے ایسا شخص ہمیشہ افلاس کی حالت میں رہتا۔ اور اُس کا دُکھ بھوگتا ہے (۳) ایسے شخص کی ہر طرف بدنامی ہوتی ہے (۴) جہاں کہیں وُہ جاتا ہے۔ اُس کا دِل ہمیشہ خوف۔ فکر اور تشویش سے پُر ہوتا ہے۔ (۵) موت کے وقت اُس کا دِل طرح طرح کے تفکرات اور پاپ آلودہ خیالات سے متفکر اور خوف زدہ ہوتا ہے۔ اور مرنے کے بعد وُہ سخت عذاب پاتا ہے +

اے گرہستیو یہ پانچ قسم کا دُکھ پاپی کو اپنے پاپ کارج کیلئے بھوگنا پڑتا ہے +

اور جو شخص سادُھو تا اور پاکیزگی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ اپنے نیک کاموں کے لئے پانچ طرح کا سُکھ بھوگتا ہے +

لہ اِس گاؤں کا نام بعد ازاں پاٹلی پُوتر ہو گیا تھا۔ اور مگدھ راج نے راجگرہ کو چھوڑ کر اسی مقام کو اپنی راجدہانی (دارالخلافہ) بنا لیا تھا۔ موجودہ پٹنہ شہر اسی جگہ آباد ہے +

(۱) وُہ اپنی قوت بازو اور محنت اور مشقت سے کبھی تنگدست نہیں رہتا اور اِسی لئے فارغ البالی کی برکتوں کو بھوگتا ہے (۲) چاروں طرف اُس کی نیکنامی ہوتی ہے (۳) جس سوسائٹی میں وہ جاتا ہے۔ خواہ وہ سوسائٹی امیروں کی ہو۔ یا برہمنوں کی۔ نمبرداروں کی ہو۔ یا اہل منصب اور مرتبہ والوں کی۔ غرضیکہ ہر ایک سوسائٹی میں وہ بشواس بیخوفی اور اپنے اوپر تصرف رکھ کر داخل ہوتا ہے (۴) مرتے وقت بغیر کسی فکر اور تردد کے آرام اور شانتی کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوتا ہے (۵) اِس جسم کے الگ ہو جانے پر اس کا دل سکھ اور شانتی کی حالت میں رہتا ہے۔ پاک اور دھارمک لوگوں کی سب جگہ پرسی جے ہے۔ اور کیا اس لوک اور کیا پرلوک میں سب جگہ ہی اُن لوگوں کے لئے سکھ ہے"۔

پاٹلی گاؤں سے گوتم گنگا پار ہو کر موضع کوٹی میں پہنچے۔ گنگا پار ہو کر اُنھوں نے اپنے شاگردوں سے کہا "اس دُنیا کے مغرور لوگ اس بھوساگر سے پار ہونے کے لئے بیڑے تیار کرتے ہیں۔ لیکن سادھو لوگ سمندر کے حقیقی۔ سخت اور مشکل راستہ کو اختیار کر کے اس بھوساگر سے پار ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے بیراگ کے بیڑے۔ دھرم کے بیرونی اڈمبروں اور رسوم و رواج کی خوشنما اور رنگین مورپنکھیاں (ایک قسم کی کشتی) سنسار کے سمندر کے طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی مضبوط اور مستحکم نہیں۔ لیکن گیان کی کشتی نزبان کے کنارہ پر پہنچنے کے لئے مثل محفوظ اور بیخطر جہاز کے ہے"۔ اب اُنھوں نے کوٹی گاؤں کو چھوڑ کر ناڈک

گاؤں میں کچھ عرصہ کے لئے آرام کیا۔ اور پھر وُہ اپنے شاگردوں سمیت وئی شالی کے امبپالی کے باغ میں پہنچے +

امبپالی وئی شالی شہر کی رہنے والی ایک بہت مشہور اور دولتمند بیسوا تھی۔ جب اُس کو یہ خبر ملی۔ کہ گوتم اُس کے باغ میں آکر ٹھہرے ہیں۔ تو اُس کی خوشی کی کچھ حد نہ رہی۔ گویا اُس کو ایک نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی۔ اور خوشی سے بے خود ہو کر اُن کے پاس آئی۔ اور اُن کو اگلے روز اپنے ہاں کھانا کھانے کے لئے نیوتہ دیا +

چونکہ بُدھ کے دِل میں دیا اور پریم کا بھاؤ غیر معمولی اور بے انتہا تھا۔ اور صرف اس وجہ سے کہ اُس کی زندگی پاپ آلودہ ہے۔ اُس کی طرف سے اُن کے دِل میں نفرت پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ پاپیوں اور گمراہوں ہی کو تو نِربان پنتھ دکھلانے کے لئے وُہ سنیاسی ہوئے تھے۔ اس لئے اُنہوں نے امبپالی کی درخواست کو منظور کر لیا +

وئی شالی کے طاقتور اور پرتاپی لکھش وش شاہی خاندان کے لوگ بڑی دھوم دھام اور شان شوکت کے ساتھ بُدھ کے درشن کے لئے گئے۔ اور اُن سے باادب درخواست کی۔ کہ آپ کل ہمارے راج بھون میں کرپا کرکے کھانا کھاویں +

بُدھ نے کہا کہ "میں پہلے ہی کل کو امبپالی کے ہاں کھانا کھانے کا نیوتہ قبول کر چکا ہوں"۔ لکھش وش خاندان کے لوگ اس خیال سے کہ بُدھ نے راج گھر کا نیوتہ تو قبول نہ کیا۔ اور وُہ ایک ایسی عورت کے مکان پر کھانا کھانے کے لئے جائینگے۔ کہ جس کے مکان پر کوئی

سادھو اور پاک شخص کبھی قدم تک بھی نہیں رکھتا۔ اپنے دل میں بہت دکھی ہوئے لیکن جو حقیقی اور سچے سادھو ہوتے ہیں۔ وہ راجا اور پرجا دھنی (دولتمند) نردھن (غریب) سادھو اور پاپی کے خیال سے ایک کو پیار اور دوسرے سے نفرت نہیں کرتے بلکہ ان کا اودار بھاؤ اور کشادہ دل سب کو یکساں نظر سے دیکھتا اور آلنگن کرتا ہے +

غریب دکھیاروں اور پاپیوں کو اس دنیا کے لوگ نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ ایسے لوگوں کو جن کا دنیا میں کوئی سہارا اور آشرا نہیں۔ بہت سنیہہ اور پیار کرتے ہیں +

اگلے دن بدھ نے معہ اپنے شاگردوں کے امبپالی کے مکان پر کھانا کھایا۔ جس کے بعد امبپالی نے شردھا پورک گلے میں بستر ڈال کر اس باغ میں جو مکان تھا بھکشوؤں کے رہنے کیلئے دان کر دیا۔ بدھ جب امبپالی کے باغ میں باس کرتے تھے۔ تو ایک دن انہوں نے بھکشوؤں سے کہا۔ کہ تم ہمیشہ محتاط اور چنتا شیل رہو۔ ہر ایک دکھ اور شوک اور اگیانتا سے جو نفسانی حرص اور خواہشات اور کج بحثی کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ اوپر رہو۔ جو کچھ تم کرو۔ ہمیشہ شانت بھاؤ اور سچا شیلتا کے ساتھ کرو۔ کھانے۔ پینے۔ چلنے پھرنے۔ اٹھنے بیٹھنے۔ سونے۔ جاگنے۔ بولنے۔ چالنے اور چپ رہنے میں ہمیشہ غور و فکر اور احتیاط سے کام لو +

موت کسی کا بھی انتظار نہیں کرتی۔ اور نہ کسی کی طرفداری کرتی ہے سادھو (نیک) ہو۔ یا اسادھو (بد) دھنی (دولتمند) ہو۔ یا نردھن (مفلس)

یہ رات دن سب کو اپنے پنجے میں لے آتی ہے۔ بہت سے بھکشو آہستہ آہستہ اب بوڑھے ہونے پر آئے۔ اکثروں کے چہرے پر موت کے آثار و علامات دکھلائی دینے لگے +

ساری پترا اور مودگلیان بدھ کے مثل دائیں اور بائیں بازو کے تھے۔ اور دونو بہت زبردست اور اعلےٰ طاقت رکھنے والے شخص تھے۔ موت نے آکر ان دونو کو اس دنیا سے اٹھالیا۔ بدھ یہ دیکھ کر کہ بھکشوؤں کی جماعت دن بدن کمزور ہوتی جاتی ہے۔ روحانی ترقی اور بکاش کے لئے اور بھی زیادہ اُتساہ اور جوش کے ساتھ کام کرنے لگے۔ اور اس طرف زیادہ دھیان اور توجہ دینے لگے +

بدھ نے اس وقت اسی ویں سال میں قدم رکھا ہے۔ اور وہ اس بڑھاپے میں اپنے دل کے نہایت نزدیک اور لائق ان دونو شاگردوں کو کھو کر یہ محسوس کرنے لگے۔ کہ گویا اُن کی ساری طاقت جاتی رہی +

استنے میں پھر برسات کا موسم آگیا۔ بدھ نے ویسی شالی کے نزدیک **بیلوو** نامی ایک گاؤں میں جا کر جو ایک پہاڑ کے دامن میں تھا۔ اپنے شاگردوں سے کہا۔ "تم اپنی مرضی کے موافق دلخواہ کسی اور جگہ میں جا کر اس برسات کے موسم کو گذار سکتے ہو۔ اور میں اس دفعہ اسی گاؤں میں رہونگا"۔ برسات کا کچھ وقت ہی گذرنے پایا تھا۔ کہ وہ ایک مُہلک بیماری میں گرفتار ہو گئے۔ اور تمام جسم میں اس قدر سخت اور ناقابل برداشت درد ہونے لگا۔ کہ گویا ابھی جان نکل جائیگی۔ لیکن انہوں نے اس سخت عذاب اور دُکھ کو نہایت تحمل۔ صبر اور شانت چت کے ساتھ بغیر کسی شکایت کے برداشت

گیا۔ اُن کو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اب وہ اور زیادہ دنوں تک نہ جیئنگے۔ لیکن اس خیال سے کہ اگر مَیں نے اپنے شاگردوں سے کچھ نہ کہا۔ اور نہ اُن سے رخصت حاصل کی۔ اور نہ اُن کو اِس آخری وقت میں ہدایت وغیرہ دی۔ اور اِسی حالت میں ہی اِس جسم کو چھوڑ دیا۔ تو یہ سب اِدھر اُدھر تتر بتر ہو جائینگے۔ انہوں نے اپنی زبردست اور غیر معمولی قوت ارادہ کے ذریعہ کچھ عرصہ کے لئے اپنے آپ کو بیماری کے پنجہ سے آزاد کر لیا۔ اور اب وہ پہلے کی نسبت کچھ اچھے ہو گئے[1]۔

بُدھ اب آہستہ آہستہ جسمانی صحت کے لحاظ سے دن بدن بہتر ہونے لگے۔ اور پوری صحت پا کر ایک دن جبکہ وہ بہار کے پچھلے حصے کی طرف نرجن استھان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آنند نے اُن کے پاس آکر کہا۔ "آپ جب صحت کی حالت میں تھے۔ آپ کے چہرے پر کس قدر جلال اور

[1] قوت ارادہ کے ذریعہ انسان کیسے کیسے عجیب و غریب کام کر سکتا ہے۔ اِس صداقت اور اصول کو زمانہ حال کی سائنس کی روشنی ظاہر نہیں کر سکی۔ آریہ رشی گن اسی طاقت کے ذریعہ اِس جڑ جگت (مادی دنیا) کے نیموں (قوانین) کی آسانی سے بالاتر ہو جاتے تھے کہتے ہیں کہ اسی طاقت کے ذریعہ سے بھیشم نے اپنی موت کے وقت کو اپنی اچھا (مرضی) کے آدھین (ماتحت) کر لیا تھا کہتے ہیں۔ کہ اسی طاقت کے ذریعہ ایک شخص اپنے سانس کو روک کر بہت عرصہ تک بغیر کھانے کے زندہ رہ سکتا ہے۔ چنانچہ شہنشاہ بابر نے اسی طاقت کے ذریعہ سے اپنے بیٹے ہمایوں کی بیماری اپنے اوپر لے کر اسکی جان بچائی۔ اور اُس کی جگہ اپنی جان دیدی تھی۔ جہاں پرمیشور نے انسان کے اندر کیا کیا طاقتیں رکھی ہیں۔ اُنکا پورا پورا علم کسکو ہو سکتا ہے۔ اور کون شخص اُنکی حد قائم کر سکتا ہے!

رونق تھی۔ لیکن افسوس! بیماری نے اس کو خراب کر دیا ہے۔ آپ کی بیماری کے وقت فکر کرتے کرتے میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آ گیا۔ اور میں بہت کمزور ہو گیا۔ اور میرے دماغ میں ایک عجیب انتشار پیدا ہو گیا اور میں چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی دیکھنے لگا۔ لیکن میرے دل میں یہ پورا اور مضبوط وشواس (یقین) تھا۔ اور اس خیال سے مجھ کو بہت شانتی ملتی تھی کہ آپ سنگھ کی حفاظت کے لئے جن جن وسائل اور ہدایتوں کی ضرورت ہے۔ اُن کو بتلائے بغیر کبھی اس لوک (دنیا) کو تیاگ نہیں کریں گے"۔

بدھ نے کہا "اے آنند! سنگھ اب اور مجھ سے کیا چاہتا اور امید کرتا ہے مجھے جو کچھ بتلانا اور کہنا تھا سبھی کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے تم لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی۔ اور سچائی کو بلا اس امتیاز کے کہ یہ اصول عام کے لئے ہے۔ اور یہ خاص کے لئے پرچار کیا ہے۔ کیونکہ اے آنند! تتھاگت سچائی کے بارے میں کچھ پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا۔ اور وہ مثل اُس اُستاد کے نہیں ہے۔ جو اپنے شاگردوں سے کچھ پوشیدہ رکھتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص تم میں سے یہ خیال کرے۔ کہ وہ سنگھ کا رہنما ہے۔ اور سنگھ اُس کے ماتحت ہے۔ تو وہ سنگھ کی حفاظت کے لئے مضبوط قواعد بنا سکتا ہے۔ لیکن میں نے کبھی ایسا خیال نہیں کیا۔ کہ میں سنگھ کا رہنما ہوں۔ اور سنگھ میرے آدھین (ماتحت) ہے۔ میں اب بوڑھا ہو گیا اور عمر کے بوجھ سے تکلیف زدہ ہوں۔ میری عمر اب اسّی برس کی ہو گئی ہے۔ اور میرا یہ سفر اس وقت ختم ہونے کو ہے۔ جس طرح بوسیدہ اور ٹوٹا ہوا چھکڑا (رتھ) بہت مشکل اور احتیاط کے ساتھ کچھ عرصہ کے لئے استعمال

کیا جاسکتا ہے۔ اُسی طرح سے میرا جسم بھی بہت احتیاط اور خبرداری کرنے سے کچھ دن اور ایسی حالت میں قائم رہ سکتا ہے۔ کہ اُس کے ذریعہ کچھ کام ہو سکے۔ جب میں اِس سنسار (دُنیا) کو بھول کر اور اُس کی محسوسات سے اوپر رہ کر سمادھی میں محو ہوتا ہوں۔ تب میں کچھ آرام محسوس کرتا ہوں۔ اور اُس وقت میرا جسم سُکھ کی حالت میں ہوتا ہے ورنہ دوسرے وقتوں میں مجھ کو بہت سخت تکلیف اور بے چینی ہوتی ہے اس واسطے اے آنندا تم اپنے چراغ آپ بنو۔ اپنے اوپر بھروسہ کرو۔ اور کسی بیرونی مدد پر بھروسہ نہ کرو۔ اپنا راستہ آپ نکالو۔ خود اپنا آشرا نالش کرو۔ دوسرے پر نربھر (بھروسہ) مت کرو۔ سچائی کی روشنی سے زندگی کے راستے میں قدم بڑھاؤ۔ سچائی کو ہی اپنی زندگی کا آشرے (نِشت وپند) بناؤ۔ اور سچائی میں ہی اپنی مکتی تلاش کرو۔ اور کسی کی مدد کا خیال مت کرو۔ جب تک تم اِس دُنیا میں زندہ رہو۔ چِنتا (غور و فکر) اور مستقل مزاجی کے ذریعہ جسم اور حواسوں کی ترشنا (خواہشات) وغیرہ پر تصرف حاصل کرو تاکہ اُن سے تم کو دُکھ نہ ملے۔ اگر اِس وقت مجھے موت بھی آجاوے۔ تو اِس میں دُکھ کی بات اور نقصان ہی کیا ہے۔ جو لوگ میرے اپدیش کے موافق عمل کرینگے۔ وہ نربان پد حاصل کرینگے"۔[۱]

جو لوگ اس وقت یا میری موت کے بعد اپنے چراغ آپ بنینگے۔ اور اپنے اوپر بھروسہ کرینگے۔ اور کسی بیرونی مدد کا خیال نہ رکھینگے۔ اور سچائی پر استقلال کے ساتھ قائم رہینگے۔ اور اُس کو مثل چراغ کے

[۱] مہاپری نربان سوتر ۲۔۳۵۔ ۹۹ صفحہ دیکھو۔

خیال کرینگے - اور اپنی مُکتی سچائی میں ہی ڈھونڈینگے - اور اپنے آپ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی مدد کے طالب نہ بنینگے - اے آنند! میرے بھکشوؤں میں وہی لوگ ایسے ہونگے جو سب سے اعلےٰ منزل اور معراج کو حاصل کرینگے - لیکن اُن کے دل میں زیادہ سے زیادہ گیان حاصل کرنے کی بیاکلتا (بیقراری) رہنی چاہیئے" آنند بُدھ کا نہایت پیارا اور فرمانبردار شِشّ (شاگرد) تھا - جب آنند کو معلوم ہوا - کہ بُدھ دیو اب اور زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہینگے - تو وہ زار زار رونے لگا - اور روتے روتے بے چین ہوگیا +

اُس کی یہ حالت دیکھ کر بُدھ نے کہا " دیکھو آنند! میں نے تم سے پہلے ہی کتنی بار کہا ہے - کہ جس کا جنم (پیدائش) ہے - اُس کی موت بھی ہے - اور انسان جس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے - اُس سے جدائی بھی ہے - اِس غیر مُتبدل قانون سے کوئی نہیں بچ سکتا - جو پیاری سے پیاری چیز کے علیحدہ ہونے پر بھی دُکھ نہیں پاتے اُنہوں نے ہی موت پر فتح حاصل کی ہے " +

اِس کے بعد بُدھ نے کہا " اے آنند! مہابن کے کُٹاگار کے بہار میں سب بھکشوؤں کو اکٹھا کرو - میں اُن کو زندگی کے اِس آخری وقت میں آخری اُپدیش دونگا " +

سب بھکشو بہت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اکٹھے ہوئے - اور اپنے گُرو کے مُنہ سے امرت بانی سُننے کے لئے چُپ چاپ بیٹھے رہے تمام بھکشوؤں کے دل اور دماغ کو روشن کر کے بُدھ دیو نے

دِل کی گہری تہ سے یوں بولنا شروع کیا +

اے بھکشوؤ! مَیں نے جس دھرم کو ظاہر کیا ہے۔ اُس کو پورے طور سے جانو اور سمجھو۔ سادھن کرو اُس پر غور کرو۔ نربان پد حاصل کرو۔ اور نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھ اُس کو چاروں طرف پھیلاؤ۔ تاکہ اس پوتر دھرم کی جڑ مستقل طور سے قائم ہو۔ اور یہ دھرم کروڑوں مرد اور عورتوں کے کلیان اور سُکھ کا موجب ہو۔ اور کیا اس لوک اور کیا پرلوک کے رہنے والوں کے سُکھ کے بڑھانے اور دُکھ کے دُور کرنے کے لئے یہ چاروں طرف پھیلے +

ستاروں کا دیکھنا۔ جوتش۔ زندگی کے بد اور نیک شگون کا بتلانا پیشینگوئی کرنا وغیرہ باتوں کی سخت ممانعت ہے۔ جس نے اپنے آپکو بالکل کھلا چھوڑ دیا ہے۔ اُس کیلئے نربان نہیں۔ اس واسطے اپنے من کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھو۔ دُنیا کے شور و غل سے اپنے آپ کو ہٹا کر دل کو شانت اوستھا (حالت) میں رکھو +

تم کھانا بھوک کو دُور کرنے کے لئے کھاؤ۔ اور پانی پیاس بجھانے کے لئے پیو۔ تم اپنی زندگی کی ضروریات کو مثل اُس بھونرے کے پُورا کرو جو پھُول کے رس کو چُوستا ہے۔ لیکن اُس کی خوشبو۔ رسیلا پن اور بناوٹ کو خراب نہیں کرتا +

مَیں نے جو سچائی ظاہر کی ہے۔ اور تم کو دھرم کے جو سات رتن بتلائے ہیں۔ جنکو اگر اکٹھا کیا جاوے۔ تو اُن کا نہایت خوبصورت چمکیلا نربان کا تاج بن سکتا ہے۔ مختصر طور سے پھر اُن کو تمہارے سامنے

دوہراتا ہوں تم اُنکو پھر غور سے سُنو۔ وہ دھرم کے سات رتن یہ ہیں:-

اوّل چار سمرتی اُپستھان

(۱) جسمانی اپوترتا کا سمرن (جسمانی ناپاکی کا دھیان) +

(۲) اندریوں کے بودھ سے پیدا شدہ دُکھ کا سمرن (خواہشات کے دُکھ سُکھ کا دھیان) +

(۳) چِنتا کی اَنتتا رسار کو اسار - اور اسار کو سار سمجھنے کا دھیان) +

(۴) پنچ دُکھ سمبندھ سمرن (تمام مرکب چیزوں کی ناپائداری کا دھیان) یعنی (۱) رُوپ (۲) بیدنا (بیرونی چیزوں کا گیان) +

(۳) بگیان (میں ہوں کا علم) (۴) سنگیا (اپنی شخصیت کا علم) +

(۵) سنسکار (پرورتی یا رغبت) +

دوم چار سمیک پردھان (پاپ کے برخلاف چار طرح کی کشمکش) +

(۱) آتما میں پاپ نہ پیدا ہونے دینے کے لئے کشمکش یعنی اس بات کے لئے کشمکش کہ آتما میں پاپ پیدا نہ ہو +

(۲) پیدا شدہ پاپ کو دُور کرنے کے لئے کشمکش +

(۳) نئے پاک اور منگل بھاو پیدا کرنے کے لئے کشمکش +

(۴) پیدا شدہ منگل اور پاک بھاؤں کو بڑھانے کے لئے کشمکش +

سوم چار ردھی پد (سنت پدوی حاصل کرنے کے چار طریق) +

(۱) گہرے دھیان اور پاپ کے برخلاف سنگرام کی شرائط کو پورا کر کے ارہت پد (سنت پدوی) حاصل کرنے کے لئے مضبوط قوت ارادہ +

(۲) ضروری کوشش +

(۳) اُس کے لئے دِل کو پُورے طور سے تیار کرنا +
(۴) اتم سنجم اور بچار (اپنے اوپر تصرف اور غور و فکر) +

چہارم پنچ بل (پانچ اخلاقی طاقتیں) +

(۱) بشواس (اپنے آپ پر بھروسہ) +
(۲) اُتساہ (جوش یا استقلال)
(۳) یادداشت کی طاقت +
(۴) دھیان کی طاقت +
(۵) گیان کی طاقت +

پنجم پنچ اندریہ (پانچ روحانی حواس) +

(۱) قوت بشواس (۲) اُتساہ (۳) یادداشت (۴) دھیان (۵) گیان +

ششم سپت بودھینگ (دانائی کے سات جُزو) +

(۱) بیرج یعنی قوت (۲) چِتنا (قوت ادراک) (۳) سمادھی (مراقبہ) (۴) انوسدھنت سا (تلاش و جستجو) (۵) پریتی (بشاشت) (۶) پرشانتی (اطمینان) (۷) اُپیکھشا (نفرت اور الفت سے اوپر رہ کر شانت رہنا۔ یعنی سکون کی حالت) +

ہفتم اشٹانگ مارگ

(۱) سدورشٹی یعنی کارن اور کارج (علت و معلول) کے قانون کا صحیح علم۔
(۲) ست سنکلپ۔ یعنی پریم۔ میتری (رحم) آتم تیاگ (خودی کا بناش) کا درست آدرش (معراج)
(۳) سَد باکیہ۔ یعنی نِندا یفضول گوئی۔ جھوٹ اور سخت کلامی سے پرہیز +
(۴) سَد بیوہار (نیک چلنی) یعنی جیوہنسا۔ بے ایمانی اور خواہشات کی

غلامی سے پرہیز +
(۵) سدا جیوکا - یعنی جائز طریق سے روزی کمانا۔ خراب اور ناپاک پیشوں سے پرہیز +
(۶) سد بیام (سچی ریاضت) یعنی برائی کو چھوڑنے اور چنتا۔ بچن اور کارج (خیال۔ کلام۔ عمل) میں بھلائی کرنے کے لئے لگاتار کوشش +
(۷) ست سمرتی (چت کو ایکاگر کرنا) یعنی جسم۔ اندریوں اور من میں ہوں اور تمام ظہوروں کی ناپائداری پر سوچ بچار +
(۸) سمئیک سمادھی۔ یعنی چت کی سچی شانتی جو جیون کے پوتر کرنے سے حاصل ہوتی ہے +

"اے بھکشوو! اس دنیا کی تمام چیزیں ہی آہستہ آہستہ پرانی اور خستہ ہو جاتی ہیں۔ تم پرتیران (نجات) کے لئے کوشش کرو۔ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور میری یہ زندگی اب ختم ہونے پر آئی ہے۔ میری موت نزدیک ہے۔ میں اب تم سے رخصت چاہتا ہوں +

تم ہمیشہ اُن صداقتوں کا دھیان اور سادھن کرو۔ جو میں نے تم کو سکھلائی ہیں۔ پاپ کے برخلاف لگاتار کوشش اور جدوجہد جاری رکھو۔ پاکیزگی کے راستہ پر چلو۔ پنچ بل (روحانی طاقتوں) میں مضبوط ہو۔ اپنے تمام روحانی حواسوں کو روشن اور تیز کرو۔ جب تمہارے دماغ سپت بودھینگ (دانائی کے سات جزوں) کے ذریعہ روشن ہونگے۔ تو تم اشٹانگ مارگ کو جس کی پیروی سے نربان پد ملتا ہے سمجھ سکوگے +
تم ہمیشہ اتساہی (سرگرم) انوراگی (پیار کرنے والے) پوتر (پاک)

دھیان پراُن (مراقبہ میں مشغول) اور اپنے ارادے میں مضبوط ہو۔ ہمیشہ اپنے آتما کی جانچ پڑتال کرتے رہو۔ اور دل کی پاکیزگی کی طرف خاص خیال رکھو۔ جو شخص پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اس دھرم کی پیروی کریگا۔ وہ اس زندگی کے سمندر سے پار ہوگا۔ اور اُس کے تمام دُکھ اور کلیش نِربان کے جل میں ڈوب جائینگے۔ تمام مرکب اشیاء وقت آنے پر پُرانی اور خستہ ہو جاتی ہیں۔ اور آخرش اُن کے اجزا الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ اِس واسطے تم اُس چیز کی تلاش کرو جو ابدی ہے۔ اور کبھی ناش نہیں ہوتی۔ اور اپنی مُکتی کا اُپائے محنت اور کوشش سے آپ کرو +
تمام ارہت بھکھشو۔ شرمن اور شراوکوں نے جو اس موقع پر حاضر ہوئے تھے۔ گُرودیو کے زندہ جوش دار۔ زندگی بخش اور امرت بھرے کلام کو بہت غور اور شردھا سے سُنا۔ اور حیران اور متعجب ہو کر نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ چُپ چاپ بیٹھے رہے +

جب اُن کو یہ معلوم ہوا۔ کہ اُن کے گُرودیو جو اتنے عرصہ تک اُنکے ساتھی اور مددگار رہے تھے۔ اب جلدی ہی اس دُنیا سے رُخصت ہو جائینگے۔ تو وہ سب مثل اُس شخص کے کہ جس پر بجلی گر پڑتی ہے بحِس و حرکت بیٹھے رہے +

اِس کے بعد بُدھ نے بھکھشوؤں کے اِس مجمع کے سامنے کاشیپ کو بُلا کر اپنے کپڑوں کے ساتھ اُس کے کپڑے بدل لئے۔ اور اُس سے کہا "میری موت کے بعد تم پیار اور محبت کے ساتھ سب کو اُپدیش دینا"۔
اِس کے بعد بُدھ مقام ویشالی سے آخری رُخصت لے کر وہیرے

دھیرے کُشی نگر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں شاگردوں سے ایکدن کہا:۔
"اگر کوئی شخص میری موت کے بعد کسی بات کو میری زبان سے نکلی ہوئی بتلاوے وہ اگر دھرم گرنتھ کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو۔ اور اُس کے ساتھ ایک ہو۔ تو اُس کو سچ جانو۔ ورنہ اُس کو قبول نہ کرو" +

بُدھ وئی شالی کے گرد و نواح کے مختلف گاؤں میں آرام کرتے ہوئے آخر کو پاوا گاؤں میں پُہنچے۔ یہاں پر چنڈ نامی ایک ٹھٹھیرا رہتا تھا۔ بُدھ نے اُس کے آموں کے باغ میں ٹھیرنے کا قصد کیا۔ چنڈ بُدھ کے آنے کی خبر سنکر بہت خوش ہوا۔ اور اُن کے ملنے کے لئے اپنے باغ میں پہنچا۔ بُدھ کے پُرجلال اور نُورانی چہرے کو دیکھ کر اور اُن کے غیر معمولی اُپدیش کو سُنکر وہ فریفتہ ہوگیا۔ اور اُن سے اگلے دن اپنے ہاں کھانا کھانے کے لئے درخواست کی +

چنڈ نے اس موقع پر اُن کے کھانے کے لئے چاول کی روٹیاں اور سُور کا گوشت[1] تیار کیا تھا۔ بُدھ کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ جو کچھ کوئی شخص اُن کو کھانے کے لئے دیتا تھا وہی کھا لیا کرتے تھے لیکن اُنکو سنیاسی سمجھ کر کوئی گوشت کھانے کے لئے نہیں دیتا تھا۔ بُدھ نے سمجھا اگر مَیں نے گوشت کھانے سے انکار کیا مبادا چنڈ کے دل کو رنج ہو اس لئے اُنھوں نے چنڈ سے کہا۔ کہ گوشت صرف مجھ کو دینا۔ کسی اور کو مت دینا"۔ چونکہ بُدھ نے کبھی گوشت نہیں کھایا تھا۔ اس واسطے اس قسم کی خوراک کھانے سے کہ جس کے وہ عادی نہ تھے۔ اُن کو پیچش کی

[1] بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ سُور نہ تھا بلکہ کوئی ایسی چیز تھی جسکو سُور خوشی سے کھاتے ہیں +

مُہلک بیماری ہوگئی۔ اور پیٹ میں درد کی سخت تکلیف سے اُن کا جسم اور بھی کمزور ہوگیا۔ لیکن پھر بھی مقام پاوا سے کوشی نگر تک پیدل چلکر گئے۔ راستہ میں سخت پیاس لگی۔ بہت تھک گئے۔ اور زیادہ چلنے کی طاقت نہ رہنے کی وجہ سے ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کیلئے بیٹھ گئے۔ آنند نے اُن کو پانی پلایا۔ اور وہ پانی پی کر کچھ آرام محسوس کرنے لگے +

بُدھ پھر وہاں سے معہ شاگردوں کے کوکشٹا ندی کے کنارے پر پہنچے جہاں اُنہوں نے ندی کے بہتے ہوئے اور تازہ پانی میں اشنان کر کے بہت آرام کیا۔ ندی سے پار ہو کر بُدھ نے آنند سے کہا کہ "اے آنند! لوگوں کے دلوں میں خیال آ سکتا ہے۔ کہ چنڈ کے دئے ہوئے کھانے کو کھا کر میری موت ہوئی ہے۔ اگر یہ بات چنڈ سُن پائیگا تو اُسکو بہت رنج ہوگا۔ تم اُس سے کہنا کہ سُوجاتا کی کھیر کھا کر تو مجھ کو سچا گیان حاصل ہوا تھا۔ اب چنڈ کا ان کھا کر میں نے اِس سنسار کے ہاتھ سے پرنیران پایا ہے۔ یہ دونو میرے سچے ہتکاری بندھو (دوست) ہیں۔ اِس نیک کام کے عوض میں چنڈ نے بہت بڑا ثواب حاصل کیا ہے" +

ندی کے کنارے سے وہ مَل راج کے شال باغ کی طرف روانہ ہوئے جو کوشی نگر کا اپے وَرتَن[۱] تھا۔ اِسی جگہ میں آنند کو بلا کر اپنے دل کی بہت سی باتیں کہنے لگے۔ عورتوں کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں اُنہوں

---

[۱] کوشی نگر کا اصل ٹھکانا اب تک بھی معلوم نہیں ہوا۔ لیکن بہت سے لوگ قیاس کرتے ہیں کہ چمپارن ضلع کے سرون شہر سے ۲۱ میل کے فاصلے پر شمال کیطرف یُودرگ نامی مقام میں یہ شہر آباد تھا +

نے کہا "عورتوں کی طرف نظر اُٹھا کر کبھی نہ دیکھو۔ اگر راستے میں کبھی اُن پر نظر پڑے تو اُن کے ساتھ بات چیت مت کرو۔ اگر وہ کچھ کہیں تو بہت احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ اُن کی بات کا جواب دو"+

اُنہوں نے اپنی اَنیشٹی کِریا (میت کی رسم) اور سمادھی کے بارے میں کہا "میری لاش کو نئے کپڑے میں لپیٹ کر اُس کو دھنی ہوئی روئی سے ڈھک دینا۔ اُس کے بعد تیل کے بھرے ہوئے برتن میں ڈبو کر چتا پر رکھ کر داہ (جلانا) کرنا۔ اور راکھ کو کسی کھلی جگہ میں دفن کر کے اُس پر سمادھی بنا دینا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اُس راکھ کی پوجا اور عزت کر کے اپنے پرنبران کے راستے میں روک پیدا نہ کر لینا۔ تم کو اپنی مُکتی کا آپ ہی سادھن کرنا چاہیئے۔ اُتساہ اور اُنوراگ کے ساتھ اپنے کلیان کے سادھن کے لئے کوشش کرو۔ اور اُس میں مصروف رہو"[1]+

جب بُدھ یہ کہہ چکے تو آنند وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا۔ اور ایک نرجن جگہ میں جا کر چپکے چپکے رونے لگا۔ اور یہ کہنے لگا۔ ہائے میں نے اب تک بھی پرنبران حاصل نہیں کیا۔ جو میرے گرو تھے۔ اور جو مجھے سکھشا دیتے تھے۔ وہ اب اس دُنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ وہ مجھ کو کسقدر پیار کرتے ہیں۔ ہائے میرا اب کیا حال ہو گا"+

بُدھ نے چاروں طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ آنند وہاں نہیں ہے۔ تب اُنہوں نے ایک بھکھشو سے کہا کہ "آنند کہاں ہے؟ اُس کو میرے پاس بلا لاؤ"۔ آنند دائیں ہاتھ سے آنسو پونچھتا ہوا

[1] مہا پری نربان سوتر صفحہ ۱۹ +

آ موجود ہوا۔ بُدھ نے دُکھی دِل کے ساتھ کہا "بھائی آنند! تم مت روؤ۔ اور رو رو کر اپنا حال بیحال مت کرو۔ اور بےچین مت ہو۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کتنی بار کہا ہے۔ کہ یہ سنسار (دُنیا) اِنت (فانی) ہے۔ اور یہاں کے رشتے بھی انت ہیں جس کا جنم ہے۔ اُسکی موت بھی ہے۔ جہاں ملن (وصل) ہے۔ وہاں جدائی بھی ہے۔ اِس قانون سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ پیاری اور سُکھ دینے والی چیزوں سے رات دن ہماری جدائی ہو رہی ہے۔ اِس لئے اے آنند! اب اور زیادہ رنج و غم نہ کر۔ تمہارے لاثانی اور غیر مُبدل پریم (محبت)، سنیہہ (پیار)، اور دیا (رحم) نے میرے دل کو فریفتہ کیا ہے۔ تم میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ اب تم سادھن کے لئے کوشش کرو۔ تب پاپ موہ اور اگیانتا (روحانی تاریکی) سے بچ سکو گے +

بُدھ آہستہ آہستہ کمزور ہوتے گئے۔ آنند جا کر مَل راجوں کو اطلاع دے آیا۔ کہ اب بُدھ کا آخری وقت آ پہنچا ہے۔ مَل راج یہ خبر پا کر معہ اپنی رانیوں۔ لڑکے بالوں۔ سواریوں اور نوکر چاکروں کے رنج و الم سے غمگین دل کے ساتھ بُدھ کے دیکھنے کے لئے آئے۔ اور حاضرین کیلئے اُن کا اشیرباد چاہا۔ بُدھ نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا "ست تیتھ حاصل کرنے کے لئے تم سچے دل سے کشمکش اور کوشش کرو" +

صرف مجھ سے ملنا اور میرے درشن ہی کرنا کافی نہیں۔ جو کچھ میں نے تم کو سکھشا (تعلیم) دی ہے اُس پر عمل کرو۔ اپنے آپ کو دُکھ کے جال سے آزاد کرو۔ اپنے سامنے ایک مقصد اور معراج رکھ کر اُس پر چلنے کے لئے کوشش کرو +

جس طرح پر ایک مریض حکیم کو دیکھے بغیر بھی دوائی کی شفا دینے والی تاثیر سے شفا حاصل کر سکتا ہے۔ اور اُس کی تمام تکالیف کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اُسی طرح جو شخص میری تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔ اُس کا مجھ سے صرف ملنا بیفائدہ ہے۔ اِس سے اُسکو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص جسم اور فاصلہ کے لحاظ سے مجھ سے دور ہے۔ لیکن پاکیزگی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ میرے پاس ہے۔ لیکن ایک شخص جو میرے پاس رہتا ہے۔ اور میری ہدایت پر نہیں چلتا۔ اور نافرمانی کرتا ہے وہ مجھ سے دور ہے۔ مگر جو دھرم کی پیروی کرتا ہے۔ وہ میرے سہواس (صحبت و موجودگی) کی برکتوں کو بھوگتا ہے +

اسی اثنا میں سوبھدرا نامی ایک برہمن اپنے دل کے شکوک رفع کرنیکی غرض سے بُدھ سے ملنے کے لئے آیا۔ آنند نے اُس سے کہا۔ اُس آخری وقت میں اُنکو پیچیدہ اور مشکل سوال کر کے دق نہ کر۔ برہمن نے باربار بُدھ کے پاس جانا چاہا۔ لیکن آنند نے کسی طرح سے بھی اس کی درخواست کو منظور نہ کیا۔ اتفاق سے برہمن کی منت سماجت کے الفاظ بُدھ کے کانوں تک پہنچے اُنہوں نے آنند کو بلایا۔ اور اُس سے کہا +

"اے آنند! سوبھدرا کو مت روکو۔ اور اُس کو میرے پاس آنے دو۔ یہ شخص جو کچھ مجھ سے دریافت کرنا چاہتا ہے۔ مجھ کو دق کرنے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ گیان حاصل کرنے کی خواہش سے اِس لئے ایسی حالت میں جو کچھ میں اُسکے سوالوں کا جواب دونگا۔ یہ اُسکو جلدی اور آسانی سے سمجھ لیگا۔" آنند نے سوبھدرا کو آنے کی اجازت دیدی +

برہمن نے اُن سے آکر دریافت کیا۔ کہ "اے بھگون! اِس مقام میں چھ شخص گیانی رہتے ہیں۔ لیکن اِن سب کا جُدا جُدا عقیدہ ہے۔ کسی بارے میں بھی اُن کا ایک مت نہیں۔ آپ مجھ کو یہ بتلا کر کرتارتھ کیجئے۔ کہ اِن میں سے کونسا شخص حقیقی گیان دے سکتا ہے" +

بُدھ نے کہا "اِن تمام سوالات کا جواب دینے اور اُن کے حل کرنیکا یہ وقت نہیں میں تم سے مختصراً یہ کہتا ہوں۔ کہ جس تعلیم میں اشٹانگ مارگ کیلئے عزت نہیں جس تعلیم میں دھرم جیون کا آدر (عزت) نہیں۔ اُس تعلیم سے انسان کبھی نرپیران (نجات) حاصل نہیں کرسکتا۔ میں انتیس برس کی عمر میں دھرم کی تلاش میں گھر سے نکلا تھا۔ اور دھرم جیون حاصل کرکے ۱۵ برس کے عرصہ سے ست راج میں رہتا ہوں۔ اس راج کو چھوڑ کر ست حاصل کرنے کے لئے مجھے اور کوئی راستہ معلوم نہیں"۔ بُدھ کے اُپدیش کو سنکر سوبھدر ابھکشوؤں کی جماعت میں داخل ہو گیا +

اب بُدھ کا آخری وقت نزدیک آپہنچا۔ اُسی شال کے درختوں کے باغ میں آدھی رات کے وقت وہ موت کی سیج پر سوئے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن کا چہرہ پرشانت (مطمئن) اور نرمل ہے۔ بھکشو اُن کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے اور اُن کے مُنہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اُن کے چہروں پر اُداسی اور غمگینی چھائی ہوئی۔ اور سب گمبھیرتا اور سنجیدگی سے پُرچُپ چاپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور چاروں طرف سکوت کا عالم چھایا ہوا ہے۔ ایسے وقت میں بُدھ دیو نے آہستہ آہستہ سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا:۔ "تم ایسا کبھی خیال مت کرو۔ کہ تمہارا گرو اس دنیا سے چلا گیا اور اُسکے

ساتھ ہی اُس کا کام ختم ہو گیا۔ میری موت کے بعد دھرم اور نیم تمہارے گرو ہونگے۔ میری موت کے بعد جو تم میں عمر میں بڑے ہیں۔ اُن کو پر بھو کے نام سے بلانا۔ اور جو چھوٹے ہیں۔ اُن کو بندھو کہ کر۔ اگر تم لوگ چاہو۔ تو معمولی اور غیر ضروری قواعد کو منسوخ کر سکتے ہو"۔ یہ کہتے کہتے اُن کی کلام کی طاقت بند ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب پھر ہوش میں آئے تو کہا۔ کہ اگر تمہارے دلوں میں دھرم سنگھ اور اس مارگ کے متعلق کچھ شکوک ہوں۔ تو مجھ سے دریافت کرو۔ تاکہ میں وقت رہتے رہتے تمہارے شکوک رفع کر جاؤں۔ ایسا نہ ہو کہ بعد ازاں تمہیں افسوس کرنا پڑے"۔ بُدھ نے تین بار ایسا کہا۔ لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب اُنہوں نے کچھ دیر تک انتظاری کی اور بعد ازاں کہا:۔

"اے بھکشوؤ! میری آخری کلام یہ ہے۔ کہ یہ جسم اور اس کی طاقت اور اس دُنیا کے تمام پدارتھ ناپائدار اور فانی ہیں۔ اور ست ہی ایسی وستو (چیز) ہے جو ہمیشہ کیلئے رہیگی۔ تم اپنی مُکتی کا اُپائے محنت اور کوشش سے آپ کرو"۔ یہ کہکر وہ خاموش ہو گئے۔ اور اُن کی زبان ہمیشہ کیلئے بند ہو گئی رفتہ رفتہ اُن کے ہوش غائب ہو گئے۔ اور اس فانی جسم کو اُنہوں نے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ جو سورج بھارت کے آسمان پر اعلےٰ درجہ کی روشنی پھیلا کر چمک رہا تھا۔ افسوس! آج وہ غروب ہو گیا۔ جنہوں نے بھارت ورش میں گھر گھر دھرم کے بارے میں بہت بڑا تہلکہ پیدا کیا تھا۔ آج وہ ہمیشہ کے لئے کال (موت) روپی ساگر میں ڈوب گئے!!!

بُدھ کو بیہوش دیکھکر آنند نے روتے روتے اَنی رُودھ سے کہا۔

"پر مجھ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گرودیو اب اِس دنیا میں نہیں ہیں"۔ انی رُدھ نے کہا "نہیں وہ اب بھی زندہ ہیں۔ اور دھیان میں مگن (محو) ہیں۔ اور اندریوں کی محسوسات سے اوپر ہیں"۔ کچھ دیر کے بعد سبھی کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اِس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ بھکشو چلا چلا کر رونے لگے۔ اور اُس رات کے سکوت کے عالم کو دُور کر کے اپنے رونے کی آواز سے آسمان کو گونجا دیا۔ دُکھ اور شوک سے اوپر رہنے والے اور شانت چت ارہت گن آ کر تسلی اور شانتی دینے لگے۔

صبح ہوتے ہی آنند نے مل راج کو بُدھ کی موت کی خبر بھیجدی۔ موت کے بعد ساتویں دن مل راجوں نے خوشبودار لکڑی کی چتا بنا کر اُس پر لاش رکھدی۔ مہا کاشیپ اُس وقت مع اپنے شاگردوں کے کشی نگر کے پاس سے گذر رہے تھے۔ جب اُنہوں نے گرودیو کی موت کی خبر سُنی۔ تو وہ شمشان (مرگھٹ) میں پہنچے۔ اور گرودیو کی پیش از وقت موت کا خیال کر کے اُنکے شاگرد بہت گریہ وزاری اور بلاپ کرنے لگے۔

اُن میں سوبھدرا[1] نامی ایک شاگرد تھا۔ وہ بول اُٹھا "اے بھائیو تم کیوں روتے اور شوک کرتے ہو۔ اب غم مت کرو جب گرودیو زندہ تھے اُس وقت اگر ہم غفلت کرتے تھے یا ہم سے کوئی قصور سرزد ہوتا تھا تو وہ ہم کو تنبیہ کرتے تھے۔ اور ہم کو کتنی جھڑکیاں برداشت کرنی پڑتی تھیں اور ہمیشہ ڈرتے ڈرتے دن کاٹتے تھے۔ اب اُن کی موت ہو گئی ہے۔ اب جو کچھ ہماری مرضی ہوگی وہی کر سکینگے اِس واسطے اب اور زیادہ رنج مت کرو"۔

[1] یہ سوبھدرا نرسندر کا لڑکا تھا۔

اِس شوک کے وقت ایسی نیچ بات کو سُنکر اور شِشوں نے حقارت اور نفرت سے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ مہا کاشپ اور اُن کے پانسو شاگردوں نے نہایت سنجیدگی اور نہایت متانت کے ساتھ تین بار لاش کی پردکھشنا (گرد گھومنا) اور بندنا کرکے چتا میں آگ لگا دی۔ آگ کے جلتے ہی اسار اور فانی جسم دیکھتے دیکھتے بھسم (خاک) ہوگیا۔ جو جسم ایسا خوبصورت تھا۔ اب اُس کی صرف چند ہڈیاں باقی رہ گئیں +

اُن کے اَمر آتما (غیر فانی رُوح) نے اِس جسم کے پنجرے کو چھوڑ کر لامحدود آزادی حاصل کی۔ اور اُن کا اَمر آتما اُس دیش میں چلا گیا۔ جہاں ابدی (ہمیشہ کے لئے) شانتی اور ابدی پریم ہے۔ جہاں وصل میں جدائی نہیں۔ سُکھ میں دُکھ نہیں۔ پریم میں اَترپتی نہیں۔ جہاں باسنا نہیں۔ ترِشنا نہیں۔ اور جہاں تمام کامنائیں نِربان ہوگئی ہیں بُدھ دیواب دِبّ دھام (عالم نور) کے باسی ہوگئے +

شاگرد اُن کی راکھ اور ہڈیاں خوشبودار پھولوں میں ڈھک کر شہر میں لیگئے۔ گُرو دیو کی موت کی خبر سُن کر راج گرہ ویشالی۔ کپل وستو۔ الکاپری۔ رامگرام۔ اُتھ دِویپ۔ پاوا اور کوشی نگر سے شاگرد آکر اُن کی راکھ لے گئے۔ اور عزت کے ساتھ اُسکو دفن کرکے اُس کے اوپر چِتا (سمادھی)[1] بنا دی +

[1] کپل وستو سے گیارہ میل جنوب کی طرف پیرِوا نامی گاؤں میں ایک سمادھی کے نیچے چار فیٹ لمبے اور دو فیٹ چوڑے پتھر کے بنے ہوئے ایک صندوق میں کاٹھ (لکڑی) کا ایک برتن ملا ہے۔ اِس برتن میں سنگ مرمر کی بنائی ہوئی۔ ایک بڑی اور پتھر کی بنائی ہوئی پانچ چھوٹی چھوٹی کٹوریاں ہیں۔ اِن کٹوریوں میں چند استخوان سونے کے تارے۔ موتی اور کچھ دوسری قسم کے جواہرات ہیں۔ ایک کٹوری میں لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ اُستخوان بُدھ کی چِتا کی راکھ سے اکٹھی کی گئی ہیں +

نواں باب

بَودھ دھرم

اگرچہ کراں کال نے بیرحم ہاتھ سے دَیا کے اوتار بُدھ دیو کی دَیا پُورن مُورتی کو اِس دُنیا سے ضرور چھین لیا۔ لیکن وہ اُن کی کِیرتی (کام) کو ناش (نیست ونابود) نہ کرسکا۔ اگرچہ بُدھ دیو کو دُنیا سے رُخصت ہوئے۔ چوبیس سو (۲۴۰۰) برس کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن اب بھی پچاس کروڑ نوع انسان اُنکے نام سے متوارے ہوتے ہیں۔ اُن کے نام پر ناچتے ہنستے اور روتے ہیں۔ اب بھی اَن پڑھ۔ وحشی اور خوفناک نیپال۔ تاتار اور تبت کے رہنے والے دُشوار گذار اور نہایت اونچے پربت کی چوٹیوں کی چھایا یا ناقابل رسائی اور گھنے جنگلوں میں۔ اور شائستہ چین اور جاپان کے رہنے والے نہایت حکمت اور دانائی سے بنائے ہوئے وسیع اور خوبصورت دھرم مندر میں اور بھولے بھالے کم گو سیام۔ برہما اور سیلون (لنکا) کے رہنے والے تاڑ کے درختوں کی ٹھنڈی چھایا میں بیٹھ کر۔ سنسار کو بھول کر۔ اِن پر فریفتہ اور مگدھ ہو کر دل وجان سے اور نہایت بیقراری کے ساتھ اُن کے مُنہ سے نکلی ہوئی کلام کو اپنے پرتیران کے لئے ایک ماتر اُپائے سمجھ کر سُنتے ہیں +

کیا مہذب اور کیا غیر مہذب سب ہی قوموں نے سر جُھکا کر بُدھ کے بتلائے ہوئے دھرم کو قبول کیا ہے۔ بُدھ نے دُنیا میں بہت بڑا تہلکہ پیدا کیا تھا۔ اور وہ ایک غیر معمولی شخص تھے۔ اِس میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے؛ مگر تب بھی بُدھ کی عظمت اور بزرگی کو پورے طور سے سمجھنے اور محسوس کرنے کے لئے اُن کے ظہور سے پہلے اور اُن کے اپنے زمانے کے واقعات اور حالت کے بارے میں اچھی طرح سے غور و فکر کرنا۔ اور اُن کا علم ہونا ضروری ہے +

آریہ قوم میں سے ایک فریق (گروہ) اپنے ابتدائی وطن وسط ایشیا کو چھوڑ کر بھارت ورش کے خطۂ پنجاب میں آکر آباد ہوا۔ سندھو (دریائے سندھ) ندی کے کنارے پر رہنے والے آریہ گن پرکرتی (نیچر) کی پوجا کیا کرتے تھے۔ وہ اننت (لامحدود) اور نیلے آسمان کی خوبصورتی اور بچترتا کو دیکھ کر فریفتہ ہو جاتے۔ اور اُس کو کبھی دیُوہ اور کبھی برُن کہ کر بُلاتے تھے۔ وہ چاروں طرف پھیلے ہوئے اندھیرے کو دور کرنیوالے سورج کی عظیم طاقت کو دیکھ کر بھگتی کے ساتھ اُس کی ارادھنا (حمد) کیا کرتے تھے۔ اگنی (آگ) کے بیشمار فائدے دیکھ کر کرتگتا (شکرگذاری) کے ساتھ اُس کی اُستوتی (حمد) اور بندنا (بندگی) کیا کرتے تھے۔ پریوار میں جو لوگ بوڑھے اور بزرگ ہوتے تھے۔ وہ سمپد (فارغ البالی) اور بپد (مصیبت) دُکھ سُکھ کے وقت بھگتی رس سے بھر کر اپنے سرل دل کی پرارتھنائیں سرل بھاشا میں ظاہر کیا کرتے تھے۔ یہ وُہی زمانہ ہے جس زمانہ میں وید کی سنگھتا رچنا کی گئی۔ اُس زمانہ میں موجودہ وقت

کے مُروجہ دیوتاؤں یعنی دُرگا۔ کالی۔ کرشن۔ برہما یا شِو کی اُپاسنا نہیں تھی۔ اُس وقت سب ہی آریہ کہلاتے تھے۔ اور جاتی بھید (ذات کی تفریق) کا نام ونشان بھی نہ تھا +

پنجاب کو چھوڑ کر اور فتح کی زبردست خواہش سے متحرک ہو کر جب آریہ لوگ پورب (مشرق) کی طرف بڑھے اور یہاں کے اصلی باشندوں کو جلاوطن کرنے اور لگاتار جنگ وجدل میں مصروف رہنے لگے۔ تب گھر کے بُزرگ اور بوڑھے لوگ پریوار کے دھرم کے کاموں کی طرف کافی وقت اور توجہ نہ دے سکے۔ اس واسطے دھرم کے کاموں کو پُورا کرنے کے لئے ایسے شخصوں کی جو دھرم کے لئے کافی وقت اور توجہ دے سکیں۔ ضرورتاً ایک الگ جماعت مقرر کی گئی۔ وقت کے گذرنے پر یہی لوگ براہمن کہلانے لگے۔ اور جو لوگ لڑائی کے کام میں مصروف رہے وہ کھشتریہ نام سے منسوب ہوئے۔ اور اسی طرح پر جو کھیتی باڑی بنج بیوپار کے کام میں مصروف ہوئے وہ ویش کہلائے۔ اور مفتوح سیاہ فام اناریہ لوگوں کو داس بنالیا۔ اور وہ شودر کے نام سے مشہور ہوئے +

ذات کی تفریق سے براہمنوں نے سب پر فوقیت حاصل کی۔ وہ اپنی بزرگی اور عظمت بڑھانے کے لئے منتر اور پُوجا کے بیرونی ڈھکوسلوں کو بڑھانے لگے۔ اور رفتہ رفتہ یہ حالت پُہنچ گئی۔ کہ براہمنوں کے سوا اور کوئی شخص اچھی طرح رونق اور دھوم دھام کے ساتھ پوجا نہیں کرسکتا تھا۔ اِسی وقت میں بیدوں کا براہمن بھاگ (حصہ) تیار ہوا +

اِس وقت کے بعد سے آریہ جیون (زندگی) کی طاقت کم ہونے لگی۔ اور اُس میں سے غور و فکر کا مادہ کم ہونا شروع ہوا۔ گویا آریہ قوم کی ترقی کے راستے میں کانٹے بوئے گئے +

لوگوں پر ظلم اور بے انصافی کر کے کیا کبھی کوئی اپنی فوقیت اور عظمت قائم رکھ سکتا ہے؟ جب ویش اور شودروں پر اپنا قابو کر کے حریص برہمن کھشتریوں کی آزادی پر بھی ہاتھ ڈالنے اور اُنکو بھی نگلنے لگے تب کھشتری قوت بازو سے براہمنوں کو دبا کر اُن کی ایک طرفہ طاقت کو اپنے ہاتھ میں لانے کے لئے مشغول ہوئے۔ آخرش کھشتریوں کی طاقت نے فتح حاصل کی۔ اور یہ لوگ براہمنوں کو سکھشا دینے لگے۔ اِس وقت میں ویدوں کا اُپنشد بھاگ تیار ہوا۔ آریہ جیون جس میں کھشتریوں کا زیادہ زور تھا۔ پھر زندہ ہو گیا۔ لیکن بھارت کی بدقسمتی سے برہمنوں نے پھر زور پکڑا۔ اِس دفعہ کھشتری۔ ویش۔ اور شودر تینوں ہی پُورے اُن کے مطیع ہو گئے۔ پوجاریوں کی بڑھوتی (طاقت کی زیادتی) کے ساتھ نئے دیوتاؤں کی سرشٹی ہونے لگی۔ طرح طرح کے توہمات زیادہ ہوتے گئے۔ لیکن اب تک بھی پُرانوں کے بیشمار دیوتا نہیں گھڑے گئے تھے۔ براہمنوں نے دھرم کے کام کے علاوہ سلطنت کے کاروبار انصاف کرنے اور وزارت کے کام اور منصب پر بھی اَدھکار حاصل کر لیا۔ وید۔ وِدھی (طریق۔ رسُوم) اور سماج۔ یہ تینوں انہی کے ماتحت ہو گئے +

اب اُنھوں نے برہمن قوم کے لئے ایک قانون اور دوسری قوموں

کے لئے دوسرا قانون بنایا۔ جس کے مطابق دیگر اقوام کے لوگ ذراسا اور معمولی قصور کرنے پر بھی سخت سزا پاتے۔ لیکن براہمن سخت سے سخت اور بڑے سے بڑا جرم کرنے پر بھی بیگناہ اور بقصور خیال کئے جاتے۔ اگر کوئی شخص پاپ کرتا۔ تو اُس کے عوض میں برہمن کو دکھشنا دینا ہی پاپ کا پرائشچت (کفارہ) سمجھا جاتا تھا۔ برہمنوں کے حکم سے ہَون جگ وغیرہ کی رسم زیادہ ہوگئیں۔ نرامیدہ۔ اَشومیدہ۔ گومیدہ وغیرہ جگوں کے باعث زمین جیووں (جانداروں) کے خون سے کلنکت ہونے لگی۔ لوگ سرل دھرم بھاؤ سے گمراہ ہوکر براہمنوں کی سیوا۔ جگ اور بیرونی اڈمبروں میں گرفتار ہوگئے۔ ویدک سرل دھرم گم ہوگیا۔ اور براہمنوں کا دوسرا نام دیوتا بن گیا +

براہمنوں کی چترائی۔ منتر۔ تنتر اور جادو وغیرہ سے لوگوں کے دل مثل جڑ کے ہوگئے۔ اب اُنہوں نے زندگی کی بھلی اور بُری گھٹناؤں پر گرہ اور نکشتروں کی طاقت اور اثر خواب کی تعبیر۔ پیشینگوئی اور بھلی اور بُری علامتوں کی تشریح کرکے لوگوں کی آزاد چنتا (غور فکر کی طاقت) کا راستہ بند کردیا۔ اور سب کو اپنے قابو میں لے آئے۔ اب سب لوگ براہمنوں کے داس ہوگئے۔ یہ نقصان دہ اور مُضرمت (عقیدہ) کہ بیرونی اڈمبر جگ اور ہَون ہی انسان کی مُکتی کا ذریعہ ہیں۔ چاروں طرف پھیل گیا +

کچھ لوگ جن کو ان بیرونی اڈمبروں سے سیری نہ ہوئی۔ اور جن کے دِل کی بھوک اِن کے ذریعہ دُور نہ ہوئی۔ جنگل میں جا کر تپسیا

(ریاضت) کرنے لگے۔ کوئی آزادانہ طور پر اپنا مت (عقیدہ) پرچار کرتا۔ کوئی آتما کی بھوک سے بیقرار ہوکر اور چاروں طرف اندھکار ہی اندھکار دیکھ کر جسم کو سخت تکلیف دینے اور سخت سادھن کرنے میں مشغول ہوتا۔ کبھی کوئی چاروں طرف دھرم کی ادھوگتی (تنزل) اور برہمنوں کے دلوں میں دھرم بھاؤ نہ دیکھ کر اُن کے سخت مخالف اور برخلاف کھڑا ہوجاتا +

اُس وقت میں گیانی لوگ اکثر برمھ بادی تھے۔ وہ یقین کرتے تھے۔ کہ ایشور کے سوا اِس دُنیا میں اور کچھ نہیں۔ جیو۔ جنتو (چرند۔ پرند) پرتھوی اور یہ ساری کائنات صرف مایا ہے۔ ایک اناوی۔ اننت۔ نرنکار۔ نرگن۔ برمھ ہی ست ہے۔ اور سب جو کچھ ہے محض چھایا اور کلپنا (وہم وخیال) ماتر ہے۔ اور گیانی لوگ اکثر اَدویتہ بادی (ہمہ اوست کے ماننے والے) تھے +

یہ لوگ اپنی الگ ہستی میں یقین نہیں رکھتے تھے۔ اور سارے جگت کو ہی برمھ خیال کرتے تھے۔ نیز اُن کا یقین تھا۔ کہ پچھلے جنم کے بھلے یا بُرے کاموں کی وجہ سے کوئی دُکھ اور کوئی سُکھ پاتا ہے۔ اور کرموں کے پھل اور پُنر جنم (پھر پیدا ہونا) کو مانتے تھے۔ برمھ میں فنا ہوجانا ہی اِن کی مکتی تھی۔ لیکن عام لوگ برہمنوں کے خریدے ہوئے غلاموں کی طرح اور اُن کے سخت بندھنوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے +

اِس وقت آریہ قوم کی سلطنت گنگا کی وادی تک پھیلی ہوئی۔ اور

آریہ راج سینکڑوں حصّوں میں تقسیم ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن گئی تھیں۔ مغربی سلطنتوں میں برہمنوں کی طاقت زیادہ۔ لیکن پورب میں کسی کسی سلطنت میں برہمنوں کی طاقت کچھ بھی نہ تھی +

بُدھ کے زمانہ میں بڑے لوگوں میں یک سے زیادہ شادی (کثیرالازدواجی) کرنے کا رواج تھا۔ راجاؤں کی لڑکیوں میں کبھی کبھی سوئمبر ہوا کرتا۔ نیز بدھوا بواہ بھی اُس وقت میں مُروج تھا +

زمانہ حال میں یورپ کے عالم اور محقق بُدھ اور بودھ لوگوں کے دھرم کے عقاید کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس! کہ بہت بڑی تحقیقات کے بعد بھی وہ اصل اور صحیح نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ میکس مولر کی رائے ہے۔ کہ بُدھ کا دھرم پاگلوں کے آشرم کے لئے پیدا ہوا ہے"۔ سینٹ ہیلی یار کے خیال میں بودھ دھرم میں ایشور کے نام کی بُو تک نہیں"۔ رِس ڈے وڈس کا قول ہے۔ کہ بودھ دھرم ایشور اور رُوح کی ہستی سے منکر ہے"۔ ٹرنر کا یقین ہے۔ کہ بُدھ ایک عجیب قسم کا دھوکے باز ہے"۔ برلف کے نزدیک اپنی شخصیت کا علم نہ رہنا ہی بودھ دھرم کا سب سے اعلےٰ انعام ہے"۔ غرض اس طور پر یورپ کے محقق عالموں نے بودھ دھرم کو بہت بُرا بھلا کہا ہے +

جب بودھ دھرم مختلف مُلکوں میں پھیل گیا۔ تو اُس نے ہر ایک مُلک میں جُدی جُدی طرح کی صورت قبول کی۔ اور جیسے ایک ہندو دھرم میں آستکتا (ایشور کا ماننا) اور ناستکتا (ایشور کا نہ ماننا) دونو پائے جاتے

ہیں۔ ویسے ہی بودھ دھرم میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں۔ بعض ایشور میں یقین رکھتے ہیں اور بعض نہیں۔ ایشور کے نہ ماننے کا عقیدہ معدودے چند پنڈتوں اور آجکل کے گرنتھوں میں محدود ہے۔ عام لوگ ایشور کے ماننے والے ہیں +

بُدھ اپنے ہمعصر اکثر ہندو پنڈتوں کی مانند اُدوَیت مت (جس میں دوئی نہیں صرف وحدت ہے) اولمبی یعنی مسئلہ ہمہ اوست کو ماننے والے تھے۔ اِس دُنیا میں برمھ کے علاوہ اور کسی چیز کی الگ ہستی میں وہ یقین نہیں رکھتے تھے +

اِس برمھ کو وہ نِرگُن۔ نِرنکار مانتے۔ اور جگت کے تمام پدارتھوں کو مایا خیال کرتے۔ نیز وہ آتما کی الگ ہستی میں بھی یقین نہیں رکھتے تھے۔ چونکہ سوہنگ (من خدائم) کا مسئلہ آریہ ورت میں اُس وقت سب جگہ پھیلا ہوا تھا۔ بُدھ بھی اس عقیدہ کے قائل تھے۔ اس کے لئے چند ثبوت ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ بدھتو (سچا گیان) حاصل کرنے کے بعد جب بُدھ کے دِل میں یہ کشمکش پیدا ہوئی۔ کہ آیا وہ اپنا دھرم پرچار کریں یا نہ کریں۔ اور پرچار کرنے پر بھی لوگ اس کو قبول کرینگے یا نہیں۔ تو اس بارہ میں اُن کے دِل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے تھے ایسی حالت میں اُن کے دِل میں خیال آیا۔ میں اِن تمام لوگوں کے لئے برمھ میں قائم ہو کر دھرم چکر پرورتن (چلانا) کرنے میں مصروف ہونگا۔ اور میرے اِس دھرم کو سبھی قبول کرینگے میں برمھ کے ساتھ ہوں۔ اور اُس سے الگ نہیں ہوں۔ میرے قدموں میں گر کر سب

ہی اِس دھرم کو میرے پاس سے لینے کے لئے پرارتھنا کرینگے۔ گیانی لوگ اِس دھرم کو شُدّھ (خالص) دھرم کہتے ہیں[1]"+

للت بستار بودھ لوگوں کی ایک بہت پُرانی کتاب ہے۔ اِس کتاب کے اخذ کئے ہوئے حصّے کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بُدّھ برھم میں بشواس (یقین) کرتے تھے۔ اور اَدویت بادی تھے اِس بارے میں کثرت سے ثبوت پائے جاتے ہیں۔ کہ اوّلین بودھ دھرم ایشور میں بشواس رکھتا تھا +

رِس ڈے وِڈس صاحب لکھتے ہیں۔ کہ راجہ اشوک کے عہد حکومت میں بودھ لوگوں کی تیسری مہا سبھا میں بودھ دھرم کے گرنتھ باقاعدہ طور سے تالیف ہوئے۔ اِن تمام گرنتھوں میں سے اُنہوں نے اس بات کے ثبوت بہم پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ کہ شروع سے ہی بودھ دھرم ایشور سے اِنکار کرتا آیا ہے۔ لیکن اشوک کے وقت میں بودھ لوگوں کے ایشور میں بشواس کرنے کا ظاہر اور روشن ثبوت اشوک کے نصب کردہ پتھر کے ستونوں پر پالی زبان میں لکھے ہوئے احکام ہی ہیں۔ جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے +

صوبہ اُڑیسہ کے دھولی کُتبے پر لکھا ہوا ہے "اپنا قصور قبول کرو اور ایشور میں بشواس کرو۔ وہی عزّت اور تعظیم کے لائق ہے" +

پرنسپ کے شائع کئے ہوئے ساتویں احکام میں لکھا ہُوا ہے۔ میں نے نیک اور پاک رسوم قائم کی ہیں۔ نوع اِنسان اِن کی پیروی

[1] دیکھو للت بستار کا صفحہ ۵۱۰ - ۵۱۱ +

کرکے دھرم کے راستے پر چلینگے۔ اور ایشور کی مہماں پرکاش کرینگے"

ہمبسن صاحب بہت عرصہ تک نیپال میں رہے۔ اور بودھ دھرم کی بہت پرانی نایاب کتب مقدسہ ہندوستان میں لائے۔ اُن کے ساتھ امرت آنند بندیہ نامی نیپال کے ایک بہت مشہور اور سب کے پوجنیہ بودھ پروہت کی ملاقات ہوئی۔ اور جب صاحب موصوف نے اس سے یہ سوال کیا۔ کہ آیا بودھ لوگ ایشور میں بشواس کرتے ہیں یا نہیں تو اس سوال کے جواب میں امرت آنند نے پرانے بودھ شاستروں سے بہت سے بچن اخذ کرکے کہا "جب سب کے شروع میں صرف خلا تھا۔ اور جب یہ پانچ عناصر بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ تب نش کلنک آدی بدھ اگنی (آگ)، یا آلوک (روشنی) کی شکل میں پرکاشت تھے" از کارنڈ بیوہ

"آدی بدھ انادی ہیں۔ اور وہ پوترا اور ست ہیں۔ وہ اتیت درشی ہیں۔ اُن کا کلام غیر مبدل ہے۔ وہ ایک میوا دوتیم (وحدہٗ لاشریک) اور سرب بیاپی ہیں" از نام سنگیت

"آدی بدھ تمام جانداروں کو سکھی کرکے خوش ہوتے ہیں۔ جو لوگ اُن کی سیوا (خدمت) کرتے ہیں۔ وہ اُن کو پیار کرتے ہیں۔ اُن کی مہماں اور پرتاپ سے حیرت اور بھگتی کا بھاؤ سنچار ہوتا ہے۔ وہ دکھ اور سنتاپ کے دور کرنے والے ہیں" از نام سنگیت

"وہ بدھوں کے پیدا کرنے والے ہیں۔ وہ عقل کل اور دنیا کے خالق ہیں اور آپ سویمبھو (خود بخود) ہیں" از نام سنگیت

وہ تمام سار پدارتھوں کے سار ہیں۔ وہ اکاش کے پیدا کرنیوالے ہیں وہ اودیا یعنی جہالت روپی گھاس کو جلانے کے لئے اگنی (آگ) کی شکل قبول کرتے ہیں" + از نام سنگیت +

"اپنے دھیان سے اُنہوں نے یہ جگت (دُنیا) پیدا کیا ہے۔ وہ ایشور ہیں۔ اور اننت ہیں۔ جو تمام پدارتھ اب تک بھی کچھ شکل نہیں رکھتے۔ وہ اُن کی شکل ہیں"۔ از کارنڈ بیوہ۔

کارنڈ بیوہ اور نام سنگیت یہ دونو بہت ہی پرانی کتابیں ہیں۔ ان تمام کتابوں میں ایشور باد (اقرار) صاف صاف الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ امرت آنند بندیہ نے صاف صاف الفاظ میں کہا۔ کہ بودھ دھرم کبھی نرایشور باد نہیں +

زمانہ حال کے بودھ لوگ بھی نرایشور بادی نہیں ہیں۔ تبت کے رہنے والے لاما لوگ اپنے مندروں میں ان الفاظ میں پرارتھنا کرتے ہیں "ہم لوگ تتھاگت۔ امی تابھ کی ارادھنا کرتے ہیں۔ جو دیواستھان نامی بودھ سورگ میں باس کرتے ہیں۔ امی تابھ کو تبت کے رہنے والے بدھ کا بدھ اور دیوتاؤں کا دیوتا یقین کرتے ہیں [۱] +

اے آتما روپی! ہم تم کو سنمان (عزت) کے ساتھ بلاتے ہیں۔ اے سکھ وتی نامی سورگ باسی لوک جت امی تابھ تم شبھ آگمن کرو (آؤ) ہمارے شاکیہ منی اور ہمارے دیا مئے پتا امی تابھ تم دونو اس پوتر استھان میں آؤ"۔ اس قسم کی پرارتھنا سے چین دیش کے دھرم مندر ہمیشہ گونجتے

[۱] تبتن گرامر صفحہ ۱۲ دیکھو +

رہتے ہیں +

جب سنگلدیپ ڈچ لوگوں کے ماتحت تھا۔ تو اُس وقت وہاں کے حاکم نے بودھ پروہتوں کو بُلایا۔ اور اُن سے یہ سوال کیا۔ کہ آیا تم لوگ ایشور کو مانتے ہو یا نہیں۔ اِس سوال کے جواب میں اُن کے سب سے بڑے پروہت نے کہا "سب کے اوپر ایک مہان پُرش ہے۔ اگرچہ بہت سے دیوتا ہیں۔ لیکن تو بھی اِن سب دیوتاؤں کا بمنزلہ ایشور کے ایک اور مہان پُرش ہے۔ اگرچہ بہت سے دیوتا ہیں۔ لیکن اُن کا بمنزلہ ایشور کے ایک پرماتما موجود ہے"[تعلیقہ] +

فادر بری نامی ایک عیسائی پادری نے کوچین چائنا[تعلیقہ] کے باشندوں کو ناستک کہہ کر صرف اِس خیال سے اُن کی ہنسی کی ہے۔ کہ ایک دفعہ اِن لوگوں نے مندر کی ایک اونچی بیدی اور اُس کے پیچھے کے ایک تاریک مقام کو اُنگلی کے اشارے سے دکھلا کر کہا تھا۔ کہ "یہ جگہ اُن کے ارادھنا کے لایق ایشور کی یاد کے لئے رکھی گئی ہے۔ بُدھ لوگ اُسی ایشور کی ارادھنا کیا کرتے ہیں۔ بُدھ بھی انسانوں کی طرح شکل اور صورت رکھتے ہیں۔ لیکن ایشور کو کوئی کبھی نہیں دیکھ سکتا +

مُلک جاپان میں بھی سب جگہ اُمی تابھ کی اُمی دوج نام سے پوجا ہوتی ہے۔ اور اِس ملک کے باشندے نیتری نام سے ایک نرا کار پُرش کی شردھا کے ساتھ ارادھنا کرتے ہیں +

تعلیقہ سیکرڈ اینڈ ہسٹوریکل بکس آف سیلان مصنفہ اپہام صفحہ ۱۰ دیکھو +

تعلیقہ کوچین چائنا کے بیان کا آٹھواں باب دیکھو +

اَمی تابھ کے متعلق خود بُدھ دیوجی کی تعلیم یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ بُدھ کا ایک شاگرد اُن کے پاس آیا۔ اور اُن سے پوچھا "اے بُدھ! ہمارے پربھو اور ماسٹر! اگر آپ ہم کو معجزے کرنے۔ اور غیر معمولی طاقت حاصل کرنے سے منع کرتے ہیں۔ تو ہم اس دُنیا کی خوشیوں کو کیوں چھوڑیں؟ کیا اَمی تابھ (لامحدود نور) بیشمار معجزوں کا چشمہ نہیں ہے؟

بُدھ نے ایک راستی کے متلاشی کی بیقراری کو دیکھ کر کہا:-

"اے شراوک تو مبتدیوں کا بھی مبتدی ہے۔ اور تو سنسار کی سطح پر ہی تیر رہا ہے۔ معلوم نہیں ست کو لابھ کرنے کے لئے تجھ کو کتنا عرصہ لگیگا۔ تو نے تتھاگت کے الفاظ نہیں سمجھے۔ کرم کا قانون غیر مُبدل اور ناقابل تردید ہے۔ التجا اور منت وزاری کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ یہ صرف خالی الفاظ ہی ہیں" +

یہ سُن کر شاگرد نے کہا: "کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ دُنیا میں معجزے اور کرامات کچھ چیز نہیں؟"

بُدھ نے جواب دیا۔ کیا دُنیا کے نزدیک یہ کم معجزہ ہے۔ کہ ایک پاپی شخص حقیقی روشنی کو حاصل کر کے راہ راست پر آئے۔ اور خودی کے ناپاک طریق کو ترک کر کے سنت یا دیوتا بن جائے جو بھکشو دنیا کی عارضی خوشیوں کو پاکیزگی کے ابدی آنند کے لئے ترک کر دیتا ہے۔ در اصل وہ بہت بڑا معجزہ دکھلاتا ہے اس کے سوائے جو معجزہ کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اس کا باعث لالچ یا غرور ہوتا ہے +

ایک پاک آتما کرم کے دُکھوں کے عذاب کو آنند میں تبدیل کرسکتا ہے۔"

جو بھکشو اس بات کا خیال نہیں کرتا۔ کہ لوگ اُس کو پرنام کریں۔ اور جو لوگوں سے نفرت کئے جانے پر بھی اُن کی طرف بُرا بھاؤ نہیں رکھتا۔ وہ بہت اچھا کرتا ہے۔ وہی بھکشو ٹھیک ہے جس نے شگن۔ گرہ۔ خوابوں کی تعبیریں اور علامات کا دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔ وہ اِن تمام بُرائیوں سے آزاد ہے ۔

اَمی تابھ (لامحدود جوتی) دِب گیان۔ پاکیزگی اور بُدھ مضو کا چشمہ ہے جادُوگر اور معجزہ دکھانے والوں کا کام سب دھوکا اور فریب ہے۔ اَمی تابھ سے زیادہ عجیب۔ زیادہ حیرت انگیز اور زیادہ بعید از فہم اور کیا ہے؟

شراوک نے پھر کہا۔"تب اے ماسٹر کیا آنند دھام کا وعدہ فضول اور بے معنی بات اور صرف ایک افسانہ اور محض خیال ہے"؟

یہ سُن کر بُدھ نے پوچھا۔ یہ وعدہ کیا ہے؟

اِس پر شاگرد نے جواب دیا۔"پچھم میں ایک سُورگی مُلک ہے۔ جسکو پوِتر بھومی کہتے ہیں۔ وہ چاندی۔ سونے اور قیمتی جواہرات سے بہت اچھی طرح سجایا گیا ہے۔ وہاں پر پوِتر جل کی نہریں بہتی ہیں۔ اور اُن میں سونے کا ریت ہے۔ اُن کے چاروں طرف پھرنے کے لئے خوبصورت سڑکیں ہیں۔ جن کے کناروں پر کنول کے پھُول لگے ہوئے ہیں۔ وہاں پر پر سرور گانا ہوتا ہے۔ اور دن میں تین دفعہ پھولوں کی برکھا ہوتی ہے۔ اِس دیش میں گانے والی چڑیاں رہتی ہیں۔ جن کی سریلی اور میٹھی آواز سے دھرم کی جے دھُنی اُٹھتی ہے۔ اور جو لوگ اُن کی میٹھی آوازوں کو سُنتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں بُدھ دھرم اور سنگھ کا

خیال اُٹھتا ہے۔ اُس جگہ کوئی خراب جنم ممکن نہیں۔ اور نرک کا نام و نشان تک نہیں۔ جو سرگرمی اور پوتردِل کے ساتھ اَمی تابھ بُدھ کا نام لیتا ہے۔ اُس شخص کو اِس پوتر بھومی کے اُس آنند دھام میں لیجائینگے۔ اور جب موت نزدیک آئیگی۔ بُدھ معہ اپنے پاک شاگردوں کے اُس کے سامنے کھڑے ہونگے۔ اور اُس وقت وہاں پُورن شانتی براجمان ہوگی" +

بُدھ نے کہا۔ ہاں حقیقت میں ایک ایسا آنند دایک سُرگ ہے۔ مگر وہ مُلک رُوحانی ہے۔ اور اُن کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ روحانی ہیں۔ تم کہتے ہو۔ کہ یہ مُلک مغرب میں واقعہ ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اِس ملک کو وہاں ڈھونڈو جہاں وہ شخص رہتا ہے۔ کہ جو دُنیا کے لوگوں کے دلوں کو روشن کرتا ہے۔ جب سورج غروب ہوجاتا ہے۔ اس وقت ہم اندھیرے میں ہوتے ہیں۔ رات کا سایہ چُپ چاپ مثل چور کے ہمارے اوپر آجاتا ہے۔ اور مار رنفس) ہمارے جسموں کو قبر میں دفن کردیتا ہے۔ تاہم سورج غائب نہیں ہوتا۔ اور جہاں ہم سمجھتے ہیں۔ کہ سورج غروب ہوگیا۔ وہاں بیحد روشنی اور اننت جیون ہوتا ہے +

پھر بُدھ نے کہا۔ تمہارا بیان بہت اچھا ہے۔ لیکن آنند دھام کے جلال کو پورے طور سے ظاہر کرنے کے لئے کافی نہیں۔ دُنیا کے لوگ اُس کا دُنیاوی طور پر ذکر کرتے اور دُنیوی استعارے اور الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن وہ پوتر بھومی جس میں پوتر آتما رہتے ہیں۔ اِس قدر اعلےٰ

اور خوبصورت ہے ۔ کہ جس کو تم اپنے گمان میں بھی نہیں لا سکتے۔ اور نہ اُس کو بیان کر سکتے ہو۔ تاہم "امی تابھ بُدھ" کا نام لینا اُس وقت مفید پڑتا ہے ۔ اگر تم اُس کو ایسی نشٹھا اور شردھا کے ساتھ لو۔ کہ جس سے تمہارا دل پاک اور صاف ہو جائے ۔ اور تمہاری قوت ارادہ کو پاکیزگی کے کام کرنے کے لئے طاقت حاصل ہو +

اِس پوتر بھومی میں وہی پہنچ سکتا ہے ۔ جس کا آتما راستی کی لامحدود جوتی سے پُر ہو گیا ہے ۔ اِس مغربی بہشت کے رُوحانی کُرہ میں وہی باس کرتا اور دم لے سکتا ہے ۔ جس نے گیان حاصل کیا ہے +

مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں ۔ کہ تتھاگت اِس ابدی انند کی پوتر بھومی میں جس کا ذکر تم نے کیا ۔ اِس وقت بھی جبکہ وہ اِس جسم میں ہے باس کرتا ۔ اور تم کو اور تمام دُنیا کے لوگوں کو دھرم کا اُپدیش دیتا ہے ۔ تاکہ تم اور تمہارے اور بھائی بھی وہی شانتی اور آنند حاصل کر سکیں +

یہ سُنکر شاگرد نے کہا ۔ اے پربھو مجھ کو اُس دھیان کی سکھشا دیجئے ۔ کہ جس کے سادھن سے میں بھی اِس پوتر بھومی کے سورگ میں داخل ہو سکوں ۔ بُدھ نے کہا ۔ وہ دھیان پانچ ہیں +

پہلا دھیان پریم کا ہے ۔ کہ جس سے تم اپنے دِل کو ایسا بنا لو کہ تم بلا لحاظ دوست اور دشمن کے تمام جیوؤں کی بھلائی اور بہبودی چاہو +

دوسرا دھیان ۔ رحم (دَیا) کا دھیان ہے ۔ کہ جس میں تم تمام جیوؤں کی مصیبت کو سوچو ۔ اور اُن کے رنج و غم کو اپنے خیال میں ایسا صاف لے آؤ ۔ کہ جس سے تمہاری رُوح میں اُن کے لئے رحم کا گہرا زوردار

بھاؤ پیدا ہو +
تیسرا دھیان۔ آنند (خوشی) کا دھیان ہے۔ کہ جس میں تم دوسروں کی خوشحالی کا خیال کرو۔ اور اُن کی خوشی میں ہی اپنی خوشی مناؤ +
چوتھا دھیان۔ پاکیزگی کا دھیان ہے۔ کہ جس میں تم بُرائی کے بُرے نتیجوں اور گناہ اور بیماریوں کے بد اثر کو سوچو۔ کہ ایک چھین بھر کی خوشی اکثر کیسی تچھ (ناچیز) اور اس کے نتیجے کیسے مُہلک ہوتے ہیں +
پانچواں دھیان شانت بھاؤ اور استھرتا کا ہے کہ جس میں تم حقارت۔ اُلفت۔ غضب اور ظلم۔ دولت اور احتیاج سے اوپر چلے جاؤ۔ اور منصفا ملائمت اور پورے اطمینان سے اپنے انجام کو سوچو +
تتھاگت کا سچا پیرو نفس کُشی بیرونی رسوم اور اڈمبروں پر بشواس نہیں کرتا۔ بلکہ خودی کے خیال کو چھوڑ کر پورے دل کے ساتھ اَمی تابھ پر بھروسہ کرتا ہے۔ جو راستی کی لامحدود جوتی ہے۔ بُدھ نے اَمی تابھ (وہ لامحدود جوتی کہ جو اُس کے حاصل کرنے والے کو بُدھ بنا دیتی ہے) کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کیا۔ اور اپنے شاگرد کے دل پر نظر ڈالی۔ اور معلوم کیا۔ کہ اب بھی اُس کے دل میں کچھ شکوک اور انتشار باقی ہیں۔ یہ دیکھ کر بُدھ نے کہا۔ اے برخوردار تم مجھ سے وہ سوال پُوچھو۔ کہ جن کا بوجھا اب بھی تمہارے دل پر ہے۔ یہ سُن کر شاگرد نے کہا کہ کیا ایک کمزور بھکشو بھی اپنے آپ کو پوتر کر کے وہ غیر معمولی گیان جس کو اَبھے گیان کہتے ہیں۔ اور وہ تمام غیر معمولی طاقتیں جس کا نام رِدھی ہے حاصل کر سکتا ہے آپ مجھ کو کرپا کر کے رِدھی پد یعنے

اعلیٰ درجہ کے گیان کا راستہ تبلائیے۔ میرے سامنے وہ دھیان ظاہر کیجئے۔ جو سمادھی یعنی دِل کو یکسوئی کرنے کا ذریعہ ہیں۔ جس سے آتما ہر وقت آنند میں رہ سکتا ہے ✦

بُدّھ نے پُوچھا۔ اَبھے گیان کون کون سے ہیں۔ شاگرد نے جواب دیا۔ اَبھے گیان چھ ہیں (۱) دِبّ چکشو (۲) دِبّ کرن (کان)، (۳) جسم پر پُورا تصرّف (قالب رجسم) کا تبدیل کرنا، (۴) پچھلی رہائشوں کے انجام کا علم تاکہ جس سے پچھلے جنموں کا حال معلوم ہو سکے (۵) دوسروں کے دلوں کا حال معلوم کرنے کی قابلیت (۶) اس زندگی کی دھارا کا انجام معلوم کرنے کا علم ✦

یہ سُن کر بُدّھ نے کہا۔ اگرچہ یہ عجیب و غریب باتیں ہیں۔ لیکن یقیناً اِن کو ہر ایک شخص حاصل کر سکتا ہے۔ ایک دفعہ تم اپنی دماغی طاقتوں کو سوچو۔ تم یہاں سے چھ سو میل کے فاصلے پر پیدا ہوئے۔ لیکن تم ایک لمحہ میں اپنے خیال میں اپنے وطن کو جا سکتے ہو۔ اور اپنے پتا کے گھر کی تمام باتوں کو مفصل یاد کر سکتے ہو۔ کیا تم اپنے گیان کی آنکھوں کے ذریعہ درخت کی جڑوں کو نہیں دیکھتے۔ کہ جو زمین پر قائم اور ہوا سے ہلتا ہے؟ کیا ایک بُوٹیوں کو اکٹھا کرنے والا طبیب اپنی نگاہ سے حسب مرضی کسی پودے کو بمعہ اُس کی جڑوں۔ تنے۔ پتّوں اور پھلوں اور اُن کے استعمال کو جہاں جہاں وہ برتی جاتی ہیں نہیں دیکھ سکتا؟ کیا وہ شخص جو مختلف زبانوں سے واقف ہے۔ کسی لفظ کو اپنی مرضی کے موافق معہ اُس کے معنی اور مطلب کے بذریعہ اپنی یادداشت کے اپنے

خیال میں نہیں بٹھا سکتا؛

اِن سب لوگوں سے بدرجہا بڑھکر تتھاگت تمام چیزوں کی خاصیّت کو سمجھتا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں داخل ہو کر اُن کے دلی حالات کو معلوم کرتا ہے۔ وہ مخلوق کے پرکاش کو جانتا۔ اور اُن کا انجام بھی پہلے ہی سے دیکھتا ہے یہ سُنکر شِشّ نے کہا۔ تب تتھاگت تعلیم دیتا ہے۔ کہ آدمی دھیان کے ذریعہ اچھے گیان کی برکتوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ اِس پر بُدھ نے پوچھا وہ دھیان کون کون سے ہیں۔ جن سے گزر کر اِنسان اچھے گیان تک پُہنچتا ہے +

شِشّ نے جواب دیا کہ دھیان چار ہیں (۱) دھیان نِرجنتا (خلوت) کا دھیان ہے۔ جس میں اِنسان کو چاہیئے۔ کہ اپنے دل کو نفسانی خواہشوں سے آزاد کرے (۲) دھیان وہ شانت اوستھا ہے۔ جس میں دِل آنند اور خوشی سے پُر رہتا ہے (۳) دھیان روحانی باتوں میں خوشی محسوس کرنیکا ہے (۴) دھیان پورن پوترتا اور شانتی کی اوستھا ہے۔ جس میں دل ہر ایک قسم کی خوشی اور رنج سے اوپر ہو جاتا ہے +

بُدھ نے یہ سُنکر جواب دیا۔ بہت خوب میرے لڑکے پرہیزگار بنو۔ اور تمام بُرے کاموں کو ترک کرو۔ جو تمہارے دماغ کو ناقابل بناتے ہیں شِشّ نے کہا۔ آپ نے میرے لئے بہت تکلیف برداشت کی۔ آپ معاف کیجئے۔ میں یقین تو رکھتا ہوں۔ لیکن مجھ میں کافی درجہ کی سمجھ نہیں۔ اور میں راستی کا مُتلاشی ہوں +

اے تتھاگت! اے میرے پربھو اور ماسٹر! مجھے رِدّھی پد سکھلائیے۔

بُدھ نے کہا - چار طریق ہیں - جن کے ذریعہ سے بِردھی بدحاصل ہوتا ہے تمام خراب اوصاف کو پیدا نہ ہونے دینا (۲) جو پیدا ہو گئے ہیں - ان کو روکنا (۳) منگل بھاؤ جو ابھی پیدا نہیں ہوا - پیدا کرنے کی کوشش کرنا - (۴) سرلتا کے ساتھ تلاش - اور تلاش میں ثابت قدم رہنا - اور جب یہ سب باتیں حاصل ہو جائینگی تو پھر تم ست کو بھی حاصل کر لوگے +

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ تو ثابت ہوا - کہ بُدھ اور بودھ لوگ ایشور کو مانتے تھے - لیکن اکثر لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں - کہ اگر بُدھ ایشور پر یقین رکھتے تھے - تو اُن کے اُپدیشوں میں کسی جگہ بھی ایشور کا نام کیوں نہیں ملتا - اِس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے - کہ بُدھ نِرگُن اور نِسچیسٹ ایشور میں بشواس کرتے تھے - اُن کا یقین تھا - کہ وہ نِرگُن اور پرلے درجے کا اُداسین (لاپرواہ) ہے - اِنسان اگر پاپ اور دُکھ کے پیچھے سے لاچار اور تکلیف زدہ ہو کر ہزار بار گریہ وزاری کرے اور چلّائے - تو بھی وہ اُن کے گمبھیر اور نستبدھ[1] بھاؤ کو دور نہیں کر سکتا پس ایسا ایشور اِنسان کی مکتی کے لئے مددگار نہیں ہو سکتا - اور اِنسان کی مُکتی کے لئے ایسے ایشور کی کچھ ضرورت نہیں - اِسی واسطے بُدھ نے اپنے اُپدیشوں میں کسی جگہ ایشور کا ذکر نہیں کیا +

وہ یہ جانتے تھے - کہ برمھ ہی اِس جگت میں ایک ماتر ست وستو ہے اور جو کچھ ہے - سب آسار ہے - اِنسان اگیانتا کے بس ہو کر اور موہ کے جال میں پھنس کر "میرا میرا" اور "سنسار سنسار" کہتا پھرتا ہے - اِس اگیانتا

[1] شانت - ساکن +

کو اپنی طاقت کے ذریعہ ہی دُور کرنا چاہئے۔ اسی اگیانتا کے دُور کرنے کے لئے اُنہوں نے سادھن پرنالی (ریاضت کا طریق) تیار کی تھی۔ اور اُن کے شاگردوں کو سب سے پہلے چار اعلےٰ صداقتوں میں یقین کرنا پڑتا تھا +

اوّل - یہ دُنیا دُکھ کی جگہ ہے - فانی اور ناپائدار ہے - استری پُتر پریوار یہ سب مایا کا کھیل ہے +

دوم - ترشنا (خواہش) ہمارے تمام دُکھوں کا کارن ہے +

سوم - اس ترشنا کو دُور کرنے سے تمام دُکھوں کا ناش ہو سکتا ہے +

چہارم - بُدھ کا ظاہر کیا ہوا اشٹانگ مارگ دُکھ کے دُور کرنے کا ایک ناتر ذریعہ ہے +

ان چار باتوں پر یقین کر کے اُن کے شاگرد ہمیشہ اپنے دلوں میں پاک بھاؤ رکھنے کی کوشش کرتے۔ سچ بولنے کا سادھن کرتے۔ نیک اور پاک ذریعوں سے روزی کماتے اور لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے۔ ہمیشہ بھلے کاموں کا سادھن کرنے کے لئے کوشش کرتے۔ اور ہمیشہ اس بات کے لئے کوشش کرتے۔ اور ہمیشہ اس بات کے لئے سنگرام کرتے کہ چنتا (خیال) میں بھی کوئی ناپاک خیال پیدا نہ ہو۔ اور شانت بھاؤ سے دھیان کرتے تھے +

بُدھ کا یہ یقین تھا - کہ انسان اپنی طاقت اور کوشش سے اپنی خواہشات پر فتح پا سکتا۔ اور پاپ باسناؤں کو دُور کر کے پرنیران (نجات) حاصل کر سکتا ہے - یہ ہی غلط عقیدہ بعد میں بودھ دھرم کی بیخکنی کا

موجب ہوا۔ کیونکہ بعض لوگ یہ خیال کرکے کہ مکتی پانے کے لئے برھ کریا کی کچھ ضرورت نہیں ناستک ہو گئے تھے +

یہ دُنیا کیونکر پیدا ہوئی۔ اور اس کا انجام کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ تتوں کا نروپن (مسائل کا حل) کرنا بُدھ نے ضروری نہیں سمجھا جب مالنک نے ایک دفعہ بُدھ سے دریافت کیا۔ کہ یہ دُنیا انادی اور اننت ہے یا نہیں۔ تو بُدھ نے اس سوال کے حل کو فضول سمجھ کر کچھ جواب نہیں دیا[1] +

بُدھ برہما۔ اندر وغیرہ دیوتاؤں کے وجود پر یقین رکھتے تھے لیکن اُن کا اعتقاد تھا کہ وہ بھی انسان کی طرح سُکھ اور دُکھ کے ماتحت ہیں۔ اور اپنے کرموں کے پھل کی وجہ سے کبھی سریشٹ اور کبھی نیچ جنم پاتے ہیں۔ یہ مت (عقیدہ) بلت بستار میں سب جگہ دیکھا جاتا ہے +

آتما یعنی رُوح کے بارے میں بُدھ یہ کہا کرتے تھے کہ اَن پڑھ اور وہ لوگ جو میرے دھرم میں دکھشت نہیں ہوئے۔ کبھی آتما کو ستھول اور کبھی شوکھشم یعنی لطیف کہا کرتے ہیں۔ کبھی سنگیا (شخصیت) کبھی بھاؤ۔ کبھی پربرتی (خواہشات) اور کبھی من کو ہی آتما سمجھا کرتے ہیں۔ اور "میں ہوں" کو مانتے ہیں۔ لیکن جنہوں نے دوئی جنتو (نئی زندگی) حاصل کیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ "میں" کوئی چیز نہیں ہے +

بُدھ اَدویت بادی (مسئلہ ہمہ اوست کو ماننے والے) تھے اِس واسطے وہ کہا کرتے تھے۔ کہ جب اوِدّیا (جہالت) دُور ہو جاتی ہے۔ تو انسان اُس وقت صاف دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ کہ اِس دُنیا میں

---

[1] بُودھ دھرم مصنّفہ ہارڈی صاحب صفحہ ۳۷۵ دیکھو +

محض ایک مانز پر برہم ہی موجود ہیں ۔ اور "میں" نہیں ہے ۔ اور یہ "میں" پربرہم کی ہستی کے سمندر میں فنا ہو گئی ہے ۔ وہ روح کی شخصیت میں یقین نہیں رکھتے ۔ اور اسکو روحانی اوصاف کا ایک مجموعہ مانتے تھے +

بدھ پنر جنم میں بشواس کرتے تھے ۔ اور ان کا خیال تھا ۔ کہ جس نے پچھلے جنم میں اچھے کام کئے ہیں ۔ وہ اس جنم میں سکھ اور جس نے برے کام کئے ہیں ۔ وہ دکھ بھوگتا ہے ۔ اپنے اپنے بھلے اور برے کرموں کے موافق کوئی پشو (حیوان) بنتا ہے ۔ اور کوئی دیوتا حاصل کرتا ہے +

ایک شخص کے مرتے ہی اس کے کرموں کے موافق اس کا پھر جنم ہوتا ہے ۔ ترشنا ۔ پنر جنم کا کارن (موجب) ہے جب تک انسان ترشنا کا غلام رہتا ہے ۔ تب تک اس دنیا میں اس کا بار بار جنم ہوتا رہتا ہے کرموں کے پھل میں یقین کی وجہ سے بودھ نیتی نہایت اعلےٰ اور بہتر ہوئی تھی ۔ اس تعلیم کے موافق اگر انسان ذرا سا بھی قصور کرے تو اس سے رہائی نہیں +

بدھ کا یہ عقیدہ تھا ۔ کہ اگر انسان ہزار اچھے کام کرے ۔ اور ان کے ساتھ ایک برا کام کرے ۔ تو اس برے کام کے لئے اسکو پھل بھوگنا ہی پڑیگا +

ان کا مقولہ ہے ۔ کہ اگر تم آسمان ۔ سمندر ۔ اور پہاڑوں کی کھوہ میں کہیں جا کر اپنے آپ کو چھپا لو ۔ تو تم کو کوئی ایسی جگہ نہ ملیگی ۔ کہ جہاں تم اپنے

بُرے کاموں کے نتائج سے بچ سکو۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی سچ ہے۔ کہ جو کچھ بھلائی ہے وہ کبھی ناش نہیں ہوتی۔ اور انسان کو اُس کے بھلے کاموں کی برکتیں ضرور ملتی ہیں جس طرح پر ایک شخص کو جو مدت تک سفر میں رہا ہے۔ اور جب وہ صحیح وسلامت اپنے گھر کو واپس آتا ہے۔ تو اُسکے رشتہ دار اور دوست آشنا اُسے خوش آمدید کہنے کے لئے منتظر رہتے ہیں۔ اِسی طرح اُس شخص کو کہ جو پاکیزگی کے راستے پر چلا ہے۔ اُس کے بھلے اور نیک کاموں کے پھل جب وہ اِس لوک کو چھوڑ کر پرلوک کو چلا جاتا ہے۔ خوش آمدید کہتے ہیں +

بُدھ اور ییشٹ (قسمت یا تقدیر) کو نہیں مانتے تھے۔ تقدیر کا مسئلہ ماننے والا کہتا ہے۔ کہ "میں جو کچھ کرونگا۔ یا جو کچھ میرے لئے وقوع میں آنے والا ہے۔ وہ سب پہلے سے ہی مقرر ہو چکا ہے۔ اِسواسطے اُس سے بچنے کے لئے کوشش کرنا بیفایدہ ہے"۔ اِس دنیا میں تقدیر کا ماننے والا جب دیکھتا ہے کہ بیقصور شخص سزا پاتا ہے۔ اور مجرم دولت وحشمت کے گھمنڈ میں پھولا نہیں سماتا۔ یہ نظارہ دیکھ کر وہ کہتا ہے۔ کہ "یہ تمام سزا اور مکروہ نظارہ سر جھکا کر برداشت کرو۔ کیونکہ تقدیر میں ایسا ہی تھا۔ کرموں کے مسئلہ کو ماننے والا کہتا ہے۔ "یہ سزا تمہارے اپنے کرموں کا پھل ہے۔ اِس جنم میں بھلے کام کرو۔ دوسرے جنم میں نیک پھل پاؤ گے" +

نربان حاصل کرنا بودھ دھرم کا اصلی مقصد ہے۔ بہت سے یورپ کے پنڈتوں (عالموں) نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ نربان کے معنی آتما

کا نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن اب بہت سے لوگ اِس فیصلے کی غلطی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ نِربان کے بارے میں بُودھ گرنتھوں (بُودھ لوگوں کی کتب مُقدّسہ) میں جو کچھ لکھا ہے۔ اُن کے مطالعے سے نِربان کے معنے سمجھ میں آ سکتے ہیں +

جو شخص گیانی (عالم) دھیان شیل (صاحب مراقبہ) دِرڑھ چت (مضبوط دل) دِرڑھ شکتی (مضبوط قوت ارادہ) رکھنے والا ہے۔ وہی نِربان حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہی سُکھ سب سے بڑھ کر سُکھ ہے" جو بھاکھشُو دھیان میں آنند حاصل کرتا۔ اور دُنیا میں آسکت ہونے سے ڈرتا ہے۔ وہ کبھی برباد نہیں ہوگا۔ نِربان اُس کے پاس ہی ہے" +

بعض شخصوں کا پنر جنم ہوتا ہے۔ پاپ کرنے والا نرک بھوگتا ہے۔ اور پُن کرنیوالا سورگ میں جاتا ہے۔ جنہوں نے دُنیوی ترشنا (خواہشات) سے مُکتی حاصل کی ہے۔ وہی شخص نِربان سمبھوگ کرتے ہیں[1] +

امرت آنند بندیہ کے خیال میں نِربان کا ارتھ (معنی) نِبرتی ہے۔ اُنہوں نے کہا ہے۔ کہ "جو شخص پرتھوی کے راجہ سومبھو کی ارادھنا کرتا ہے وہ سورگ اور نِبرتی حاصل کرتا ہے۔ دھوکے سے کوئی شخص نِبرتی حاصل نہیں کر سکتا۔ سِکھائے اور سادھے ہوئے گھوڑے کی طرح جس کی اِندریاں اپنے قابو میں ہیں۔ جو آہنکار۔ کام جینے کی خواہش اور اگیان کے اندھکار سے مُکت ہوا ہے۔ دیوتا گن بھی اُس کی حالت کے لئے للچاتے ہیں۔ جس کا چلن نیک اور پاک ہے۔ جو زمین کی طرح پاپ کے

[1] دھرم پد ۲۲ - ۳۲ - ۱۲۶ - شلوک دیکھو +

بوجھ کو برداشت کرسکتا ہے۔ جو مثل اُس جھیل کے کہ جس کا پانی ہوا کے جھونکوں سے حرکت میں نہیں آتا۔ پرشانت (ساکن) رہتا ہے۔ اُس کا پھر جنم نہیں ہوتا۔ اُس کا بچن اور کام پرشانت ہوتا ہے۔ اور وہ گیان حاصل کر کے مکت ہوتا ہے۔" حقیقت میں اِسی حالت کو نِربان کہتے ہیں۔ نِربان دل کی اُس پرشانت اوستھا کا نام ہے کہ جبکہ دِل پاپ کرنے کے لائق نہیں رہتا +

جب ترِشنا کی آگ بجھ جاتی ہے۔ دشمنی اور اگیانتا کے شعلے اُٹھنے بند ہو جاتے ہیں۔ اور آتما کے تمام دُکھ جو غرور۔ غلط خیالات اور دیگر گناہوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ دور ہو جاتے ہیں۔ تب نِربان حاصل ہوتا ہے۔" از جتک

"جو خودی کے دھوکے سے آزاد ہوا ہے۔ وہ دُنیا کی کسی چیز میں آسکت (گرویدہ) نہیں ہوتا۔ اور گرویدگی سے آزاد ہو کر وہ کبھی جوش میں نہیں آتا۔ اور ہمیشہ شانت رہتا ہے۔ وہ نِربان پد حاصل کرتا ہے۔ از مہاں ندھان سوتر

جس نے نِربان حاصل کیا ہے۔ وہ بناش نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ امر ہو گیا ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ وہ جیتا ہے۔ لیکن آسکت نہیں ہوتا وہ سرگرم ہے۔ لیکن موہ سے آزاد ہے۔ اُس کے دِل میں اعلےٰ بننے کی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن وہ حریص یا شیخی باز نہیں +

جس کی ترِشنا دُور نہیں ہوئی۔ وہ کھانا کھاتے وقت کھانے کا ذائقہ اور ترِشنا محسوس کرتا ہے۔ لیکن جو شخص ترِشنا سے آزاد ہو گیا ہے۔

وہ کھانے کا صرف ذائقہ لیتا ہے۔ لیکن اُس کے لئے ترِشنا نہیں معلوم کرتا +

جو شخص خودی سے آزاد ہوگیا ہے۔ اُس کی ہمدردی اِس یا اُس شخص ۔ اِس یا اُس پریوار۔ اِس یا اُس قوم ۔ اِس یا اُس ملک تک محدود نہیں رہتی ۔ بلکہ عالمگیر ہوتی ہے ۔ اور اُس کا پریم تمام جانداروں کے لئے ہوتا ہے +

جس نے راستی کو پہچانا ہے۔ اُس کی ساری زندگی دُکھیاروں کے دُکھ محسوس کرنے اور اُنسے دُور کرنے کے لئے ہوتی ہے +

مُکتی سُورگ میں جانے اور اپنے لئے کسی قسم کا آنند حاصل کرنے میں نہیں ہے ۔ بلکہ اگیانتا اور خاصکر خودی کے دھوکے اور اس کے پاپوں سے آزاد ہونے کا نام ہی مُکتی ہے +

روایت ہے ۔ کہ جب ایک بُودھ سادھو سے مرتے وقت اُس کے رشتہ داروں اور دوستوں نے کہا۔ کہ آپ نے اپنی تمام زندگی نیک کاموں کے کرنے میں گزاری ہے اسلئے آپ بڑے انعام کے مستحق ہیں۔ اور اِس ثواب میں آپ کو برہما کے سُورگ کا آنند ضرور نصیب ہوگا ۔ یہ سُنکر سادھو نے اُس جاں کندنی کی حالت میں اپنی ضائع شدہ طاقت کو پھر حاصل کرکے جواب دیا +

جب تک میرے لئے فرائض ادا کرنے کو باقی ہیں۔ اُسوقت تک تم لوگ میرے انعام کا ذکر مت کرو۔ برہما کا سُورگ اُن لوگوں کیلئے ہے کہ جن کے دِل میں سیلف (خودی) کا خیال باقی ہے ۔ مجھے یقین ہے۔ کہ

میرا موجودہ جسم ضرور شانتی بھوگ کریگا۔ لیکن نوع انسان کے لئے میرے پریم کے بھاؤ اور راستی کے متلاشیوں و مصیبت زدوں کے لئے میری ہمدردی میرے دل کو کبھی آرام وچین نہ لینے دینگے۔ اور جب تک دُنیا میں دُکھ پاپ اور بُرائی ہے۔ میں کبھی آرام نہیں کر سکتا۔ اور نہ کبھی سُورگ کے آنند کو بھوگنے کی خواہش کرتا ہوں۔ بلکہ میں نرک کُنڈ کی نیچی سے نیچی تہ میں پھر جنم لینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہاں سب سے زیادہ دُکھ ہے۔ اور اُن لوگوں کو ہی مکتی کی سب سے بڑھکر ضرورت ہے +

جو لوگ تاریکی میں ہیں۔ اُنکو گیان دینے۔ پاپ سے جن کی رُوح برباد ہو چکی ہے۔ اُن کو بچانے اور گمراہوں کو راہ راست دکھلانے کے لئے وہی سب سے بہتر جگہ ہے +

بُدھ اپنے شاگردوں کی ہدایت کے لئے حسب مراتب دھرم سادھن کا طریق مقرر کر گئے ہیں۔ نئے شاگردوں کے لئے سادھو سنگ اور دھرم کتھا سننے کی ہدایت تھی۔ بعد ازاں اُن کو سنسار کی انتّتا (ناپائداری) محسوس کرنے کیلئے اُپدیش دیا جاتا تھا۔ کسی شخص کو سنسار کی انتّتا اور اسارتا محسوس کرنے کے بغیر وہ دھرم کے اعلےٰ انگ (جزو) نہیں بتلاتے تھے۔ حقیقت میں جب تک دل کی گانٹھیں نہ ٹوٹ جائیں۔ انسان اُس وقت تک دھرم کیلئے اُدراگی اور بیاکل (بیقرار) نہیں ہوتا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک سُنار نے بودھ دھرم کو قبول کیا۔ اور ساری پُتر کے پاس جاکر دھرم کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ ساری پُتر نے اُس سے کہا۔ کہ تُم اُپنترتا کے بارے میں چنتا کرو۔ اِس سے

تمہارے دل میں دھرم کے لئے انوراگ پیدا ہوگا۔" اس شخص نے چار مہینے تک یہ سادھن کیا۔ لیکن اس سے اس کے دل میں کچھ بھی تبدیلی نہ ہوئی۔ تب ساری پتر اس کو بدھ کے پاس لے گئے۔ بدھ نے اسکو عمدہ خوراک اور اچھی پوشاک دی۔ اور شام کو پھرتے پھرتے آموں کے باغ کے نزدیک ایک دلکش اور خوبصورت تالاب کے پاس پہنچے۔ اس جھیل میں بیشمار کنول کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ اور ان میں ایک پھول سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ کہ جس نے اس جھیل کی خوبصورتی اور رونق کو اور بھی زیادہ بڑھا دیا تھا۔ بدھ نے اسکو کہا کہ تم چند دنوں تک اپنی نظر کو چاروں طرف سے ہٹا کر اس پھول کی طرف لگائے رکھو +

جو پھول اس قدر خوبصورت اور لطیف تھا۔ وہ دیکھتے دیکھتے سوکھ گیا۔ اس کے نرم نرم پتے جھڑ گئے۔ تب اسکو معلوم ہوا کہ جو کنول کا پھول اس قدر خوبصورت تھا۔ وہ تھوڑے عرصہ میں ہی برباد ہو گیا۔ ایسے خوبصورت پھول کا جب یہ انجام ہے۔ تو معلوم نہیں میرے اس جسم کا کیا حال ہوگا۔ اس دنیا کی تمام چیزیں ہی اسار ہیں۔ یہ سوچتے سوچتے اس کی روحانی آنکھیں کھل گئیں۔ اور دل بیراگ کے بھاؤ سے بھر گیا +

بدھ نے اس کے دل کی یہ حالت دیکھکر کہا۔ "خودی کے پیار کو دل سے نکال ڈالو۔ اور صرف شانتی حاصل کرنے کیلئے آتما کو مصروف کرو[1] +

اس سنار نے یہ اپدیش پاکر روحانی زندگی حاصل کی۔ اس کے دل

[1] بودھ جاتک کہانی دیکھو +

ہیں دھرم کی بھوک جاگ اُٹھی۔اور اُسی وقت سے وہ دھرم کے تمام اعلےٰ انگوں (جزوں) کو حاصل کرنے کے لئے سادھن کرنے لگا +

یہ ناممکن ہے۔اور یہ اُمید لاحاصل ہے۔کہ کوئی شخص خواہشات کی غلامی بھی کرے۔اور دھرم بھی حاصل کرے +

بڑا پنتھک (مسافر) اور چھوٹا پنتھک آپس میں دو بھائی تھے۔بڑے بھائی نے بدھ کا شِشّ بن کر اپنے چھوٹے بھائی کو بھی سنیاسی بنا لیا تھا۔لیکن چھوٹا پنتھک بہت کُند ذہن تھا۔یہانتک کہ چار مہینے میں وہ ایک شلوک بھی نہ سیکھ سکا۔اُس کی یہ حالت دیکھ کر بڑے پنتھک نے اُس سے کہا "تیرا کچھ بھی نہ بنیگا" بہتر ہے کہ تو اِس مٹھ سے چلا جا" لیکن چونکہ یہ شخص بودھ دھرم کو دل سے پیار کرتا تھا۔اِس واسطے اُس نے مٹھ کو نہ چھوڑا +

ایک دن بڑے پنتھک نے معہ اور شِشّوں کے جیوک کا نیوتا قبول کر لیا۔مگر اُس کو ساتھ نہ لے گئے۔تب چھوٹے پنتھک کو خیال آیا۔کہ اب تو میں بھائی کے پیار سے بھی محروم ہو گیا ہوں۔اسواسطے اب میرا مٹھ میں رہنا لاحاصل ہے۔اور میرے لئے گھرستی بن کر دان اور دھیان کرنے میں ہی بھلا ہے" یہ سوچ کر وہ ایک دن صبح ہی مٹھ سے چلا جا رہا تھا۔کہ راستے میں بدھ سے اُس کی ملاقات ہو گئی۔بدھ کو دیکھ کر اُس نے کہا "بھائی نے مجھ کو مٹھ چھوڑ کر چلا جانے کے لئے کہا۔اِس واسطے اب سنساری ہونے جاتا ہوں" +

بدھ نے کہا "اے چھوٹے پنتھک! تم نے تو مجھ سے دھرم گرہن

کیا ہے ۔ تم بھائی کے کہنے سے مٹھ کیوں چھوڑتے ہو ؟ آؤ تم میرے پاس رہو" +

بُدھ اُس کو اپنی قیامگاہ میں لے گئے ۔ اور وہاں جا کر اُس کو ایک بہت صاف اور سفید کپڑے کا ٹکڑا دیا ۔ اور اُس سے کہا ۔ کہ اس کپڑے کے ٹکڑے کو دونو ہاتھوں سے خوب ملو ۔ اور دل دِل میں کہو ۔ اَپوِترتا (ناپاکی) دُور ہو ۔ اَپوِترتا دُور ہو" چھوٹا پنتھک کپڑے کو جسقدر ملتا گیا ۔ کپڑا اُسی قدر میلا ہوتا گیا ۔ تو اُسکو خیال آیا ۔ کہ "یہ کپڑا کیسا صاف تھا اور میرے ہاتھ کے چھونے سے اُس کی پہلی حالت بدل گئی ۔ اب یہ کیسا میلا ہو گیا ہے ۔ افسوس اِس دُنیا کی ساری چیزیں ہی تبدیلی پذیر ہیں" چھوٹے پنتھک کو اس وقت دُنیوی چیزوں کی ناپائداری اور اُن کے فنا پذیر ہونے کا علم ہوا ۔ اور اُس کے دل میں حقیقی بیراگ پیدا ہوا" +

بُدھ یہ دیکھ کر اُس کے پاس گئے ۔ اور اُس سے کہا ۔ کہ "یہ چنداں فکر کرنے کی بات نہیں کہ یہ کپڑا میلا ہو گیا ہے ۔ تمہارے دل میں جو کام کی خواہش اور پاپ کا میل موجود ہے ۔ اُس کی بیخ کنی میں مصروف ہو" +

اُنہوں نے یہ بھی کہا "انسان مٹی اور گرد سے میلا نہیں ہوتا ۔ بلکہ اصل میں کام (خواہشات) کی گردیدگی سے میلا ہوتا ہے سچے سادھو وہی ہیں ۔ جنہوں نے اس میل کو دُور کیا ہے ۔ انسان گرد اور مٹی سے میلا نہیں ہوتا ہے ۔ بلکہ کرودھ یعنی غصہ سے میلا ہوتا ہے

دھارمک لوگ ہی اِس کلنک کو دُور کرنے کے لائق ہوئے ہیں۔ مٹی کلنک نہیں۔ بلکہ موہ ہی کلنک ہے۔ دھرماتما لوگ اس کلنک کے ہاتھ سے رہائی حاصل کرتے ہیں"۔ مناسب وقت میں اور اپنے حسب حال اُپدیش حاصل کرکے نادان چھوٹے پھٹک نے دھرم راج میں ترقی حاصل کی +

بُودھ گرُو اِس طور پر شاگردوں کو پہلے کسی چھوٹے بشے (چیز) کو لے کر چنتا (غور) کرنے کے لئے کہتے تھے۔ اور جب وہ کسی ادنےٰ چیز کی اسارتا اور انِتتا محسوس کرنے کے لائق ہو جاتے۔ تب اُن کو اُس سے اعلےٰ کسی چیز کی چنتا میں مصروف ہونے کے لئے اُپدیش دیتے۔ اور اِس طور پر وہ رفتہ رفتہ تمام چر (جاندار) اور اَچر (مادی) جگت کی اَسارتا اور انِتتا محسوس کرنے لگ جاتے +

دھیان اور سمادھی بُودھ لوگوں کے دھرم سادھن کا پردھان انگ (جزو اعظم) تھا۔ اُن میں چار طرح کا دھیان مروّج تھا +

اوّل تمام دنیوی چیزوں کی اسارتا محسوس ہونے پر وہ اپنے دِل کو حقیقی ستّ کے معلوم کرنے میں لگاتے تھے +

دوسری حالت میں دل صرف ایک پرم پدارتھ میں محو ہو جاتا تھا +

تیسری حالت میں آتما تمام چیزوں سے نرلیپ ہو جاتا +

چوتھی اوستھا میں آہت بھاؤ (میں ہوں کا بھاؤ) جاتا رہتا۔ آخری حالت سمادھی کی حالت ہے۔ اِس اوستھا میں بیرونی اور اندرونی سارے دشمنوں کے قابو میں آجانے پر دِل میں اپار شانتی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور

دِل مثل اُس چراغ کے جس کو ہوا نہیں لگتی ۔ اِستھر (ساکن) ہو جاتا ہے ۔ یہ اوستھا ہی سب سے اعلےٰ اور افضل شمار کی جاتی تھی ۔ اِس اوستھا میں پہنچ کر شریر اور مَن دونو ہی بیرونی دُنیا کے قانون سے اوپر ہو جاتے ۔ اِس حالت میں بودھ جوگی سانس بند کرکے بغیر کھانا کھانے کے دھے (قابلِ دھیان) وستو کی چنتا میں بہت عرصہ تک رہ سکتے تھے +

بودھ سادھک چار شرینیوں (جماعتوں) میں منقسم تھے ۔ جو لوگ دِکھشت ہونے کے بعد سادھو سہباس ۔ دھرم گرنتھوں کے شرون (سننے) ست چنتا (پاک خیال) اور ست کارج (نیک افعال) کے ذریعہ اپنے دویت بھاؤ ۔ دھرم سندیہہ (روحانی شکوک) اور بیرونی اڈمبروں سے رہائی پاتے تھے ۔ وہ اول شرینی (جماعت) میں داخل ہوتے تھے +

جنہوں نے پہلی جماعت سے گذر کر کام ۔ کرودھ اور نفرت کو اپنے بس میں کیا ہے ۔ وہ دوسری جماعت میں داخل ہوتے تھے ۔ جنہوں نے خود غرضی کا دفیہ کیا ہے ۔ اور دوسروں کی طرف دِل میں کوئی خراب بھاؤ نہیں رکھتے ۔ وہ تیسری جماعت میں شمار کئے جاتے تھے +

جو جینے کی خواہش ۔ آہنکار اپنے لئے پن جیون حاصل کرنے کی خواہش اور اَودیا یعنی جہالت سے اوپر ہوئے ہیں ۔ وہ چوتھی کلاس میں سمجھے جاتے تھے ۔ اور ارہت کہلاتے تھے +

اِس ارہت اوستھا کے بعد بُدھ کی اوستھا ہے۔ بودھ دھرم کی یہ اُودار (وسیع۔ آزدانہ) تعلیم ہے۔ کہ سدھارتھ کے پہلے بھی بہت بُدھ ہوئے۔ اور سب ہی اپنے کاموں کی طاقت کے ذریعہ بُدھ ہو سکتے ہیں +

پانچ مشابہتیں

بُدھ نے آنند سے کہا۔ اول میرا دھرم مثل سمندر کے ہے۔ اور اِس میں بھی سمندر کی طرح آٹھ عجیب خاصیتیں ہیں +

(۱) میرا دھرم اور سمندر دونو بتدریج گہرے ہوتے ہیں +

(۲) تمام تبدیلیوں میں دونو اپنے وجود اور شناخت کو قائم رکھتے ہیں +

(۳) دونو مُردہ لاشوں کو خشک زمین کی سطح پر پھینک دیتے ہیں +

(۴) جیسے تمام بڑے دریا سمندر میں جا گرتے ہیں۔ تو اپنا نام کھو دیتے ہیں۔ اور وہ بھی مثل بڑے سمندر کے شمار ہوتے ہیں اُسی طرح سے تمام ذاتوں کے لوگ اپنے حسب نسب کو چھوڑ کر اور سنگھ میں داخل ہو کر آپس میں بھائی ہو جاتے ہیں۔ اور شاکیہ مُنی کی اولاد شمار ہوتے ہیں +

(۵) اگرچہ سمندر تمام دریاؤں اور بارشوں کے پانی کا منزل مقصود ہے لیکن تو بھی اُس میں نہ کبھی طغیانی آتی ہے۔ اور نہ خشک ہوتا ہے۔ ویسے ہی اس دھرم کو لاکھوں آدمی قبول کرتے ہیں۔ تو بھی یہ نہ زیادہ ہوتا ہے۔ نہ کم +

(۶) جیسے سمندر کے پانی کا صرف ایک نمکین ذائقہ ہوتا ہے۔ ویسے ہی میرے دھرم کا بھی صرف ایک ہی ذائقہ ہے۔ اور وہ ذائقہ دُکھ سے رہائی کا ذائقہ ہے +

(۷) دونو میں جواہرات۔ موتی اور ہیرے پائے جاتے ہیں +

(۸) دونو ہی بڑے بڑے جانداروں کو رہنے کے لئے جگہ دیتے ہیں۔ یہ آٹھ عجیب خاصیتیں ہیں۔ جس میں میرا دھرم سمندر کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے +

دوم۔ میرا دھرم خالص ہے۔ اور یہ شریف اور رذیل امیر اور غریب میں کچھ امتیاز نہیں کرتا +

سوم۔ میرا دھرم مثل پانی کے ہے۔ جو سب کو بلا امتیاز کے پاک اور صاف کرتا ہے +

چوتھے۔ میرا دھرم مثل آگ کے ہے۔ جو تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو اور تمام اُن چیزوں کو جو زمین آسمان میں ہیں جلا دیتا ہے ؟

پانچواں۔ میرا دھرم مثل آسمان کے ہے۔ کیونکہ اس میں مرد ہوں یا عورتیں۔ لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔ زبردست ہوں یا عاجز سب کی سمائی ہے +

نوٹ۔ مہاتما موصوف کی زندگی کے باقی حالات تیسرے حصے میں ملینگے +

براہم دھرم سکھشا	۶ر	سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب . . .	۵ر
پرارتھنا پستک	۲ر	خدا اور روح	۸ر
کاشف الہام	ار	خود نوشت سوانح عمری مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر	۱۲ر
وقت اور اصلاح	۔ر	سوانح عمری خاتونانِ ہند	۸ر
مشرقی و مغربی دھرم بھاؤ . . .	ار	براہم سماج کے اصول اور انکی تشریح	۔ر
ملک ہند کیلئے عظیم مسئلہ . . .	ار	شراب نوشی اور اسکی خوفناک برائیاں	۔ر
دھرم کا روپ و سروپ . . .	ار	شراب لیلا	٠ر
ایشور ایک غیر فہیم مادّی طاقت ہے یا فہیم زندہ پُرش ؟ . . .	ار	تھیوڈور پارکر کی چھٹی	۔ر
		ہندی کتب	
جگ پربزنک رام موہن رائے . . .	۔	شکھی پریوار	ار
براہم دھرم کے نیم و براہمو زندگی کا معراج	ار	مہرشی دیویندر ناتھ ٹیگور جی کا مختصر جیون چرتر	٠ر
ایشور کی مرضی	ار		
ایشور پریم و پاکیزگی	ار	بشواسی بنے	۲ر
روحانی گلدستہ حصہ اوّل	ار	براہم دھرم گرنتھ حصہ اول و دوم	عہ ر
" " حصہ دوم	٠ر	براہم سنگیت	۳ر
سچی عبادت	٠ر	لچھمن بنے	ار
سادھک منڈلی	٠ر	براہم دھرم (انتخاب)	۴ر
تناسخ کی اصلیت	٠ر	دھرم وشیک پرشن اُتر	ار
مختصر سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے	۔ر	تت بودھ مصنفہ بابو نوین چندر رائے	۸ر
" دیویندر ناتھ ٹھاکر	٠ر	استری سکھشا	۔ر
" شریمتی سدامنی رائے	۔ر	دھرم دیپکا	۔ر
زندگی کا کیا مقصد ہے ؟	۔ر	ست دھرمی لوگ ویدوں کو کیسے مانتے ہیں	۔ر
تصفیۃ القلوب	۴ر	روحانی عروج کا ہندی ترجمہ . . .	۴ر

بُدھ دیوجی کی سوانح عُمری

(اَور)

بَودھ دھرم کا بیان

تیسرا حصّہ

پرکاش دیو

سیوک سٹیم پریس لاہور

بدھ دیو جی کی سوانح عمری

اور

بودھ دھرم کا بیان

تیسرا حصہ

جسمیں

بدھ کی اخلاقی تعلیم اور بودھ تمثیلیں اور کہانیاں درج ہیں

مؤلفہ

شردھے پرکاش دیو جی پرچارک براھم دھرم

براھم سمت ۸۳ — ۱۹۱۲ع

مطبوعہ سیوک سٹیم پریس لاہور

برہم پرچارک

اس نام کا ایک پندرہ روزہ پرچہ ڈمی کاغذ پر ۱۶ صفحوں میں چھپ کر لاہور سے نکلتا ہے۔ اسمیں ایک غزل یا بھجن۔ پرارتھنا۔ روحانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور [illegible] کے متعلق اُپدیش و مضامین چیدہ نصائح۔ بھجن۔ نتیجہ خیز اخلاقی نوٹ۔ چیدہ اور مفید خبریں۔ مہاتماؤں کی سوانح عمری وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ قیمت معہ محصولڈاک صرف عہ سالانہ ہے۔ درخواست خریداری بنام منیجر برہم پرچارک لاہور آنی چاہیے۔

دیباچہ طبع دوم

پہلے سنہ ۱۹۰۳ء میں اس کتاب کی ہزار جلدیں چھپوائی گئی تھیں۔ شکر کا مقام ہے کہ اس نے بہت سے اصحاب کی طبیعتوں پر اچھا اثر پیدا کیا ہے۔ اب دوسری مرتبہ کسی قدر ترمیم کے بعد شایع کی جاتی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ جو صاحب اس کو مطالعہ کریں گے وہ اس کو دلچسپ پاکر مستفید ہونگے اور اس کی اشاعت بڑھا کر اوروں کو مستفید اور مجھ کو ممنون کرینگے۔ ایشور کرپا سے اس کتاب کا چوتھا حصہ بھی جس میں بودھ سنگھ۔ بودھ مذہب کی کتب مقدسہ۔ عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں مشابہت۔ بودھ مذہب کا اصلی صورت پر قائم نہ رہنا اور مختلف صورتیں قبول کرنا۔ بودھ مذہب کا عروج اور زوال کے بابت مضامین درج ہیں تیار ہوکر شایع ہوگیا ہے اور اب یہ کتاب بدھ دیوجی کی سوانح عمری اور ان کے اقوال اور مذہب پر حاوی ہوکر بالکل مکمل ہوگئی ہے۔

لاہور
۲۔ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

پرکاش دیو

دیباچہ

اِس کتاب کا پہلا حصّہ جس میں بُدّھ دیوجی کی پیدایش سے لیکر سادھنا اور سدھی تک حالات چھ ابواب میں درج ہیں۔ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں نذر ناظرین ہوا تھا۔ دوسرا حصّہ جس میں دھرم پرچار۔ آخری وقت اور بُودھ دھرم تین ابواب ہیں ماہ مئی سنہ ۱۹۰۲ء میں شایع ہو چکا ہے ؎

اب یہ تیسرا حصّہ جس میں مضامین متعلقہ بُودھ اخلاق۔ بُودھ کہانیاں اور تمثیلیں درج ہیں ہدیہ ناظرین ہوتا ہے۔ اگر راقم کی صحت اور موانعاتِ زندگی نے اجازت دی تو چوتھا حصّہ بھی جس میں (۱) بُودھ سنگھ (جماعت) اور سماج کی ساخت (۲) سنگھ کے قواعد (۳) بودھ دھرم شاستر (بودھ مذہب کی کُتُب مُقدّسہ) اور پالی زبان (۴) عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں مشابہت (۵) بودھ دھرم کا اپنی اصلی حالت پر قایم نہ رہ کر مختلف صورتیں قبول کرنا (۶) ستے بیجیہ سُتّ رتری بدیا سُوتّن (۷) بودھ دھرم کا عروج وزوال وغیرہ مضامین درج ہونگے۔ عنقریب شایع کیا جائیگا۔ اُس وقت یہ کتاب بُدّھ دیوجی کی سوانح عمری اور اُن کے اقوال ومذہب

پر حاوی ہو کر بالکل مکمل ہو جائیگی +

ناظرین اس تیسرے حصہ میں دو باب پائینگے ۔ پہلے میں بُدھ کی اخلاقی تعلیم کا ذکر ہے - اور دوسرے میں بودھ کہانیاں اور تمثیلیں درج ہیں۔ کتاب شروع کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِن دونوں ابواب پر مختصراً کچھ بیان کر دیا جائے ۔ تاکہ ناظرین کو اس سے مدد مل سکے اور آئندہ مضامین کی تشریح کا کام دے +

عام طور پر مذہب کی بُنیاد خدا - روح اور عاقبت کا یقین رکھنے پر قایم ہوئی ہے ۔ لیکن یہ کچھ کم تعجب اور حیرانی کی بات نہیں ہے کہ باوجودیکہ بُودھ دھرم میں ایشور کو پُرش رُوپ میں نہیں مانا گیا ۔ اور نہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ رُوح ایک ترتیب یافتہ شخص ہے اور ایک جُدا گانہ وجود رکھتی ہے بلکہ وہ صرف اخلاقی اوصاف کا مجموعہ مانی گئی ہے ۔ لیکن پھر بھی اُس نے مُلک در مُلک ۔ شہر بہ شہر ۔ اور گاؤں گاؤں چاروں طرف پھیل کر کروڑوں انسانوں کے دلوں پر تصرف حاصل کر لیا تھا ۔ یہاں تک کہ جتنے خدا کے ماننے والے مذاہب ہیں ۔ اُن میں اِس کو تعداد کے لحاظ سے سب سے اول درجہ حاصل ہے +

اگرچہ بُدھ دیوجی نے برملا اپنے آپ کو کسی جگہ بھی ناستِک (خدا سے مُنکر) ظاہر نہیں کیا ۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ اُن کے مذہب کی بُنیاد بالکلیہ اُن تینوں عالمگیر اصولوں پر نہیں ہے ۔ بلکہ اُنکے دھرم کا جزو اعظم خواہشات پر پوری حکومت اور تصرف حاصل کرنا ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ اُن کے زمانے میں برہم گیان (خدا کا علم) اور

آتم تتو (روح کا علم) کے بارے میں جو یقین اور عقاید لوگوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ انہوں نے اُن کی مخالفت کی تھی۔ لیکن اُنہوں نے دھرم کا جو رستہ بتلایا ہے وہ بجز اس کے کہ اُس میں پاک اخلاقی اصول ہوں اور کچھ بھی نہیں۔ اُن کے خیال میں آتم سنجم (ضبط نفس) حواس پر قابو اور تصرف۔ خواہشات کا ترک۔ سچائی۔ معافی۔ رحم۔ عالمگیر اور بے انتہا محبت۔ کشادہ دلی وغیرہ روحانی بھاؤں کے ذریعے سے آتما کا ترقی کرنا ہی برہم (خدا) کو حاصل کرنے کا ذریعہ اور راستہ ہے ÷

بُدّھ کے خیال کے موافق اَبِدیا (جہل) ہی دُکھ کا باعث ہے۔ ویدانت درشن (فلسفہ) کے ساتھ اِس بارے میں بُودھ شاستر کی مطابقت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ویدانت کے عقیدے کے موافق بھی اَبِدیا (جہل) ہی تمام قسم کی بُرائیوں۔ گناہ اور عذاب کی جڑ ہے۔ اس خوفناک دشمن پر غالب آنا دونوں شاستروں کا اصل مدعا ہے۔ لیکن ویدانت اور بُدّھ کی اَبِدیا اگرچہ لفظی طور پر بظاہر ایک ہی ہے۔ لیکن اُن کے مفہوم میں بہت بڑا فرق ہے۔ ویدانت کے موافق جیو اور برہم کے درمیان یہ اَبِدیا ایک پردہ ہے۔ اور اس پردہ کے اُٹھ جانے سے "سوہم" (من خدایم) کا جو ابھید گیان (یعنی جیو اور برہم دونوں ایک ہیں) پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے جیو اور برہم دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ جب تک برہم اَبِدیا سے محیط رہتا ہے وہ جیو کہلاتا ہے اور اَبِدیا کا پردہ دُور ہو جانے سے جیو برہم رُوپ بن جاتا ہے۔ اور اسی پردے کو دُور کرنے کا نام مُکتی (نجات) ہے لیکن بُدّھ نے جس کو اَبِدیا کہا ہے اُس کا مفہوم یہ ہے کہ اَبِدیا کا برہم

اِبدیا کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں۔ اُن کے نزدیک اِبدیا وہ چیز ہے۔ جو زندگی کے حقیقی راز کو اِنسان سے پوشیدہ رکھتی ہے۔ اور وہی تمام خرابیوں اور بُرائیوں کی جڑ ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص رسّی پر سانپ کا گمان کرے۔ تو جب تک اُس کے دل میں یہ خیال رہیگا اس وقت تک ڈر بھی اُس کے دل میں موجود رہیگا۔ لیکن اس خیال کے دُور ہوتے ہی سانپ کا خوف بھی دُور ہو جائیگا۔ یہ اِبدیا بھی ٹھیک اِسی قسم کی ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے "میں کی مستی" کے اُپدیش میں (جس کا ذکر دوسرے حصّہ میں آچکا ہے) کہا ہے۔ کہ "جو جاگا ہوا ہے وہ خواب کے خوفناک نظاروں سے نہیں ڈرتا۔ جس نے رسی کی حقیقت کو معلوم کر لیا ہے جو بظاہر سانپ معلوم ہوتی ہے وہ خوف سے نہیں کانپتا"۔ اِس اِبدیا کے دُور ہو جانے سے دُکھ کی پیدائش کا اصل مُوجب ہمارے ذہن کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تب ہم معلوم کرتے ہیں کہ وِشے ترِشنا (دنیاوی چیزوں اور سامانوں کی حرص) دُکھ کا باعث ہے جس کو یوں سمجھو کہ ترِشنا کا لازمی نتیجہ ہے (۱) آسکتی (لگاؤ)۔ (۲) اور آسکتی کا یقینی نتیجہ ہے جنم (جسمانی پیدائش)۔ (۳) اور اِسی پیدائش کے ساتھ ساتھ بیماری۔ بُڑھاپا رنج۔ فکر۔ دُکھ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں (۴) اِس جنم بندھن سے آزاد ہونے کا نام ہی مُکتی ہے۔ اِس اِبدیا کے دور ہو جانے سے نیچے کے درجہ کے تمام بندھن یکے بعد دیگرے خود بخود کٹ جاتے ہیں۔ غرضیکہ اِس حالت میں اِنسان کے دل سے "مَیں ہُوں" کا خیال دُور ہو جاتا ہے۔ جنم کا بندھن کٹ جاتا ہے اور نِربان کا راستہ مل جاتا ہے۔ یہ ہے ویدانت اور بُودھ مذہب کے موافق اِبدیا کی تعریف +

بدھ نے بدھ متو یعنی حقیقی معرفت، حاصل کرنیکے بعد جن چار اعلے صداقتوں کا اُپدیش دیا ہے وہ یہ ہیں (۱) دکھ کا وجود۔ (۲) دکھ کا موجب۔ (۳) دکھ سے رہائی (۴) دکھ سے رہائی پانے کے لئے کوشش اور اس کا طریق +

دکھ کے دور کرنے کا ذریعہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے انہوں نے اشٹانگ مارگ کا اصول جس کا مفصل ذکر دوسرے حصے میں آچکا ہے اور جس پر بودھ اخلاق کی تمام بنیاد ہے معلوم کر لیا +

بودھ مذہب کے فلسفہ۔ عقاید اور اصولوں کو چھوڑ کر اگر ذرا غور کیا جائے تو یہ امر صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ بودھ مذہب طبعی۔ سادہ اور سہج دھرم نیتی (اخلاق) کے علاوہ کہ جس کی بنیاد انسانی فطرت پر ہے اور کوئی چیز نہیں بدھ نے سچائی۔ انصاف۔ پاکیزگی۔ دیا۔ ماتا۔ عفو وغیرہ اخلاقی اصولوں کی عظمت و خوبی ظاہر کی ہے اور یہ بتلایا ہے کہ انہیں خوبیوں کو اپنی زندگی میں ترقی دینے سے حقیقی بھلائی ہو سکتی ہے +

یہودی مذہب کی مانند بودھ دھرم میں بھی دس احکام ہیں۔ ان دس احکام کی پیروی کرنا بھکشوؤں کے لئے فرض ہے۔ مگر گرہستیوں کے لئے صرف پانچ احکام کی تعمیل ضروری ہے۔ جن کا مفصل ذکر اس کتاب میں ملیگا۔ ان دس احکام کے علاوہ بودھ مذہب میں کام (شہوت) کرودھ (غضب) لوبھ (لالچ) اہنکار (تکبر)۔ دوسروں کی غیبت۔ ایذارسانی وغیرہ سے پرہیز اور والدین اور اولاد۔ آقا اور نوکر۔ خاوند اور بیوی۔ دوست بھکشو اور گرہستی وغیرہ رشتوں کے فرایض کے متعلق ہدایات ہیں +

فی الاصل بودھ نیتی شاستر (فلسفہ اخلاق) ایک ایسے راج کے مانند ہے

جس کا کوئی راجہ نہ ہو۔ بودھ مذہب کے عقیدہ کے موافق یہ تمام کائنات ایک غیر متبدل قانون کے تابع ہے۔ لیکن اس قانون کے پیچھے کوئی مقنن یا رہنما نہیں۔ دھرم راج کا کوئی راجہ نہیں۔ اس مذہب میں گناہ کی سزا اور ثواب کی جزا کا طریق تو بتلایا گیا ہے۔ مگر کوئی سزا اور جزا دینے والا نہیں ظاہر کیا گیا ✦

یہ امر کہ بدھ دیوجی انسانی جذبات اور خیالات پر پوری طرح حاوی ہیں اور اُن کی تعلیم انسانی جذبات کے موافق ہے۔ اس بات سے اور بھی روشن ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی تعلیم کو حکیمانہ اقوال اور نکات تک ہی محدود نہیں رکھا کہ آیندہ زمانہ میں وہ تشریح کے محتاج ہوتے۔ بلکہ انہوں نے عام لوگوں کے لئے اپنی تعلیمات کو کہانیوں اور تمثیلوں کے ذریعے سے سمجھایا اور بتلایا۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہیں کہ "یہ لوگ بچوں کے مانند ہیں اور کہانیاں سننا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے میں اُن کو دھرم کی عظمت بتلانے کے لئے کہانیاں سناؤنگا"۔ چنانچہ بودھ شاستروں میں دیا۔ مامتا۔ تحمل۔ ضبط نفس (سنجم) خود غرضی کا دفعیہ عفو۔ بدی کے عوض نیکی کرنا۔ دوسروں کا بھلا کرنا۔ اپنی مدد آپ کرنا وغیرہ وغیرہ اخلاقی خوبیوں کو عام لوگوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے بیشمار تمثیلیں اور کہانیاں موجود ہیں۔ جن میں سے چند اس حصہ میں ناظرین ملاحظہ کرینگے ✦

راجہ اشوک کے لڑکے کُنال کی کہانی دشمن کے لئے عفو کے بھاؤ کی ایک ایسی مثال ہے کہ جس کی نظیر انسانی تواریخ میں بہت کم مل سکیگی۔ وہ اعلےٰ درجے کے رحم کی ایک بے نظیر مثال ہے جس کے ذریعے بدھ نے ایک راج سے جانوروں کو بلی دان دینے کی رسم کو اُٹھا دیا تھا ✦

اس سے معلوم ہوگا کہ اُن کی تعلیم اعلےٰ لوگوں کے لئے حکیمانہ اقوال اور

فلسفیانہ نکات پر مشتمل ہے اور عام لوگوں کے لئے نہایت سادہ اور دل میں گھر کرنیوالی کہانیوں میں موجود ہے اور دونوں کے قلب و دماغ پر یکساں اثر کرتی ہے +

اِن کہانیوں میں جہاں تک ری انکارنیشن (پیدایش ثانی) کو تعلق ہے۔ اس پر گفتگو ہو سکتی ہے اور اعتراض وارد ہو سکتے ہیں۔ لیکن جو اخلاقی پہلو اور خوبیاں ان میں پوشیدہ ہیں وہ ہر طرح محتاجِ توجہ بلکہ قابلِ عمل ہیں +

بُودھ دھرم کے حصہ ابھی دھرم درشن شاستر (بُودھ فلسفہ کی ایک کتاب کا نام ہے) میں خواہ کتنی ہی غلطیاں اور مبالغہ آمیز باتیں کیوں نہ پائی جاتی ہوں اور اس مذہب کا فلسفہ کیسا ہی دقیق اور پیچیدہ کیوں نہ ہو۔ لیکن بُدھ دیو جی نے اخلاق کے بارے میں جو اعلےٰ درجہ کی تعلیم دی ہے۔ کسی اِنسان کی طاقت نہیں کہ اُس میں کچھ نقص نکال سکے۔ اُنہوں نے اس بات پر خاص زور دیا تھا اور عام لوگوں کی توجہ کو خصوصاً اس طرف مائل کیا تھا کہ اِس دُنیا اور پرلوک (عاقبت) کی خوشیوں اور نعمتوں کو مدِ نظر رکھ کر جگ۔ ہون وغیرہ کے ذریعہ سے دیوتاؤں کو خوش کر کے اُن کی خوشنودی حاصل کرنا ایک بالکل فضول اور بے سود حرکت ہے۔ اُنہوں نے بتلایا کہ اپنی طاقت اور کوشش سے تمام حواسوں پر تصرف حاصل کرنا اور اپنی زندگی کو پاک بنا کر نیکی کے کام کرنا ہی شریہ (بھلائی) کا راستہ ہے۔ جسکے ذریعہ سے اِنسان نربان کے راج میں داخل ہو سکتا ہے +

بُدھ دیو جی نے آجکل کے سیکڑوں مُنادوں۔ واعظوں اور اُپدیشکوں کی طرح صرف زبانی اُپدیش دینے پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اعلےٰ اور پاک عملی زندگی ہی بُودھ مذہب کی زندہ طاقت اور بنیاد ہے۔ جیسے اُن کے دھرم کے اُپدیش اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ ویسے ہی اُن کی زندگی کی پاک مثال بھی اعلےٰ

رُتبہ رکھتی ہے۔ بُدھ دیوجی کا تحمل۔ رحم۔ ماتا۔ اطمینانِ قلب۔ ترکِ دُنیا۔ شانت بھاؤ جیسے بُودھ دھیانیوں کے دلوں پر جاگزین ہے۔ ویسے ہی خدا پرست عابدوں کے لوحِ دل پر بھی منقش ہے +

اِس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مہاتما بدھ دنیا میں اعلےٰ اور غیر معمولی درجہ کے لوگوں میں دھرم بیر ہو گزرے ہیں۔ اُنہوں نے سِدھی حاصل کرنے کے بعد ۴۴ برس تک لگاتار طرح طرح کے روحانی اُپدیشوں اور اپنی زندگی کی مثال کے ذریعہ سے اِس اعلےٰ صداقت کی منادی کی۔ کہ ہر ایک اِنسان بلا لحاظ براہمن اور شُودر کے دھرم اور گیان حاصل کرنے کا مستحق ہے۔ اُنہوں نے اِس پاک مقصد کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں اپنے اوپر جھیلیں اور ہزاروں قسم کی رُکاوٹوں اور مشکلات کا نہایت استقلال اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور تمام جانداروں کی بھلائی اور سکھ کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ جس کام کے لئے وہ اِس دُنیا میں آئے تھے اُس کو انہوں نے اکیلے ہی بے خوفی۔ بہادری اور اعلےٰ درجہ کی جانفشانی کے ساتھ پورا کیا +

مہان پرمیشور اشیرباد کریں کہ ہم لوگوں کے دِلوں میں یہ سچا تیاگ اور بیحد محبت کا بھاؤ پیدا ہو۔ اگر اس کتاب کے مطالعہ سے میرے ہموطنوں کے دلوں میں سچی میتری۔ ماتا۔ رحم۔ سخاوت۔ سچائی کا پیار۔ انصاف۔ کشادہ دِلی۔ قربانی وغیرہ اخلاقی خوبیوں کیلئے لگاؤ پیدا ہو۔ اور اُنکو اپنی زندگیوں کو بہتر اور خوبصورت بنانے میں مدد ملے۔ تو میں اپنی کوشش کو سپھل سمجھونگا +

لاہور
۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء } پرکاشش دیو

بُدھ دیو جی کی سوانح عُمری

دسواں باب

بُودھ نیتی (بُودھ اخلاق)

بشپ بگانڈٹ لکھتے ہیں۔ کہ بائیبل کی قریباً تمام اخلاقی صداقتیں بُودھ دھرم کی کُتب مقدسہ میں ملتی ہیں[1]۔

بُدھ نے حضرت مسیح سے چھ سو برس پہلے جنم لے کر دنیا میں جس اخلاق کی تعلیم کی منادی کی تھی۔ اُس وقت سے آج تک اگرچہ اس قدر زمانہ گزر گیا۔ لیکن اُس سے زیادہ تعلیم کسی دھرم کا بانی اب تک ظاہر نہیں کر سکا۔

ہندو ہو یا عیسائی یا دُنیا کے کسی اور دھرم کا ماننے والا ہی کیوں نہ ہو۔ سب دھرموں کے اخلاق کی تعلیم صرف نوع انسان تک ہی محدود ہے۔ لیکن بُدھ کا اخلاق تمام مخلوق پر حاوی ہے۔

بُدھ کی یہ تعلیم ہے۔ کہ "پریم بے رعایت خالص طور سے دنشکام بھاؤ اور بلا تمیز دوست و دشمن کے تمام دُنیا میں اوپر نیچے۔ دائیں بائیں جاری ہو

---

[1] گوتم کا جیون چرتر مصنفہ بگانڈٹ صفحہ ۴۹ و ۴۹ دیکھو۔

طرف پھیلے"۔

اِس سے بڑھ کر پریم کی تعلیم دنیا میں کبھی پرچار نہیں ہوئی۔ بدھ کا پریم تمام جانداروں کے لئے تھا۔ معمولی سے معمولی اور چھوٹے سے چھوٹے کیڑے مکوڑوں نے بھی کہ جو رات دن ہر ایک شخص کے پیروں کے نیچے خواہ وہ کسی دھرم کے ماننے والے کیوں نہ ہوں کچلے جاتے ہیں۔ بدھ کی دیا کو اپنی طرف مائل کیا تھا۔ اور اُن کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے بھی بدھ کا دیا سے بھرپور دل بیقرار رہتا تھا۔ جس بھارت ورش میں دھرم کے نام سے ہزاروں جانوروں کے خون کی دھار بہائی جاتی تھی۔ اُسی بھارت ورش میں جنم لے کر بدھ نے بلند اور زوردار آواز کے ساتھ "اہنسا پرم دھرم" (کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچانا سب سے اعلےٰ دھرم ہے) کا پرچار کیا تھا۔ اِس خیال سے کہ مبادا کسی جیو کی جان جائے۔ اُنھوں نے یہ ہدایت کی تھی۔ کہ بودھ لوگ ہمیشہ نیچی آنکھیں کر کے اور راستے کو دیکھ کر چلیں۔ بغیر چھانے کے پانی نہ پئیں۔ اندھیرے میں کھانا نہ کھائیں۔ اِس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بدھ کا اُپدیش کس قدر اعلےٰ ہے۔ برمھ آلوک (ایشور کی روشنی) سے دل منور ہونے کے بغیر کیا کبھی کوئی ایسی اعلےٰ صداقت ظاہر کر سکتا ہے۔ ہم دھرم پد سے ذیل میں چند اُپدیش یہاں درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اُن کی اخلاقی تعلیم کس قدر اعلےٰ اور دلکش ہے۔

دھرم پد

(۲) ہماری ہستی ہمارے ہی خیالات کا نتیجہ ہے۔ اس کی بنیاد ہمارے

خیالات پر ہے۔ اور اُس کی ساخت بھی ہمارے ہی خیالات سے ہے ؞

(۳) انسان خود ہی بُرائی کرتا ہے۔ اور خود ہی اُس کے نتائج بھوگتا ہے۔ اور وہ خود ہی برائی سے باز رہتا ہے اور خود ہی پاک بنتا ہے۔ انسان پاپ اور پُن کا خود ہی مُرتکب ہوتا ہے۔ کوئی کسی کو پوتر (پاک) نہیں بنا سکتا ؞

(۴) تمہیں خود ہی کوشش کرنی چاہیئے تتھاگت صرف اُپدیش کرنے والے ہیں۔ وہ چنتا شیل (صاحب غور و فکر) لوگ جنہوں نے سچے راستے کو حاصل کیا ہے۔ پرلوبھن (مار) کے بندھن سے آزاد ہو جاتے ہیں ؞

(۵) جو شخص ترقی کرنے کے وقت ترقی نہیں کرتا۔ جو نوجوان اور قوی ہو کر بھی پرلے درجہ کا سُست ہے۔ جس کا دماغ اور قوت ارادہ کمزور ہیں۔ ایسا سُست اور کاہل شخص سچے گیان (معرفت) کا راستہ کبھی نہیں پا سکتا ؞

(۶) اگر ایک شخص اپنے آپ کو پیار کرتا ہے۔ اُس کو چاہیئے کہ وہ احتیاط کے ساتھ اپنی حفاظت کرے۔ راستی اُس کی حفاظت کرتی ہے جو اپنی حفاظت آپ کرتا ہے ؞

(۷) تم دوسروں کو جیسا بننے کے لئے نصیحت کرتے ہو۔ ویسا پہلے خود بنو۔ جس نے اپنے آپ کو مطیع کیا ہے وہ دوسروں کو بھی مطیع کر سکتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو مطیع کرنا ہی سب سے مشکل کام ہے ؞

(۸) لڑائیوں میں جس شخص نے ہزار بار ہزار ہا لوگوں کو شکست دی ہے۔ وہ حقیقت میں شُور بیر نہیں ہے۔ لیکن جس نے اپنی خودی پر فتح پائی ہے وہی سب سے بڑا سُورما (فاتح) ہے ؞

(۹) یہ خیال کہ فلاں کام میں نے کیا ہے دوسرے لوگ میرے مطیع ہوں

فلاں کام میں مجھ کو سب سے بڑھ کر حصہ لینا چاہیئے"۔ نادان لوگوں کی عادت ہے۔ خواہ وہ گرہستی ہوں یا بھکشو۔ بیوقوف لوگ فرض کے ادا کرنے اور منزل پر پہنچنے کی پروا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ صرف اپنی خودی اور نفسانیت کا خیال رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک کام کی تہ میں اُن کی خودی موجود ہوتی ہے +

(۱۰) بُرے اور ایسے کام جو ہمارے لئے مُضر ہیں۔ کرنے آسان ہیں لیکن بھلے اور ایسے کام جو عام کے لئے مفید ہوں کرنے بہت مشکل ہیں +

(۱۱) اگر کوئی ضروری کام کرنا ہے۔ تو انسان کو چاہیئے۔ کہ اس کو فوراً کرے۔ اور اُس کے کرنے میں اپنی پُوری طاقت خرچ کر دے +

(۱۲) افسوس! پیشتر اِس کے کہ ہم کو خبر ہو۔ ہمارا یہ حقیر جسم بے ہوش و حواس ردی اور بیکار لکڑی کی طرح پڑا رہ جائیگا۔ مگر ہمارے خیالات باقی رہجائینگے۔ جن سے لوگ پھر نتیجے نکالینگے۔ اور اُن سے عمل پیدا ہونگے۔ ہمارے نیک خیالات لوگوں میں نیک اعمال اور بد خیالات اُن میں بداعمال پیدا کرینگے +

(۱۳) سرگرمی اور چنتا شیلتا (پہنچ بچار) ابدی زندگی کا راستہ ہے۔ اور غفلت و بے پروائی موت کا۔ جو سرگرم اور چنتا شیل ہیں۔ وہ کبھی نہیں مرتے۔ اور جو لاپروا اور غافل ہیں۔ وہ تو گویا پہلے ہی مرے ہوئے ہوتے ہیں +

(۱۴) جو ناراستی میں راستی کا گمان کرتے ہیں۔ اور راستی میں ناراستی کا وہ کبھی راستی پر نہیں پہنچتے۔ بلکہ وہ بیسود اور بیہودہ خواہشوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور جو راستی میں راستی کو۔ اور ناراستی میں ناراستی کو دیکھتے ہیں۔ راستی اُنہیں کا حق ہے۔ اور وہ حقیقی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں +

(۱۵) جس طرح خراب چھت والے گھر میں برسات کا پانی ٹپکتا ہے۔ اُسی

طرح سے اُس دل میں جو غور فکر نہیں کرتا۔ خواہشات اپنا دخل کرلیتی ہیں۔
لیکن جو شخص چنتا شیل (غور و فکر کرنیوالا) ہے اُس کے دل میں نفسانی خواہشات
اپنا دخل نہیں کرسکتیں۔ جیسے کہ اچھی چھت والے گھر میں پانی نہیں ٹپکتا +
(۱۶) جیسے کُواں بنانے والا جہاں چاہتا ہے۔ اپنی مرضی کے موافق پانی
لے جاتا ہے۔ تیرانداز اپنی مرضی کے موافق جس طرف چاہے تیر چلاتا ہے۔
اور بڑھئی لکڑی کو اپنی مرضی کے موافق جھکا سکتا ہے۔ ویسے ہی دانا لوگ
بھی اپنی زندگی کو ڈھال لیتے ہیں۔ دانا خواہ کیسے ہی حالات میں پڑجائیں
وہ کبھی نہیں گھبراتے۔ نہ وہ تعریف سے خوش ہوتے ہیں اور نہ وہ غیبت ہی
سے ڈرتے ہیں۔ وہ دھرم کو حاصل کرکے ہمیشہ مثل ایک گہری۔ ساکن مصفا
جھیل کے شانت رہتے ہیں +

(۱۷) اگر کوئی شخص بُرے بھاؤ سے متاثر ہوکر کوئی کلام یا عمل کرتا ہے تو
دُکھ اُسی طرح اُس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے۔ جیسے کہ گاڑی کا پہیا گاڑی
کھینچنے والے بیل کے پاؤں کے پیچھے پیچھے جاتا ہے +

(۱۸) بھلے کام کا کرلینا۔ اور بُرے کام کا نہ کرنا بہتر ہے۔ اُس کے نہ کرنے
سے پچھتانا۔ اور اس کے کرنے سے انوتاپ کرنا پڑیگا +

(۱۹) اگر کوئی شخص گناہ کر بیٹھے تو اُس سے خوش نہ ہو نہ آیندہ اُس کا ارتکاب
کرے۔ اور اگر کوئی نیک کام کرے تو اُس پر غرہ نہ ہو اور پھر کرنے کا دھیان رکھے
کیونکہ برائی کا نتیجہ ہمیشہ دکھ اور بھلائی کا ہمیشہ سکھ ہوتا ہے +

(۲۰) یہ خیال کرکے کہ اب پاپ مجھ پر حملہ نہ کریگا۔ کبھی غافل نہ ہو۔ اور کبھی
پاپ کو حقیر مت سمجھو۔ جیسے قطرہ قطرہ پانی سے برتن بھر جاتا ہے۔ اُسی طرح

نادان لوگ تھوڑا تھوڑا پاپ کر کے مجسّم پاپ بن جاتے ہیں +

(۲۱) بھلائی کو کبھی حقیر نگاہ سے نہ دیکھو اور نہ کبھی یہ خیال کرو۔ کہ اتنا تھوڑا بھلا کرنے سے کیا ہوگا۔ جس طرح قطرہ قطرہ پانی سے برتن بھر جاتا ہے۔ اُسی طرح تھوڑا تھوڑا بھلا کرنے سے دانا شخص مجسّم بھلائی بن جاتا ہے +

(۲۲) جو شخص دُنیوی خوشیوں اور لذات کے لئے زندگی بسر کرتا ہے۔ اُسکے اپنے ہی حواس اُس کے قابو میں نہیں ہوتے۔ وہ کمزور اور سُست ہوتا ہے اور کھانے پینے میں بے اعتدالی کرتا ہے۔ جیسے ہوا ایک کمزور اور بوسیدہ درخت کو گرا دیتی ہے ویسے ہی پرلوبھن (مار) ایسے شخص کو گرا دیتا ہے۔ لیکن جو شخص دنیوی خوشیوں اور لذات کے لئے زندگی بسر نہیں کرتا۔ اُس کے حواس اُس کے اپنے قابو میں ہوتے ہیں۔ ایسا شخص کھانے پینے میں اعتدال رکھتا ہے۔ اور وہ بشواشی (عقیدتمند) اور مضبوط ہوتا ہے۔ جیسے ہوا ایک اٹل پہاڑ کو نہیں گرا سکتی۔ ویسے ہی پرلوبھن ایسے شخص کو نہیں ہلا سکتا +

(۲۳) جو جاہل اپنی جہالت کو جانتا ہے۔ وہ کم از کم اس حد تک دانا ہے۔ لیکن جو نادان ہو کر اپنے آپ کو دانا سمجھتا ہے وہ درحقیقت نادان ہے +

(۲۴) پاپی کے نزدیک پاپ پیاری شے ہے۔ اور مثل شہد کے میٹھا معلوم ہوتا ہے۔ اور جب تک کہ پاپ کو پھل نہیں لگتا۔ وہ اُس کو اچھا سمجھتا ہے۔ لیکن جب پاپ کا پھل مل جاتا ہے۔ تب وہ اُس کو پاپ سمجھتا ہے۔ اِسی طرح نیک آدمی نیکی کو تلخ اور تکلیف دہ تب ہی تک خیال کرتا ہے جب تک نیکی پھل نہیں لاتی۔ لیکن جب نیکی کا پھل پاتا ہے تب وہ اُس کے لُطف کو سمجھتا ہے +

(۲۵) ایک حاسد دوسرے حاسد کو بہت نقصان پہنچا سکتا ہے اور ایک دشمن اپنے دشمن کو۔ لیکن ایک گمراہ دل اس سے بھی زیادہ اپنا نقصان کرتا ہے۔ ماں باپ یا ہمارا کوئی رشتہ دار ہمارا زیادہ بھلا کر سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص جس نے اپنا دل سادھا ہوا ہو۔ اُس سے بھی زیادہ اپنا بھلا آپ کرتا ہے +

(۲۶) جس طرح وہ بیل اُس درخت کی زندگی کو تباہ و برباد کر دیتی ہے جو اُس کی زندگی کا موجب ہے۔ اُسی طرح وہ شخص جس میں مادہ شرارت بہت بڑھا ہوا ہو اپنا آپ ہی دشمن ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو اس پست حالت میں کھینچ لے جاتا ہے جہاں اُس کا دشمن اُس کے پہنچ جانے کی خواہش کرتا ہے +

(۲۷) تم اپنے خیالات کو اُن چیزوں کی طرف رجوع نہ کرو۔ جو نفسانی سُکھ دیتی ہیں۔ تاکہ تم کو اس وقت جبکہ تمہارے دل میں ان کی علیحدگی سے جلن پیدا ہو یہ نہ کہنا پڑے "یہ دُکھ ہے" شریر آدمی اپنے کاموں سے خود ہی جلتا ہے اور ایسا محسوس کرتا ہے۔ کہ گویا وہ آگ سے جل رہا ہے +

(۲۸) جیسے کھیت آندھیوں اور گھاس پھوس سے برباد ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی انسان بھی غضب۔ کینہ۔ غرور اور شہوت سے تباہی میں پڑتا ہے۔ دُنیوی خوشیاں نادان شخص کو برباد کر دیتی ہیں۔ اور بیوقوف شخص دنیوی خوشیوں کے لالچ میں اپنے آپ کو ایسا تباہ کر لیتا ہے۔ کہ گویا وہ اپنا دشمن آپ ہی ہے +

(۲۹) کسی شخص کو اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ کہ فلاں چیز مرغوب ہے یا نامرغوب۔ پسندیدہ ہے۔ یا ناپسندیدہ۔ کیونکہ سُکھ کا شوق دُکھ پیدا کرتا ہے اور تکلیف کی دہشت خوف کا موجب ہے۔ جو شخص سُکھ کے پیار اور تکلیف کے

خوف دونوں سے آزاد ہے۔ اُس کو نہ دُکھ ہے نہ ڈر +

(۳۰) جو خود پسندی پر مٹا ہوا ہے۔ اور چنتا شیل ہونے کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ اور زندگی کے مقصد کو بھول کر دُنیوی خوشیوں کے لئے اپنی طاقتوں کو خرچ کرتا ہے۔ ایسا شخص ایک وقت اُس شخص پر رشک کریگا۔ جس نے دھیان پرائن ہونے کے لئے کوشش کی ہے +

(۳۱) دوسروں کے نقص بہت آسانی سے نظر آجاتے ہیں۔ لیکن اپنے نقص دیکھنے مشکل ہیں۔ ایک شخص اپنے ہمسائے کے نقصوں کو بھوسے کی طرح اُڑانے کے لئے اُچھالتا ہے۔ لیکن اپنے نقصوں کو اس طرح چھپاتا ہے جیسے کہ ایک دغاباز اپنے کھوٹے پاسوں کو جواری (قمار باز) سے چھپاتا ہے +

(۳۲) اگر ایک شخص دوسروں کے نقصوں کو ہی دیکھتا اور ہمیشہ ناراض ہوتا رہے۔ تو ایسا کرنے سے اُس کے اپنے خراب جذبات ترقی کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے جذبات کو بناش نہیں کرسکتا +

(۳۳) دوسروں کی بدخصلتی۔ ارتکاب جرم۔ غفلت اور پاپوں وغیرہ کے خیال رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ جو دانا ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے گناہوں۔ غفلت اور بے پروائی کی زندگی سے دُکھی ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر اُن کا ہی خیال رکھتے ہیں +

(۳۴) نیک لوگ مثل برفانی پہاڑوں کے دُور سے ہی چمکتے ہیں۔ اور بُرے مثل اُن تیروں کے جو رات کو چھوڑے جاتے ہیں۔ دکھائی نہیں دیتے +

(۳۵) اگر کوئی شخص دوسروں کو تکلیف پہنچا کر خود سُکھ حاصل کرنا چاہتا

ہے۔ تو وہ خود غرضی کے پھندے میں پھنس کر نفرت سے کبھی آزاد نہ ہوگا +

(۳۶) غصّہ کو محبت سے۔ بدی کو نیکی سے۔ حرص کو سخاوت سے۔ جھوٹ کو راستی سے فتح کرو +

(۳۷) ایک پُرانا مقولہ ہے کہ غصّہ صرف محبت سے۔ بدی صرف نیکی سے۔ لالچ صرف فیاضی سے۔ اور جھوٹ صرف سچ سے ہی مغلوب ہوسکتا ہے حسد حسد سے فتح نہیں ہوسکتا حسد صرف محبت سے ہی مغلوب ہوتا ہے +

(۳۸) سچ بولو۔ غصّہ مت کرو۔ اگر تمہارے پاس کوئی کچھ مانگنے آئے تو اُس کو کچھ دو۔ ان تینوں صفتوں سے تم دیوتا بن جاؤ گے +

(۳۹) دانا کو چاہئے۔ کہ وہ اپنی خودی کی غلاظت کو وقتاً فوقتاً اور تھوڑا تھوڑا کرکے اِس طرح دُور کرتا رہے جس طرح ایک سُنار سونے اور چاندی کی میل کو +

(۴۰) دوسروں کو دھرم اور انصاف کے ساتھ ہدایت کرو۔ نہ کہ سختی سے +

(۴۱) جو دھارمک اور گیانی ہے۔ جو انصاف پسند ہے۔ جو سچ بولتا ہے اور جو اپنے کام کو نیک نیتی سے کرتا ہے۔ دُنیا اُس کو ضرور پیار کریگی +

(۴۲) جیسے شہد کی مکھی پھول کی پتّیوں۔ اُس کے رنگ اور خوشبو کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا کر شہد جمع کرلیتی ہے۔ ویسے ہی دانا شخص کو چاہئے کہ ایسی دُنیا میں رہے اور دُنیا کو کچھ نقصان نہ پہنچائے +

(۴۳) اگر ایک مسافر کو راستے میں کوئی ایسا شخص نہ ملے۔ جو اُس سے بہتر یا اُس کی برابر ہو۔ تو یہ بہتر ہے۔ کہ وہ اکیلا ہی سفر کرے۔ کیونکہ ایک بیوقوف رفیق فی الاصل رفیق نہیں ہے +

(۴۴) جیسے جاگنے والے کے لئے رات لمبی ہے۔ اور تھکے ماندے کے لئے ایک میل بھی لمبا ہے۔ ویسے ہی اُس نادان شخص کے لئے جو سچے دھرم کو نہیں جانتا یہ زندگی بہت لمبی ہے +

(۴۵) ایسے شخص کا جس نے اعلےٰ دھرم حاصل کیا ہے۔ ایک دِن کا جینا اُس شخص کے سو سال جینے سے بہتر ہے کہ جس نے اعلےٰ دھرم حاصل نہیں کیا +

(۴۶) بعض لوگ زبردستی اور مصنوعی طور سے اپنے دھرم کی عمارت بناتے۔ اور پیچیدہ خیالات وعقائد پیش کرتے ہیں۔ اور پھر ایسا گمان کرتے ہیں۔ کہ صرف اُن کے مت کے قبول کر لینے سے ہی نیک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن راستی ایک ہی ہے۔ اور اس دنیا میں مختلف طرح کے ست (راستی) نہیں ہیں۔ مختلف عقائد اور اصولوں پر سوچ بچار کر کے ہم نے اُس شخص کا جُوا اُٹھایا ہے۔ جو تمام گناہوں سے آزاد ہوا ہے۔ لیکن کیا ہم اُس کے ساتھ چل سکینگے +

(۴۷) سب طریقوں سے بہتر طریق اشٹانگ مارگ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔ کہ جس سے گیان پوتر (پاک) ہوسکے۔ اِسی راستے پر چلے چلو۔ اور باقی جو کچھ ہے۔ مار کا دھوکھا ہے۔ اگر تم اِس راستے پر چلے چلو گے۔ تو تمہارے دُکھوں کا خاتمہ ہوجائیگا۔ تتھاگت کہتا ہے کہ جب میں نے جسم میں سے (دُکھ کا) کانٹا نکال لینا جان لیا تھا تب میں نے یہ دھرم پرچار کیا +

(۴۸) میں نے صرف آتم سنجم یا فاقہ کشی یا زیادہ علم سے مُکتی کے آنند

کونہیں جانا کہ جو آنند کسی دنیا دار کو معلوم نہیں۔ اے بھکشو! تو اُس وقت تک بیفکر اور بیباک مت ہو۔ جب تک تو ترشنا سے نزبان حاصل نہ کرلے۔ پاپ آلودہ باسناؤں کا نزبان سب سے اعلےٰ دھرم ہے +

(۴۹) دھرم کا دان سب دانوں سے بڑھ کر ہے۔ دھرم کا مٹھاس سب مٹھائیوں کے مٹھاس سے میٹھا ہے۔ دھرم کا آنند سب آنندوں سے بڑھ کر آنند ہے۔ ترشنا کے نزبان سے ہر ایک قسم کا دُکھ مغلوب ہو جاتا ہے +

(۵۰) بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اس دُنیا کے سمندر سے پار ہو کر منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ لوگوں کی کثیر تعداد کنارہ کے اِدھر اُدھر ہی دوڑتی رہتی ہے۔ لیکن اُس شخص کے لئے کہ جس نے اپنے سفر کو طے کر لیا ہے۔ کچھ دُکھ نہیں +

(۵۱) جیسے سوسن کا پھول کوڑے کے ڈھیر پر اُگتا ہے۔ اسی جگہ چمکتا۔ اور اپنی خوشبو دیتا ہے۔ ویسے ہی پرم گیانی بُدھ کا شاگرد اپنے گیان سے اُن لوگوں میں جو کوڑے کی طرح تاریکی میں ہیں چمکتا ہے +

(۵۲) جو لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں ہم کو چاہئے کہ ہم اُن سے نفرت نہ کریں بلکہ سُکھ سے باس کریں۔ اور جو لوگ ہماری حقارت کرتے ہیں۔ ہم اُن کی حقارت نہ کریں اور آرام سے رہیں +

(۵۳) جو لوگ بیمار اور دُکھیا ہیں۔ اُن میں ہم لوگوں کو بغیر دُکھ اُٹھانے کے اور آرام سے سکونت کرنی چاہئے۔ دُکھیاروں اور بیماروں میں رہ کر ہم کو دُکھ سے آزاد ہو کر آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہئے +

(۵۴) جو لوگ طامع اور حریص ہیں۔ اُن میں ہم کو بغیر طمع اور حرص کے

آرام سے باس کرنا چاہیئے۔ طامع اور حریصوں میں رہ کر بھی خوبی یہ ہے کہ ہم طمع اور لالچ سے آزاد ہو کر آرام کے ساتھ زندگی بسر کریں ٭

دھرم پد کے دیگر بچن

(۱) "فلاں شخص نے میری بےعزتی کی ہے۔ فلاں شخص نے مجھے مارا ہے۔ فلاں شخص نے مجھے شکست دی ہے۔ فلاں شخص نے میری دولت چھین لی ہے" جب تک یہ سب بھاؤ تمہارے دل میں موجود رہینگے تب تک دشمنی کے بھاؤ سے چھٹکارا نہیں۔ دشمنی کے ذریعہ کبھی دشمنی کا بھاؤ دور نہیں ہوتا۔ پریم سے ہی ہمیشہ دشمنی کا بھاؤ دور ہوتا ہے ٭

(۲) جو شخص پاپ سے آزاد نہیں ہوا۔ اور اپنی زندگی میں اعتدال نہیں رکھتا۔ جس کے دل میں سچائی کا پیار نہیں۔ ایسا شخص اگر بھگویں کپڑے پہن لے اور سنیاسی ہو جائے۔ تو وہ سنیاسی کے نام کو دھبہ لگاتا اور بدنام کرتا ہے ٭

(۳) پاپ کرنے والا اس دنیا میں انوتاپ (توبہ) کی آگ میں جلتا ہے جب وہ اپنے پاپوں کو یاد کرتا ہے۔ اسی وقت اس کے دل میں انوتاپ کی آگ جل اٹھتی ہے ٭

(۴) یہ دل بہت چنچل ہے ہمیشہ مچلتا رہتا ہے۔ اس چنچل کو قابو میں لانے سے ہی کلیان ہوتا ہے۔ اگر دل کو قابو میں کر لیا جائے۔ تو پھر اس سے بہت سکھ بھلا ملتا ہے ٭

(۵) کم سمجھ لوگ یہ خیال کر کے کہ "یہ لڑکا میرا ہے۔ یہ دولت میری ہے"

بہت دُکھ پاتے ہیں - نادان! جب تُو خود ہی اپنا نہیں - تو بھلا پھر لڑکا اور دولت تیرے کیسے!

(۹) جیسے دولتمند مہاجن خطرناک راستے میں نہیں چلتا - اور جیسے وہ شخص جس کے دل میں زندہ رہنے کی خواہش ہے - زہر نہیں کھاتا - ایسے ہی دانا شخص گناہ آلودہ کاموں کی پیروی نہیں کرتے +

(۷) کسی کو سخت بات مت کہو - کیونکہ سخت بات کہنے سے سخت بات سُننی پڑتی ہے - غصّہ والا کلام تکلیف دہ ہے - اور چوٹ مارنے سے چوٹ برداشت کرنی پڑتی ہے +

(۸) جیسے چرواہا لکڑی سے گوؤں کو اکٹھا کرتا ہے - ویسے ہی عمر اور موت انسانی زندگی کو سمیٹ لیتی ہے +

(۹) ننگے بدن رہنا - جٹا رکھنا - بھسم ملنا - بھوکھا رہنا - زمین پر سونا یہ سب باتیں اُس شخص کے دل کو پوتر (پاک) نہیں کر سکتیں - جس نے اپنی خواہشات پر تصرّف حاصل نہیں کیا +

(۱۰) جیسے سدھایا ہوا گھوڑا چابک مارنے سے تیز قدم چلتا ہے - ویسے ہی دانا شخص مصیبت میں گرفتار ہونے سے بشواس کے ساتھ دھرم کے راستے میں ترقی کرتے ہیں +

(۱۱) یہ دُنیا چاروں طرف جل رہی ہے - ایسی حالت میں اِتنی خوشی اور ہنسی کیوں ؟ اے لوگو! تم جو تاریکی کی حالت میں ہو - کیوں نہیں روشنی کی تلاش کرتے ؟

(۱۲) جن لوگوں نے جوانی کی حالت میں دھرم حاصل نہیں کیا - وہ مثل

اُس بگلے کے اپنی جان ضائع کرینگے جو ایسے دریا کے کنارے پر رہتا ہے۔ جس میں مچھلیاں نہیں +

(۱۳) یہ دنیا حباب (پانی کا بلبلا) اور سُراب (مرگ ترشنا) کی مانند ہے۔ جو اِس دنیا کو حقیر سمجھتا ہے۔ موت اُس سے دُور رہتی ہے +

(۱۴) فتح سے دل میں ہمیشہ ہنسا یعنی انتقام کا بھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اور جو شکست کھاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ناخوش اور دلگیر رہتا ہے۔ اس لئے جس نے فتح اور شکست کی خواہش کو چھوڑ دیا۔ وہی سُکھی ہے +

(۱۵) دُنیا کی کسی چیز میں آسکت (گرویدہ) نہ ہو۔ پیاری چیز کی جُدائی سے دُکھ پیدا ہوتا ہے۔ جو شخص کسی چیز میں آسکت (گرویدہ) نہیں۔ اور کسی سے نفرت نہیں کرتا وہ تمام بندھنوں سے آزاد ہے +

(۱۶) جو شخص غصے کو جوش کی حالت میں تیز رفتار گاڑی کی طرح روک سکتا ہے۔ وہی سچا سارتھی (گاڑی بان) ہے۔ دوسرے صرف لگام پکڑے ہوئے ہیں +

(۱۷) آہا! آخری عمر تک دھرم کے راستہ پر قایم رہنے میں کسقدر سُکھ ہے +

(۱۸) دل کے اندر مضبوط بشواس رکھنے۔ گیان حاصل کرنے اور پاپ چھوڑنے میں کیا سُکھ ہے +

(۱۹) جو مجھے نقصان پہنچاتا ہے۔ میں اُس کے بدلے اُس پر غصہ نہ ہونگا۔ بلکہ اُس کا بھلا کرونگا۔ جو مجھ کو جس قدر نقصان پہنچائیگا میں اُسی قدر اُس کا بھلا کرونگا +

(۲۰) جو شخص ہمیشہ دُنیوی عیش وعشرت اور آرام طلبی میں مُبتلا ہے اور جو پرم گیان حاصل کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ وہ مثل اُس پانی

سے بھرے ہوئے برتن کے ہے۔ کہ جس میں کیچڑ اور جواہرات ملے ہوئے ہیں۔ جس طرح برتن کا پانی جب تک ہلتا رہتا ہے۔ تب تک اُس میں وہ جواہرات اور قیمتی اشیاء دکھائی نہیں دیتیں۔ اسی طرح جب تک دل میں دُنیوی خوشیوں اور خواہشات کا جوش زور پر رہتا ہے۔ اُس وقت تک پرم گیان کی خوبصورتی محسوس نہیں کی جا سکتی۔ جیسے آگ سے اُبلتے ہوئے پانی میں کسی چیز کا عکس نہیں پڑتا۔ ویسے ہی جب تک نیچ باسنائیں زوردار رہتی ہیں۔ اُس وقت تک اصلی گیان پیدا نہیں ہو سکتا +

دیگر مقولے

(۱) جانوروں کی قربانی سے خودی کی قربانی افضل ہے۔ جو شخص اپنی ناپاک خواہشوں کی قربانی چڑھاتا ہے۔ اُس کے نزدیک جانوروں کا مارنا مہاپاپ (گناہِ کبیرہ) ہے +

(۲) خون میں پاکیزہ بنانے کی شکتی (طاقت) نہیں ہے۔ مگر خواہشات کی بیخکنی دل کو پاک بنا دیتی ہے۔ اور بجائے دیوتاؤں کی پوجا کے راستی کے نیموں کا پالنا بہتر ہے +

(۳) تیرا یہ جسم فنا پذیر ہے۔ اور کسی قسم کی قربانی اس کو نہیں بچا سکتی۔ اِس لئے روحانی زندگی کو تلاش کر۔ جہاں خودی ہے وہاں سچائی نہیں رہ سکتی۔ مگر جہاں سچائی آجاتی ہے خودی وہاں سے خود ہی غائب ہو جاتی ہے۔ اس لئے تو رُوح کو راستی میں قایم کر۔ اور راستی کو پھیلا۔ اور اپنی ساری رُوح کو اُسی میں لگا کر سچائی کا ہی پرچار کر۔ کیونکہ راستی میں ہی تُو اپد تک

زندہ رہیگا +

(۴) اے دُنیادارو! تم کیسے مُہلک دھوکھوں میں گرفتار ہو تمہارا جسم ایک دن ضرور خاک میں مل جائیگا۔ ہائے! اس پر بھی تم بے فکر اور بے پروا ہوکر زندگی بسر کر رہے ہو؟ ہر ایک چیز تبدیلی پذیر ہے۔ لوگوں پر بڑھاپا آتا ہے۔ بیمار ہوتے ہیں۔ اور پھر مرجاتے ہیں۔ عُقدہ زندگی کو حل کرنے کے لئے اِس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے؟

(۵) افسوس! ہم کیسے دھوکے میں ہیں۔ جبکہ ہم خودی اور غرور میں آکر یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ "ہم اتنے بڑے ہیں۔ ہم نے یہ عجیب کام کیا ہے" یہ خودی کا خیال ہی ہمارے عقلی قواء اور راستی کے درمیان آکر روک بن جاتا ہے۔ اِس خودی کے خیال کو دل سے دُور کرو۔ پھر تم چیزوں کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھ سکو گے +

(۶) جس کی خودی راستی کے مقابل میں غارت ہو جاتی ہے۔ جس کی خواہش اس پر مائل رہتی ہے۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ جس کی صرف ایک یہی آرزو ہوتی ہے۔ کہ میں اپنے فرائض کو پُورا کروں۔ جو دانا ہے۔ وہ اِسی راستے پر چل کر دُکھ کا خاتمہ کرتا ہے۔ اور اُسی کے لئے مُکتی ہے +

(۷) مبارک ہے وہ جو اپنے ہمجنسوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ مبارک ہے وہ جو بُرائی (گناہ) پر فتح حاصل کرتا اور بیج باسناؤں (خواہشوں) سے چھٹکارا پاتا ہے۔ اور سب سے زیادہ مبارک ہے وہ بیر پُرش (بہادر) جس نے اپنی تمام نفسانیت اور خودی کو جے (فتح) کر لیا ہے +

(۸) جو شخص نفرت اور الفت کے بندھن (قید) میں ہے۔ اُس سے

سچائی پوشیدہ رہتی ہے +

(۹) جو شخص تنہا جنگلوں میں رہتا ہے۔ مگر اُس کا دِل دُنیوی بیہودگیوں کے لئے بھٹکتا رہتا ہے۔ وہ بن باسی ہو کر بھی دُنیا دار ہے۔ اور جو شخص دُنیوی سامان رکھ کر اپنے دل کے لحاظ سے پاک خیالات میں مستغرق ہو کر دُنیا سے اعلےٰ مقام پر چلا جاتا ہے۔ درحقیقت وہی سادھو کے نام سے پکارے جانے کے لائق ہے +

(۱۰) ایک بِھکشو اور دنیا دار میں کچھ بھی فرق نہیں رہتا۔ بشرطیکہ دونو نے خودی کے خیالات کو دل سے نکال ڈالا ہو +

بُدّھ کے دس اُپدیش

اِن دس اُپدیشوں کی پیروی کرنا بِھکشوؤں کا اعلےٰ فرض ہے۔ اور گِرہستیوں کے لئے صرف پہلے پانچ اُپدیشوں کی تعمیل ضروری ہے +

(۱) کسی جاندار کو مت مارو۔ (۲) کوئی چیز مت لو۔ جب تک کہ تم کو نہ دی جاوے۔ (۳) جھوٹھ نہ بولو۔ (۴) نشہ دار چیزوں کا استعمال نہ کرو۔ (۵) بِبھچار (زناکاری) سے پرہیز کرو۔ (۶) شام کے بعد کھانا نہ کھاؤ۔ (۷) پھولوں کی مالا نہ پہنو۔ اور خوشبودار چیزوں کا استعمال نہ کرو۔ (۸) اگر سونے کی ضرورت ہو تو زمین پر چٹائی بچھا کر سوؤ۔ (۹) ناچ۔ مجرا۔ گانا۔ بجانا اور ناٹک کے تماشوں سے پرہیز کرو۔ (۱۰) سونے چاندی کے استعمال سے پرہیز کرو[1] +

---

[1] اِن دس اُپدیشوں کو دس شیل کہتے ہیں۔ پالی بھاشا میں دس شیل یہ ہیں۔ (۱) کسی جاندار کو مارنا منع ہے۔ (۲) چوری کرنا منع ہے (۳) زنا کرنا منع ہے (۴) جھوٹھ بولنا منع ہے۔ (۵) شراب

دس مہا پاپ (گناہِ کبیرہ)

(۱) کسی جاندار کی جان لینا۔ (۲) چوری کرنا۔ (۳) زنا (بدچلنی) یہ تینوں جسم کے متعلق پاپ ہیں۔ جھوٹھ۔ دوسروں کی غیبت۔ گالی دینا۔ فضول اور بیہودہ بات چیت۔ یہ چار زبان کے متعلق پاپ ہیں۔ لالچ۔ حسد۔ اور رشک۔ یہ تین دل کے متعلق پاپ ہیں ✦

گالی دینے کے بارے میں اُپدیش

بُدھ نے سوسائٹی کی حالت پر غور کیا اور دیکھا کہ غصہ اور عداوت کی وجہ سے کہ جو غرور اور خود پسندی کے بس ہوکر دوسروں کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ اس دُنیا میں بڑا دُکھ اور عذاب پیدا ہوا ہے ✦

بُدھ نے کہا۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوقوفی سے میرے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ تو میں ناراض نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کو پیار کرتا ہوں۔ اور جس قدر وہ میرے ساتھ زیادہ بُرائی کرتا ہے۔ مَیں اُسی قدر زیادہ اُس کے ساتھ نیکی کرتا ہوں۔ مجھ تک ہمیشہ بھلائی کی خوشبو پہنچتی ہے۔ اور بُرائی کی مُضر ہوا اُسی تک جاتی ہے۔ جو بُرائی کرتا ہے ✦

ایک نادان شخص یہ معلوم کرکے کہ بُدھ پریم کے اصول پر چلتے اور بُرائی کے عوض میں بھلائی کرتے ہیں۔ بُدھ کے پاس آیا۔ اور اُنکو بُرا بھلا کہنے لگا ✦

(بقیہ صفحہ ۲۵) پینا اور دیگر نشہ دار چیزوں کا کھانا منع ہے۔ (۶) دوپہر بعد کھانا منع ہے۔ (۷) ناچ۔ گانا۔ بجانا۔ تماشا دیکھنا منع ہے۔ (۸) پھولوں کی مالا پہننا اور خوشبودار چیزوں کا ملنا منع ہے۔ (۹) سونا چاندی اور روپیہ لینا منع ہے۔ (۱۰) اونچے آسن پر بیٹھنا اور نرم نرم بستر پر سونا منع ہے ✦

بُدھ نے اُس کی نادانی پر ترس کھایا اور خاموش رہے۔ جب وہ شخص گالیاں دے چُکا۔ تو بُدھ نے اُس سے پوچھا۔" اے فرزند اگر کوئی شخص کسی نذرانہ کے لینے سے کہ جو اُس کے سامنے پیش کیا جاوے۔ اِنکار کرے تو اُس کا مالک کون ہوگا؟"

اُس شخص نے جواب دیا۔" تو اُس صورت میں اُس کا مالک وُہی شخص ہوگا۔ کہ جس نے اُس نذرانے کو پیش کیا ہے"۔ بُدھ نے کہا۔" برخوردار! تم نے مجھ کو گالیاں دی ہیں۔ لیکن مجھ کو اُن کے لینے سے اِنکار ہے۔ اور مَیں تم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تم ہی اِن کو اپنے پاس رکھو۔ کیا یہ تمہارے لئے دُکھ کا موجب نہ ہوگا؟"

" جیسے آواز کے ساتھ گونج اور جسم کے ساتھ سایہ کا رہنا ضروری ہے ویسے ہی یقیناً بُرائی کرنے والے کو دُکھ جا گھیرتا ہے"۔ یہ سُن کر اُس شخص نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن بُدھ نے اپنے بیان کو جاری رکھا اور کہا:۔

جو شریر آدمی کسی نیک آدمی کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ وہ اُس شخص کی طرح ہے۔ کہ جو اُوپر کو مُنہ کرکے آسمان کی طرف تھوکتا ہے۔ اُس تھوکنے سے آسمان گیلا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ تھوک اُسی کے مُنہ پر آپڑتا اور اُسی کے جسم کو ناپاک کرتا ہے +

بُرائی کرنیوالا مثل اُس شخص کے ہے۔ کہ جو دوسرے کی طرف ہَوا کی سمت مخالف میں مٹی اُڑاتا ہے۔ اور وہ مٹی پھینکنے والے کے سر پر ہی آپڑتی اور اُسی کی خرابی کا باعث بنتی ہے +

اگر کوئی شخص ایک بھلے اور شریف آدمی کو نقصان پہنچانا چاہے۔ تو

اُس نیک اور بھلے آدمی کا کچھ نقصان نہیں ہوتا بلکہ اُلٹا ایسا کرنے سے ایذا پہنچانے والے کا ہی نقصان ہوتا ہے +

یہ سُن کر گالی دینے والا شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ لیکن بعد ازاں وہ پھر آیا اور اُس نے بُدھ۔ دھرم اور سنگھ کی شرن لی +

بلی دان یا قربانی

ایک دفعہ بودھی ستو ایسے وقت پروہتوں کے پاس پہنچے۔ جبکہ وہ مندروں میں پروہتائی کا کام کر رہے تھے۔ اور بلی دان دے رہے تھے۔ شاکیہ مُنی کے نرم دل کو یہ بیرحمی کا نظارہ جو دیوتاؤں کی بیدی کے سامنے کیا جا رہا تھا دیکھ کر بہت چوٹ لگی۔ اور انہوں نے کہا۔ جہالت کے باعث یہ لوگ اس قدر خوشی مناتے اور قربانیوں کے لئے اس قدر بڑے بڑے جلسے کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ جانوروں کا خون بہا کر دیوتاؤں کو خوش کرنے کی نسبت راستی کی عزت کرنا بہت بہتر ہے +

اُس انسان کے دل میں کیا خاک پریم ہو سکتا ہے۔ کہ جو یہ یقین کرے کہ بُرے کاموں کا پراشچت (کفارہ) کسی کی جان تلف کرنے سے ہو سکتا ہے! کیا ایک نیا پاپ کسی گزشتہ پاپ کی تلافی کر سکتا ہے؟ اور کیا کسی معصوم اور بے زبان جانور کے مارنے سے نوعِ انسان کے پاپ دُور ہو سکتے ہیں؟ ایسا کرنا گویا اخلاقی زندگی کے قانون کو توڑ کر دھرم کرنا ہے +

اپنے دلوں کو پوتر (پاک) کرو۔ اور کسی کی جان مت لو۔ یہی سچا دھرم ہے زبانی اور نقلی پرارتھنائیں الفاظ کو فضول طور پر دُہرانا ہے۔ جنتروں اور

منتروں میں مُکتی دینے کی طاقت نہیں۔ لوبھ (لالچ) اور کام (مخصوص خواہش) کا تیاگ کرنا۔ خراب باسناؤں (خواہشات) سے آزاد ہونا۔ نفرت اور بدنیتی کو چھوڑنا ہی سچا تیاگ اور سچی پُوجا ہے +

والدین اور اولاد کے فرایض

ماتا پِتا (ماں باپ) کا فرض ہے کہ اولاد کو پاپ کے کاموں سے منع کریں۔ اُن کو دھرم، صنعت و حرفت اور علوم و فنون کی تعلیم دیں۔ لڑکے کے لایق لڑکی اور لڑکی کے لایق لڑکے سے شادی کریں۔ اور ان کو اپنی جائداد کا وارث بنائیں +

اولاد کا فرض ہے۔ کہ ماں باپ کی خدمت کریں۔ تمام پریوارک فرائض کو ادا کریں۔ جائداد کی حفاظت اور نگرانی کریں۔ ماتا پِتا کی جانشینی کے لایق بنیں۔ جب وہ پرلوک کو چلے جائیں۔ تو بھگتی کے ساتھ اُن کو یاد کریں +

گرو اور شِش (اُستاد و شاگرد) کے فرائض

شِش کو مفصلۂ ذیل پانچ طریق سے گُرو کی عزت کرنی چاہیئے:-
(۱) گرو کے سامنے کھڑا رہے۔ (۲) گرو کی سیوا (خدمت کرے۔ (۳) اُسکے حکم کی پابندی کرے (۴) اُن کی ضروریات کو پُورا کرے۔ (۵) گرو جو اُپدیش دے۔ اُس کو دلی توجہ کے ساتھ سُنے۔ گُرو شِش کو محبت اور پیار کے ساتھ ایسی سِکھشا (تعلیم) دے۔ جو مفید اور اُس کے لئے بھلائی کا موجب ہو۔ علوم و فنون کی تعلیم دے۔ اُس کے دوستوں کے سامنے اس کی تعریف

کرے۔ اور اُس کو مصیبت سے بچانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے +

اِستری اور سوامی (بیوی اور خاوند) کے فرائض

سوامی کا فرض ہے۔ کہ اِستری کو عزّت کی نگاہ سے دیکھے۔ اُس کے ساتھ محبت اور نرمی کا برتاؤ کرے۔ اور بشواس گھاتکتا (بیوفائی) نہ کرے۔ اِس بات کا خیال رکھے کہ دوسرے لوگ اُس کی عزّت کریں۔ اُس کے لئے مناسب زیور اور کپڑے مہیا کرے +

اِستری کا فرض ہے۔ کہ وہ خوبصورتی۔ ترتیب اور دانائی کے ساتھ خانہ داری کا انتظام کرے۔ اور گھر آئے عزیزوں۔ خویشوں۔ مہمانوں اور مِلنے جُلنے والوں کی خاطر تواضع اور خدمت کرے۔ اِستری کو پتی برتا۔ ستی اور کفایت شعار ہونا اور ہر ایک کام دلی توجہ۔ ہوشیاری اور سرگرمی سے انجام دینا چاہئے +

دوست کے فرائض

دوست کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ ہمیشہ بھلی اور مفید بات چیت کرے۔ اس کو تحفے تحائف دیتا رہے۔ اُس کی بھلائی کرے اُس کو اپنے برابر سمجھے۔ اپنی جائداد میں اُس کو حصہ دار بنائے۔ اُس کو غلط راستے پر چلنے سے منع کرے۔ جب وہ خطرہ میں ہو۔ تو اس کو پناہ دے۔ اگر مفلس ہو جائے تو اُس کا ساتھ نہ چھوڑے۔ اور اُس کے پریوار کے ساتھ ہمیشہ مہربانی اور نرمی سے سلوک کرے +

پربھو اور بھرتیہ (آقا اور نوکر) کے فرائض

آقا کا فرض ہے کہ نوکر کو اس کی طاقت کے مطابق کام دے۔ اُسکو مناسب

خوراک اور اُجرت دے۔ بیماری کے وقت اُس کی خدمت کرے۔ اچھے اچھے
کھانوں میں اُس کو بھی حصہ دے۔ وقتاً فوقتاً اُس کو چھٹی دے +
نوکر کا فرض ہے کہ آقا کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا کرے۔ آقا کے جاگنے سے
پہلے جاگے۔ سونے سے پیچھے سوئے۔ آقا جو کچھ دے اُس میں خوش اور قانع
رہے۔ خدمت کو خوشی اور دلی توجہ کے ساتھ بجا لائے۔ اور آقا کی نسبت
کلمات خیر و تعریف استعمال کرے +

بھکشو (سنیاسی) اور گرہست (کنبہ دار) کے فرائض

گرہستیوں (کنبہ داروں) کا فرض ہے کہ خیال۔ کلام اور عمل سے بھکشوؤں
سے محبت اور اُن کی خاطر تواضع کریں۔ جب وہ گھر پر آویں۔ تو عزت کے ساتھ
اُن کا استقبال کریں اور اُن کی ضروریات کو پورا کریں۔ بھکشوؤں کا فرض
ہے کہ گرہستیوں کو پاپ سے بچانے کے لئے کوشش کریں۔ دھرم کے کام
کرنے کے لئے اُن کو اُتساہ (ہمت) دلائیں۔ اور مہربانی کی نگاہ سے دیکھیں۔
دھرم کی تعلیم دیں اُن کے شکوک رفع کریں۔ اور سورگ کا راستہ دکھلائیں +

پرچارک کا مشن

(۱) بُدھ نے اپنے شاگردوں سے کہا (۲) جب میں اس دُنیا سے رُخصت
ہو جاؤں اور تمہارے دلوں کو دھرم کے اُپدیش دے کر اعلےٰ نہ بنا سکوں۔
تو تم اپنے میں سے ایسے لوگوں کو کہ جو اعلےٰ خاندان اور اعلےٰ درجہ کے
تعلیم یافتہ ہوں میری جگہ راستی کا پرچار کرنے کے لئے منتخب کرو۔ اور
ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ تتھاگت کا لباس پہنیں جس جگہ وہ رہتا ہو۔
وہاں باس کریں۔ اور اس کی بیدی پر بیٹھیں +

(۳) تتھاگت کا لباس اعلےٰ درجہ کا تحمل اور صبر ہے۔ فراخ دلی اور تمام جانداروں کے لئے پریم اُن کے رہنے کی جگہ ہے۔ دھرم کے دقیق اور باریک معنے اور حق کا خاص محل استعمال سمجھنا تتھاگت کی بیدی ہے ٭

(۴) پرچارک کو چاہئے۔ کہ سچائی کو بیباک دل کے ساتھ اور بلا جھجک کے بیان کرے۔ اور اُس میں یہ قابلیت ہو۔ کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اپنی پاک زندگی اور اپنے پاک طرز عمل اور پاک وفاداری کی مثال سے دھرم کی طرف مائل کرے ٭

(۵) پرچارک کو چاہئے کہ وہ اپنے خاص منصب کی جائز حدود کے اندر رہے۔ اور اپنے کام میں نہایت سرگرم اور مستقل مزاج ہو۔ اُس کو چاہئے کہ بڑے آدمیوں کی صحبت نہ ڈھونڈے تاکہ اُس کے اندر خود پسندی اور غرور نہ ہو۔ کم ظرف اور بدچلن لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے۔ کسی پرلوبھن کے وقت بُدھ کا لگاتار دھیان کرے۔ تو وہ فتحیاب ہوگا ٭

(۶) پرچارک کو چاہئے۔ کہ جو لوگ اُپدیش سُننے کے لئے آئیں۔ اُن کے ساتھ بہت مہربانی اور شفقت سے پیش آئے۔ اور اُس کا اُپدیش نفرت حقارت اور حسد انگیز کلمات سے پاک ہو ٭

(۷) پرچارک کو چاہئے۔ کہ دوسروں کی عیب جوئی کی طرف رجوع نہ ہو۔ اور نہ دوسرے پرچارکوں کو بدنام کرے۔ نہ سخت کلامی اور نہ کوئی ایسی بات چیت کرے۔ کہ جس سے کسی شخص کی ذلت یا ہجو ہوتی ہو۔ اور اُسکو چاہئے کہ دوسرے شاگردوں کا نام لے کر تنبیہ اور ملامت نہ کرے۔ اور اُن کے چال چلن کا خاکا نہ اُڑائے ٭

(۸) صاف اور بھگویں کپڑے پہن کر ہر ایک الزام سے پاک اور تمام دُنیا کے ساتھ صُلح کُل دِل کے ساتھ بیدی پر بیٹھنا چاہئے ۔

(۹) جھگڑے والے بحث مباحثوں میں اُس کو خوشی محسوس نہیں کرنی چاہئے ۔ اور نہ خود اپنی قابلیت کی فضیلت دکھلانے کے لئے ایسے مباحثوں میں شامل ہونا چاہئے ۔ بلکہ اُس کو چاہئے کہ ستھر (ساکن) اور شانت (مطمئن) رہے ۔

(۱۰) اس کے دل میں کسی قسم کی مخالفت یا عداوت کا بھاو (چال) نہیں رہنا چاہئے ۔ اُس کو چاہئے کہ تمام مخلوق کے ساتھ اُودار بھاو (فراخدلی) رکھے ۔ اور اس کا صرف ایک یہی مقصد ہو ۔ کہ تمام دُنیا بُدھ ہو جائے ۔

(۱۱) پرچارک کو چاہئے کہ پُورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اپنی طاقتوں کو کام میں لائے ۔ تتھاگت اُس کے سامنے دھرم کو عمدہ ترین جلال میں دکھلا دیگا ۔ اور اُس کی عزت اُس شخص کی طرح ہو گی ۔ کہ جس پر تتھاگت نے اشیرباد کیا ہے ۔ تتھاگت اُس پرچارک اور اُن لوگوں پر جو شردھا کے ساتھ اسکی بات سنتے اور خوشی کے ساتھ دھرم کو قبول کرتے ہیں اشیرباد کرتا ہے ۔

(۱۲) جو لوگ راستی کو قبول کرتے ہیں ۔ وہ پُورن گیان حاصل کرینگے ۔ اور یقیناً اس دھرم میں ایسی طاقت ہے کہ اس پاک تعلیم کا صرف ایک جملہ پڑھنے یا ایک فقرے کو اپنے دماغ میں رکھنے اور اُچارن (بیان) یا نقل کرنے سے لوگوں کے دل راستی کی طرف رجوع اور اُس پاکیزگی کے راستے میں داخل ہو سکتے ہیں ۔ جو لوگوں کو ہر ایک قسم کی بُرائی سے رہائی دیتا ہے ۔

(۱۳) جو لوگ ناپاک خواہشات کے ادھین (مطیع) ہیں ۔ جب وہ اس دھرم کی آواز کو سُنینگے ۔ پاک ہو جائینگے ۔ جو نادان دنیاوی آلودگیوں کی وجہ سے

گمراہ ہیں۔ جب اِس دھرم کی گہرائی پر چِنتا (غور) کرینگے۔ تو وہ دِبّ گیان حاصل کرینگے۔ اور وہ لوگ جو نفرت سے متحرک ہوکر کام کرتے ہیں۔ تب (روحانی) بدھ کی شرن (پناہ) لینگے۔ تو اُن کے دل منگل کامنا (خیال بھلائی) اور پریم سے بھر جائینگے ✦

(۱۴) پرچارک کو چاہئیے کہ سرگرمی اور جوش مجسم ہو۔ اور اس کا دل ہروقت بشاشت اور اُمید سے پُر رہے۔ اور اس قابل ہو۔ کہ کام کرتے کرتے کبھی نہ تھکے۔ اور دل میں یہ کامل یقین رہے کہ آخر کامیابی ضروری ہے ✦

(۱۵) ایک پرچارک کو اُس شخص کی طرح ہونا چاہئیے کہ جو پانی کی تلاش میں کسی خشک زمین میں کُنواں کھودتا ہے وہ جب تک خشک اور سفید ریت نکلتی ہوئی دیکھتا ہے تو اس کو یقین ہوتا ہے۔ کہ پانی ابھی دُور ہے۔ لیکن اُس کو یہ دیکھ کر بیدل اور نااُمید ہوکر اس کام کو چھوڑ دینا نہ چاہئیے۔ بلکہ ریت کو ہٹانے کے لئے بہت محنت کرنی چاہئیے۔ تاکہ وہ اور بھی زیادہ گہرا کھود سکے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ جس قدر زیادہ سے زیادہ گہرا کھودتا جائیگا۔ اُسی قدر زیادہ سے زیادہ ٹھنڈا۔ زیادہ سے زیادہ صاف اور زیادہ سے زیادہ تازہ پانی نکلتا آئیگا ✦

(۱۶) جب کچھ عرصہ کھودتے کھودتے وہ دیکھتا ہے کہ اب ریت نم دار ہے تو وہ اس ریت کو پانی کے نزدیک ہونے کی نشانی سمجھتا ہے ✦

(۱۷) اِسی طرح پر جب تک لوگ راستی کے کلام کو سُننا نہیں چاہتے۔ پرچارک سمجھتا ہے کہ اُس کو اُن کے دلوں میں اور بھی زیادہ گہرائی تک جانے کی ضرورت ہے۔ لیکن جب وہ اُس کے کلام کی طرف دھیان (توجہ) دینا شروع کرتے ہیں۔ تب وہ سمجھتا ہے کہ وہ جلدی ہی گیان حاصل کرینگے ✦

(۱۸) اے بھلے خاندان کے اور اچھے تعلیم یافتہ لوگو! تم جو اسوقت تتھاگت کے کلام کے پرچار کرنے کا برت لیتے ہو۔ تتھاگت تمہارے ہاتھوں میں راستی کے پاک قانون کو منتقل کرتا ہے۔ اُس کو تمہارے سپرد کرتا ہے۔ اور تم کو اس پر اختیار دیتا ہے +

(۱۹) اِس پاک قانون کو گرہن (قبول) کرو۔ اپنے پاس رکھو۔ بار بار پڑھو اُس پر غوض کرو۔ اُس کو پھیلاؤ۔ اور اِس کائنات کے چاروں طرف تمام مخلوق میں پرچار کرو +

(۲۰) تتھاگت لالچی اور تنگدل نہیں ہے۔ وہ ہر ایک شخص کو پرم گیان دینا چاہتا ہے۔ کہ جو اس کو لینے کے لئے تیار اور رضامند ہے۔ تم بھی اس کے مانند بنو۔ راستی کو کھلے دل سے ظاہر اور عطا کرنے میں اُس کی مثال کی پیروی کرو +

(۲۱) ایسے لوگوں کو اپنے چاروں طرف جمع کرو۔ کہ جو پریم سے اِس پاک قانون کے آرام دہ اور پریم پورن (پُر از محبت) کلام کو سننا چاہتے ہیں۔ جو لوگ اس دھرم کو نہیں مانتے۔ اُن کے دلوں کو راستی کے قبول کرنے کے لئے جگاؤ۔ اور راحت اور آنند سے بھر دو۔ ان کے اندر جوش اور سرگرمی پیدا کرو۔ اُن کو اعلےٰ بناؤ۔ اور اُن کے دلوں کو اس قدر اونچے سے اونچا لے جاؤ۔ کہ وہ راستی کو اُس کی پوری شان وشوکت اور لامحدود جلال میں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ سکیں +

یہ اُپدیش سُن کر شاگردوں نے جواب دیا "اے پربھو! آپ نے جو کچھ حکم دیا ہے ہم اُس کی پیروی کرینگے۔ آپ ہم کو اپنے کلام کیلئے فرمانبردار پائینگے

اور ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرینگے"۔ یہ سُن کر بُدھ نے کہا۔ تتھاگت اُس طاقتور بادشاہ کی طرح ہے۔ جو انصاف اور پاکیزگی کے ساتھ اپنے مُلک پر راج کرتا ہے۔ لیکن جب حاسد دشمن اُس پر حملہ کرتے ہیں۔ تب وہ اُنکے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ جب بادشاہ اپنے سپاہیوں کو لڑتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ اُن کی شجاعت اور جانبازی دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اُن کو طرح طرح کے انعام دیتا ہے ÷

تم سب تتھاگت کے سپاہی ہو۔ اور مار (پرلوبھن) دشمن ہے جسکو فتح کرنا چاہئے۔ تتھاگت سپاہیوں کو اُن کی بہادری کے صلے میں نربان کا شہر عطا کرتا ہے۔ جو دھرم کا دارالسلطنت ہے اور جب دشمن مغلوب ہو جاتا ہے۔ تو دھرم راج راستی کا مہاراجہ اپنے شاگردوں کو نہایت قیمتی جواہرات کا تاج عطا کرتا ہے۔ جس سے پُورن گیان۔ بگیان اور شانتی حاصل ہوتی ہے ÷

بھکشوؤں کو اُپدیش

ایک دفعہ بھکشو بُدھ دیوجی کے پاس آئے۔ اور ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور دریافت کیا کہ "مہاراج ایک بھکشو جس نے اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور اپنی باسناؤں کو بھی تیاگ کر دیا ہے وہ کس طرح سے اس دنیا میں راستی کے ساتھ زندگی بسر کرے" ÷

(۱) بُدھ نے کہا۔ بھکشو کو چاہئے کہ وہ تمام انسانی اور آسمانی خوشیوں کی باسناؤں کو مطیع کرے۔ اور جب اُس نے اپنی تمام ہستی پر فتح حاصل کر لی۔ تب وہ دھرم کی پیروی کر سکیگا۔ ایسا بھکشو دنیا میں راستی کے ساتھ

زندگی بسر کر سکتا ہے"۔

(۲) جس بھکشو کی تمام خواہشیں دمن ہو گئی ہیں۔ جو غرور سے آزاد ہے جس نے اپنی نفسانی خواہشات پر فتح حاصل کی ہے۔ اُس نے ہی اپنے آپ کو مطیع کیا ہے۔ وہی کامل طور سے سُکھی اور مضبوط دل ہے۔ ایسا بھکشو راستی کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے۔

(۳) جس نے نربان پد کو دیکھ کر گیان حاصل کیا ہے جو کسی خاص فرقہ کا طرفدار نہیں۔ جو پاک ہے جس نے اپنے اُوپر فتح حاصل کی ہے۔ جس نے اپنی اندرونی آنکھوں کے اوپر سے اگیانتا (جہالت) کا پردہ اُٹھا دیا وہی بشواسی ہے۔ اور ایسا شخص ہی اس دُنیا میں راستی کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے۔

(۴) دوسروں کو دھوکا مت دو۔ نفرت مت کرو۔ غصے یا ناخوشی کے مطیع ہو کر کسی کو نقصان مت پہنچاؤ۔

(۵) مبارک ہے وہ خلوت پسند شانت آتما جو راستی کو جانتا اور دیکھتا ہے۔ خوش ہے۔ وہ جو اپنے اُوپر پورا تصرف حاصل کرکے ہر ایک آزمایش۔ مشکل اور مصیبت کے وقت ثابت قدم رہتا ہے۔ خوش ہے وہ جس کے ہر ایک دُکھ اور باسناؤں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اور سچی خوشی ہے۔ اُس شخص کی جس نے خودی کے سرکش گھمنڈ کو جے کیا ہے۔

(۶) دھرم ہی میں تمہاری راحت ہو دھرم ہی میں تم خوشی محسوس کرو دھرم ہی پر تم قایم رہو۔ دھرم ہی کو تم تلاش کرنا سیکھو۔ دھرم کی صداقتوں کے بچار میں ہی تم اپنا وقت خرچ کرو۔ اور اِس قسم کا کوئی جھگڑا مت

اُٹھاؤ۔ جو دھرم کو اپوتر کرتا ہو +

(۷) ایک خزانہ سے جو کسی گہرے غار میں جمع کیا جاتا ہے۔ کچھ بھی فائدہ نہیں۔ بلکہ اُس کے ضایع ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن وہ سچا خزانہ جو سخاوت۔ پاکیزگی پرہیزگاری۔ آتم سنجم اور دیگر پاک کاموں کے ذریعے جمع کیا جاتا ہے۔ ہمیشہ محفوظ ہے۔ اور کبھی ضایع نہیں ہوسکتا۔ یہ خزانہ دوسروں پر ظلم کرنے یا اُن سے چھیننے سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ کوئی چور اُس کو چُرا سکتا ہے۔ ایک شخص جب مرجاتا ہے۔ تو اس دُنیا کی فانی اور چند روزہ دولت یہیں چھوڑ جاتا ہے۔ لیکن پاک کاموں کے خزانہ کو وہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ دانا شخص کو چاہئے کہ وہ بھلے کام کرے اور وہ مثل اُس خزانہ کے ہیں جو کبھی ضایع نہیں ہوتا +

مستورات کے ساتھ بھکشو کا برتاؤ

ایک دفعہ بھکشو بُدھ کے پاس آئے اور اُن سے پُوچھا۔ اے تتھاگت ہمارے پربھو اور مالک! آپ شرمنوں کے لئے جنہوں نے اس دنیا کو چھوڑ دیا ہے۔ عورتوں کے ساتھ برتاؤ اور سلوک کے بارے میں کیا ہدایت کرتے ہیں +

بُدھ نے کہا۔ (۱) کسی عورت کی طرف نظر اُٹھا کر مت دیکھو +

(۲) اگر کسی عورت پر تمہاری نظر پڑجائے تو ایسا ہونا چاہئے کہ گویا تم نے اس کو دیکھا ہی نہیں اور اُس کے ساتھ کوئی بات چیت مت کرو +

(۳) اگر تم کو اُس سے بولنے کی ضرورت ہی پڑے۔ تو پوتر دل کے ساتھ

بولو۔ اور اپنے دل میں یہ سوچو کہ میں شرمن ہوکر اس پاپ بھری دُنیا میں کنول کے صاف پتے کی طرح رہونگا۔ کہ جو کیچڑ میں ہی اُگتا ہے۔ لیکن اُس کے اثر سے میلا نہیں ہوتا +

(۴) اگر عورت عمر میں اپنے سے بڑی ہو۔ تو اُس کو مثل اپنی ماں کے اور اگر بالغ ہو تو مثل اپنی بہن کے۔ اور اگر بہت چھوٹی ہو تو مثل اپنی بیٹی کے سمجھو +

(۵) جو شرمن کسی غیر عورت کو عورت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اُسکو عورت سمجھ کر چھوتا ہے۔ اُس نے اپنے عہد کو توڑا ہے۔ اور وہ شاکیہ مُنی کا شاگرد نہیں ہے +

(۶) آدمیوں میں کام (شہوت) کی طاقت بہت زبردست ہے اِس سے بہت ڈرنا چاہیئے۔ اس لئے پورے استقلال کی کمان اور روب گیان کے تیز تیر ہاتھ میں لو +

(۷) پاک خیالات کے خَود سے اپنے سر کو چھپا لو اور مضبوط ارادہ کے ساتھ پانچوں بشوں (روپ۔ رس۔ گندھ۔ سپرش۔ شبد) کے برخلاف جنگ کرو +

(۸) جب اِنسان کا دل غیر عورت کی خوبصورتی کو دیکھ کر ٹھیک حالت میں نہیں رہتا۔ تو کام اُس کے دل کو تاریک کر دیتا ہے۔ اور اُس کا دماغ مُنتشر ہو جاتا ہے +

(۹) بجائے اِس کے کہ تم اپنے دل میں نفسانی خیالات کو ترقی دو۔ کسی غیر عورت کی صورت و شکل کو کام کی خواہش سے متحرک ہو کر دیکھو

تمہارے لئے یہ بہت بہتر ہے کہ تم اپنی دونوں آنکھوں کو جلتے جلتے سرخ لوہے سے نکال ڈالو ۔

(۱۰) بجائے اِس کے کہ تم کسی غیر عورت کے ساتھ رہو - اور اپنے اندر شہوت پرستی کے خیالات کو بھڑکاؤ یہ بہتر ہے کہ تم خونخوار شیر کے مُنہ میں جا پڑو - یا جلاد کے تیز چھرے کی دھار کے نیچے آ جاؤ ۔

(۱۱) دُنیا کی ہر ایک عورت چلتے پھرتے - اُٹھتے بیٹھتے - سوتے جاگتے - ہمیشہ اپنی صُورت و شکل دکھلانے کے لئے بیاکُل (بیقرار) رہتی ہے - یہاں تک کہ تصویر میں بھی وہ اپنے حُسن کے جادو سے لوگوں کو فریفتہ کرنا اور اس طرح سے ان کے ثابت قدم دل پر قبضہ کر لینا چاہتی ہے ۔

(۱۲) پس تمہیں چاہیئے کہ تم خُود کو اس طرح بچاؤ کہ غیر عورت کے آنسوؤں اور تبسّم کو دشمن کی طرح سمجھو - اور اُس کی لچک دار کمر - جھولتے ہوئے بازو اور سُلجھائے بال آدمیوں کے دلوں کو پھندے میں پھنسانے کے لئے جال کے مانند خیال کرو ۔

(۱۳) اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہمیشہ اپنے دل کو قابو میں رکھو اور اُس کو خواہشات کے پیچھے بے لگام مت چھوڑ دو ۔

معجزہ دکھلانے کی ممانعت

راج گرہ میں سوبھدرا کا لڑکا جوتشک ایک گرہستی رہا کرتا تھا - اُسکو چندن کی لکڑی کا ایک بیش قیمت اور جواہرات سے مرصع پیالا ملا - جب کو اُس نے اپنے گھر کے سامنے ایک لکڑی کا بلّا کھڑا کر کے اُس کے

سرے پر ٹانگ دیا۔ اور کہا کہ "اگر کوئی شرمن بلا امداد زینہ یا نوکدار ڈنڈان چھڑی کے بزور کرامات اِس کو اُتار لیگا۔ جو کچھ وہ مانگیگا اُسکو وہی دیا جائیگا"
لوگ بہت تعجب اور حیرانی کے ساتھ بُدّھ کے پاس آئے۔ اور بہت تعریف کرکے کہنے لگے۔ کہ "واقعی تتھاگت کامل ہے"۔ کیونکہ اُس کے شاگرد معجزے کرتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے شاگرد کاشیپ نے جوتشک کے بلنے پر ایک کاسہ دیکھا اور اُسے ہاتھ بڑھا کر اُتار لیا۔ اور جیت کر بہار میں لے گیا +

بُدّھ اِس واقعہ کی خبر پاکر کاشیپ کے پاس گئے اور اُس پیالے کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اپنے شاگردوں کو ہر ایک قسم کے معجزے دکھانے کی ممانعت کر دی +

اِس واقعہ کے بعد یہ اتفاق ہوا۔ کہ ایک مرتبہ برسات کے موسم اور قحط کے دنوں میں علاقہ وِرجی میں بہت سے بھکشو ٹھیرے ہوئے تھے۔ تکالیف قحط سے بچنے کے لئے ایک بھکشو نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ چلو گاؤں کے گرہستیوں کے سامنے یہ کہ کر ایک دوسرے کی تعریف کریں۔ کہ "فلاں بھکشو سنت ہے۔ فلاں بھکشو نے آسمانی نظارے دیکھے ہیں۔ اور فلاں بھکشو کو خداداد غیر معمولی وصف حاصل ہیں۔ اور وہ معجزے دکھا سکتا ہے"۔ اور انہوں نے ایسا ہی کیا +

گاؤں والوں نے کہا۔ کہ یہ ہم لوگوں کی بہت ہی خوش قسمتی ہے۔ کہ ایسے سادھو اور سنت برسات کے موسم میں ہمارے یہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اور یہ سمجھ کر اُنہوں نے اِنساہ اور شردھا سے بہتات کے ساتھ کھانے

پینے کی چیزیں اُنہیں بہم پہنچادیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ یہ بھکشو خوش حال رہے اور اُن کو قحط کی تکلیف نہ ہوئی +

جب اس معاملہ کی خبر بُدھ کو ہوئی۔ تو اُنہوں نے آنند سے بھکشُوؤں کے جمع کرنے کو کہا۔ اور اُن سے پُوچھا " اے بھکشُوؤ! بتلاؤ تو سہی کہ کون سی بات سے ایک بھکشو بھکشو کے درجہ سے گر جاتا ہے " ؟

یہ سُن کر ساری پُتر نے جواب دیا (۱) دِکھشت شدہ شاگرد کسی ناپاک کام کرنے سے (۲) جو کچھ اُس کو دیا جائے اُس کے علاوہ کچھ اور چیز خواہ وہ کتنی ہی کم قیمت کیوں نہ ہو لینے سے (۳) جان بُوجھ کر اور کینے سے کسی معصوم جاندار (خواہ وہ ایک کیڑا یا چیونٹی ہی کیوں نہ ہو) کی جان لینے سے پھر وہ شاکیہ مُنی کا شاگرد نہیں رہتا۔ یہ تین باتیں ہیں جو بھکشو کے لئے منع ہیں +

اِس جواب کے بعد بُدھ نے کہا " ایک اور بھی ممانعت ہے۔ جو میں تم کو بتلاتا ہوں "۔ دِکھشت شدہ شاگرد کو کسی غیر معمولی کمال کا گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے۔ جو شاگرد بدنیتی اور لالچ کے بس ہو کر کسی غیر معمولی کمال کا فخر کرتا ہے۔ خواہ وہ آسمانی نظارے یا معجزے ہی ہوں۔ وہ شاکیہ مُنی کا شاگرد نہیں ہے۔ اے بھکشوؤ! میں تم کو جنتر منتر کرنے اور کرامات اور معجزوں کے دکھلانے سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ باتیں فضول ہیں۔ کرم کا قانون تمام چیزوں پر حکمران ہے۔ جو معجزے دکھلانے کی کوشش کرتا ہے اس نے تتھاگت کے دھرم کو نہیں سمجھا "+

مِیتر سُوتر

اول شانت پد یعنی نربان کا گیان حاصل کرکے پرمارتھ کے تتوں کو

جاننے والے کا فرض یہ ہے۔ کہ وہ لائق۔ سرل (صادق) نہایت سرل شیریں کلام۔ حلیم الطبع ہو۔ مگر مغرور اور متکبر نہ ہو ◆

دوم۔ وہ قانع۔ کھانے پینے میں اعتدال رکھنے والا۔ نہ گھبرانے والا۔ اور کسی چیز کی اِچھا (خواہش) نہ رکھنے والا۔ شانت اِندریہ۔ اچھی چنتا کرنے والا۔ کم گو۔ دنیوی چیزوں میں آسکتی (گرویدگی) نہ رکھنے والا ہو ◆

سوم۔ وہ کوئی ایسا خراب کام نہ کرے کہ جو دانا لوگوں کے نزدیک ممنوع اور بُرا ہو۔ اور ہمیشہ اپنے دِل میں یہ مَیتر بھاؤ رکھے کہ تمام جیو رُوحانی اور جسمانی سُکھوں سے سُکھی اور ہر ایک قسم کی بِپد (مصیبت) سے محفوظ ہوں ◆

چہارم۔ کیا جمادات کیا نباتات۔ کیا چرند کیا پرند۔ کیا طویل اور کیا کوتاہ کیا چھوٹے کیا بڑے۔ کیا درمیانہ قد کے اور کیا موٹے۔ کیا نظر آنے والے۔ کیا نظر نہ آنے والے۔ کیا دُور اور کیا نزدیک رہنے والے۔ کیا جو پیدا ہوئے ہیں۔ کیا جو آیندہ پیدا ہونگے۔ یہ سب جیو سُکھی ہوں ◆

پنجم۔ کسی حالت میں کسی جگہ میں ایک دوسرے کو دِق اور بےچین نہ کرے کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ کیا جسم۔ کیا من اور کیا بچن غرض کسی ذریعے سے بھی کرودھ کرکے کسی دوسرے کو دُکھ پہنچانے کی اِچھا نہ کرے ◆

ششم۔ ماں جیسے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی اپنے اکلوتے بیٹے کی جان بچاتی ہے۔ ویسے ہی تمام جیووں کی طرف از حد منگل بھاؤ رکھے ◆

ہفتم۔ تمام دُنیا کی طرف اُوپر نیچے چاروں طرف بلا لحاظ دوستی۔ دشمنی اور انتقام اور بغیر کسی روک کے از حد منگل بھاؤ پیدا کرے ◆

ہشتم۔ چلتے پھرتے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے ہمیشہ اور ہر وقت اپنے

دل کو اسی میتر بھاونا میں لگائے رکھے۔ اسکو برمھ بہار (برمھ میں رہنا) کہتے ہیں +

منگل سوتر

ایک دفعہ بدھ دیوانا تھ پنڈوے کے جیت بن بہار میں باس کرتے تھے۔ ایک شخص نے آکر اُن سے کہا "پربھو پرم منگل (سب سے بڑی برکت) کیا ہے۔ اِس بارے میں کچھ فرمائیے؟" بدھ دیو نے کہا +

(۱) بدصحبت چھوڑنا۔ پاک صحبت میں رہنا۔ پوجنیہ (عزت کے لائق) شخصوں کی سیوا کرنا پرم منگل (بھلائی کل) ہے +

(۲) اپنے سوبھاؤ کے موافق ملک میں رہنا۔ پن (ثواب) کا کام کرنا۔ اور بُرے کاموں کو چھوڑ کر بھلے کاموں میں مصروف ہونا پرم منگل (اعلےٰ درجہ کی بھلائی) ہے +

(۳) دھرم شاستروں کا سیکھنا۔ پاک صنعت و حرفت کے کام کرنا۔ سبنے[1] شاستر کی تعلیم پانا اور میٹھے بچن بولنا پرم منگل ہے +

(۴) ماتا پتا کی سیوا کرنا۔ پتر اور استری کا پالن کرنا۔ شانت (آرام دہ) اور ایسے کام کرنا کہ جن میں جھگڑا اور فساد نہ ہو پرم منگل ہے +

(۵) دان دینا۔ دھرم کرنا۔ رشتہ داروں کا بھلا کرنا۔ گیانی شخصوں کی تعریف کے لائق اور پاک کام کرنا پرم منگل ہے +

(۶) پاپ میں گرویدہ نہ ہونا۔ اور اُس سے پرہیز کرنا۔ شراب پینے سے پرہیز کرنا۔ دھرم میں غفلت اور لاپروائی نہ کرنا پرم منگل ہے +

(۷) دھرم اور دھارمک لوگوں کی بڑائی کرنا۔ بزرگوں کے سامنے بنی (حلیم الطبع)

ہونا۔ سنتوکھ (قناعت) کرتگیتا (شکرگزاری) اور ٹھیک وقت پر دھرم کی کتھا سُننا پرم منگل ہے +

(۸) نبرُتی (بیراگ) میٹھے بچن (شیریں کلامی) سادُھو درشن۔ دھرم کے بارے میں شکوک کا رفع کرنا پرم منگل ہے +

(۹) تپسیا (ریاضت) برمھ چرج۔ آریہ ستیہ (چار اعلےٰ صداقتیں) کا گیان حاصل کرنا اور نربان پد پانے کے لئے اچھے کام کرنا پرم منگل ہے +

(۱۰) لوک دھرم (دُنیوی لوگوں کا دھرم) یعنی نفع اور نقصان کے خیال نندا (غیبت) اور تعریف سُکھ اور دُکھ۔ مان (عزت) اپمان (بےعزتی) وغیرہ کے خیال سے نہ گھبرانا۔ رنج و غم سے اوپر رہنا۔ نرمل چت یعنی پاک دل۔ نربھے (بےخوف) ہونا پرم منگل ہے +

بُدّھ کا ایک دیوتا کو اسکے سوالوں کا جواب دینا

ایک دِن جبکہ بُدّھ دیوا ناتھ پنڈوے کے جیت بن باغ میں رہتے تھے۔ ایک سُورگی دیوتا برہمن کی شکل میں کہ جس کا چہرہ روشن اور لباس برف کی مانند سفید تھا۔ اُنکے پاس آیا اور اُن سے چند سوال کئے۔ جنکا بُدّھ نے جواب دیا۔ دیوتا نے پُوچھا "(۱) سب سے زیادہ تیز تلوار کونسی ہے؟ (۲) سب سے زیادہ مہلک زہر کونسا ہے؟ (۳) سب سے زیادہ شعلہ زن آگ کونسی ہے؟ (۴) سب سے زیادہ اندھیری رات کونسی ہے؟

بُدّھ نے جواب دیا "(۱) وہ ایک لفظ جو غضب اور غصہ سے بولا جائے سب سے زیادہ تیز تلوار ہے۔ (۲) لالچ سب سے زیادہ مہلک زہر ہے۔

(۳) کام سب سے زیادہ شعلہ زن آگ ہے۔ (۴) اگیانتا (جہالت) سب سے زیادہ اندھیری رات ہے"۔

دیوتا نے پوچھا" (۵) سب سے زیادہ فائدہ کون اٹھاتا ہے؟ (۶) اور سب سے زیادہ نقصان کون برداشت کرتا ہے؟ (۷) ایسی کونسی زرہ بکتر ہے کہ جس پر کوئی ضرب کارگر نہ ہو؟ (۸) سب سے زیادہ کارآمد ہتھیار کونسا ہے؟

بدھ نے جواب دیا" (۵) سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والا وہ شخص ہے کہ جو دوسروں کو دیتا ہے۔ (۶) سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والا شخص وہ ہے کہ جو دوسروں سے اُن کو فائدہ پہنچائے بغیر کچھ لیتا ہے (۷) صبر ہی وہ زرہ بکتر ہے کہ جس پر کوئی ضرب کارگر نہیں ہوتی۔ (۸) دِب گیان سب سے زیادہ کارآمد ہتھیار ہے"۔

دیوتا نے پوچھا کہ" (۹) سب سے زیادہ خوفناک چور کونسا ہے؟ (۱۰) سب سے زیادہ قیمتی خزانہ کونسا ہے؟ (۱۱) نہ صرف اس دُنیا میں۔ بلکہ پرلوک میں بھی کسی چیز کو زبردستی سے لے لینے میں سب سے بڑھکر کامیاب شخص کونسا ہے؟ (۱۲) سب سے زیادہ محفوظ دفینہ کیا ہے؟"

بدھ نے جواب دیا۔ (۹) بُرا خیال ہی سب سے زیادہ خوفناک چور ہے۔ (۱۰) نیکی ہی سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے۔ (۱۱) آتما کیا اس دُنیا اور کیا پرلوک میں کسی شے کو زور سے لے سکتا ہے (۱۲) اور امر جیون ہی سب سے زیادہ محفوظ دفینہ ہے"۔

دیوتا نے پوچھا" (۱۳) مرغوب کیا ہے۔ مکروہ کیا؟ (۱۴) سب سے زیادہ عذاب دہ درد کیا ہے؟ (۱۵) سب سے زیادہ لذیذ کیا ہے؟"

بُدھ دیو نے جواب دیا" (۱۳) نیکی مرغوب اور برائی مکروہ ہے۔ (۱۴) ناپاک کانشنس (بیک ضمیر دل) سب سے زیادہ عذاب دہ درد ہے۔ (۱۵) مُکتی سب سے زیادہ لذیذ ہے"۔

دیوتا نے پوچھا" (۱۶) اس دُنیا میں سب سے زیادہ تباہی اور بربادی کس بات سے ہوتی ہے؟ (۱۷) دوستی کو کونسی چیز توڑتی ہے۔ (۱۸) سب سے زیادہ سخت بخار کونسا ہے؟ (۱۹) سب سے اچھا حکیم کونسا ہے؟"

بُدھ دیو نے جواب دیا" (۱۶) اگیانتا (جہالت) سب سے زیادہ بربادی کرتی ہے۔ (۱۷) حسد اور خود غرضی دوستی کو نہیں رہنے دیتے۔ (۱۸) نفرت سب سے زیادہ تیز بخار ہے۔ (۱۹) بُدھ سب سے اچھا حکیم ہے"۔

یہ سُن کر دیوتا نے کہا۔ اب میرے دل میں صرف ایک شک اور باقی ہے۔ کرپا کر کے وہ بھی دور کر دیجئے" (۲۰) وہ کونسی چیز ہے کہ جس کو نہ آگ جلا سکتی۔ نہ نمی زنگ لگا سکتی۔ نہ ہوا گرا سکتی ہے۔ بلکہ وہ تمام دُنیا کو سُدھار سکتی ہے؟"

بُدھ نے جواب دیا" (۲۰) دھرم کی برکت (پرساد) اور ایک نیک کام کی برکت کو نہ آگ۔ نہ رطوبت اور نہ ہوا برباد کر سکتی ہے۔ اور یہ تمام دُنیا کو درست کر سکتی ہے"۔

دیوتا بُدھ کے اِن بچنوں کو سُن کر بہت خوش ہوا۔ اور ہاتھ جوڑ کر شردھا کے ساتھ پرنام کیا۔ اور اچانک اُن کے سامنے سے غائب ہو گیا۔

گیارھواں باب

بُودھ تمثیلیں اور کہانیاں

بُدھ نے خیال کیا کہ " میں نے اُس راستی کی سِکھشا (تعلیم) دی ہے۔ کہ جو اپنے تمام مدارج اور پہلوؤں میں شروع سے آخر تک عمدہ ہے اور کیا الفاظ اور کیا بھاؤ کے لحاظ سے عالیشان اور پُر جلال ہے۔ لیکن وہ باوجود سادہ اور صاف ہونے کے بھی ایسی ہے کہ عام لوگ اُس کو نہیں سمجھ سکتے اس لئے مجھ کو اُن سے اُنہیں کی سی زبان میں بولنے اور اپنے خیالات کو اُن ہی کے خیالات جیسا بنا کر ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ بچوں کی مانند ہیں۔ اور کہانیاں سُننا پسند کرتے ہیں۔ اِس لئے اب میں اُن کو دھرم کی عظمت بتلانے کے لئے کہانیاں سُناؤنگا۔ اگر یہ راستی کو اُن دقیق اور مشکل دلائل کے ذریعہ سے نہیں سمجھ سکتے کہ جن کے ذریعہ سے میں نے اِن کو حاصل کیا ہے تو وہ کہانیوں اور تمثیلوں کے ذریعے اِسے سمجھ سکینگے "۔

(۱) جلتا ہُوا محل

کسی جگہ ایک امیر گرہستی رہتا تھا کہ جس کا ایک بہت بڑا لیکن پُرانا محل

تھا۔ اس محل کی چھتوں کی کڑیوں کو گھن لگا ہوا اور اس کے ستون بوسیدہ ہو گئے تھے اور چھت ایسی خشک تھی کہ جس میں آگ جلد اثر کر سکتی تھی +

ایک دِن اِس مکان میں آگ لگنے کی بو آئی۔ مالک مکان نے گھر سے باہر نکل کر دیکھا کہ ساری چھت جل رہی ہے۔ جسے دیکھ کر اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ کیونکہ اُس کے بچے جن کو وہ بہت پیار کرتا تھا اِس آگ لگنے کی خبر سے بیخبر اسی جلتے ہوئے محل میں کھیل کود رہے تھے +

حواس باختہ باپ دِل ہی دِل میں سوچنے لگا۔ کہ "اب میں کیا کروں؟ بچوں کو تو کچھ خبر نہیں۔ کہ وہ کیسی خطرناک حالت میں ہیں۔ اب اگر میں ان کو اس خطرے کی خبر دُوں تو لاحاصل ہے۔ کیونکہ کھیل میں مصروفیت کی وجہ سے وہ اس خطرے کو خطرہ ہی نہ سمجھینگے۔ اور اگر میں اندر جاؤں۔ اور اُن کو گود میں اُٹھا اُٹھا کر باہر لے آؤں۔ تو وہ پھر بھاگ جائینگے۔ اور اگر ایک آدھ کو بچا بھی سکوں تو باقی سب کے سب آگ کے شعلوں میں جل جائینگے" +

اچانک اُس کو یہ خیال آیا کہ "میرے بچے کھلونوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور اگر میں انہیں اچھے اور بہت خوبصورت کھلونے دینے کا وعدہ کروں تو اُمید ہے کہ وہ میرا کہنا مان لینگے"۔ اِس خیال کے آتے ہی وہ بہت اُونچی آواز سے بولا "بچو! باہر آ کر دیکھو تو سہی۔ کہ تمہارے باپ نے تمہارے لئے کیسی عمدہ اور لطیف ضیافت تیار کی ہے اور ایسے خوبصورت کھلونے لا کر رکھے ہیں۔ کہ جو تم نے پہلے کبھی نہیں دیکھے ہونگے جلدی آؤ جلدی آؤ۔ دیر نہ ہو جائے" +

کھلونوں کے لفظ نے فوراً اُن کو اُس طرف متوجہ کر دیا۔ اور یہ سُنتے ہی بچے جھٹ پٹ اُس جلتی ہوئی آگ سے باہر آ گئے۔ اور تب شفیق باپ نے بہت خوش ہو کر اُن کے لئے نہایت بیش قیمت اور خوشنما کھلونے خرید دئے۔ جب بچوں نے مکان کو جل کر راکھ ہوتے ہوئے دیکھا۔ تو انہوں نے اپنے باپ کی پاک نیت کو سمجھا۔ اور اُس کی دانائی کی بہت تعریف کی جس کے ذریعے اُن کی جانیں بچیں +

تتھاگت (بُدھ کا دوسرا نام) بخوبی جانتا ہے کہ دُنیا کے بچے یا دُنیاوی لوگ دُنیوی خوشیوں کی بھڑک کو پیار کرتے ہیں۔ مگر وہ اُن کے سامنے پاکیزگی کی برکتوں کی تصویریں کھینچتا ہے۔ اور اِس طور پر اُن کی رُوحوں کو ہمیشہ کی تباہی اور بربادی کے راستے سے بچانے کے لئے کوشش کرتا اور اُنہیں راستی کے روحانی خزانے دیتا ہے +

(۲) ایک پیدائشی اندھا

ایک شخص پیدائشی اندھا تھا۔ اور وہ کہا کرتا تھا کہ "مَیں دُنیا کی شکل و صورت اور روشنی کی ہستی کا یقین نہیں رکھتا۔ نہ دُنیا میں گاڑھے اور پھیکے رنگ اور نہ سُورج۔ چاند اور ستارے ہیں اور نہ کسی شخص نے اِن چیزوں کو دیکھا ہے۔" اُس کے دوستوں نے اُس کو سمجھانے اور اُس کی غلطی رفع کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ مگر اُس نے اپنی ہٹ کو نہ چھوڑا۔ اور یہی کہتا رہا۔ کہ "تم جو یہ کہتے ہو کہ تم دیکھتے ہو یہ سب مغالطہ ہے۔ اُنکی ہستی اور اصلیت ہی کچھ نہیں۔ اگر رنگوں کی کوئی ہستی ہوتی۔ تو میں ضرور

اُن کو چھو سکتا"۔

وہاں ایک حکیم رہتا تھا کہ جس کو اس اندھے کے علاج کے لئے بُلایا گیا اُس نے چار مفرد اجزاء کو ملا کر ایک دوا تیار کی۔ اور اُس دوا سے اُس کی آنکھیں اچھی کر دیں کہ جس سے وہ بھی ہر ایک شے کو اُس کے اصلی رنگ و رُوپ میں دیکھنے اور پہچاننے لگا۔

تتھاگت حکیم ہے۔ اور چار مفرد اجزاء چار اعلےٰ صداقتیں (آریہ ست) ہیں۔

(۳) کھویا ہُوا بیٹا

کسی گرہستی کا ایک ہی لڑکا تھا کہ جو گھر سے نکل کر کسی دور دراز جگہ چلا گیا۔ گھر میں ہی رہ کر باپ نے تو بہت سی دولت جمع کر لی۔ لیکن بیٹا پردیس میں تنگدستی اور افلاس کی حالت میں مبتلا ہو گیا۔ اتفاقاً وہ بھیکھ مانگتا ہوا اُسی شہر میں آنکلا کہ جہاں اُس کا باپ رہتا تھا۔ باپ نے اُس کو خراب و خستہ حال میں چیتھڑے پہنے ہوئے اور افلاس کی وجہ سے مثل حیوان کے بنا ہوا دیکھا۔

بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر اُس نے نوکروں سے کہا کہ اُس کو بُلا لاؤ۔ جب بیٹے نے اُس محل کو دیکھا۔ کہ جہاں اُس کو لے جا رہے تھے۔ تو اُس نے خیال کیا کہ "شاید کسی امیر کا مجھ پر شبہ ہوا ہے۔ اور وہ مجھے قید خانہ میں ڈالیگا بس اِس خوف سے وہ اپنے باپ کو ملنے سے پہلے ہی بھاگ نکلا۔

باپ نے اپنے بیٹے کے پیچھے آدمی دوڑائے کہ جو اُس کو اُس کے رونے اور چلانے کی پروا نہ کر کے پکڑ لائے۔ باپ نے نوکروں کو حکم دیدیا کہ

اُس کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کریں اور ایک نوکر کو جس کی تعلیم و حیثیت اُس کے بیٹے کی مانند تھی یہ خدمت سپرد کی کہ وہ اپنے ساتھ اس لڑکے سے کام کاج لیا کرے۔ بیٹا اپنی اس نئی حالت سے بہت خوش ہوا۔ باپ اپنے بیٹے کو محل کے دریچہ سے دیکھتا رہتا تھا اور جب اُس نے اُسے دیانتدار اور محنتی پایا تو روز بروز اُس کی ترقی کرنے لگا۔

کئی سال کے بعد اُس نے اپنے بیٹے کو بُلایا۔ اور اپنے تمام نوکروں کو اکٹھا کرکے اُن کو اپنے اور اُس کے رشتے کے متعلق سارا بھید بتلا دیا۔ تب وہ غریب لڑکا نہایت خوش ہوا۔ اور اپنے باپ سے مل کر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔

لوگوں کو اعلےٰ صداقتوں کی بتدریج (آہستہ آہستہ) تربیت دینی چاہئے۔

(۴) سرگرداں مچھلی

ایک بھکشو اپنی خواہشوں اور جذبات کو قابو میں رکھنا بہت مشکل بات تصور کرتا تھا۔ اس لئے اُس نے سنگھ کو چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ اور بدھ کے پاس آکر اُن سے کہا کہ "آپ مجھے اپنے بڑتوں (قول و قرار) سے آزاد کر دیجئے"۔ اِس پر اُنہوں نے بھکشو سے کہا برخوردار! خبردار! ایسا نہ ہو کہ تم اپنے گمراہ دل کے جذبات کے شکار ہو جاؤ۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ پہلے جنموں میں تم نے کام (شہوت) کے بُرے نتیجوں سے بہت تکلیف اُٹھائی ہے۔ اور جب تک تم اپنی نفسانی خواہشوں اور لذّات کو بس کرنا (قابو میں لانا) نہیں سیکھو گے۔ تم اس جنم میں بھی اپنی

بیوقوفی کی وجہ سے تباہ اور برباد ہو جاؤ گے۔

تم اپنے ایک پہلے جنم کی کہانی سنو۔ جبکہ تم ایک مچھلی تھے۔ مچھلی کام کی خواہش سے دریا میں تیر اور اپنے جوڑے کے ساتھ کلول کر رہی تھی۔ اس نے ذرا آگے بڑھ کر اچانک ایک جال کے پھندے دیکھے۔ اور چکر کاٹ کر اس خطرے سے بچ کر نکل گئی۔ لیکن اس کا نر جو عشق میں اندھا ہو رہا تھا شوق میں بھرا ہوا اس کے پیچھے دوڑا۔ اور جال میں پھنس گیا۔ ماہی گیر نے جال کھینچ لیا۔ یہ بدقسمت گرفتار اپنی مصیبت پر نالاں ہو کر کہہ رہا تھا کہ "بیشک یہ میری بیوقوفی کا کڑوا پھل ہے"۔ اس کی جان بھی ضرور ہی جاتی۔ اگر بودھی ستو اتفاق سے وہاں نہ آجاتا۔ اور اس نر مچھلی کی بولی کو سمجھ کر اس پر ترس نہ کھاتا۔ اس نے ماہی گیر سے اس کو خرید لیا۔ اور اس سے کہا کہ "اے میری بھلی مچھلی! اگر میری نظر آج تجھ پر نہ پڑتی۔ تو یقیناً تیری جان جاتی۔ میں تیری زندگی بچاؤنگا۔ لیکن آیندہ سے پاپ مت کر"۔ یہ کہہ کر اس نے نر مچھلی کو پانی میں پھینکدیا۔

اے بھکشو! رعایت کا وقت جو تجھے ملا ہے۔ اس کو غنیمت سمجھ۔ اور اس کا اس جنم میں سب سے بہترین استعمال کر اور اس بات سے ڈر کیونکہ اگر تو اپنے حواسوں پر قابو حاصل نہ کریگا۔ تو یہی مخصوص خواہش کا جذبہ تیری تباہی اور بربادی کا موجب ہوگا۔

(۵) بیرحم سارس کا مغلوب ہونا

ایک درزی کہ جو لوگوں کے کپڑے سیا کرتا تھا۔ اپنے گاہکوں کو بہت ٹھگتا اور اس پہلو میں اوروں کی بہ نسبت زیادہ چالاک ہونے کا گھمنڈ بھی کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جبکہ اس کو ایک اجنبی شخص سے بہت زیادہ کام ملا۔ تو اس نے

معلوم کیا کہ اس نئے شخص نے کہ جو اُس کا آقا بنا تھا۔ اس کے ساتھ بہت دھوکھا اور فریب کیا اور اسکے ہاتھ سے اُس نے بہت نقصان اُٹھایا +

بُدھ نے کہا۔ اس لالچی درزی کی یہ پہلی ہی مثال نہیں ہے۔ اِس نے دوسروں جنموں میں بھی اسی قسم کے نقصان اٹھائے ہیں۔ اور دوسروں کو دھوکھا دینے کی کوشش میں آخرش اپنے آپ کو برباد کیا ہے +

بہت سے جنم گزرے کہ یہ حریص درزی ایک سارس کے جون میں ایک تالاب کے نزدیک رہتا تھا۔ جب تالاب کے خشک ہونے کا موسم آیا۔ تو اُس نے بڑی ملایم آواز سے مچھلیوں سے کہا کہ "کیا تم کو اپنی آیندہ کی بھلائی کا فکر نہیں ہے۔ دیکھو تالاب میں پانی ابھی سے بہت کم رہ گیا ہے اور اس میں تمہاری خوراک تو اور بھی بہت کم ہے۔ جب اس خشک سالی سے یہ تمام تالاب سوکھ جائیگا۔ پھر اُس وقت تم کیا کروگی"؟

یہ سُن کر مچھلیوں نے کہا "ہاں بیشک اُس وقت ہم کیا کرینگی؟" اس پر سارس نے کہا "مجھے اس سے بہتر ایک بڑی جھیل معلوم ہے کہ جو کبھی خشک نہیں ہوتی۔ اگر تم پسند کرو تو میں تم کو اپنی چونچ سے پکڑ پکڑ کر اُس جگہ لے چلوں"

جب مچھلیوں نے سارس کے کلام کی سچائی میں شک لانا شروع کیا۔ تو اُس نے اُن کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ تم میں سے ایک پہلے جا کر اُس جھیل کو دیکھ آئے اور اپنی تسلی کرے +

اِس پر آخرکار اِن میں سے ایک بڑے کیکڑے نے اور سب کے لئے جوکھوں میں پڑنا پسند کیا اور سارس اُس کو ایک خوبصورت جھیل کے پاس لے گیا۔ اور پھر صحیح و سلامت واپس لے آیا۔ اب مچھلیوں کے دل میں کچھ

شک وشبہ نہ رہا۔ اور اُنہوں نے سارس کی بات پر یقین کر لیا +

اب سارس نے مچھلیوں کو ایک ایک کر کے اس تالاب سے باہر لیجا کر ایک بڑے برنے کے درخت پر بیٹھ کر مزے سے کھا لیا۔ اس تالاب میں ایک جھینگا مچھلی بھی تھی۔ جب سارس کا دل اس کے کھانے کو بھی للچایا۔ تو اُس نے کہا "میں نے تمام مچھلیوں کو اس تالاب سے لیجا کر ایک خوبصورت اور بڑی جھیل میں پہنچا دیا ہے چلو تم کو بھی میں وہاں چھوڑ آؤں +

جھینگے نے پوچھا "مگر تم مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے کس طرح پکڑو گے"۔ سارس نے کہا "میں تم کو اپنی چونچ سے بہت مضبوطی سے پکڑ لونگا" +

جھینگے نے جواب دیا "اگر تم مجھ کو اس طرح سے لے جاؤ گے تو ممکن ہے کہ تم مجھے گرا دو۔ اس لئے میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا"۔ سارس نے پھر کہا "تم ناحق کیوں ڈرتے ہو۔ میں تمام راستے تم کو مضبوط کر کے پکڑے رہونگا"۔ تب جھینگے نے اپنے دل میں سوچا کہ "یہ سارس مچھلی کو ایک دفعہ چونچ میں پکڑ کر بھلا پھر اُسے جھیل میں کب جانے دیتا ہوگا؟ اگر واقعی یہ مجھے جھیل میں لے جائے۔ تو کیا اچھا ہو۔ لیکن اگر نہ لے جائے۔ تو میں اِس کا حلق چیر کر اسے مار ڈالونگا"۔ یہ سوچ کر سارس کی طرف مخاطب ہو کر کہا "اے میرے دوست! تو مجھے کافی مضبوطی کے ساتھ نہ پکڑ سکیگا لیکن ہم جھینگوں کی بڑی اچھی اور مضبوط گرفت ہے۔ اگر تم مجھے اپنی گردن میرے مضبوط پنجوں سے پکڑ لینے دو۔ تو میں تمہارے ساتھ خوشی سے چلونگا +

سارس یہ نہ سمجھ سکا کہ جھینگا اس کو شکست دینا چاہتا ہے۔ پس وہ اِس

بات پر راضی ہوگیا۔" اور جھینگے نے اُس کی گردن کو اپنے پنجوں سے ایسی مضبوطی سے پکڑ لیا کہ جیسے لوہار کسی چیز کو اپنی سنڈاسی سے پکڑ لیتا ہے اور بولا "اب چلو"۔

سارس اُسے لے چلا۔ اور اُس کو جھیل دکھا کر اُسی برنے کے درخت کی طرف رُخ کیا۔ جھینگا چلّایا "اے میرے پیارے چچا! جھیل تو اس طرف کو ہے لیکن تم مجھے اس طرف لے جا رہے ہو"۔

سارس نے جواب دیا "کیا مجھے چچا بنانے سے تمہارا یہ مطلب ہے کہ میں اپنے آپ کو تمہارا غلام سمجھوں۔ اور جہاں تم چاہو تمہیں اُٹھائے اُٹھائے پھروں۔ ذرا برنے کے درخت کی جڑ میں مچھلیوں کی ہڈیوں کے ڈھیر پر نظر تو ڈالو۔ جس طرح میں نے اُن مچھلیوں کو ایک ایک کرکے کھایا ہے۔ تم کو بھی اسی طرح کھاؤنگا"۔

جھینگے نے جواب دیا "افسوس! وہ مچھلیاں تو اپنی حماقت سے کھائی جا چکیں۔ لیکن میں تمہیں اپنے آپ کو مارنے نہ دونگا۔ بلکہ اُلٹا میں تمہاری جان لونگا۔ کیونکہ تم اپنی بیوقوفی سے یہ نہ دیکھ سکے کہ میں نے تم کو قابو کیا ہوا ہے۔ اگر ہم مرینگے تو دونوں ساتھ ہی مرینگے۔ کیونکہ میں تمہارا سر کاٹ کر زمین پر گرا دونگا"۔

یہ کہہ کر پھر تو جھینگے نے سارس کی گردن کو اپنے پنجے گڑو کر اس زور سے بھینچا کہ سارس کو دم لینا مشکل ہوگیا۔ اور وہ موت کے خوف سے ہانپنے اور کانپنے لگا۔ اور آبدیدہ ہوکر منت و زاری کے ساتھ کہنے لگا۔ "صاحب! حقیقت میں میرا ارادہ تمہیں کھانے کا نہیں تھا۔ میری جان بخشی کرو"

جھینگے نے جواب دیا "اچھا نیچے کی طرف اُٹھو ساور مجھ کو اُس جھیل میں ڈالو" سارس مُڑا اور اُس جھیل کی طرف نیچے کو بدیں غرض چلا۔ کہ جھینگے کو اسکے کنارے دلدل میں بٹھا دے۔ لیکن جھینگے نے اس صفائی سے اُس سارس کی گردن کے دو ٹکڑے کر دئے کہ جیسے کوئی شخص شکاری چھری سے کنول کی ڈنڈی کو کاٹ دیتا ہے اور خود پانی میں چلا گیا۔ جب بُدھ اس بیان کو ختم کر چکے تو اُنہوں نے کہا کہ نہ صرف اِس جنم میں اس شخص کو اس طرح سے شکست مِلی ہے بلکہ اِسی طرح سے اور جنموں میں بھی یہ مغلوب ہوا ہے +

(۶) چار قِسم کے ثواب

کسی جگہ ایک امیر آدمی رہتا تھا کہ جو ہمسائے کے سارے براہمنوں کو اپنے مکان پر دعوت دیکر اُن کو بہت سا دان دیتا اور دیوتاؤں کی خاطر جگ کیا کرتا تھا۔ اُس پر بُدھ نے کہا "اگر ایک شخص ہر ایک مہینے ہزار جگ کرے اور لگاتار چڑھاوے چڑھاتا رہے۔ پھر بھی وہ اُس شخص کی برابری نہیں کر سکتا کہ جو صرف ایک لمحہ کے لئے اپنے دل کو پاکیزگی پر لگاتا ہے" +

تمام دُنیا کی عزت کے لایق بُدھ نے کہا کہ چڑھاوے چار قسم کے ہیں۔ (۱) دان زیادہ لیکن ثواب کم (۲) دان بھی کم اور ثواب بھی کم (۳) دان کم اور ثواب زیادہ (۴) دان زیادہ اور ثواب بھی زیادہ +

(۱) پہلی مثال اُس گمراہ شخص کی ہے کہ جو دیوتاؤں کے جگ کے لیئے جانوروں کی جان لیتا ہے۔ اور شراب پی کر بدمست ہوتا اور جشن اُڑاتا ہے اِس صورت میں چڑھاوا تو بیشک بڑا ہے۔ مگر اُس کا پھل بہت تھوڑا ہے +

(۲) جبکہ ایک آدمی لالچ اور بدنیتی سے اُس چیز میں سے ایک حصّہ اپنے لئے رکھ لیتا ہے۔ کہ جو وہ چڑھانا چاہتا ہے۔ اِس صورت میں چڑھاوا بھی تھوڑا اور اُس کا پھل بھی تھوڑا ہے +

(۳) خواہ چڑھاوا تھوڑا ہی ہو۔ لیکن جب ایک شخص اس چڑھاوے کو دلی پریم۔ گیان (دانائی) اور دیا (رحم) میں بڑھنے کی خواہش رکھ کر چڑھاتا ہے۔ تو اُس کا پھل زیادہ ہے +

(۴) آخری صورت میں دان بھی بڑا۔ اور اُس کا پھل بھی بڑا۔ یعنی جب ایک امیر آدمی بغرضانہ اور بُدھ کے گیان سے متحرک ہو کر نوع انسان کی بھلائی کے لئے دان دیتا اور ایسے انسٹیٹیوشن قایم کرتا ہے کہ جسکے ذریعے سے اُسی کے ہمجنسوں کے دلوں کو روشن اور اُن کی ضروریات کو پورا کیا جائے +

(۷) دُنیا کی روشنی

کوشامبی میں ایک براہمن رہتا تھا کہ جو ویدوں کا پنڈت اور بہت بحث مباحثہ کرنے والا تھا۔ جب اُس نے بحث مباحثہ میں کسی کو اپنے برابر نہ پایا۔ تو اُس نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ ایک جلتی ہوئی مشعل اپنے ہاتھ میں لئے پھرتا اور جب کوئی اُس سے پوچھتا۔ کہ یہ کیا انوکھا وطیرہ ہے؟ تو جواب دیتا کہ "اِس دُنیا میں بہت اندھیرا ہے۔ اسی لئے جہانتک مجھ سے ہوسکتا ہے۔ میں اُس میں اُجالا کرنے کے لئے یہ مشعل لئے پھرتا ہوں"

ایک شرمن نے جو بازار میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ الفاظ سنے اور کہا:۔ دوست! اگر تمہاری بینائی ٹھیک نہیں اور دن کی سرب بیاپی (سب

جگہ پھیلی ہوئی) روشنی کو نہیں دیکھتیں تو یہ مت کہو کہ دُنیا میں اندھیرا ہے - یہ تمہاری مشعل سُورج کی روشنی کے جلال کو کچھ بھی نہیں بڑھاتی - نیز اَوروں کے دلوں کو روشن کرنے کے لئے تمہاری پُرغرور نیک نیتی فضول ہے ۔

اِس پر براہمن نے پُوچھا" وہ سُورج کہاں ہے جس کا تم ذکر کرتے ہو؟" شرمن نے جواب دیا" تتھاگت کا گیان آتما کے لئے سُورج ہے - اُس کی روشنی دِن رات پُرجلال ہے - اور وہ شخص کہ جس کا بشواس مضبوط ہے - نِربان کے پنتھ (راستہ) پر چلنے کے لئے کسی دوسری روشنی کا محتاج نہ ہوگا - اور جہاں پہنچ کر اُس کو ابدی برکتیں حاصل ہونگی ۔

(۸) عیش پرستی کی زندگی

جن دنوں مُبدھ شراوستی کے قرب وجوار میں دُنیا کے لوگوں کو دھرم کی زندگی میں لانے کے لئے دھرم پرچار کر رہے تھے - ایک بہت بڑا امیر کہ جس نے بہت سی بیماریوں سے بڑی تکلیف اُٹھائی تھی اُن کے پاس آیا - اور اُن سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی" اے سارے جہان کی شردھا کے لائق بُدھ - مجھے معاف کیجئے - اگر مَیں نے آپ کو اپنی یتھا یوگ (واجب) دِلی شردھا (تعظیم) کے ساتھ جھک کر پرنام (سجدہ) نہیں کیا - میں فربہی (موٹاپے) کثرت نیند اور دیگر بیماریوں سے بہت تکلیف پا رہا ہوں - یہاں تک کہ مجھ کو چلنے پھرنے میں بھی تکلیف معلوم ہوتی ہے" ۔

تتھاگت (بُدھ) نے اُس شخص کو عیش و عشرت کے سامانوں سے محیط دیکھ کر پوچھا" کیا تم کو اِس امر کی خواہش ہے کہ تم اپنی بیماریوں کے سبب

کو معلوم کرو۔" اور جب اُس امیر آدمی نے جاننے کی خواہش ظاہر کی۔ تو بدھ نے کہا کہ "پانچ چیزیں ہیں کہ جو اس حالت کو پیدا کرتی ہیں۔ کہ جس کی تم کو شکایت ہے (۱) پُر تکلف کھانا (۲) نیند کا شوق (۳) عیش پرستی کے لئے زبردست خواہش (۴) بیفکری (۵) بے شغلی (بیکاری)۔

پس تم کو چاہئیے کہ کھاتے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھو۔ اور زیادہ نہ کھاؤ۔ دوسرے اپنے سر پر کچھ کام لو۔ اس سے تمہاری طاقتیں کام میں آئینگی۔ اور تم اپنے ہمجنسوں کے لئے بھی مفید ثابت ہوگے۔ نیز اس نصیحت پر عمل کرنے سے تمہاری عمر دراز ہوگی۔

اُس شخص نے بدھ کے اِن الفاظ کو یاد رکھا اور کچھ دنوں کے بعد جسم کا ہلکا پن اور جوانوں جیسی پھرتی حاصل کر کے وہ بلا سواری اور نوکروں چاکروں کے پیدل چل کر بدھ کے پاس آیا۔ اور اُن سے کہا "مہاراج! آپ نے میرے جسمانی امراض تو دُور کر دئے۔ اب میں آپ کی خدمت میں اپنے آتما (روح) کے لئے پرم گیان (حقیقی معرفت) حاصل کرنے کو آیا ہوں"۔

یہ سُن کر بدھ نے کہا "دنیاوی شخص اپنے جسم کو پالتے ہیں۔ لیکن گیانی (دانا) شخص اپنے آتما (روح) کو تقویت دیتے ہیں۔ وہ شخص کہ جو دن رات اپنی خواہشات کی سیری میں ہی لگا رہتا ہے۔ اپنی بربادی آپ کرتا ہے۔ لیکن جو راستی کی راہ پر چلتا ہے۔ اُس کا آتما بھی پاپ سے آزاد ہوتا ہے۔ اور عمر بھی دراز ہوتی ہے۔

(۹) ریگستانی صحرا میں جان بچانا

مہاتما بدھ کے ایک شِشّ (شاگرد) نے جو راستی کے لئے بہت ہی سرگرمی

اور جوش رکھتا تھا۔ یہ برت (عہد) کیا۔ کہ وہ ایکانت (تنہائی) میں ایک دھیان کو پورا کریگا۔ لیکن وقت پر کمزوری کے سبب سے اُس کا دل ڈگمگا گیا۔ اور اُس میں سخت نا اُمیدی پیدا ہوئی۔ اُس نے اپنے دل ہی دل میں سوچا "گرو نے فرمایا ہے کہ دنیا میں کئی قسم کے آدمی ہیں۔ میں ضرور ادنےٰ قسم میں سے ہوں۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ مجھ کو اس جنم میں نہ تو مکتی ہی ملیگی اور نہ کوئی پھل ہی حاصل ہوگا۔ اگر میں لگاتار کوشش سے اُس دھیان کا اصلی راز نہ معلوم کر سکوں کہ جس کے لئے میں نے اپنی زندگی قربان کی ہے۔ تو اس جنگل میں باس کرنے سے کیا فائدہ" یہ خیال کرکے اُس نے خلوت کو چھوڑ دیا۔ اور جیت بن کو واپس چلا آیا ٭

جب دوسرے بھائیوں نے اُس کو دیکھا۔ اُنہوں نے اس سے کہا۔ کہ "بھائی تم نے غلطی کی۔ جب تم نے برت (عہد) لیا تھا۔ تو اُس کو پورا کرنے کی کوشش کیوں چھوڑ دی"؟ یہ کہہ کر وہ اُس کو گرو کے پاس لے گئے ٭

گرو نے اُن کو دیکھ کر کہا "اے بھکشوؤ! میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے اس بھائی کو اس کی مرضی کے خلاف یہاں کھینچ لائے ہو۔ اس نے کیا قصور کیا ہے"؟

اُنہوں نے کہا "مہاراج! اس نے ایسے پوتر (پاک) دھرم کے برت لئے۔ اور جیسے ایک بھکشو کو کوئی مقصد پورا کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اس نے نا اُمید ہو کر وہ کوشش چھوڑ دی ہے۔ اور ہمارے پاس لوٹ آیا ہے"٭

اس پر گرو نے پوچھا "کیا یہ سچ ہے کہ تو نے کوشش کرنی چھوڑ دی"؟

اُس نے کہا "ہاں مہاراج یہ صحیح ہے" ٭
پربھو نے کہا "تمہاری یہ موجودہ زندگی رعائتی مہلت کا وقت ہے۔ اگر اب بھی تم اُس آنند (راحت) کی حالت کو حاصل کرنے میں ناکامیاب رہے تو تم آیندہ جنموں میں بہت پچھتاؤ گے" ٭
مگر بھائی تو نے استقلال کو کیسے چھوڑ دیا۔ پہلے جنموں میں تو تُو بڑا مستقل مزاج اور ارادے کا پکا تھا۔ تیرے اکیلے کی ہی ہمت سے پانسو چھکڑوں کے بیلوں اور آدمیوں کو ریگستان میں پانی نصیب ہوا تھا۔ اور اُن سب کی جانیں بچی تھیں۔ اب تو کیونکر بے ہمت ہوا جاتا ہے اور کوشش کرنا چھوڑے دیتا ہے ٭
بُدھ کے ان الفاظ سے اُس کا ارادہ پھر مستقل ہو گیا۔ لیکن دوسرے بھائیوں نے اُن سے التجا کی اور کہا "مہاراج! ہمکو بتلائیے کہ وہ واقعہ کیونکر ہے؟"
بُدھ نے کہا "اے بھکشُو! سنو" اور اس طور پر اُن کو متوجہ کر کے اُس واقعہ کو ظاہر کیا کہ جو جنم کی تبدیلی کی وجہ سے پوشیدہ تھا ٭
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب برمھ دت کاشی میں راج کر رہا تھا اُس وقت بُودھی ستّو ایک سوداگر کے گھر میں پیدا ہوا۔ اور جب وہ بڑا ہوا۔ تو پانسو چھکڑوں میں مال بھر کر تجارت کے لئے چلا ٭
ایک دن وہ کوسوں لمبے روسیع ریگستان میں کہ جہاں کی ریت ایسی باریک تھی کہ اگر اُس کی مُٹھی بھر لی جائے تو ہاتھ میں نہ ٹھیر سکتی تھی پہنچا۔ دن چڑھے ریت بھوبل کی طرح جلنے لگتی تھی یہاں تک کہ کوئی آدمی اُس پر چل نہیں سکتا تھا۔ اِسی لئے جن کو اس صحرا میں سفر کرنا ہوتا تھا وہ اپنے چھکڑوں میں لکڑی۔ پانی۔ تیل اور چاول لیکر رات کو چلا کرتے تھے اور دن

نکلتے ہی ایک پڑاؤ کر لیتے اور وہیں ایک سائبان تان لیتے تھے اور سویرے ہی کھانا کھا کر دن بھر سایہ میں بیٹھ کر کاٹ دیا کرتے تھے۔ سورج غروب ہوتے ہی رات کا کھانا کھا لیتے۔ اور جب زمین ٹھنڈی ہو جاتی تو بیلوں کو جوتتے اور وہاں سے چل دیتے۔ یہ سفر مثل ایک سمندر کے سفر کے ہوتا تھا۔ اور ایک شخص کو اس ریگستانی راستے کا رہبر منتخب کرنا پڑتا تھا۔ اور وہ اپنے ستاروں کے علم کے ذریعے قافلے کو سلامتی کے ساتھ ریگستان سے عبور کرا دیتا +

وہ سوداگر جس کا میں ذکر کرتا ہوں اس بیابان کو اسی طرح پر عبور کر رہا تھا۔ اور جب وہ ایک ۶۰ سو سنتر میل طے کر چکا۔ تو اُس نے خیال کیا۔ کہ اب صرف ایک رات میں ہم ریگستان کو طے کر لینگے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد اُس نے چھکڑوں کو جوت لینے کا حکم دیا۔ اور روانہ ہوا۔ رہبر نے سب سے اگلے چھکڑے میں اپنا گدّی تکیہ لگا لیا۔ اور اُس پر لیٹ گیا۔ وہ ستاروں کو دیکھتا اور جس طرف جانا تھا۔ اُس کی ہدایت کرتا رہا۔ لیکن اتنے طویل سفر میں آرام نہ ملنے کی وجہ سے اُس کا جسم بہت تھک گیا تھا۔ اِس وجہ سے اُس کی آنکھ لگ گئی۔ اور اُس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ بیل گھوم کر اسی راستے پر پڑ گئے جس سے کہ وہ آئے تھے +

بیل رات بھر چلتے رہے۔ پو پھٹے اُس کی آنکھ کھلی۔ اور ستاروں کو دیکھ کر وہ چلایا "چھکڑے ٹھیراؤ۔ چھکڑے ٹھیراؤ" جب وہ ٹھیرے۔ اور چھکڑوں کو ایک قطار میں لگا رہے تھے تو دن نکل آیا۔ تب آدمی چلائے کہ "یہ تو وہی پڑاؤ ہے۔ جو کل ہم نے چھوڑا تھا۔ ہمارا ایندھن اور پانی سب ختم ہو چکا ہے۔ بس اب ہم مرے"۔ بیل کھول کر اور سائبان تان کر سب لوگ اپنے چھکڑوں

کے نیچے مایوس ہو کر پڑ رہے۔ لیکن بودھی ستو اپنے دل میں یہ سوچ کر کہ اگر میں ہمت ہار دوں۔ تو یہ سب مر جائینگے۔ اِدھر اُدھر پھرنے لگا۔

صبح کی ٹھنڈک ابھی کچھ باقی ہی تھی کہ اِتنے میں اُس کی نظر ایک گھاس کے گچھے پر پڑی۔ اُس نے سوچا کہ یہ ضرور اُس پانی کے جذب کرنے سے اُگی ہوگی کہ جو یقیناً اِس کے نیچے ہوگا۔ چنانچہ اُس نے کُدال منگا کر اُس جگہ کو کھدوانا شروع کیا۔ جب اُنہوں نے ساٹھ ہاتھ گہری زمین کھود ڈالی۔ تو پھاوڑا ایک چٹان پر ٹکرایا۔ اور پھاوڑے کے ٹکراتے ہی اُنہوں نے نا امید ہو کر چھوڑ دیا۔ لیکن بودھی ستو نے سوچا کہ اِس چٹان کے نیچے ضرور پانی ہوگا۔ اور کنوئیں میں اُتر کر پتھر پر پہنچا۔ اور نیچے کو جھک کر اُس چٹان پر کان لگائے۔ اور پانی کی آواز کو سُننے لگا۔ اور اُس نے اُس کے نیچے پانی کی آواز سُنی۔ اور باہر نکل کر اپنے خدمتگار لڑکے کو بلایا۔ اور اُس سے کہا۔ "بیٹا! اگر اِس وقت تو ہاتھ پاؤں چھوڑ دے۔ تو بس ہم سب کا کام تمام ہے تو ہمت نہ ہار۔ اور لوہے کا یہ ہتھوڑا لے اور اِس غار میں اُتر اور چٹان پر خوب زور سے چوٹیں لگا"۔

اگرچہ سب آدمی مایوس کھڑے تھے۔ لیکن وہ لڑکا پورے اور مضبوط ارادے کے ساتھ نیچے اُترا۔ اور پتھر پر چوٹیں مارنے لگا۔ یہاں تک کہ چٹان کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اور وہ پانی کی دھار کو اور زیادہ نہ روک سکا۔ پانی نکل کر کوئیں کے مُنہ تک ایک کھجور کی بلندی کے برابر چڑھ آیا۔ سب نے پانی پیا۔ اور اس میں اشنان کیا۔ اور چاول پکائے اور کھائے۔ اور بیلوں کو بھی کھلائے۔ اور جب سورج غروب ہو گیا۔ تب اس کوئیں پر ایک

جھنڈا کھڑا کر دیا۔ اور پھر منزل مقصود کو روانہ ہوئے ۔
وہاں پہنچ کر اُنہوں نے اپنا مال بہت نفع پر بیچا۔ اور بعد ازاں اپنے گھر کو واپس آئے۔ جب وہ مر گئے۔ تو اُن سب کا انجام اپنے کرموں کے موافق ہوا۔ بودھی ستو نے دان کیا۔ اور نیک کام کئے۔ اُس کا بھی اپنے کرموں کے موافق انجام ہوا ۔
بُدھ نے یہ کہانی سُنا کر نتیجے کے طور پر اُس کا تعلق اس طرح بیان کیا کہ "قافلہ کا مالک بودھی ستو تھا جو آیندہ بُدھ ہوا۔ اور وہ غلام جو اُس وقت مایوس نہ ہوا۔ بلکہ جس نے پتھر کو توڑا اور لوگوں کو پانی پلایا تھا یہی شخص تھا۔ کہ جس میں تم اب استقلال نہیں پاتے۔ اور دیگر لوگ بُدھ کے ساتھی تھے"

(۱۰) دوسروں کو اپنی برکتوں کا حصہ دینا

سُومن کے غلام ان بھار نے جس وقت وہ چراگاہ سے گھاس کاٹ چکا تھا۔ ایک شرمن کو ہاتھ میں بھکشا پاتر (کاسۂ گدائی) لئے روٹی مانگتے دیکھا۔ وہ شرمن کو دیکھتے ہی گھاس کی گٹھڑی پھینک کر جھٹ پٹ گھر میں دوڑا گیا۔ اور اُن چاولوں کو کہ جو اُس کے کھانے کے لئے رکھے ہوئے تھے لے آیا۔ اور شرمن کو دئے ۔
شرمن نے وہ چاول کھائے اور شُبھ اشیرباد دے کر اُس کے دل کو خوش کیا ۔
سُومن کی بیٹی کھڑکی سے اس نظارے کو دیکھ کر بولی "خوب! ان بھارا! بہت خوب!!!

سُومن نے یہ الفاظ سُن کر اپنی لڑکی سے اِن کا مطلب دریافت کیا۔ اور جب اُس کو اَن بھار کی شردھا اور نِشٹھا (اعتقاد) اور شرمن کے اشیرباد کا حال کہ جو اُس نے اَن بھار پر کیا تھا معلوم ہوا۔ تو وہ اپنے غلام کے پاس گیا۔ اور اُس کو اپنے دان کی برکتوں کا حصہ بانٹ دینے کی غرض سے ایک روپیہ نذر کیا +

اَن بھار نے کہا "مہاراج میں اس واجب التعظیم شخص سے پُوچھ لُوں"۔ اُس نے شرمن سے جاکر پُوچھا۔ کہ "میرا آقا مجھ سے اس ثواب کا حصہ لینا چاہتا ہے۔ جو مجھ کو آپ سے میرے چاولوں کے عوض میں حاصل ہوا ہے۔ کیا یہ مناسب ہے۔ کہ میں اس ثواب میں اُس کو بھی حصہ دُوں ؟"

شرمن نے اُس کو ایک تمثیل کے ذریعے یُوں جواب دیا "ایک گاؤں میں کُل سَو گھر تھے اور ان میں سے صرف ایک گھر میں چراغ جلا کرتا تھا۔ ایک پڑوسی اپنا چراغ لایا۔ اور اُس نے اُس جلتے ہوئے چراغ سے اُسے جلایا۔ اور اس طور پر گھر گھر روشنی پھیل گئی۔ اور سارا گاؤں جگمگانے لگا"۔ اسی طور پر دھرم کی روشنی بھی اُس شخص کے راستہ میں روک پیدا نہ کر کے کہ جو اُس کو دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ پھیلانی چاہئے۔ پس تم بھی اپنے دان کی برکتوں کو پھیلنے دو۔ اور بیشک اُس کو بانٹ دو" +

اَن بھار اپنے آقا کے پاس واپس آیا۔ اور اُس سے کہا "مہاراج میں آپ کو اپنے ثواب کا ایک حصہ دیتا ہوں۔ اس کو منظور کیجئے" +

سُومن نے اُس کو منظور کیا۔ اور اس کی عوض میں اُس کو روپیہ دینا چاہا۔ لیکن اَن بھار نے کہا "نہیں مہاراج! یہ نہ ہوگا۔ اگر میں روپیہ لے لوں۔

تو اس سے یہ سمجھا جائیگا کہ میں نے اپنا حصہ آپ کے پاس فروخت کر دیا۔ روحانی برکتیں کبھی فروخت نہیں ہو سکتیں۔ آپ اس کو بطور نذرانہ منظور فرمائیے"۔

آقا نے جواب دیا "بھائی اَن بھار! آج سے تم آزاد ہوئے۔ اور اب میرے ساتھ میرے دوست کی طرح رہو۔ اور یہ میری نذر اُس عزت کے اظہار میں جو میرے دل میں تمہارے لئے ہے۔ بطور نشانی کے قبول کرو"۔

(۱۱) بے پروا بے وقوف

ایک بوڑھے امیر براہمن نے اس بچار کے بنا کہ اس دُنیا کی تمام چیزیں ناپائدار ہیں۔ اور اس خیال سے کہ وہ بہت سال جئیگا۔ اپنے لئے عالیشان مکان بنایا۔

بدھ نے آنند کو اُس امیر براہمن کے پاس بھیجا۔ تاکہ وہ اُس سے دریافت کرے کہ اُس نے اتنے کمروں والا مکان کیوں بنایا ہے۔ اور نیز اُس کو کہہ دیا کہ اُسکے پاس چار اعلےٰ صداقتوں اور مُکتی کے اشٹانگ مارگ کا پرچار کرے۔

براہمن نے آنند کو اپنا مکان دکھلایا۔ اور مختلف کمروں کا مقصد اور اغراض بیان کئے۔ لیکن بُدھ کی تعلیم کی طرف اُس نے کچھ توجہ نہ کی۔

آنند نے کہا "بیوقوف لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ اولاد میری ہے۔ یہ دولت میری ہے۔ لیکن جب کہنے والا ہی اپنا مالک آپ نہیں۔ تو بھلا وہ دولت۔ اولاد اور ملازموں کے مالک ہونے کا دعوےٰ کیونکر کر سکتا ہے دنیاداروں کے تفکرات اور تشویشیں بہت ہیں۔ لیکن اُن کو آیندہ کی تبدیلیوں کا کچھ حال معلوم نہیں"۔

آنند یہ کہہ کر چلا ہی تھا کہ اتنے میں اُس براہمن کو غش آیا۔ اور وہیں مر گیا۔ بُدھ نے اُن لوگوں کی ہدایت کے لئے جو اُپدیش سُننے کے لئے تیار تھے۔ کہا:۔
"ایک نادان شخص خواہ وہ دانا لوگوں کی صحبت میں ہی رہتا ہو۔ ست دھرم کے بارے میں ویسے ہی کچھ نہیں سمجھتا۔ جیسے چمچہ شربت کا مزا معلوم نہیں کر سکتا۔ نادان صرف اپنی بابت ہی سوچتا ہے۔ اور پاک اُپدیشکوں کے اُپدیش کو دھیان میں نہیں لاتا اور اسی واسطے اپنے آپ کو مُکت نہیں کر سکتا"

(۱۲) برادری سے خارج

جب بھگونت (بُدھ) مقام شراوستی کے جیت بن میں رہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ بھکشا پاتر ہاتھ میں لے کر کھانا مانگنے کے لئے نکلے۔ اور ایک براہمن پروہت کے گھر ایسے وقت میں پہنچے کہ جب بیدی کے پاس ہَوَن ہو رہا تھا۔ اُن کو دیکھ کر پروہت نے کہا "او سر مُنڈے! او کمبخت شرمن! وہیں ٹھیر جا۔ کیونکہ تُو ذات سے باہر کیا ہوا ہے" بُدھ نے جواب دیا۔ "ذات سے خارج کون ہے؟ ذات سے خارج وہ ہے۔ جو غضب آلودہ اور کینہ توز۔ شریر۔ مکّار۔ غلط کار اور دھوکے باز ہو۔ ایسے شخص کو ذات سے خارج سمجھنا چاہیئے کہ جو غصّہ دلانے والا اور لالچی ہو۔ جو پاپ آلودہ خواہشات رکھتا ہو۔ جو حاسد۔ شریر۔ بےحیا اور گناہ کرنے میں بیخوف ہو۔ ورنہ پیدایش کی بناء پر کوئی شخص ذات سے خارج یا نیچ ذات کا نہیں بن جاتا نہ پیدایش سے کوئی براہمن ہی بن سکتا ہے۔ بلکہ اپنے کاموں سے ہی ایک شخص براہمن اور ایک شخص ذات سے خارج یا نیچ ذات بنتا ہے"۔

(۱۳) ایک پنہاری

بدھ کے پیارے ششش (شاگرد) آنند کا کہ جس کو بھگوان بدھ نے کسی خاص مشن پر بھیجا تھا ایک گاؤں کے نزدیک ایک کنوئیں پر گزر ہوا۔ اور اُس نے ماتنگ ذات کی ایک لڑکی مسمات پرکرتی کو دیکھ کر اُس سے پانی پینے کو مانگا۔

پرکرتی نے کہا کہ "براہمن دیوتا! میں اس قدر حقیر و ذلیل ہوں کہ تمہیں پانی نہیں دے سکتی۔ آپ مجھ سے کچھ سیوا (خدمت) نہ لیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی پوترتا (پاکیزگی) میں فرق آجائے۔ کیونکہ میں نیچ ذات کی لڑکی ہوں"۔

آنند نے جواب دیا "میں ذات نہیں مانگتا۔ میں تو پانی مانگتا ہوں"۔

یہ سنکر ماتنگ لڑکی کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اور اُس نے آنند کو پانی پلادیا۔

آنند اُس کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چل دیا۔ مگر وہ اُس کے پیچھے پیچھے ہولی۔ لیکن پھر بھی اُس سے کچھ فاصلے پر رہی۔

یہ سن کر کہ آنند گوتم شاکیہ منی کا ایک شاگرد ہے۔ وہ لڑکی بدھ کے پاس آئی اور درخواست کی کہ "اے پربھو! میری مدد کرو۔ اور مجھے وہاں رہنے دو۔ جہاں آپ کا ششش (شاگرد) آنند رہتا ہے۔ تاکہ میں اُس کو دیکھ سکوں۔ اور اُس کی سیوا (خدمت) کر سکوں۔ کیونکہ میں اُس کو پیار کرتی ہوں"۔

بدھ نے اُس کے دل کے بھاوؤں کو سمجھ کر کہا "پرکرتی تیرا دل محبت سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن تو خود اپنے جذبات کو نہیں سمجھتی۔ یہ آنند نہیں ہے کہ جس کو تو پیار کرتی ہے۔ بلکہ یہ اُس کی دیا ہے۔ پس اُس دیا کو حاصل

کرجو تُو نے اُس کو اپنے ساتھ کرتے دیکھا ہے۔ اور زندگی کی جس غریبانہ اور ادنےٰ حالت میں تُو ہے۔ وہاں ہی رہ کر اُسکو دوسروں کے ساتھ عمل میں لاؤ +

بیشک ایک راجہ کی فیاضی بہت تعریف کے لایق ہے۔ جبکہ وہ ایک غلام پر مہربانی کرتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ تعریف کے قابل اُس غلام کی فیاضی ہے۔ کہ جو اُن تمام بے انصافیوں اور ظلموں کو کہ جو وہ برداشت کرتا ہے بُھلا کر تمام نوع انسان کے لئے اپنے دل میں شبھ اچھا (نیک نیتی) اور دیا (رحم) کا بھاؤ رکھتا ہے۔ اور وہ خود اُس پر ظلم کرنے والوں سے نفرت کرنا چھوڑ کر اور اُن کی زبردستی کا مقابلہ نہ کر سکنے پر بھی دلسوزی سے اُن کی سرکشی اور غرور کے وطیروں کو رحم کی نگاہ سے دیکھتا ہے +

اے پُر کرتی تُو بڑی بھاگوان (خوش نصیب) ہے۔ کیونکہ اگرچہ تیری ذات ماتنگ ہے۔ تاہم تُو امیر زادے مردوں اور امیر زادی عورتوں کے لئے مثل ایک نمونہ کے ہوگی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ تو نیچ ذات کی ہے۔ لیکن براہمن تجھ سے سبق سیکھینگے۔ اگر تُو انصاف اور پاکیزگی کے راستہ سے قدم نہ ہٹائے۔ تو تیرا اجلال تخت نشین مہارانیوں کے شاہی جلال کو بھی ماند کرے گا +

(۱۴) بھوکا کُتا

ایک راجہ کہ جو اپنی رعیت پر بہت ظلم کیا کرتا تھا۔ اور اسی لئے اُسکی رعایا اُس کو سخت نفرت کرتی تھی۔ جب تتھاگت (بُدھ) اُس کے راج میں آیا۔ تو راجہ نے اُن سے ملنے کی بڑی خواہش ظاہر کی۔ اور وہ اُس جگہ کہ جہاں مہاتما بُدھ ٹھیرے ہوئے تھے گیا۔ اور اُن سے پوچھا کہ

"اے شاکیہ منی! کیا آپ مجھ کو ایسا اُپدیش دے سکتے ہیں۔ کہ جس سے میرا دل پاپ سے آزاد ہو جائے۔ اور نیز میرے لئے مفید بھی ہو"+
بدھ نے فرمایا "اچھا میں تم کو ایک بھوکے کتے کی کہانی سناتا ہوں+
کسی جگہ کا بادشاہ شریر اور ظالم تھا۔ اندر دیوتا ایک شکاری کے رُوپ میں ماتلی دیو (جن) کو ساتھ لے کر زمین پر آیا۔ ماتلی نے ایک بہت بڑے کتے کی شکل اختیار کی ہوئی تھی۔ شکاری اور کُتا دونوں اُس راجہ کے محل میں داخل ہوئے اور کتا اس زور سے بھونکا کہ شاہی محلات اُس کی آواز کے صدمہ سے جڑ سے ہل گئے۔ ظالم راجہ نے دہشت ناک شکاری کو تخت کے سامنے پکڑ وا منگایا۔ اور اس خوفناک بھوں بھوں (آواز) کا باعث دریافت کیا۔ شکاری نے کہا۔ کُتا بھوکا ہے۔ یہ سُن کر خوف زدہ راجہ نے اُس کے لئے کھانا منگایا۔ شاہی دسترخوان کے تمام کھانے کُتا چٹ کر گیا۔ لیکن پھر بھی بُری طرح بھونکتا ہی رہا۔ پھر اور کھانا منگایا گیا۔ یہاں تک کہ سارے شاہی بھنڈار گھر خالی ہو گئے۔ اور کُتے کی بھوک دور نہ ہوئی۔ تب تو ظالم نا اُمید ہو گیا۔ اور پوچھا کہ اِس منحوس کُتے کی زوردار بھوک کسی چیز سے پُوری بھی ہو گی۔ شکاری نے جواب دیا "کسی چیز سے نہیں ہاں شاید اس کو اپنے دشمنوں کے گوشت سے سیری ہو جائے تو ہو جائے"
ظالم نے بہت تشویش اور فکر کے ساتھ پُوچھا اس کے دشمن کون ہیں؟ شکاری نے جواب دیا "یہ کُتا اُس وقت تک بھونکتا رہیگا۔ جب تک لوگ اس راج میں بھوکے ہیں۔ اور اِس کے دشمن وہ لوگ ہیں۔ کہ جو بے انصافی کرتے اور غریبوں پر ظلم کرتے ہیں" اب اس ظالم کو اپنی

ظالمانہ کارروائیوں کو یاد کر کے اُنوتاپ ہوا۔ اور وہ اپنی ساری زندگی میں پہلی مرتبہ پاکیزگی کے اُپدیشوں کو سُننے لگا"۔

یہ کہانی ختم کر کے بُدھ راجہ کی طرف مخاطب ہوا۔ کہ جس کا رنگ زرد ہوگیا تھا۔ اور اُس کو کہا۔ تتھاگت طاقتور آدمیوں کے روحانی کانوں کو تیز کر سکتا ہے۔ اے مہاراجہ! جب تو اُس کُتے کی بھوں بھوں کی آواز سُنے۔ تو اُس وقت بُدھ کے اُپدیشوں کو خیال کر۔ اُس سے تو اس دیو کو شانت (چپ) کرنا سیکھ جائیگا۔

(۱۵) خود مختار ظالم راجہ

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ برمھ دت راجہ کی آنکھ ایک حسین عورت پر پڑی۔ کہ جو ایک سوداگر کی استری (بیوی) تھی۔ راجہ کے دل میں اس عورت کا ایسا عشق پیدا ہوا۔ کہ اُس نے حکم دیا کہ ایک بیش قیمت جواہر پوشیدہ طور سے سوداگر کی گاڑی میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ اس ہیرے کے کھوئے جانے کی دُھوم پڑی۔ اور تلاش ہوئی۔ اور سوداگر کے پاس ملا۔ بیچارہ سوداگر چوری کے الزام میں پکڑا گیا۔ راجہ نے ظاہری طور پر ایسا ثابت کیا۔ کہ گویا اُس نے ملزم کی جوابدہی اور عذر کو بہت توجہ سے سُنا اور بناوٹی افسوس کے ساتھ سوداگر کے قتل کا حکم دے دیا اور اُس کی عورت راج محل میں بھیج دی گئی۔

برمھ دت نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس قتل کے موقع پر خود بھی جائے۔ کیونکہ ایسے نظاروں سے اُس کو بہت خوشی ہوتی تھی۔ لیکن اُس شخص

نے جس کو قتل کی سزا دی گئی تھی۔ جب نہایت دلسوزی کے ساتھ اپنے بدنیت جج کی طرف دیکھا۔ تو راجہ کے نفسانی خواہش سے تاریک شدہ دل کو بُدھ کے پرم گیان کی جھلک نے روشن کر دیا۔ اور جب جلاد نے مارنے کے لئے تلوار اُٹھائی۔ تو برہم دت نے معلوم کیا کہ سوداگر کی رُوح اُس کے وجود میں داخل ہوگئی ہے۔ اور اُس نے قوتِ واہمہ سے دیکھا کہ گویا وہ خود ہی قتل گاہ پر ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر برہم دت چلایا اور کہا "اے جلاد ٹھیر جا۔ یہ تو خود راجہ ہے جس کو تُو قتل کرتا ہے" لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ وقت ہاتھ سے جا چکا۔ اور جلاد اپنا کام کر چکا تھا۔ راجہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ جب اُس کو ہوش آیا۔ تو معلوم ہوا کہ اُس میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اب وہ بیرحم اور ظالم نہ رہا۔ اور اُس وقت سے پاکیزگی اور راستبازی کی زندگی بسر کرنے لگا +

اے لوگو! تم جو کہ قتل اور ڈکیتیاں کرتے ہو! مایا کا پردہ تمہاری آنکھوں پر پڑا ہوا ہے۔ اگر تم چیزوں کو اُن کی بیرونی اور ظاہری صورت میں نہ دیکھ کر اُن کو اُن کی اصلی اور حقیقی صورت میں دیکھ سکتے۔ تو اپنے آتما کو اِس قدر دُکھ اور رنج ہرگز نہ دیتے۔ افسوس! تم نہیں دیکھتے کہ ایک نہ ایک دن تم کو اپنے بُرے کاموں کیلئے پچھتانا پڑیگا۔ کیونکہ تم جو کچھ بوؤگے۔ وہی کاٹوگے +

(۱۶) واسودتا

متھرا میں ایک بیسوا رہتی تھی جس کا نام واسودتا تھا۔ اتفاق سے اُس نے بُدھ کے ایک شش (شاگرد) اُپ گپت کو کہ جو دراز قد اور حسین

نوجوان تھا۔ دیکھا۔ اور اُس سے بہت ہی محبت کرنے لگی۔ واسُودتّا نے اُس نوجوان کی دعوت کی لیکن اُس نے جواب میں کہلا دیا کہ" ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ اُپ گُپت واسُودتّا سے ملے" ۔

بسیوا اِس جواب سے متحیر ہوئی۔ اور اُس نے پھر اُس کو بلا بھیجا اور کہا۔ "واسودتّا محبت کی بھُوکھی ہے۔ وہ اُپ گُپت سے روپیہ نہیں چاہتی" لیکن اُپ گُپت نے پھر وہی پیچیدہ (رمز آمیز) جواب کہلا بھیجا اور اُس کے پاس تک نہ گیا ۔

چند مہینے بعد واسُودتّا کی شہر کے کاریگروں کے سردار سے ملاقات ہو گئی۔ اور اُنہی دنوں اِتفاق سے ایک امیر آدمی سَفرا بیں آیا۔ جو واسُودتّا کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا۔ اُس کا مال و متاع دیکھ کر اور دوسرے آشنا کی رقابت سے ڈر کر واسُودتّا نے کاریگروں کے سردار کو کسی ترکیب سے مروا ڈالا۔ اور اُس کی لاش کو کوڑی کے نیچے چھُپا دیا ۔

جب اُس سردار کا پتہ نہ ملا۔ اُس کے رشتہ دار اور دوست اُسے تلاش کرنے لگے۔ اور اُس کی لاش ڈھونڈ نکالی۔ آخر واسُودتّا کی ایک جج کے روبرو پیشی ہوئی۔ اور عدالت سے یہ حکم ہوا کہ اُس کے دونوں کان، ناک، اور ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ اور اُس کو ایک قبرستان میں پھینک دیا جائے ۔

بسیوا واسودتّا گو ایک بڑی تُند مزاج عورت تھی۔ لیکن وہ اپنے نوکروں سے بڑی مہربانی کے ساتھ پیش آتی تھی۔ اِس لئے اُس کی ایک ٹہلنی (خدمتگارنی) اُس کے پیچھے پیچھے گئی۔ اور اُس کی پچھلی عنایات اور محبت

کے لحاظ سے اُس کی اُس جاں کندنی کی حالت میں تیمارداری اور غمگساری کرتی اور کوّوں کو اُڑایا کرتی تھی۔ تاکہ وہ اُس کا ماس نوچ نوچ کر نہ کھائیں۔

اب وہ وقت آگیا تھا کہ جب اُپ گپت نے واسودتّا سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ اور اُس کے پاس گیا۔ واسودتّا نے اُسے آتا دیکھ کر اپنی پُرانی خادمہ سے کہا کہ میرے کٹے ہوئے اعضاء اکٹھا کرکے ایک کپڑے سے ڈھک دے۔ اُپ گپت اُس کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا۔ لیکن اُس (واسودتّا) نے اُس حال میں شوخی اور ناز سے کہا "ایک وقت تھا کہ اِس جسم سے کنول کے پھول جیسی مہک آتی تھی۔ اُس وقت میں نے تم سے اظہارِ محبّت کیا تھا۔ مَیں اُن دنوں جواہرات اور عمدہ تن زیب کے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ اب جلاد نے میرے ٹکڑے ٹکڑے کردئے ہیں۔ اور لہو میں لتھڑی ہوئی ہوں۔" یہ سُن کر اُس نوجوان نے کہا۔ بہن! میں تمہارے پاس نفسانی خواہشوں اور خوشیوں کو بھوگنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ اِس غرض سے آیا ہوں کہ تجھ کو اُس حسن وجمال کی عوض میں جو تو کھو بیٹھی ہے۔ اُس سے اعلےٰ تر حسن دوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے تتھاگت (بدھ) کو اِس دُنیا میں چلتے پھرتے اور لوگوں کو اپنے اعلےٰ اور عجب دھرم کی تعلیم دیتے دیکھا ہے۔ لیکن تُو اُس وقت پاکیزگی اور راستی کی باتوں کو نہ سنتی تھی۔ کیونکہ تُو اُن دنوں ترغیبات (پرلوبھنوں) سے محیط اور دُنیوی سُکھوں اور نفسانی جذبات کی سیری پر فریفتہ تھی۔ چونکہ اُس وقت تیرا دل آوارہ تھا۔ اور تجھے اپنے فانی حسن اور انداز پر بڑا ابھیمان تھا۔ اِس لئے تُو تتھاگت کے اُپدیشوں کو نہیں سن سکتی تھی۔

واسودتا! ایک حسین صورت کی ادائیں مثل سراب کے دھوکھا دینے والی ہیں اور بہت جلد انسان کو پرلوبھن میں ڈال دیتی ہیں۔ کہ جن کا روکنا تیرے لئے بہت مشکل ثابت ہوا ہے۔ لیکن اِس فانی چند روزہ خوبصورتی کے علاوہ ایک اور خوبصورتی بھی ہے۔ کہ جس کا رنگ کبھی پھیکا نہیں پڑتا۔ اور اگر تو ہمارے پربھو بدھ کے دھرم کو ایک بار سن لے تو تجھ کو وہ شانتی ملیگی کہ جو ناپاک خوشیوں کی پراگندہ دنیا میں کبھی نہیں مل سکتی ٭

واسودتا یہ سن کر شانت (مطمئن) ہوگئی۔ اور روحانی آنند (راحت) نے اُس کے جسمانی درد کے عذاب کو بہت ہلکا کر دیا۔ کیونکہ جہاں جسقدر زیادہ عذاب ہے۔ وہاں اُسی قدر زیادہ برکتیں اور آنند بھی ہے۔ اُس نے بدھ دھرم اور سنگھ کی شرن (پناہ) لی۔ اور وہ اپنے پاپوں کی سزا کو پوتر سادھوؤں جیسے توکل کے ساتھ برداشت کر کے اس لوک سے رخصت ہوگئی ٭

(۱۷) جامبوند میں شادی کی دعوت (ضیافت)

جامبوند میں ایک شخص رہتا تھا کہ جس کی اگلے دن شادی ہونیوالی تھی۔ اُس نے خیال کیا کہ "کاش بدھ مہاراج بھی شادی میں موجود ہوتے" بدھ اُس کے گھر کے پاس سے گزرے اور اُس سے ملے۔ اور جب اُن کو دولھا کی دلی آرزو معلوم ہوئی۔ تو اُنہوں نے آنا منظور کر لیا ٭

جب پوتر آتما بدھ مع اپنے بہت سے بھکشوؤں کے وہاں گئے۔ تو میزبان نے (جس کی آمدنی معمولی تھی) اپنے مقدور بھر اُن کی خاطر تواضع کی۔

اور کہا "مہاراج! آپ اور آپ کی ساری سنگت اپنی مرضی کے موافق پرتپن (خوش) ہو کر بھوگ لگاویں"۔

جب تک سب پوترا تما کھاتے رہے۔ کھانے پینے کے سامانوں میں کمی نہ آئی اور میزبان نے اپنے دِل میں سوچا کہ "یہ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ میں اپنے تمام احباب اور رشتہ داروں کو بھی بافراغت کھلا سکتا تھا۔ کاش میں اُن کو بُلا لیتا۔

میزبان یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اِتنے میں اُس کے سارے رشتہ دار اور دوست گھر میں آموجود ہوئے۔ اور باوجودیکہ گھر کا دالان چھوٹا تھا لیکن اُسی جگہ سب کے لئے گنجایش نکل آئی۔ اور وہ سب کھانے بیٹھ گئے۔ اِن سب کو کھانا کھلا دینے کے بعد بھی بہت کچھ بچ رہا۔

بُدھ اِتنے مہمانوں کو بشاش دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور اُن کے دلوں کو راستی کے بچنوں سے خوش کیا۔ اور پاکیزگی کی برکتوں کا اِس طور پر پرچار کیا کہ "اِس دُنیا میں سب سے بڑی فانی خوشی جس کا کوئی شخص خیال باندھ سکتا ہے شادی کا رشتہ ہے۔ جو دو پریم پُورن (پُر محبت) دلوں کو گرہ لگاتا ہے لیکن ایک خوشی اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور وہ راستی کا پانا ہے۔ موت سوامی اور استری (خاوند اور بیوی) کو جُدا کر دیگی۔ لیکن جس نے راستی کے ساتھ شادی کی ہے۔ اُس پر وہ کچھ بھی اثر نہیں کر سکتی۔ اس لئے راستی کے ساتھ شادی کرو۔ اور اپنے آپ کو سچائی کے ہی پاک عقد میں باندھو۔

"وہ سوامی جو اپنی استری سے پریم کرتا اور یہ چاہتا ہے کہ ان کا رشتہ ابدالآباد تک قایم رہے اُس کو چاہئے کہ اپنی استری (بیوی) کے ساتھ

وفادار رہے۔ تاکہ وہ مجسم راستی بن جائے۔ ایسی صورت میں اُسکی استری اُس پر بھروسہ۔ شردھا اور اُس کی سیوا کریگی +

جو استری اپنے سوامی سے پریم کرتی اور وصال دائمی کی تمنا رکھتی ہے اُس کو چاہئیے کہ اپنے سوامی کے ساتھ وفادار رہے۔ تاکہ وہ مجسم راستی بن جائے۔ اِس صورت میں وہ اُس پر اعتبار اور اُس کی عزت کریگا۔ نیز اُس کی ضروریات کو پورا کریگا +

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُنہیں کی شادی مجسم راحت اور پاکیزگی ہوگی۔ اور اُنکی اولاد مثل اپنے والدین کے ہوگی۔ اور اُنکی خوشی کی شہادت دیگی +

"کسی شخص کو کُنوارا نہیں رہنا چاہئیے۔ ہر شخص کو لازم ہے کہ راستی کو پاک محبت کے ساتھ اپنے عقد میں لائے۔ اور جب مار (موت) تمہارے وجود کی ان ظاہری صورتوں کو جُدا کرنے کے لئے آئیگا۔ تو تم پھر بھی راستی میں زندہ رہوگے۔ اور تم ابدی زندگی (امرجیون) کے حصہ دار بنوگے۔ کیونکہ راستی غیر فانی ہے" +

مہمانوں میں ایسا کوئی بھی نہ تھا کہ جس کی رُوحانی زندگی پر کچھ نہ کچھ اثر نہ ہوا ہو۔ اور کچھ تقویت حاصل نہ کی ہو۔ اور پوترجیون کے مٹھاس کو محسوس نہ کیا ہو۔ اِس لئے اُنہوں نے بُدّھ۔ دھرم اور سنگھ کی شرن لی +

(۱۸) ایک چور کی تلاش میں ایک پارٹی (جماعت)

اپنے شاگردوں کو پہلے ہی روانہ کرکے بُدّھ خود جا بجا پھرتے ہوئے اُرُوبلو گاؤں میں جا پہنچے +

راستے میں وہ درختوں کے ایک جھنڈ کے نیچے سستانے بیٹھ گئے۔ اتفاق سے وہیں تیس دوستوں کی ایک پارٹی ٹھیری ہوئی تھی کہ جو اپنی استریوں کے ساتھ خوشی منا رہے تھے۔ اور ہنسی ٹھٹھا کر رہے تھے۔ اسی جگہ کچھ اسباب چوری ہو گیا +

وہ ساری پارٹی چور کی تلاش کرنے لگی۔ اور بُدھ کو ایک درخت کے نیچے بیٹھے دیکھ کر سب نے پرنام کیا اور پوچھا کہ "مہاراج! مہربانی کر کے فرمائیے کہ کیا آپ نے چور کو ہمارا اسباب لے جاتے دیکھا ہے؟"

بُدھ نے جواب دیا "تمہارے لئے کیا بہتر ہے؟ چور کی تلاش میں جانا یا اپنی؟" یہ سنتے ہی وہ بول اُٹھے "اپنی تلاش میں"۔ بُدھ دیو نے کہا۔ "اچھا تو تم سب بیٹھ جاؤ۔ میں تم کو راستی کے متعلق اپدیش دونگا" +

ساری جماعت بیٹھ گئی۔ اور اُنہوں نے بُدھ کے اُپدیش کو بہت شوق سے سُنا اور راستی کو سمجھ کر اُنہوں نے اس دھرم کی بہت تعریف کی اور بُدھ کی شرن لی +

(۱۹) یم راج کی سلطنت میں

کسی جگہ ایک براہمن رہتا تھا کہ جو مذہبی رسوم کا پابند اور بھاؤک (اپنی محبت میں پُرجوش) شخص تھا۔ لیکن وہ دب گیان (معرفت حقیقی) سے بے بہرہ تھا۔ اُس کا ایک ہوشیار اور ہونہار لڑکا سات برس کی عمر میں ہی ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو کر گزر گیا۔ بدنصیب باپ غم کو ضبط کرسکنے کی تاب نہ لا کر اور اس دُکھ سے بیہوش ہو کر بیٹے کی لاش پر گر پڑا اور وہیں مُردے کی طرح

پڑا رہا +

رشتہ داروں نے آکر بچے کی لاش کو دفنا دیا جب باپ ہوش میں آیا۔ تو وہ ایسا از خود رفتہ تھا کہ پاگلوں کی سی باتیں کرنے لگا۔ اور روتا پیٹتا ہوا اِدھر اُدھر یم راجہ (موت کے بادشاہ) کا مکان پوچھتا پھرا۔ تاکہ اُس کی خدمت میں منت خوشامد کرنے سے اُس کا لڑکا زندہ ہو کر اُس کو واپس مل جائے +

غم زدہ باپ نے براہمنوں کے ایک بڑے مندر میں جا کر پوجن وغیرہ کی خاص رسوم ادا کیں اور سو گیا۔ خواب میں گھومتے گھومتے ایک عمیق پہاڑی درے کے پاس پہنچا۔ جہاں اُسے کئی ایسے شرمن ملے۔ جنہوں نے پرم گیان (حقیقی معرفت) حاصل کیا تھا۔ اُس نے اُن سے کہا کہ "اے دیاوان پُرشو (رحم دل لوگو!) ذرا مجھے اتنا تو بتلا دو کہ یم راج کا دروازہ کہاں ہے؟"

انہوں نے اُس سے پوچھا کہ "بھائی! تم کیوں جاننا چاہتے ہو؟

جب اس نے اپنی دردناک کہانی سُنائی۔ اور یم راج میں جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو اُس کی اگیانتا (نادانی) پر رحم کھا کر شرمنوں نے کہا کہ "یم کے راج میں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ مگر یہاں سے کوئی چار سو میل کے فاصلے پر پچھم کی طرف ایک بڑا شہر ہے جہاں بہت سے اچھے آتما (روحیں) رہتے ہیں۔ اور ہر آٹھویں دِن یم اُس جگہ کا ملاحظہ کرتا ہے۔ وہاں تم اُس سے مل سکتے ہو۔ کہ جو موت کا بادشاہ ہے اور اُس سے بر مانگ سکتے ہو" +

براہمن یہ سُن کر خوش ہوا اور اُس شہر کی طرف چلا۔ اُس شہر کو جیسا کہ شرمنوں نے بتلایا تھا ویسا ہی پایا اور اُس کو موت کے بادشاہ یم کی ہیبت ناک حضوری میں جانے کے لئے اجازت بھی مل گئی +

یم نے براہمن کی درخواست کو سن کر کہا "اب تمہارا بیٹا شرقی باغ میں رہتا اور وہاں کھیلتا پھرتا ہے۔ وہاں جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہو"۔

باپ نے خوش ہو کر کہا کہ "میرے بیٹے نے کوئی بھی نیک کام نہیں کیا۔ پھر وہ بہشت میں کیونکر داخل ہو گیا"۔

یم راجہ نے جواب دیا۔ اُسے یہ سورگی آنند (بہشتی راحت) اچھے کاموں کے صلے میں نصیب نہیں ہوا۔ بلکہ اس لئے کہ جس وقت اس کی موت ہوئی وہ پربھو بدھ پر بشواس (ایمان) رکھتا اور اُن کو پریم کرتا تھا۔

بدھ کہتا ہے "پریمک اور بشواسی دل سکھ دایک سایہ کی طرح منشیہ لوک (فانی دنیا) سے دیولوک (بہشت) تک پھیل جاتا ہے۔ یہ پرجلال اور اعلیٰ بچن (قول) ایک شاہی فرمان پر بمنزلہ بادشاہی مُہر کے ہے"۔

غرض باپ خوشی خوشی وہاں پہنچا۔ اور اس نے اپنے پیارے بچے کو دوسرے بچوں کے ساتھ کہ جن سب کی شکلیں سورگی جیون (بہشتی زندگی) کی پاک برکتوں کی شانتی سے بدلی ہوئی تھیں کھیلتے دیکھا۔ اور وہ روتے اور آنسو بہاتے ہوئے دوڑ کر اپنے لڑکے کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا۔ "بیٹا! کیا تم کو یاد نہیں کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ میں نے پیار سے تم کو پالا پوسا اور بیماری میں تمہاری خدمت کی؟ آؤ میرے ساتھ زندوں کے دیس کو واپس چلو"۔ لیکن بیٹے نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے کے لئے کشمکش کرتے ہوئے اپنے باپ کو باپ بیٹے کے انوکھے الفاظ استعمال کرنے کے لئے جھڑکا اور کہا "میں اپنی موجودہ حالت میں ان الفاظ سے

واقف نہیں ہوں۔ کیونکہ میں خودی کے دھوکے سے آزاد ہوں"۔
یہ سُن کر براہمن واپس چلا آیا۔ اور جب وہ خواب سے بیدار ہوا۔ تو اُسے بُدھ دیو کا خیال آیا اور اُس نے اُن کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اور اپنے دل میں ٹھان لی۔ کہ میں اپنا سارا غم اُن کے سامنے ظاہر کر کے اُن سے شانتی حاصل کرونگا۔
جیت بن میں پہنچ کر براہمن نے اپنے خواب کی ساری کیفیت کہ کس طرح سے اس کے بیٹے نے اُس کو پہچاننے اور اس کے ساتھ گھر واپس آنے سے انکار کیا۔ کہہ سنائی۔
بُدھ نے یہ سنکر جواب دیا کہ "تم سچ مچ خودی کے دھوکے اور اگیانتا (روحانی تاریکی) میں پڑے ہوئے ہو۔ کیونکہ جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کا جسم۔ مثل اس مہمان کے جو گھر سے رخصت ہوتے وقت اُس گھر کے تعلقات کو زمانہ گزشتہ کی بات کی طرح وہیں چھوڑ جاتا ہے۔ عناصر میں خلط ملط ہو جاتا ہے لیکن اُس کا آتما (روح) نہیں مرتا بلکہ ایک اعلےٰ زندگی پاتا ہے کہ جس میں تمام رشتوں مثلاً باپ بیٹے۔ استری اور ماں وغیرہ کی اصطلاحیں ختم ہو جاتی ہیں۔
لوگ زیادہ تر اُس چیز سے واسطہ رکھتے ہیں کہ جو گزر جانیوالی ہے لیکن زندگی کا آخری وقت چلتے ہوئے سیلاب کی مانند بہت جلد آپہنچتا اور تمام فانی چیزوں کو ایک لحظہ میں بہا لے جاتا ہے۔ اور وہ لوگ اُس اندھے کی مانند ہیں جو جلتے ہوئے چراغ کو دیکھنے کے لئے بیٹھا ہو۔
دانا دُنیوی رشتوں کی بے ثباتی کو سمجھ کر دُکھ کے سبب کو دُور کرتے اور

رنج اور شوک کے اُبلتے ہوئے بھنور سے بچ جاتے ہیں +

دِبّ گیان اِنسان کو اِس دُنیا کے سکھ اور دُکھ سے اوپر لے جاتا اور ابدی شانتی (اطمینانِ قلب) عطا کرتا ہے +

یہ اُپدیش سُن کر براہمن نے اُس سُورگی گیان حاصل کرنے کیلئے کہ جس کے ذریعے سے ہی دُکھیا دل کو شانتی مل سکتی ہے مُدّھ سے بھکشوؤں کی جماعت میں داخل ہونے کی اجازت چاہی +

(۲۰) رائی کا دانہ

کِسی جگہ ایک امیر رہتا تھا۔ اس نے معلوم کیا کہ اسکی اشرفیاں اچانک راکھ بن گئیں۔ اِس گھٹنا (واقعہ) سے اُسکو ایسا صدمہ پہنچا کہ وہ اپنے بستر سے لگ گیا اور کھانا پینا سب چھوڑ دیا۔ ایک دوست اُس کی بیماری کا حال سُنکر اُس سے مِلنے کیلئے آیا۔ اور اُس کے رنج کا سبب سُنکر کہا کہ "تم نے اپنی دولت کا اچھا استعمال نہ کیا۔ کیونکہ جب تم نے اس کو جوڑ جوڑ کر رکھا تو اُس میں اور راکھ میں کیا فرق رہا۔ اب میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ بازار میں چٹائیاں بچھا کر اُن پر اس راکھ کا ڈھیر لگا دو اور اُسے بیچنا شروع کرو"+

امیر آدمی نے ویسا ہی کیا۔ جب لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ "تو راکھ کیوں بیچتا ہے؟" تو اُس نے کہا "میں راکھ نہیں بیچتا۔ بلکہ اپنا مال بیچتا ہوں"+ تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکی کرشنا گوتمی جو ایک یتیمہ اور بہت غریب تھی۔ وہاں سے گزری۔ اور اُس امیر کو بازار میں دیکھ کر بولی "مہاراج! آپ سونے اور چاندی کو بازار میں اس طرح ڈھیر لگا کر کیوں بیچتے ہیں؟" امیر

نے جواب دیا کہ "تم مہربانی کر کے یہ سونا اور چاندی مجھے اُٹھا دو"۔ کرشنا گوتمی نے راکھ میں سے ایک مٹھی بھر کر اٹھائی اور وہ راکھ کا ڈھیر سونا بن گیا۔

امیر نے۔ یہ خیال کر کے کہ کرشنا گوتمی روحانی گیان کے دِبّ چکھشو رکھتی اور چیزوں کی اصل حقیقت کو دیکھتی ہے۔ کہا۔ کہ اکثر لوگوں کے نزدیک سونا راکھ سے بہتر نہیں ہے۔ لیکن کرشنا گوتمی میں یہ خوبی ہے کہ اُسکے ہاتھوں سے اگر راکھ چھو جائے تو خالص سونا بن جاتا ہے۔ اُس نے اپنے بیٹے کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔

کرشنا گوتمی کے ہاں ایک ہی بیٹا پیدا ہوا اور وہ مر گیا۔ غم مادری سے وہ اپنے مردہ بچے کو تمام پڑوسیوں کے پاس لے گئی اور اُن سے دوائی مانگی۔ لوگوں نے کہا "کرشنا گوتمی! تو دیوانی ہو گئی ہے۔ یہ لڑکا تو مر چکا ہے"۔

آخرش کرشنا گوتمی ایک شخص سے ملی۔ اور اُس نے اُس کی درخواست کا یہ جواب دیا کہ "میں خود تو تیرے بچے کے لئے دوائی نہیں دے سکتا۔ لیکن میں ایک ایسے حکیم کو جانتا ہوں کہ جو دوا دے سکتا ہے"۔

لڑکی نے کہا "براہ مہربانی بتلائیے کہ وہ کون شخص ہے"؟ اُس نے جواب دیا کہ "شاکیہ منی بدھ کے پاس چلی جا"۔

کرشنا گوتمی بدھ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہا "اے مہاراج! اے پربھو! مجھ کو وہ دوائی دیجئے کہ جس سے میرا لڑکا پھر جی اُٹھے"۔

بدھ نے جواب دیا کہ "مجھے ایک مٹھی بھر رائی کے دانے لا دے"۔

جب لڑکی نے خوشی میں آ کر رائی لا دینے کا وعدہ کیا۔ تو بدھ نے کہا۔ "مگر شرط یہ ہے کہ رائی ایسے گھر کی ہو کہ جس گھر میں کوئی بچہ۔ سوامی۔ ماں باپ

یا دوست نہ مرا ہو۔"

بیچاری کرِشنا گوتمی گھر گھر سرگرداں پھری۔ لوگوں نے اس پر ترس کھایا۔ اور کہا "ہمارے ہاں رائی ہے لے جا" لیکن جب اُس نے پوچھا کہ "تمہارے پریوار میں کوئی بیٹا۔ بیٹی۔ ماں باپ تو نہیں مرا" اُنہوں نے جواب دیا کہ۔ "افسوس! جینے والے بہت تھوڑے۔ اور مرے ہوئے بہت ہیں۔ ہم کو ہمارے نہایت گہرے غم یاد نہ دلاؤ" غرضیکہ اُس کو کوئی ایسا گھر نہ ملا۔ کہ جس میں کسی پیارے کی موت نہ ہوئی ہو۔ اب کرِشنا گوتمی پھرتے پھرتے بہت تھک گئی۔ اور نا اُمید ہو کر راستے کے کنارے پر بیٹھی ہوئی شہر کے چراغوں کی طرف دیکھنے لگی۔ جو ٹمٹماتے اور پھر بجھ جاتے تھے۔ آخرش سب جگہ رات کا اندھیرا چھا گیا۔ اور اُس نے اس حالت میں آدمیوں کی زندگی پر غور کر کے معلوم کیا کہ اُن کی زندگیاں بھی چراغوں کی طرح ٹمٹماتی اور بجھ جاتی ہیں۔

پھر اُس کو اپنی نسبت خیال آیا۔ کہ میں خودی کے بس ہو کر اوروں کے رنج کا خیال نہ کر کے اپنے بیٹے کے دُکھ سے کس قدر دُکھی ہوں۔ گو موت سب کے لئے یکساں ہے۔ مگر اِس بربادی کی وادی میں ایک راستہ ہے کہ جو اُس شخص کو جس نے اپنی تمام خودغرضی (سوارتھ) کو ترک کر دیا ہے۔ ابدی زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔

اپنے بچے کے موہ کی خودغرضی کو دُور کر کے کرِشنا گوتمی نے اُسکی لاش کو جنگل میں دفنا دیا۔ اور بُدھ کے پاس واپس آ کر اُس کی شرن لی۔ اور وہ دھرم حاصل کر کے کہ جو ہمارے لئے مثل ایک مرہم کے ہے۔ جسکے لگانے سے سمارے تکلیف زدہ اور دُکھیا دلوں کے درد کو آرام حاصل ہوتا ہے۔

شانتی حاصل کی +

بُدھ نے فرمایا کہ (۱) اس دُنیا میں فانی انسانوں کی زندگیاں ۔ دُکھیا۔ چند روزہ تکلیفات سے گھری ہوئی ہیں۔ کیونکہ کوئی ایسا ذریعہ نہیں ۔ جس سے وہ لوگ جو پیدا ہوئے ہیں ۔ موت کے ہاتھ سے بچ سکیں۔ بڑھاپے کے بعد موت ہے اور تمام جانداروں کی یہی پرکرتی (خاصیت) ہے +

(۲) جیسے پکے ہوئے پھلوں کے جلد گر جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح جب انسان پیدا ہوتے ہیں ۔ تو وہ ہمیشہ موت کے خطرے میں رہتے ہیں +

(۳) جیسے مٹی کے تمام برتنوں کا کہ جن کو کمہار بناتا ہے ۔ ایک نہ ایک دن ٹوٹنا انجام ہے ۔ ویسے ہی آدمیوں کی زندگی کا حال ہے +

(۴) کم سن ہو ۔ یا بالغ ۔ مورکھ (نادان) ہو یا گیانی (دانا) سب ہی تو موت کے قبضے میں اور اُس کے زیر اثر ہیں +

(۵) جن کو موت آدباتی ہے اور جو جان سے گزر جاتے ہیں ۔ اُن میں سے باپ بیٹے کو یا دیگر رشتہ دار اپنے رشتہ داروں کو نہیں بچا سکتے +

(۶) خویش و اقربا کے دیکھتے دیکھتے اور زار زار بلاپ کرتے ہوئے موت انسانوں میں سے ایک ایک کو ویسے ہی لے جا رہی ہے کہ جیسے ایک بیل کو ذبح کرنے کے لئے لے جاتے ہیں +

(۷) دُنیا اِس طرح پر موت اور ضعیفی کی وجہ سے تکلیف پا رہی ہے ۔ مگر دانا لوگ غم نہیں کرتے ۔ کیونکہ وہ دُنیا کے حالات سے واقف ہیں +

(۸) لوگ ایک امر کے جس طرح پر واقع ہونے کا خیال باندھتے ہیں ۔ بسا اوقات اُس کے بالکل برخلاف ہوتا ہے کہ جس سے انکو بہت بڑی

نا اُمیدی ہوتی ہے - دنیا کا بھی ایسا ہی حال ہے +

(۹) رونے اور رنج کرنے سے کسی کے دل کو شانتی نہیں مل سکتی۔ بلکہ ایسا کرنے سے اور بھی زیادہ دُکھ بڑھ جاتا ہے۔ اور بیماری سے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ کر جسمانی تکلیف بھی زیادہ ہو جاتی ہے - مگر کسی کے بلاپ کرنے سے مرے ہوئے زندہ نہیں ہو سکتے +

(۱۰) لوگ گزرتے چلے جاتے ہیں۔ اور موت کے بعد اُن کا انجام اُنکے کرموں کے موافق ہوتا ہے - خواہ کوئی شخص سو سال یا اس سے زیادہ بھی جیتا رہے مگر آخرش اُس کو اپنے رشتہ داروں سے جُدا ہونا اور اِس فانی دُنیا کی زندگی کو چھوڑنا ہی پڑیگا +

(۱۱) جو شانتی کا خواستگار ہے - اُس کو چاہئے کہ بلاپ۔ شکایت اور غم کے تیر کو نکال پھینکے +

(۱۲) وہ جس نے یہ تیر نکال پھینکا ہے - اور جو شانت ہو گیا ہے - وہ دلی شانتی حاصل کریگا۔ اور جو دُکھ پر غالب آگیا ہے۔ وہ غم سے آزاد ہو جائیگا اور اسی کی زندگی مبارک ہوگی +

(۲۱) دریا پر چل کر گرُو کے پیچھے جانا

شراوستی کے جنوب میں ایک بڑا دریا تھا - جو بہت گہرا اور چوڑا تھا - اور جس کے کناروں پر پانسو گھروں کا ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا۔ اُس کے باشندوں نے اب تک مکتی کا شُبھ سماچار (نجات کی خوشخبری) نہ سُنا تھا۔ اور وہ دُنیا پرستی اور خود غرضی کے کاموں میں ڈوبے ہوئے تھے +

لوگوں کی مکتی کا خیال کر کے بدّھ نے (جن کی عزت ساری دُنیا کرتی ہے) اُس گاؤں میں جانے اور وہاں کے لوگوں کو اُپدیش دینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ دریا کے کنارے پر آئے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور لوگ اُن کے سروپ کا تیج (چہرہ کا جلال) دیکھ کر شردھا کے ساتھ اُن کے پاس گئے اور جب بدّھ نے اُن کو اُپدیش دینا شروع کیا۔ تو انہوں نے اُن پر یقین نہ کیا*

جب بدّھ شراوستی سے چلے گئے تھے تو ساری پُتر کے دل میں پربھو (بدّھ) سے ملنے اور اُن کا اُپدیش سننے کے لئے اشتیاق ہوا۔ دریا پر پہنچ کر جہاں کہ پانی گہرا اور بہاؤ زوردار تھا۔ اپنے دل میں کہا کہ "یہ ندی مجھ کو نہ روک سکیگی۔ میں جاؤنگا اور اُن کے درشن کرونگا" وہ دریا کے اُوپر سے چلا۔ اور پربھو کے پاس آیا اور اُن کو پرنام کیا۔ گاؤں کے لوگ ساری پُتر کو دیکھکر بہت حیران ہوئے اور تعجب کرنے لگے کہ نہ تو دریا پر پل تھا اور نہ کوئی کشتی تھی اس لئے اُس نے کس طرح عبور کیا اور وہ اُس کی سطح پر بغیر ڈوبنے کے کس طرح چل سکا*

ساری پُتر نے جواب دیا "جب تک میں نے بدّھ کی آواز نہ سُنی تھی۔ تب تک میں جہالت میں ڈوبا ہوا تھا۔ چونکہ میرا دل مکتی کے دھرم کو سننے کے لئے بہت بیقرار تھا اس لئے میں نے دریا کو عبور کیا۔ اور موجیں مارتے ہوئے پانی پر چلتا ہوا یہاں تک آ پہنچا۔ کیونکہ میں بشواس (اعتقاد) رکھتا تھا۔ صرف ایک بشواس ہی نے مجھے ایسا کرنے کے قابل بنا دیا اور اب میں یہاں آکر اپنے آقا کے سہباس (صحبت) کے آنند (راحت) کو بھوگ رہا ہوں"*

اِس پر بُدّھ نے کہا۔" ساری پُتر تُو نے بہت ٹھیک کہا ہے۔ تیرے جیسا بشواس (اعتقاد) ہی اکیلا دُنیا کو جُون (تناسخ) کے خوفناک سمندر میں گرنے سے بچا سکتا ہے اور اِس قابل بنا سکتا ہے کہ آدمی اُس پر سے خشک گُزر کر دوسرے کنارے پر پہنچ جائے اور نہ بھیگے۔" بُدّھ نے گاؤں والوں کو اس بارے میں بہت تاکید کی۔ کہ دُکھ پر فتح حاصل کرنے کے لئے لگاتار دھاوا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور دُنیا پرستی کے دریا کو عبور کرنے اور موت سے مُکتی (نجات) حاصل کرنے کے لئے تمام بیڑیوں کو توڑ پھینکنا چاہئے۔

تتھاگت کے اُپدیش کو سُنکر گاؤں والوں کے دِل خوشی سے بھر گئے۔ بُدّھ کے اصولوں پر یقین لا کر پانچوں قواعد جو گرہستیوں (دنیا داروں) کے لئے ضروری ہیں۔ گرہن (قبول) کئے۔ اور اُنکے نام کی شرن (پناہ) لی۔

(۲۲) بیمار بھکھشو

ایک بوڑھے بھکھشو کو۔ کہ جو بڑا سخت مزاج آدمی تھا۔ ایک ایسی غلیظ بیماری ہو گئی کہ جس کو دیکھنے سے نفرت اور جس کی بُو سے قے آنے لگتی۔ یہاں تک کہ کوئی اُس کے پاس نہ جا سکتا اور نہ اِس تکلیف میں اُس کی مدد کر سکتا تھا۔ اتفاق سے بُدّھ اُس بہار میں چلے آئے۔ جہاں وہ بیکس اور بے چارہ شخص پڑا ہوا تھا۔ اُس کی ایسی حالت سُن کر انہوں نے پانی گرم کرنے کے لئے حکم دیا۔ اور خود اُس بیمار کے کمرہ میں گئے۔ تاکہ مریض کے

زخموں کو خود اپنے ہاتھوں سے دھوئیں اور اپنے شاگردوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا:۔
"تتھاگت اِس دُنیا میں اس لئے آیا ہے کہ غریبوں کی مدد۔ لاوارثوں کی دستگیری۔ اور جو جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ اُن کی سیوا اور ٹہل کرے۔ خواہ وہ اُس کے دھرم کے پیرو ہوں یا نہ ہوں۔ اور اس لئے آیا ہے کہ اندھوں کو آنکھیں دے اور اگیانیوں کے دلوں کو روشن کرے۔ یتیموں اور بوڑھوں کے حقوق کی حفاظت کرے اور اپنے اِس عمل سے دوسروں کے لئے مثال قایم کر دے۔ یہی اُس کے کام کی تکمیل ہے۔ جس طرح سے دریا جو اپنے آپ کو سمندر میں گُم کر کے اپنی منزل مقصود حاصل کرتے ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی اپنے اوپر دُکھ لے کر اپنی زندگی کی منزل مقصود حاصل کرتا ہے +

بُدھ جب تک وہاں رہے۔ روز مرّہ اُس بھکشو کی سیوا اور ٹہل کرتے رہے۔ اُس شہر کا حاکم بُدھ کی خدمت میں شردھا ظاہر کرنے کے لئے آیا۔ اور اُس خدمت کا حال سُنکر جو پربھُو نے بیمار بھکشو کی۔ اُن سے اُس مریض بھکشو کے پچھلے جنم کا حال دریافت کیا۔ تو بُدھ نے فرمایا:۔
"زمانہ گزشتہ میں ایک ظالم راجہ تھا۔ اُس سے جہاں تک بن پڑتا اپنی رعایا سے زبردستی روپیہ چھین لیتا۔ اُس نے اپنے افسروں میں سے ایک کو حکم دیا۔ کہ ایک مشہور شخص کو تازیانے (کوڑے) لگائے۔ افسر نے اُس تکلیف کا جو وہ اوروں کو دیتا تھا کبھی کچھ خیال نہ کیا۔ اور حکم کی تعمیل کی۔ لیکن بادشاہ کے قہر کے شکار (مظلوم) نے رحم کی درخواست کی۔ تو اُس افسر کو ترس

آیا - اور اُس نے کوڑے آہستہ آہستہ لگائے۔ وہ راجہ تو دیودت کی صورت میں پیدا ہوا تھا - جس کو اُس کے پیرووں نے چھوڑ دیا تھا - کیونکہ وہ سخت قواعد کی پیروی کرنے اور اُس کی سختی کو برداشت کرنے پر رضامند نہ تھے - اور بعد ازاں وہ نہایت ذلیل ہو کر اَنوتاپ کرکے مرا - اور وہ افسر یہ مریض بِھکھشو ہے - جو اپنے دیگر بھائی بِھکھشوؤں کو بہار میں ناراض کرنے اور دُکھ دینے کی وجہ سے اِس تکلیف کی حالت میں بے یار و مددگار پڑا ہے - اور وہ بڑا آدمی جس نے رحم کے لئے التجا کی بودھی ستو تھا - جس نے اب تتھاگت کی صورت میں جنم لیا ہے - اب میرا یہ فرض ہے کہ میں اِس مصیبت زدہ شخص کی مدد کروں کیونکہ اس نے مجھ پر رحم کیا تھا" +

اِتنا کہہ کر بُدّھ نے ان الفاظ کو دوبارہ کہا" وہ شخص جو بھلے مانسوں کو دُکھ دیتا ہے اور بیگناہوں پر جھوٹے الزام لگاتا ہے - دس بڑے عذابوں میں سے ایک کو ضرور وراثتاً پائیگا - لیکن وہ شخص جو صبر اور شکر کے ساتھ تکلیف کو برداشت کرتا ہے - پوتر جیون حاصل کریگا اور دوسروں کے دُکھ کو دُور کرنے کے لئے ایک عمدہ اور چیدہ ذریعہ ہوگا +

بیمار بِھکھشو نے یہ الفاظ سُن کر بُدّھ کی طرف مُنہ کیا اور اپنی بدمزاجی کا اقرار کرکے اَنوتاپ کیا اور پوِتر دِل ہو کر پربھو کو پرنام کیا +

(۲۳) جِیہجا شاسن (زبان کو قابو میں رکھنا)

پرم گیان حاصل کرنے سے پہلے راہُول کا چلن نہایت ناپاک اور اُسکی زندگی بہت بدڈھنگی اور بے قاعدہ تھی - جھوٹ بولنے میں اُسکو کچھ دریغ نہ

ہوتا تھا۔ بُدّھ نے اُس کو مُون (خاموشی) برت اختیار کرا کر چنتا (غور و فکر) کرنے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنے کا حکم دیا۔ اور اُس کو گھنٹا بہار میں کہ جو کچھ فاصلے پر تھا بھیج دیا۔ راہُول نے وہاں جا کر نہایت شرم اور انوتاپ کے ساتھ تین مہینے گزارے۔ اُس کے بعد بُدّھ اُس کے پاس گئے جن کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ ایک دن بُدّھ نے راہول کو ایک برتن میں پانی لانے اور پاؤں دُھلانے کے لئے حکم دیا۔ جس کی اُس نے تعمیل کی۔ جب راہُول نے اُن کے پاؤں دُھلوا دئے۔ بُدّھ نے اُس سے پوچھا "کیا یہ پانی پینے کے لائق ہے؟" لڑکے نے جواب دیا "نہیں مہاراج! یہ پانی میلا ہو گیا ہے"۔ یہ سُن کر بُدّھ نے کہا "اب تم اپنی نسبت سوچو کہ اگرچہ تم میرے بیٹے اور راجہ کے پوتے اور وہ شرمن ہو کہ جس نے اپنی مرضی سے سب کچھ چھوڑ دیا ہے لیکن اس پر بھی تم اپنی زبان کو جھوٹ بولنے سے نہیں بچا سکتے اور اس طرح سے اپنی روح کو اپوتر (ناپاک) کرتے ہو"۔

جب اُس برتن سے پانی پھینک دیا گیا۔ تو پھر بُدّھ نے اُس سے پُوچھا "کیا یہ برتن پینے کا پانی رکھنے کے لائق ہے؟" راہُول نے جواب دیا۔ نہیں پربھو! نہیں! یہ برتن بھی اپوتر (ناپاک) ہو گیا ہے"۔

اس پر بُدّھ نے کہا "اب تم اپنی نسبت سوچو۔ اگرچہ تم بھگویں کپڑے پہنتے ہو۔ لیکن کیا تم کسی اعلےٰ کام کے لائق ہو۔ جب تم مثل اس برتن کے اپوتر ہو گئے ہو۔ اس کے بعد بُدّھ نے اُس خالی برتن کو اُٹھا لیا اور گھُما کر پُوچھا "کیا تم کو ڈر نہیں لگتا کہ یہ برتن زمین پر گر جائے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں؟" راہُول نے جواب دیا "نہیں پربھو! نہیں! یہ برتن

بہت سستے داموں کا ہے۔ اگر ٹوٹ بھی جائے۔ تو کچھ زیادہ نقصان نہ ہوگا۔" اِس پر بدّھ نے کہا۔ "اب تم اپنے متعلق سوچو۔ کہ تم آواگون کے بیشمار چکروں میں گھوم رہے ہو۔ اور یہ تمہارا جسم اُسی چیز سے بنا ہے۔ جس سے اور مادی چیزیں بنی ہیں کہ جو ایک دن مٹی میں مل جائینگی۔ پس اگر تمہارا جسم برباد بھی ہو جائے۔ تو اس سے کچھ بھی نقصان نہیں۔ مگر جو شخص جھوٹ بولنے کا خوگر ہے۔ اُس کو دانا لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔" یہ سُن کر راہول بہت شرمندہ ہوا۔ بدّھ پھر اس کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا "سنو میں تم کو ایک کہانی سُناتا ہوں"+

ایک جگہ ایک راجہ رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک بہت بڑا طاقتور ہاتھی تھا۔ جو اکیلا پانسو ہاتھیوں کا مقابلہ کرسکتا تھا۔ جب لڑائی پر جانے کا موقع آیا۔ اُس کے دانتوں پر تیز تلواریں۔ کندھوں پر کھرپے۔ پیروں پر برچھیاں اور دُم پر لوہے کا ایک گولا باندھ دیا گیا۔ جب فیلبان نے ہاتھی کو اس طرح سجا ہوا دیکھا۔ تو بہت خوش ہوا۔ اور یہ سمجھکر کہ سونڈ میں تیر کا ایک خفیف سا زخم لگنا بھی بہت مُہلک ثابت ہوگا۔ اُس نے ہاتھی کو سکھلا دیا تھا کہ وہ لڑائی کے وقت اپنی سونڈ کو باہر نہ نکالے اور پچھے کی مانند لپیٹ کر رکھے۔ لیکن ہاتھی نے مست ہوکر لڑائی کے وقت سونڈ تلوار پکڑنے کے لئے آگے بڑھائی۔ ہاتھی بان ڈرا۔ اور راجا سے مشورہ کیا۔ آخرش دونوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ہاتھی لڑائی کے وقت کام میں لانے کے لائق نہیں+

اے راہول! اگر لوگ صرف اپنی زبان کو قابو میں رکھتے۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ تم مثل اُس جنگی ہاتھی کے بنو۔ جو اپنی سونڈ کو اُس تیر لگنے سے

بچاتا ہے کہ جو اُس کے بیچ میں لگتا ہے۔ سچ کے لئے دل میں پیار رہنے سے سرل آتما بہت سے پاپوں سے بچ جاتا ہے۔ جو شخص پاکیزگی کی عزت کرتا ہے۔ وہ مثل اُس سدھے ہوئے اور اصیل ہاتھی کے کہ جو راجہ کو اپنی سونڈ پر چڑھنے دیتا ہے۔ تمام عمر وفا میں سچا رہتا ہے"۔

راہول یہ سُن کر اپنے دل میں بہت دُکھی اور پشیمان ہوا۔ اور پھر اُس نے شکایت کا کوئی موقع نہیں دیا۔ اور لگاتار دلی کوشش سے اپنے جیون (زندگی) کو پوتر (پاک) بنالیا۔

(۲۴) کُنال

راجہ اشوک کا ایک لڑکا تھا جس کا نام کُنال تھا۔ اُس کی آنکھیں ایسی خوبصورت تھیں کہ جو دیکھتا وہی فریفتہ ہو جاتا۔ چھوٹی عمر میں ہی ایک لڑکی سے جس کا نام کانچن تھا اُسکی شادی ہوگئی۔ اور اُدھر راجہ اشوک کی ایک خوبصورت رانی کُنال سے محبت کرنے لگی۔ اور اُس نے اس نوجوان کو گمراہ کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ لیکن بڑے سے بڑے پرلوبھن میں پڑ کر بھی کُنال نے اپنی استری کانچن کے ساتھ بیوفائی نہ کی اور اُس نے رانی سے کہا کہ "تم راجا کی رانی ہو اور میری ماں کے برابر ہو۔ میری طرف تم دوسری نگاہ سے مت دیکھو۔

یہ سُن کر اُس عورت کی ساری محبت عداوت سے بدل گئی اور انتقام کا شعلہ اُس کے تمام جسم کو جلانے لگا۔ اور اُس وقت سے اُس نے کُنال کے نیست و نابود کرنے کا مضبوط عہد کرلیا۔ اور اس موقع کی

تلاش میں رہنے لگی ۔

اس کے کچھ دنوں بعد ہی راجہ بیمار ہوگیا۔ اور اُس نے بار سلطنت کمار کے سر پر رکھنا چاہا۔ اب رانی نے سوچا۔ اگر کمار راجہ ہوگیا۔ تو میرا کچھ ٹھکانا نہیں رہیگا۔ میں اس کو ہرگز راجہ نہ ہونے دونگی۔ اُس نے ایک شخص کو بُلوایا جو راجہ جیسی بیماری میں مبتلا تھا۔ اور اُس کو زہر کھلایا۔ اور جب وہ مرگیا۔ تو اُس کے پیٹ کا امتحان کرنے سے معلوم ہوا کہ اُس میں ایک بہت بڑا کیڑا تھا۔ اورک اور کالی مرچ دے کر دیکھا گیا۔ تو وہ کیڑا نہ مرا۔ لیکن پیاز کے عرق سے مرگیا۔ پھر رانی راجہ کے پاس گئی اور اُن سے کہا۔ کہ میں آپ کی بیماری دُور کردونگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کو مجھے ایک بر دینا ہوگا۔ راجہ اس بات پر رضامند ہوگیا۔ اور پیاز کا عرق پینے سے راجہ کو بہت جلد آرام ہوگیا۔ اب رانی نے یہ بر مانگا کہ "میں سات دن راج کرونگی" ۔

رانی نے راج پاتے ہی بیچارے کُنال کو جلا وطنی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ وہ ایک دور دراز ملک میں جلا وطن کیا گیا۔ اُس کی استری کانچن بھی اُس کے ساتھ ہولی۔ رانی نے اُس ملک کے راجہ کے اہلکاروں کے نام راجہ کا دستخطی فرمان بھجوادیا کہ کُنال کی دونوں آنکھیں نکال ڈالی جائیں۔ پہلے تو اس ظالمانہ اور گناہ آلودہ کام کرنے کے لیئے کوئی بھی آمادہ نہ ہوا۔ مگر آخرش ایک نہایت بیرحم اور ظالم جلّاد کے ذریعہ سے یہ کام انجام پایا ۔

جب اُس بیرحم نے سنڈاسی سے اُس کی دونوں آنکھیں ایک ایک کر کے نکال پھینکیں۔ تو اس دردناک نظارہ کو دیکھکر لوگوں کے کلیجے

پھٹ گئے اور چاروں طرف ہائے ہائے کا شور مچ گیا۔ لیکن راج کمار نے اُف تک نہ کی اور نہ زبان سے آہ نکالی۔ بلکہ دونوں آنکھیں ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگا کہ "اگر میری چہیتی کی یہ آنکھیں جاتی رہیں۔ تو مجھے اس بات کا مطلق افسوس نہیں بلکہ الٹی راحت ہے۔ کیونکہ ان کی عوض مجھے دِب چکھشو (روحانی آنکھیں) مل گئیں۔ اگرچہ راجا نے مجھے جلاوطن کر دیا ہے۔ لیکن میرا راجا دھرم ہے۔ جو میرا ساتھ کسی حالت میں بھی نہ چھوڑیگا۔" جب اُس نے یہ سُنا کہ اُس کی ساری مصیبت کی بانی رانی ہے۔ تو کہا کہ "مہارانی نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی۔ اُس کا بھی بھلا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میری بیرونی آنکھیں جاتی رہیں۔ لیکن ان آنکھوں کی محرومی سے مجھے جس تحمل۔ رحم اور چھما (معافی) کی تعلیم ملی ہے۔ اُس فائدہ کے مقابل میں یہ نقصان کچھ بھی نہیں"۔

کُنال بین بہت اچھی بجاتا تھا اور اسی کے ذریعے سے کسی نہ کسی طرح اپنا گزارہ کرتا تھا۔ بہت عرصہ تک دیس بدیس گھومتا ہوا وہ ایک دفعہ پاٹلی پتر (پٹنہ) شہر میں پہنچا اور اُس کا گزر راجہ کے محل کے نیچے بھی ہوا۔ دربان نے اُس کو ایک بھکھاری سمجھکر وہاں سے نکال دیا۔ لیکن راجہ نے بین کی آواز سُن کر اپنے بیٹے کو پہچان لیا۔ اور خوشی کے ساتھ اپنے پاس بُلا لیا۔ جب راجا کو مفصل حال معلوم ہوا۔ تو مارے غصہ کے جل بھُن گیا۔ اور رانی کو جلا دینے کا حکم دیا۔ مگر چونکہ کُنال کی رُوحانی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ اُس نے راجہ کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت عجز و انکساری سے کہا "مہاراج! ایسا ہرگز نہ کیجئے۔ اِستری ہتیا

(عورت کا خون کرنا) مہاں پاپ (گناہ کبیرہ) ہے۔ تتھاگت (بدھ) کی نصیحت ہے "چھما ہی سب سے افضل دھرم ہے۔ چھما سے بڑھ کر اور کوئی خوبی نہیں"۔ جس نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔ میں اُس کو دل کے ساتھ معاف کرتا ہوں۔ وہ مجھ کو سکھ دے۔ یا دُکھ۔ میرے نزدیک دونوں یکساں ہیں۔ ماتا کے لئے میرے دل میں ویسی ہی محبت اور عزت ہے۔ جیسی پہلے تھی۔ مجھے اندھا ہونے کا کچھ افسوس اور رنج نہیں۔ رانی نے جو میری آنکھیں نکلوا دی ہیں۔ اس سے اُلٹا اُنہوں نے میرے ساتھ ایک نہایت ہمدردی اور غمگساری کا کام کیا ہے۔ کیونکہ اسی وجہ سے میرے آتما میں دھرم چکھشو (روحانی آنکھیں) پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے اس کی جان نہ لیجئے۔ جس نے مجھے اننت جیون (لاانتہا زندگی) دیا ہے +

بودھ دھرم میں ایسے پریم کے سلوک کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں +

(۲۵) کاشیپ کی ماں

کاشیپ کی ماں راج گرہ کے ایک مشہور دولتمند مہاجن کی بیٹی تھی بچپن سے ہی اُس کے دل میں دھرم کے لئے بہت پیار اور لگاؤ تھا۔ دنیوی چیزوں کی ناپائداری اور اسارتا محسوس کرنے کی وجہ سے دنیا کے کاموں میں اُس کا دل نہ لگتا تھا۔ اُس نے ایک دن اپنی ماں سے کہا کہ "ماں! گرہ دھرم (کنبے داری) کی زندگی پالن کرنے کے لئے

میری اچھا (خواہش) نہیں ہے۔ بُودھ دھرم کو اختیار کر کے نزبان پد حاصل کرنے کے لئے میرا دل بیاکُل (بیقرار) ہوا ہے۔ تم مجھ کو اجازت دو تاکہ میں سنیاسن بن جاؤں"+

یہ سُن کر ماں نے کہا کہ " اے میری جان سے زیادہ پیاری لڑکی! تُو اِس گھر میں اکلوتی بیٹی ہے۔ تو سنیاس کیوں لیتی ہے؟ ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا"+

اس لڑکی کی شادی ہوگئی۔ شادی کے بعد وہ اپنے سوامی کے گھر چلی گئی۔ اور وہاں جا کر دھرم کی زندگی بسر کرنے لگی۔ اس کو حمل بھی ٹھہر گیا۔ لیکن اس بات کا اُس کو کچھ علم نہ ہوا+

ایک دن شہر میں اُتسب تھا اور تمام مردوں اور عورتوں نے اُس تقریب میں اپنے آپ کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا۔ لیکن وہ حسب معمول روزمرہ کے کپڑے پہن کر اِدھر اُدھر پھرتی رہی۔ یہ دیکھ کر سوامی نے دریافت کیا " اے میری پیاری! سبھی نے آج اُتسب کے کپڑے پہنے ہیں تم کیوں معمولی ہی کپڑے پہنے ہوئے ہو"+

استری نے جواب دیا " سوامن! اس فانی جسم کو آراستہ کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ یہ تو دُکھ اور شوک (رنج) کا کارن (باعث) اور بیماری کا گھر ہے۔ اس کے اندر بھی اپوترتا (ناپاکی) اور بہر ونی طور پر بھی موت اس کا انجام اور شمسان اس کے آخری آرام کی جگہ ہے۔ کیا اس جسم کو آراستہ کرنا اور ایک سمادھی کے استھان کو خوبصورت حروف سے سجانا ایک ہی بات نہیں ہے؟"

یہ سُن کر سوامی نے کہا کہ "اے پیاری! اگر تم جسم کو پاپ کا گھر خیال کرتی ہو۔ تو کیوں نہیں سنیاسن ہو جاتی؟" اُس نے جواب دیا "سوامی! اگر آپ اجازت دیں تو میں آج ہی سنیاس برت اختیار کر لوں"۔

گنوان (دانا) سوامی نے اپنی استری کو اُن سنیاسیوں کی جماعت میں داخل کر دیا جو دیودت کی پیرو تھیں۔ کچھ دنوں کے بعد نئی سنیاسن کی حالت کو دیکھ کر سب نے کہا "تم گربھ وتی (حاملہ) معلوم ہوتی ہو۔ کیا بات ہے؟" اُس نے کہا۔ مجھے اِس کا کچھ علم نہیں۔ مگر میں باقاعدہ طور سے برت پالن کرتی ہوں"۔

یہ سُن کر سنیاسنیاں اُس کو دیودت کے پاس لے گئیں۔ اور کہا کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں آیا گرہ آشرم کے وقت یا سنیاسن ہونے کی حالت میں یہ عورت گربھ وتی (حاملہ) ہوئی ہے۔ آپ حکم دیں کہ اب ہم اِس کے بارے میں کیا کریں"۔

دیودت نے یہ سوچ کر کہ اگر لوگ سُن پائیں کہ میرے ہاں رہنے کی حالت میں ایک سنیاسن حاملہ ہوئی ہے۔ تو لوگ میری بہت بُرائی کرینگے اور میری بےعزتی کی کچھ حد نہ رہیگی۔ حکم دیا کہ اس عورت کو اسی وقت سنگھ سے باہر نکال دو۔ نئی سنیاسن نے روتے ہوئے کہا "بہت تکلف اور محنت کے بعد مجھے اپنی دلی خواہش کے موافق دھرم سادھن کرنے کیلئے موقع ملا تھا۔ تم مجھ کو اس سے محروم مت کرو۔ بلکہ جیت بن بہار میں مجھ کو بدھ کے پاس پہنچا دو۔ میری بابت وہ جو فیصلہ کرینگے۔ مجھے بسر و چشم منظور ہوگا۔ کیونکہ دیودت بدھ نہیں ہے اور نہ میں نے اُسکے پاس سے دھرم گرہن کیا

کیا ہے"۔ یہ سُن کر سنیاسنیاں اُس کو لے کر جیت بن میں گئیں ٭

بُدھ نے تمام حال سُنکر کہا کہ "اِس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عورت گرہ آشرم کے وقت حاملہ ہوئی ہے۔ لیکن مبادا لوگ بعدازاں یہ کہیں کہ جسکو دیودت نے بھرشٹ سمجھ کر نکال دیا تھا۔ گوتم نے اُس کو قبول کرلیا ہے اِس بات کو صاف کرنے کے لئے یہ بہتر ہے کہ اِس عورت کے بارے میں راجہ اور راج منتریوں کے سامنے فیصلہ ہو"٭

اگلے دن کوشل راج کے راجہ پرسن جیت اور مساۃ وشاکھا وغیرہ کے اکٹھا ہونے پر بُدھ نے اُپالی کو اِس عورت کے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے حکم دیا۔ اُپالی نے وِشاکھا کو راجہ کے سامنے بلا کر کہا "جاؤ تم تحقیقات کرو اور معلوم کرکے آؤ کہ جس دن اِس عورت نے سنیاس برت لیا تھا اُس سے پہلے اِس کو حمل ہوا ہے یا پیچھے"۔ وشاکھا نے پوشیدہ طور پر تمام حال معلوم کرکے سب آدمیوں کے سامنے کہا۔ گرہ آشرم میں رہتے وقت اِس عورت کو گربھ (حمل) ہوا ہے۔ اس جلسہ کے تمام لوگوں نے اس عورت کے بے قصور ہونے کا فیصلہ دیا۔ اِسی گربھ سے کاشیپ کا جنم ہوا٭

ایک دن راجہ نے اِس لڑکے کے رونے کی آواز سُن کر کہا۔ اولاد کے پالنے کی وجہ سے سنیاسن کو دھرم پالن کرنے میں بہت روک ہوتی ہوگی اس واسطے اس لڑکے کو لے آؤ۔ اور میں راج پریوار میں اسکی پرورش کرونگا۔ وقت آنے پر کاشیپ سنیاسی ہوگئے اور بعدازاں بہت بڑے تقریر کرنے والے ہوئے۔ جس کے سبب سے اُن کی بہت شہرت ہوگئی ٭

(۲۶) رحم کی اعلےٰ مثال

جب گوتم شاکیہ منی راج پاٹ چھوڑ کر دھرم سادھن کے لئے اُرو بلو جنگل سے آگے بڑھے تو راستہ میں اُن کو ایک گڈریا ملا۔ جو اپنی بھیڑوں کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت ایک طرف کو لئے جا رہا تھا۔ جب اُن کی نگاہ ان جانوروں پر پڑی۔ تو اُنہوں نے اُن میں ایک چھوٹے سے بھیڑ کے بچے کو دیکھا۔ جس کے کچھ چوٹ آئی تھی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھی طرح نہیں چل سکتا تھا۔ چونکہ شاکیہ مُنی تمام جانداروں کو ایسا پیار کرتے تھے جیسا کہ ماں اپنے بچے کو۔ پس جس طرح ماں بیماری اور تکلیف کے وقت اپنے بچے کو گود میں لے کر اس پر پریم کا ہاتھ پھیرتی اور اُس کا مُنہ چومتی ہے۔ اُسی طرح اُنہوں نے پریم سے اُس کو اپنی گود میں اُٹھا لیا۔ اور اُس بھیڑوں کے گلے کے ساتھ ساتھ ہو لئے۔ اور راستہ میں اُس گڈرئے سے پُوچھا کہ "اور لوگ تو اپنی بھیڑوں کو شام کے وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ تم اپنی بھیڑوں کو ٹھیک دوپہر کے وقت اس قدر تیز دھوپ میں کیوں لئے جا رہے ہو"؟ گڈرئے نے جواب دیا کہ "راجا نے آج شام کو دیوتاؤں کے لئے بلی دان دینا چاہا ہے۔ اس واسطے اِن کو اس وقت لے جا رہا ہوں کہ راجا کو ان کی ضرورت ہوگی"۔ یہ سُن کر گوتم کا نرم دل دیا اور پریم سے پگھل گیا۔ اور اُنہوں نے پریم پُورن دل کے ساتھ گڈرئے سے کہا کہ "ان بے گناہ جانوروں کو ناحق کیوں مارتے ہو؟ چلو میں تمہارے ساتھ چلکر راجا سے کہونگا کہ ان کے عوض میں وہ میری جان لے لے اور اِن بیزبانوں کو چھوڑ دے"۔

چنانچہ بھیڑ کے بچے کو گود میں اُٹھائے ہوئے وہ گڈریئے کے ساتھ ساتھ راجا کی طرف چلے اور اُس شہر میں جہاں جگ ہو رہا تھا ایسے وقت پہنچے جب سُورج غروب ہو رہا تھا۔ ہر طرف لطافت اور سکوت کا عالم تھا۔

جب دربان نے شاکیہ مُنی کو اپنی گود میں ایک بھیڑ کے بچے کو اُٹھائے ہوئے دیکھا۔ تو وہ سب اُن کے لئے راستہ چھوڑ دینے کو ایک طرف ہٹ گئے۔ کیونکہ انہوں نے ایسا پاک اور پُر جلال چہرہ پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس بات کی شہرت سُنکر تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر اُن کے درشن کیلئے آئے لیکن گوتم کو خبر بھی نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ اپنے خیالات میں مستغرق تھے اور اُن کا دل اِن لوگوں کی حالت سے نہایت بیزار اور دُکھیا تھا اور اُن کو یہ سب لوگ مثل ایک ایسے بھیڑوں کے گلّے کے معلوم ہوتے تھے۔ جس کا کوئی گڈریا نہ ہو۔

راجا مندر کے پاس کھڑا تھا۔ اُسکے پہلو میں پروہت سفید لباس پہنے ہوئے موجود تھے۔ بیدی کے پاس ایک بکرا بندھا ہوا تھا اور ایک پروہت اُسکو بلی دان چڑھانے کے لئے اُس پر جُھکا ہوا تھا۔ اور دیوتاؤں کے سامنے اُس کے قبول کرنے اور راجا کے پاپ اُس بکرے کے سر پر تھوپ دینے کے لئے پرارتھنا کر رہا تھا تاکہ اُس کے خون سے راجا کے پاپ دھوئے جاویں۔ جُوں ہی وہ بکرے پر چھُری چلانے کے لئے تیار ہوا۔ گوتم جیسا نیک دل شخص جو آئندہ بُدھ کا خطاب پانے والا تھا۔ آگے بڑھا۔ اور بہت نرمی اور پریم سے بکرے کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر راجا سے کہا کہ "اپنے پروہت کو حکم دے کہ بکرے کی جان نہ لے"۔ یہ کہہ کر خود بکرے کے پاؤں سے وہ رسیاں

کھول ڈالیں۔ جن سے وہ بندھا ہوا تھا۔ تمام لوگ چپ چاپ کھڑے رہے اور کسی کو بھی اُن کے روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کیونکہ ان کے دل میں پریم کا جذبہ اس قدر زبردست تھا کہ اُن کی شکل دیکھتے ہی لوگوں کے دلوں پر رُعب چھا گیا۔ اس وقت گوتم نرم اور دردانگیز الفاظ میں اُن کی طرف یوں مخاطب ہوئے "جب تم کسی میں جان نہیں ڈال سکتے۔ تو کسی کی جان لینے کا قصد بھی نہ کرو۔ جان ہر ایک کو بہت پیاری چیز ہے۔ اپنی دیا کے بل ہاری! دیکھو کسی کو نہ مارو۔ تم دیوتاؤں سے یہ پرارتھنا کرتے ہو۔ کہ وہ تم پر رحم کریں۔ لیکن ہائے! ذرا اتنا تو خیال کرو کہ تم جانوروں پر کیا رحم کرتے ہو کہ اُس کے بدلے میں دیوتا تم پر رحم کریں۔ جیسے تم دیوتاؤں سے رحم کے طالب ہو۔ ویسے ہی جانور تم سے رحم کے خواہاں ہیں۔ پھر اتنا اور سوچو کہ تم سے دیوتاؤں کو کوئی نفع نہیں۔ جس کے بدلے میں وہ تم پر احسان کریں۔ حالانکہ جانوروں سے تم ہزاروں طرح کا فائدہ اٹھاتے ہو۔ اُن کا دودھ پیتے ہو۔ اُن کی اُون لیتے ہو۔ اُن کے احسان کے معاوضہ میں کیا تم کو اُن کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیئے کہ اُن کو مار ڈالو! جبکہ یہ بے زبان ہم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ تو کیا یہ سخت گناہ نہیں کہ تم اُن کو ذبح کر ڈالو۔ علاوہ ازیں یہ کب ممکن ہے کہ تم اُن کے خون کے ذریعے اپنے دلوں کو گناہ سے پاک کر سکو۔ اور نہ خود دیوتا ہی جو نیک و پاک ہیں۔ چاہتے ہیں کہ تم جانوروں کو مار کر اور اُن پر خون چڑھا کے اُن کی مہربانی اور خوشنودی حاصل کرو۔ جب تم گناہ کرتے ہو۔ تو اسکی سزا تم کو ہی ضرور بالضرور بھوگنی پڑیگی۔ اِس واسطے اگر تم سُکھ اور آرام سے

زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ تو یہ ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور دیا کے ساتھ برتو۔ اور اچھے کام کرو۔ اوہ! یہ دنیا کیسی خوبصورت اور آرام کی جگہ بن جائے۔ اگر تمام جاندار آپس میں شانتی اور آرام کے ساتھ رہیں اور ایک دوسرے کو پیار کریں۔ جبکہ کھیتوں میں ہماری تمہاری خوراک کے لئے پھل۔ اناج۔ سبزی وغیرہ کافی مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ تو پھر ذرا تم ہی انصاف کرو کہ غریب اور بے آزار جانوروں کا مار ڈالنا کہاں تک قرین انصاف ہے" جب وہ یہ کہہ رہے تھے۔ تو ان کا دل پریم اور رحم سے اس قدر پُر تھا کہ تمام حاضرین کے دل اُن کے اس پاک اور دردانگیز کلام سے ہل گئے۔ پروہتوں کو بھی ایسی شرم آئی۔ کہ انہوں نے اپنے خون آلودہ ہاتھوں کو چادروں کے نیچے چھپا لیا۔

راجہ خود گوتم کے پاس آئے اور اُن کی نہایت شردھا اور بھگتی کے ساتھ تعظیم کی۔ پروہتوں نے بیدی کی آگ کو بجھا دیا اور اُس چھری کو بھی جس سے وہ بلی دان کے لئے بھیڑ بکریاں ذبح کیا کرتے تھے۔ اُٹھا کر پھینک دیا۔

اگلے روز راجا نے اپنے تمام راج میں حکم دے دیا کہ آیندہ کوئی شخص بلی دان دینے یا کھانے کے لئے جانور نہ مارنے پائے۔ یہانتک کہ گوشت بھی نہ چکھے۔ بلکہ اناج اور پھلوں کو اپنی خوراک بنائے۔ اُسوقت سے اُس ملک میں شانتی کی بادشاہت قائم ہوگئی اور انسان اور حیوان سب ہی بہ آرام و اطمینان زندگی بسر کرنے لگے اور کسی کو بھی ایکدوسرے کا ڈر نہ رہا۔

(۲۷) جانوروں کی قربانی

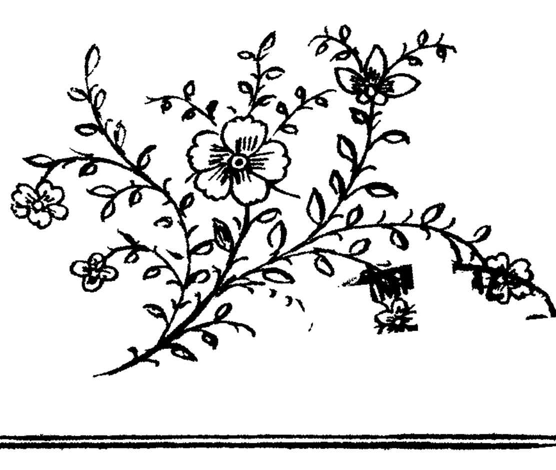
بُدھ کے زمانے میں دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے بہت جانور مارے جاتے تھے۔ ایک دن سنیاسیوں نے بُدھ سے دریافت کیا کہ "مہاراج! کیا اُس شخص کی خوراک کے لئے کہ جو مر گیا ہے۔ اِس طور پر جانوروں کے مارنے سے کچھ فائدہ پہنچتا ہے"؟

بُدھ نے کہا "ایسا بُرا کام کرکے اپنے آپ کو کبھی پاپی (گنہگار) نہیں بنانا چاہئے۔ زندہ جانوروں کے مار ڈالنے سے کبھی بھی کسی کا بھلا نہیں ہوتا۔ بھارت ورش میں پہلے یہ بیرحمی کی رسم مروّج نہ تھی۔ یہ اب نئی جاری ہوگئی ہے" یہ کہ کر اُنھوں نے ایک کہانی سُنائی +

جب برمھ دت کاشی کا راجہ تھا۔ اُس وقت ایک تری بیدی (تین بید جاننے والے) براہمن نے ایک بکرا خریدا اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ اس بکرے کو دریا میں اشنان کراکے اور پھولوں کی مالا سے سجا کر لے آؤ۔ بکرا یہ خیال کرکے کہ آج میرے پچھلے بُرے کاموں کا پراسچت (کفارہ) ہوگا اور میں تمام دکھوں سے رہائی پاؤنگا۔ اپنے دل میں بہت خوش ہوا۔ لیکن پھر یہ سوچ کر کہ اِس براہمن کو جیو ہتیا کرکے میرا عذاب اپنے سر پر لینا پڑیگا۔ زار زار رونے لگا۔ اُس براہمن کے شاگردوں نے بکرے سے پہلے خوشی منانے اور پھر رونے کا سبب دریافت کیا۔ بکرے نے براہمن کے پاس جاکر کہا "میں پچھلے جنم میں ویدگیہ (ویدوں کا جاننے والا) براہمن تھا۔ لیکن پتروں کے منگل کے لئے میں نے ایک بکرا

مارا تھا۔ اُسی اپرادھ (قصور) میں مجھے چار سو ننانوے جنم لینے پڑے ہیں۔ اور ہر ایک جنم میں میرا سر کاٹا گیا ہے۔ چونکہ اس دفعہ سر کاٹے جانے سے میں رہائی پا جاؤنگا۔ اِس واسطے تو مجھے بہت خوشی ہے۔ لیکن چونکہ میری جان لینے سے تم کو میری طرح عذاب بھُگتنا پڑیگا۔ اِس واسطے مجھے بہت رنج ہوتا ہے"۔

براہمن یہ سُنکر بہت ڈرا۔ اور بکرے کو چھوڑ دیا۔ لیکن جیسے ہی بکرا ایک پہاڑ کے پاس سے گزرا ایک پتھر گرا۔ اور اُس کا سر پاش پاش ہوگیا۔ تب درخت کے ادھشٹاتری دیوتا نے سب لوگوں کے سامنے کہا کہ "اگر لوگوں کو یہ علم ہوتا کہ جانوروں کے مارنے سے یہ دُرگت ہوتی ہے تو کوئی بھی اُن کی جان نہ لیتا۔ جو کوئی جانوروں کو مارتا ہے اُس کو دُکھ بھوگنا پڑتا ہے"۔



سوانح عمری مہاتما بُدھ دیوجی کے باقی تین حِصّے

جو صاحبان مہاتما بُدھ دیوجی کی زندگی اور بودھ مذہب کے حالات سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ سوانح عمری بُدھ دیوجی مؤلفہ شردھے **پرکاش دیوجی** ضرور مطالعہ کریں * ملنے کا پتہ :- منیجر براھمو دھرم پرچار آفس لاہور *

ایک مستند اُردو دان فاضل کی رائے

جب میں نے اول بار ڈاکٹر پال کیرس کی انگریزی زبان میں تصنیف کی ہوئی "دی گوسپل آف بُدھ" یعنی بُدھ کی مقدس کتاب کو پڑھا تو مجھے ازحد شوق ہوا کہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں کرکے شائع کیا جائے تاکہ صرف اردو جاننے والے لوگ بُدھ جیسے مہاتما کی پوتر زندگی کے حالات اور ان کے اُپدیش پڑھ کر فیضیاب ہوں - لیکن بڑی خوشی کی بات ہے کہ پرم پوجنے شردھے پرکاش دیوجی مہاراج پرچارک براھمو دھرم نے رفاہ عام کیلئے اور عام لوگوں کے دلوں میں دھارمک اور پوتر جیون کے خیالات پیدا کرنے کی غرض سے ایک کتاب موسومہ "بُدھ دیو کی سوانح عمری اور بُدھ دھرم کا بیان" بنگالی اور انگریزی کتابوں سے انتخاب کرکے تصنیف کی ہے اس کے چار حصے ہیں - پہلے حصہ میں پیدائش سے سادھنا اور سِدھی تک کے حالات درج ہیں - دوسرے حصہ میں دھرم پرچار - آخری وقت اور بدھ دھرم کے حالات درج ہیں - تیسرے حصہ میں بدھ کی اخلاقی تعلیم اور بودھ تمثیلیں اور کہانیاں درج ہیں - چوتھے حصہ میں بودھ سنگھ - بودھ دھرم شاستر عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں مشابہت - بودھ مذہب کا اصلی صورت پر قائم نہ رہنا اور مختلف صورتیں قبول کرنا - بودھ دھرم کا عروج و زوال - تے بیچ بُت درج ہیں - یہ چار حصے چھپکر تیار ہیں اور انکی قیمتیں ۸ / ۸ / ۸ / ۸ ہیں + ان حصوں کی خوبی پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے - بدھ دیوجی مہاراج کی سوانح عمری نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کی گئی ہے - اردو عبارت شستہ سلیس اور بامحاورہ ہے ہرایک حصے میں اخلاقی تعلیم کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور ہرایک حصہ کے شروع میں جو دیباچہ مصنف نے لکھا ہے وہ اُس حصہ کا لب لباب اور پڑھنے کے لائق ہے جو شخص صدق دل سے ان حصوں کا مطالعہ کریگا یقین ہے کہ انکی زندگی سُدھر جائیگی اور گمراہی سے راستی اور نیکی کی طرف مائل ہوگی * میری رائے میں ایسی عمدہ عمدہ کتابوں کا ذخیرہ ہرایک شخص کے پاس ہونا چاہئے

۔۔۔ اگست ۱۹۰۳ء منشی مول ایم - اے گورنمنٹ پنشنر لاہور

[illegible] ۱۹۱۱ء [illegible]

نوٹس

شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براھمو دھرم کی ترجمہ و تصنیف کی ہوئی کتابیں مع زبان قیمت و پتہ ذیل میں درج ہیں :-

اُردو کتب

سوانح عمری بدھ دیوجی	
" حصۂ اول	۴ر
" حصہ دوم	۸ر
" حصہ سوم	۴ر
" حصہ چہارم	۱۰ر
سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانیٔ اسلام	۵ر
خود نوشت سوانح عمری مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی ...	۱۲ر
گیان اور دھرم کی ترقی (علم اور مذہب کی ترقی)	۴ر
مہا پرشوں کی بانی ...	۳ر
روحانی روشنی	۶ر
گرہ دھرم (فرائض خانہ داری)	۶ر
بھرت ملاپ (جس میں سری رام چندر جی اور بھرت جی کا ملاپ دلچسپ پیرائے میں بیان کیا گیا)	۴ر

ہندی

گرہ دھرم	۶ر
استری چرتر	۱۲ر
بھرت ملاپ ...	۴ر
مہرشی نارد جی کا جیون چرتر	۱ر
نیتی کتھا	۶ر
گرہ کتھا	۳ر
سنگت مالا	۱۲ر

ملنے کا پتہ :- شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براھمو دھرم لاہور

بدھ دیو جی کی سوانح عمری

(اور)

بودھ دھم کا بیان

چوتھا حصہ

پرکاش دیو

بدھ دیو جی کی سوانح عمری

اور

بودھ دھرم کا بیان

چوتھا حصہ

جس میں

بودھ سنگھ۔ بودھ دھرم شاستر۔ عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں
مشابہت۔ بودھ مذہب کا اصلی صورت پر قائم نہ رہنا اور مختلف صورتوں میں
قبول کرنا۔ بودھ دھرم کا عروج و زوال ۔ تے ہیجّیہ سُتّ درج ہیں

مؤلفہ
شردھے پرکاش دیو جی پرچارک برامھ دھرم

براھمھ سمت ۸۲ —— ✻ —— اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

مطبوعہ نولکشور گیس پرنٹنگ ورکس لاہور

دفعہ اول (۱۰۰۰ جلد) قیمت دس آنہ (۱۰/)

ضروری التماس

میری عین خواہش تھی کہ یہ کتاب سنہ ۱۹۱۰ء میں ہی چھپکر منظور نظر ناظرین ہوتی چنانچہ اُسوقت اس کا دیباچہ تیار ہوکر چھپ بھی گیا تھا لیکن مجھے نہایت افسوس ہے کہ مختلف ناموافق حالات کیوجہ سے سال گزشتہ میں یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا - اب ایشور کی کرپا سے یہ کتاب مکمل ہوکر ہدیہ ناظرین ہوتی ہے امید ہے کہ شایقین اسکے مطالعہ سے مستفیض ہونگے ۔

لاہور
اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

پرکاش دیو

فہرست مضامین

دیباچہ

اس کتاب کا پہلا حصہ جس میں بُدھ دیوجی کی پیدایش سے لیکر سادھنا اور سِدھی تک کے حالات چھ ابواب میں درج ہیں پہلی مرتبہ بماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء اور دوسری مرتبہ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء اور دوسرا حصہ جس میں دھرم پرچار آخری وقت اور بودھ دھرم تین ابواب ہیں پہلی مرتبہ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۲ء اور دوسری مرتبہ مئی سنہ ۱۹۰۵ء - اور تیسرا حصہ جس میں مضامین متعلقہ بودھ اخلاق - بودھ کہانیاں اور تمثیلیں درج ہیں بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء ہدیہ ناظرین ہوا تھا جس کا دیباچہ لکھتے وقت میں نے عرض کی تھی کہ اگر راقم کی صحت اور حالات زندگی نے اجازت دی تو چوتھا حصہ بھی جس میں بودھ سنگھ اور سماج کی ساخت و قواعد۔ (۲) بودھ مذہب کی کتب مقدسہ و پالی زبان (۳) عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں مشابہت (۴) بودھ دھرم کا اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہ کر مختلف صورتیں اختیار کرنا (۵) تے بیجیہ سُت (تِرِی بِدیا سوتر) (۶) بودھ دھرم کا عروج و زوال مضامین درج ہونگے جلد شایع کیا جائیگا اور تب یہ کتاب بُدھ دیوجی کی سوانح عمری اور اقوال و مذہب پر حاوی ہوکر بالکل مکمل ہوجائے گی +

لیکن مجھے نہایت افسوس ہے کہ میری صحت اور دیگر حالات زندگی نے مجھے اجازت نہ دی کہ یہ کتاب حسب وعدہ جلد ہدیہ ناظرین کرسکتا۔ خاص کر پچھلے تین سالوں سے میری صحت اس قدر خراب رہی کہ ذیابطیس کے بڑھ جانے کی وجہ سے کاربنکلوں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور پچھلے سال تو خاصکر پانچ چھ مہینہ کے عرصہ میں یکے بعد دیگرے پانچ کاربنکل نمودار ہوئے اور اُن میں ایک اس قدر مہلک تھا کہ میری زندگی کی کچھ امید نہ رہی تھی لیکن پرماتما کو یہ منظور تھا کہ اس ناچیز زندگی کے ذریعہ کچھ اور عرصہ تک میرے ہموطنوں کی کچھ روحانی خدمت ہوسکے اسی واسطے یہ وجود جس کے لئے میں اُنکا شکرگزار ہوں قائم رہا اگرچہ میں جس صورت سے اس کتاب کو پبلک میں پیش کرنا چاہتا تھا اتنا تو مجھ سے نہیں ہوسکا لیکن اس خیال سے کہ موجودہ حالت مرض میں میری صحت اور زندگی کا کم اعتبار ہے اب زیادہ دیر کرنا مناسب نہیں یہ چوتھا حصہ ہدیہ ناظرین ہوتا ہے اگر اس کتاب کے مطالعہ سے میرے ہموطن بودھ دھرم کے عقاید وغیرہ کے متعلق صحیح علم اور واقفیت حاصل کرسکیں تو میں اپنی محنت اور کوشش کو سپھل سمجھونگا چونکہ اب یہ کتاب مکمل ہوتی ہے اس واسطے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بودھ دھرم کی ایشور (خدا) پرلوک (عاقبت) اور روح وغیرہ کے متعلق کیا تعلیم ہے اور براہمہ دھرم اور ویدانت کے ساتھ اُس کا کیا تعلق ہے اس امر پر پوری روشنی ڈالی جائے۔

بودھ دھرم میں سب سے مقدم سادھن کو خیال کیا گیا ہے۔ اور اسی پر سب سے زیادہ زور بھی دیا گیا ہے۔ اِس میں بھجن کیرتن وغیرہ

کا کوئی طریق نہیں۔ بودھ دھرم کی تعلیم یہ ہے۔ کہ آتم پربھاؤ یعنی اپنی طاقت اور کوشش کے ذریعہ اپنے حواسوں پر تصرف حاصل کرکے اپنے دِل سے دویش (عداوت)۔ ہنسا (حسد) کام (شہوت)۔ کرودھ (غصہ)۔ لوبھ (لالچ)۔ موہ (گرویدگی) کو دور کرکے مکتی (نجات) حاصل کرو۔ تب تم سِدّھی حاصل کر سکو گے۔

اپنی تدبیر اور کوشش ہی ہماری مُکتی کا ایک ذریعہ ہے۔ ہماری مکتی ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ اپنی کوشش سے ہی اس نہایت خوفناک بھوساگر سے پار ہونا ہوگا۔ بدھ دیوجی کے بسترِ مرگ کے آخری الفاظ اُن کی اس غیر معمولی بہادری۔ استقلال۔ حوصلے اور آتم نربھر کا پورا پورا ثبوت دیتے ہیں۔ اُنہوں نے اس نازک وقت میں اپنے پیارے شاگرد آنند کو مخاطب کرکے کہا۔ بھائی آنند! میری زندگی کے اسّی برس پورے ہوئے۔ اب میرا یہ سفر ختم ہوا۔ اب میں یہاں سے رخصت ہوتا ہوں۔ دیکھو۔ میں آتم نربھر کے ذریعہ بخوبی اور دِلی اطمینان کے ساتھ جا رہا ہوں۔ تم کو چاہئے کہ تم مضبوط عہد کرو۔ تم بھی اپنے اوپر بھروسہ کرنا سیکھو تم اپنے چراغ آپ بنو۔ اور خود ہی اپنی پشت و پناہ ہو۔ راستی کا آسرا لو۔ اپنے علاوہ کسی دوسرے پر بھروسہ نہ کرو۔ تم یہ دیکھ کر افسردہ اور رنجیدہ نہ ہو کہ میں اب یہاں سے ہمیشہ کے واسطے رخصت ہوتا ہوں۔ میں اپنی زندگی کو "دھرم اور سنگھ" میں باقی چھوڑ چلا ہوں۔ اور وہ میری زندگی ابدی اور لازوال ہے۔ تم اُسی دھرم کی دل و جان سے پیروی کرو۔ اس دنیا کے دُکھ۔ رنج اور غم و تکالیف سے آزاد کرنے کے لئے میں ایک

دانا حکیم کی طرح تمہارے لئے دوائی لایا ہوں۔ تم اس کا استعمال کرو۔ میری اس نصیحت کو یاد رکھو۔ کہ جس کی پیدائش ہے۔ اس کی موت بھی ہے اور جس کی ترقی ہے اس کا تنزل بھی ہے۔ اس دنیا کی تمام چیزیں فانی اور ناپائدار ہیں۔ اس اصول کو سمجھ کر نہایت ہوشیاری اور کوشش کے ساتھ اپنی مکتی کے لئے آپ کوشش کرو۔ اس طور پر اپنی طاقت کے سہارے میرے بتلائے ہوئے پاک اور سیدھے راستے پر چلو۔ یقیناً تمہارا بھلا ہوگا۔ اور تم دکھ اور رنج سے علیحدہ رہکر بے حد شانتی اور نربان پد کی لازوال دولت اور پاک برکتیں حاصل کرو گے"۔

دھرم کا کوئی ایسا طریق جو انسانی فطرت کے برخلاف۔ اور انسانی سوسائٹی کی ترقی میں سد راہ ہو کبھی نہ کبھی وقت پاکر ضرور ہی نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ بغیر کسی لگاؤ یا تعلق کے انسانی سوسائٹی قائم نہیں رہ سکتی۔ ایسا دھرم جس میں ایشور کے یقین کی تعلیم نہ ہو۔ زیادہ عرصہ تک نہیں ٹھیر سکتا۔ انسان اپنے سے اعلےٰ دیوشکتی (الہٰی طاقت) پر بھروسہ کئے بغیر دھرم کے راستہ پر چلنے کے بالکل ناقابل ہے۔ ہم کو ایک ایسا گیان مئے (علیم کل)۔ منگل مئے (بھلائی کل) پُرش (ذات) چاہئے۔ جو ہماری پوجا (پرستش)۔ ارچنا قبول کرنے کے لئے ہمیشہ تیار ہو۔ ہم کو ایک ایسا راجا چاہئے جو ہمیں اس دنیا کی تمام تکلیفوں۔ مصیبتوں۔ مشکلات اور دقتوں سے بچانے کی طاقت رکھتا ہو۔ ہم کو ایک ایسا رفیق ایسا محب چاہئے۔ جس سے اپنے دل کا دکھ سکھ ظاہر کر کے اس دنیا میں نیک مشورہ اور عاقبت میں نیک انجام حاصل کرسکیں۔ اس میں کچھ شک

نہیں کہ روحانی دنیا میں آتم پُرُبھاؤ - یعنی اپنی کوشش اور تدبیر کی بہت بڑی ضرورت ہے - لیکن دیو پرساد (فضل خدا) کے بغیر دھرم کی جڑ ہی خشک ہو جاتی ہے - یہی وجہ ہے کہ زمانہ کے ساتھ ساتھ نرِیشور بودھ دھرم اپنی اصلی حالت کو قائم نہ رکھ سکا - اور بگڑتا بگڑتا کچھ کا کچھ بن گیا - اور اِس کا اپنی جنم بھومی بھارت ورش سے جلا وطن ہونے کا ایک باعث یہ بھی ہے - بودھ لوگ خواہ ایشور کی ہستی کے یقین کو چھوڑ کر اعلےٰ درجہ کے اخلاق کا طریق دریافت اور معلوم کیوں نہ کریں - لیکن دیکھا جاتا ہے کہ اکثر جگہوں میں بودھ لوگوں میں سخت درجہ کی بُت پرستی نے جگہ حاصل کی ہے جو بُدھ دیو جی ایشور کا نام اور ذکر تک زبان پر لانا نہیں چاہتے تھے - اُسی بُدھ دیو جی کے پیرو اور سادھک اُسی کو بجائے ایشور کے مان کر اُس کی ارادھنا اور پوجا کرنے لگے - پرتی ما پوجا - بُدھ وغیرہ کی ہڈیوں - دانتوں وغیرہ کی ارچنا - طرح طرح کی جاترا - مہا اُتسو وغیرہ کا رواج اُن میں برابر پایا جاتا ہے - فاہیان سن عیسوی کی پانچویں صدی کے شروع میں بُدھ کی بہت سی مورتیاں دیکھ گیا تھا - صرف شاکیہ بُدھ کی ہی نہیں بلکہ ایک ایک دیوالے میں دیگر بُدھ دیوتاؤں کی مورتیاں موجود تھیں - اور اُن کی ارچنا ہوتی تھی - ایک طرف تو دیکھا جاتا ہے کہ بودھ لوگ ایشور اور اُس کی کرپا پر یقین نہیں رکھتے - لیکن دوسری طرف اگر خیال کیا جائے تو یہی لوگ انسان پرستی اور بُت پرستی کے آدی گورو یعنی سب سے پہلے پھیلانے والے ہیں - جوں ہی بُدھ دیو جی اِس دنیا سے رخصت ہوئے - اُس کے تھوڑے عرصہ بعد ہی

ہندوستان کی ایک حد سے دوسری حد تک سینکڑوں مقامات میں سینکڑوں دیوی اور دیوتاؤں کی پتھر کی مورتیاں نصب ہوگئیں اِس کا ثبوت شری کھیتر (جگناتھ) الورا۔ اجنٹا۔ کھنڈگری وغیرہ مقامات ہیں۔ بُدھ گیا میں تارا دیوی اور باگیشوری دیوی۔ بیشالی میں دھیانی بُدھ۔ اَمی تابھ اور بودھی ست۔ اَولوکی تیشور۔ نالند بہار میں اَولوکی تیشور۔ تارا۔ تری شرا۔ بجر براہی۔ باگیشوری وغیرہ کی مورتیاں پائی جاتی ہیں بہت سی جگہ بہت سے بودھ دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں اور مندراب بھی دیکھے جاتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ دیو پرشاد کے یقین کو چھوڑ کر آتم پربھاؤ (اپنی کوشش) کے اصول پر زیادہ زور دینے کا عمل بھی اِس دھرم میں پایا جاتا ہے۔ ایشور کی دیا (رحمت) پر یقین نہ ہونے کی وجہ سے دھرم سادھن (مذہبی طریقوں) میں بے قاعدگی اور بے ترتیبی پیدا ہونے لگی۔ اور رفتہ رفتہ وہ دھرم سادھن خودروی کی شکل میں تبدیل ہوگیا۔ خودروی اور بے اعتدالی کے ذریعہ بناوٹی سِدھی حاصل کرنے کے طریق کا نام ہی تنتر شاستر ہے۔ زمانہ پاکر بودھ دھرم میں نہایت خوفناک۔ مکروہ اور گناہ آلودہ تانترک کریا کانڈ داخل ہوگیا۔ ہندو عقیدہ کے ماننے والے سِدھ جوگی جیسے انیما۔ لگھیما۔ بیاپتی وغیرہ آٹھ قسم کی سِدھی حاصل کرسکتے ہیں۔ ویسے ہی بودھ لوگوں کا بھی یقین ہے کہ اس فرقہ کے سِدھ لوگ بھی غیر معمولی طاقت حاصل کرکے نہایت عجیب و غریب معجزے اور کام کرسکتے ہیں۔ مثلاً ہوا میں اُڑنا۔ پانی کے اوپر سے آمدورفت کرنا۔ پہاڑوں اور سمندروں کو جنبش دینا۔ پہاڑ اور زمین کی تہ میں دیکھنا۔ ارادہ کی طاقت

سے ہوا پیدا کرنا۔آگ برسانا۔گم شدہ اور پوشیدہ چیزوں کا پتہ لگانا وغیرہ وغیرہ۔

اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ بودھ شاستر یعنی فلسفہ کا بنیادی اصول اور اُس کا اصل اصول کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ "کرم پھل" ہی اس فلسفہ کا بنیادی پتھر ہے۔بعض بعض درشن تت (عقاید) ہندو اور بودھ دھرم میں مشترکہ ہیں۔یہ تت بھی اُنہی مشترکہ تتوں میں سے ایک تت ہے۔ ہندو دھرم کی بھی یہی تعلیم ہے۔کہ بھلے اور بُرے کرموں کے مطابق انسان کا انجام ہوتا ہے اور اُس کو ویسی ہی سزا اور جزا ملتی ہے۔اس میں بودھ دھرم کی کچھ خصوصیت نہیں۔کوئی راجہ پیدا ہوتا ہے اور کوئی رعیت کوئی دولتمند اور کوئی غریب۔کوئی آرام اور کوئی سُکھ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔اور کوئی بلا وجہ دُکھ کے ساتھ دن کاٹتا ہے اور طرح طرح کی سختیاں اور ظلم برداشت کر رہا ہے اس غیر مساوات کا باعث کیا ہے؟ ان کے خیال کے مطابق تمام دُکھ۔رنج۔گناہ۔بے انصافی۔ظلم وغیرہ کے باعث کا حل "کرم پھل" ہے۔اس دنیا میں برائی کا موجب تلاش کرنے پر نہیں ملتا۔پچھلے جنموں کا بھلا یا بُرا کام ہی اس معمے کو حل کرتا۔اور اس مشکل سوال کا جواب دیتا ہے۔لیکن اس کرم کے مسئلے کی خصوصیت جیسے بودھ دھرم میں پائی جاتی ہے ویسی کسی اور جگہ نہیں دیکھی جاتی۔ بودھ دھرم کی تعلیم کے موافق کرم ہی زندگی ہے اور کرم ہی دیوتا ہے اور جو کچھ ہے۔وہ سب ہی ناپائیدار اور موت کے مطیع ہے۔صرف کرم پر ہی موت کا ہاتھ نہیں۔بُدھ کی نصیحت ہے کہ "جیسا بیج بوؤ گے ویسا ہی

پھل بھی پاؤگے - کرم کے بندھن کو کوئی نہیں کاٹ سکتا - ہم جو کچھ جانتے دیکھتے ہیں - وہ سب کچھ تبدیلی پذیر - اور محض نام اور روپ ہے اِس مادی دُنیا میں کوئی چیز مستقل نہیں اور روحانی دنیا میں بھی کوئی چیز پائیدار نہیں - جیسے یہ جسم پانچ عنصروں کا مجموعہ ہے - آتما (روح) بھی چند اوصاف اور سنسکاروں کا بنا ہوا ہے - اِن کی بھی کچھ اصلیت نہیں - کرم ہی صرف ایک حقیقی چیز ہے - یہ تمام کائنات کرم کے رستے میں بندھی ہوئی ہے - جیسے بچپن کی زندگی کا پھل جوانی میں اور جوانی کا بڑھاپے میں ظاہر ہوتا ہے - ویسے ہی تمہارا یہاں کا کرم پھل پرلوک میں ظاہر ہوگا - جس طرح سے پچھلے جنموں کا پھل اس زندگی میں بھوگتے ہو - اُسی طرح سے اگر تم پرلوک (عاقبت) میں اپنا بھلا چاہو - تو بُرے اور پاپ آلودہ کاموں کو چھوڑ دو - اور بھلے اور نیک کام کرو - کیونکہ کوئی خیال - کوئی کلام اور کوئی فعل اِس دنیا میں ضائع نہیں جاتا - میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں - خواہ تم سورگ میں چلے جاؤ - یا اس دنیا میں رہو پاتال میں پہنچ جاؤ - یا سمندر کی تہ میں یا پہاڑ کی کھو میں چھپ ہو تمہارے کرم کا پھل تمہارے پیچھے پیچھے ہی جائیگا - اس سے تمہارا پیچھا کسی صورت میں بھی نہیں چھُٹ سکتا - جیسے اپنے بُرے کاموں کا پھل تم دُکھ کی شکل میں اُٹھاتے ہو - ویسے ہی اپنے بھلے کاموں کا اچھا پھل اور نتیجہ بھی تم ہی پاؤگے جیسے جب کوئی شخص پردیس سے واپس آتا ہے - تو اُس کے اپنے دوست اور رشتہ دار اُس کو خوشی خوشی خیر مقدم کہتے ہیں - اُسی طرح سے تمہارے نیک اور بھلے کاموں کا پھل ایک لوک

سے دوسرے لوک تک تمہارے پیچھے پیچھے جائیگا۔ اور تم کو پیار اور عزت کے ساتھ چھاتی سے لگائیگا"۔

یہ بات بھی مدنظر رکھنے کے قابل ہے۔ کہ بُودھ دھرم کا پرلوک کی بابت کیا یقین اور عقیدہ ہے۔ موت اور آخرت کے متعلق انسان کے دل میں طبعاً جس قدر پیچیدہ اور دقیق سوال پیدا ہوتے ہیں۔ بودھ دھرم میں اُن کے موافق ہر ایک پہلو میں پورا پورا اور تشفی بخش جواب نہیں ملتا۔ بُدھ دیو جی نے اِس سوال کا جواب خود ہی کچھ کچھ پوشیدہ رکھا ہے اور قدرے ظاہر بھی کیا ہے۔ روح کا آخری انجام کیا ہوگا۔ بُدھ دیو جی موت کے بعد زندہ رہیں گے یا نہیں۔ اِن تمام سوالات کے متعلق وہ خاموشی اختیار کرتے تھے۔ اُن کے شاگرد اُن سے یہ سب دقیق سوال کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ اُنھوں نے اِن سب دقیق سوالوں کے حتی الوسع جواب بھی دئے ہیں۔ اور جن سوالات کا کچھ جواب نہیں ہو سکتا۔ وہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔

مالنکھ کے لڑکے نے جب اِن تمام سوالوں کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کے لئے بُدھ دیو جی سے اُپدیش دینے کی درخواست کی۔ تو بُدھ دیو جی نے اُس سے کہا۔ کہ "اے مالنکھ کے لڑکے! کیا میں نے تم سے کبھی کہا ہے کہ آؤ تم میرے شاگرد بنو۔ اور میں تم کو بتلاؤں گا۔ کہ یہ جہان پیدا کیا گیا ہے یا قدیم ہے۔ جسم اور روح ایک ہی ہیں۔ یا علیحدہ علیحدہ۔ بُدھ مرنے کے بعد بھی زندہ رہیگا یا نہیں اور کیا میں نے تم سے کبھی وعدہ کیا ہے کہ میں اِس کے متعلق تمہارے تمام شکوک رفع کر دونگا؟

مالنگھ - نہیں - گورودیو یہ تو آپ نے کبھی نہیں کہا +
بدھ دیو - کیا تم نے اِن تمام باتوں کے جاننے کی غرض سے مجھ کو گورو قبول کیا ہے ؟
مالنگھ - نہیں - پربھو ایسا تو نہیں +
بدھ دیو جی نے کہا - ایک شخص کو ایک زہرآلودہ تیر لگا - اور یہ دیکھ کر اُس کے رشتہ دار اور دوست ایک دانا اور ہوشیار حکیم کو اس کے علاج کے لئے بلالائے - اب اگر وہ شخص جو تیر سے زخمی ہوا تھا - کہتا کہ پہلے مجھ کو یہ بتلاؤ - کہ کس کس شخص کے تیر سے میں زخمی ہوا ہوں جس شخص نے مجھکو تیر مارا ہے - وہ کون ہے - وہ براہمن ہے یا کھشتری - ویش ہے یا شودر اُس کا نام کیا ہے اور اُس کی رہائش کہاں ہے اور وہ تیر کس قسم کا ہے ؟ ان تمام سوالات کے جواب سے کیا حاصل ! اگر اِن تمام سوالات کا جواب دیا جاتا - تو نتیجہ یہ ہوتا - کہ جواب ختم ہونے سے پہلے ہی وہ زخمی شخص خود ہی ختم ہو جاتا +
ہے مالنگھ کے لڑکے ! تم زخمی ہو کر علاج کے لئے میرے پاس آئے ہو - تمہاری صحت کے لئے جو دوائی مناسب اور ضروری ہے - وہ میں نے تم کو بتلا دی ہے جو میں نے ظاہر نہیں کیا - وہ پوشیدہ ہی رہے اور جو ظاہر کر دیا ہے - وہ ظاہر ہو +
بدھ دیو جی کے مخالفین اس خاموشی کی وجہ سے اگر اُن پر نکتہ چینی کریں - تو چنداں حیرت اور تعجب کی بات نہیں - شاہ ملند کے سوالات نامی کتاب میں ملند اور بودھ سنیاسی ناگ سین کے مابین ایک بات چیت

کا سلسلہ ہے ۔ جس میں بُدھ دیو جی کی اِس خاموشی کے متعلق بات چیت کی گئی ہے ۔

بادشاہ - شاکیہ مُنی نے آنند سے کہا کہ تتھاگت سچائی کے بارے میں کچھ پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتا اور وہ مثل اُس اُستاد کے نہیں ہے جو اپنے شاگردوں سے کچھ پوشیدہ رکھتا ہے ۔ لیکن اس پر بھی دیکھا جاتا ہے ۔ کہ مالنکھ کے بیٹے کے تمام سوالات کا جواب دینے سے اُنہوں نے دریغ کیا ۔ اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں ۔ اول ۔ یا تو اُنہوں نے لاعلمی کے باعث خاموشی اختیار کی ۔ یا جان بُوجھ کر کچھ چھپا رکھنے کے ارادہ سے اس سوال کا جواب نہیں دیا ۔ اگر پہلا بیان ٹھیک ہے ۔ تو لاعلمی کی وجہ سے جواب نہیں دیا ۔ اور اگر وہ جانتے تھے ۔ اور باوجود علم کے جواب نہیں دیا ۔ تو پہلا بیان غلط ہے ۔ یہ بھی دو رخہ معمہ ہے ۔ اور اب تم کو حل کرنے کے لئے دیا جاتا ہے اور تمہیں کو حل کرنا پڑے گا ۔

ناگ سین نے جواب دیا ۔ اے شہنشاہ ! یہ سچ ہے ۔ کہ بُدھ دیو جی نے مالنکھ کے بیٹے کے سوالات کا جواب نہیں دیا ۔ مگر ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض سوالات ایسے ہو سکتے ہیں کہ جن کا جواب سوال پر اور سوال کرنے سے دیا جا سکتا ہے ۔ اور بعض سوال ایسے ہو سکتے ہیں ۔ جن کا جواب خاموشی ہی ہے ۔ مثلاً دُنیا قدیم ہے یا حادث ؟ جسم اور روح ایک ہیں ۔ یا علیحدہ علیحدہ ؟ موت کے بعد تتھاگت زندہ رہیگا یا نہیں ؟ اِن تمام دقیق معموں کو نہ چھُونا ہی اچھا ہے ۔ اِن کا کوئی معقول جواب بھی نہیں اور نہ جواب سے کچھ فائدہ ہی ہے ۔ اِن تمام سوالات کے جواب دینے

کے لئے تمناگت فضول اور بے فائدہ بات چیت کرنے کے لئے خواہشمند نہ دیکھے جاتے تھے۔ اور جو امور دقیق اور انسانی عقل کے دائرہ سے باہر ہیں۔ اُن کے متعلق اپنی کوئی صاف صاف رائے یا خیال ظاہر کرنا اُن کا مقصد نہ تھا۔

روح فانی ہے یا غیر فانی۔ موت کے بعد روح کا کیا انجام ہوگا وغیرہ سوالات کا حل کرنا اس میں کچھ شک نہیں اگرچہ بہت مشکل ہے۔ لیکن نوعِ انسان کے دلوں میں زندگی اور سکھ کی امید اس درجہ غالب ہے کہ وہ اس چندروزہ اور فانی دنیا کی محدود زندگی میں سیری حاصل نہیں کرسکتی۔ برمھ بادنی میتری کے دل سے یہی دلی گداز خود بخود ظاہر ہوتا ہے۔

येनाहं नामृतास्यां किमहं तेन कुर्याम ॥

”جن سانوں سے میں ابدی زندگی حاصل نہ کرسکوں۔ اُن کو لے کر میں کیا کروں گی“۔ اسی واسطے عاقبت کی امید دلانے والے کلام اکثر تمام مذاہب کی کتب مقدسہ میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً پُران تو بہشت اور اُس کے سکھوں کے سامان سے پُر ہیں۔ بائیبل میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے علاوہ ازیں عیسائی لوگ چونکہ مسیح کا مع جسم آسمان پر چلا جانا یقین کرتے ہیں۔ اس واسطے ہمیشہ کی زندگی اور مُکتی حاصل کرنے کی امید کرتے ہیں۔ لیکن بُدھ دیوجی نے اِس بارہ میں کچھ پُرامید کلام ظاہر کئے ہوں ایسا معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی اُن کی اخلاقی تعلیم میں اِس دُنیا کے سکھ کی خواہش کی مانند سورگ کی خواہش پائی جاتی ہے اور نہ اس سے بخوبی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آیا مہاتما بُدھ خود بھی امرجیون (ابدی زندگی) کے مستحق ہیں یا نہیں۔

کوشل راج اور سنیاسنی کھشیما کے درمیان جو بات چیت ہوئی۔ اُس میں کھشیما صاف ہی تبلاتی ہے۔ کہ خود بُدھ دیوجی نے جو بھید ظاہر نہیں کیا ہم اُسکے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں۔ بُدھ دیوجی کی فطرت سمندر کی مانند عمیق ہے جس کی تہ تک پہنچنا ناممکن ہے۔ اگر کہو کہ بُدھ دیو غیر فانی ہیں تو یہ بھی غلط ہے اور اگر کہا جائے کہ وہ فانی ہیں تو یہ بھی درست نہیں"۔ معلوم نہیں کہ راجہ کی اس جواب سے کچھ تسلی ہوئی یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ جو تمام امور انسانی عقل کے دائرہ سے باہر ہیں۔ اُن کے متعلق خاموش رہنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں +

بودھ لوگ اگر یہیں تک ٹھہر جاتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا اور پھر کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ بھی ہندوؤں کی طرح موت کے بعد مختلف قسم کی جُونوں میں بھرمن کرنا یعنی اواگون کے قائل ہیں۔ اُن کے خیال کے موافق اس دنیا میں جس شخص نے جس قسم کا بھلا یا بُرا کام کیا ہے۔ مرنے کے بعد اُس کو اُسی کیموافق جُون ملتی ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ وہ چرند۔ پرند۔ حیوان۔ کیڑا مکوڑا وغیرہ بنتا بلکہ وہ اپنے پاپوں کے موافق پتھر۔ مٹی وغیرہ بھی بن جاتا ہے بودھ لوگ کہتے ہیں کہ بُدھ دیو خود بھی بے شمار جنم جنمانتروں کے اندر سے گزر کر اور سُکھ اور دُکھ بھوگ کر یہاں تک پہنچے ہیں اُن کا خیال ہے کہ پہلے جنم کے واقعات ہمارے جیسے لوگوں کو یاد نہیں رہتے۔ لیکن بُدھ دیو جیسے سدھ پُرش اپنی گزشتہ زندگی کے حالات یاد کر کے تبلا سکتے ہیں۔ بُدھ دیوجی نے چرندوں پرندوں کی کس کس جُونی میں

کِس کِس قسم کے کام کئے تھے اُس کا مفصل بیان جاتک مالا میں پایا جاتا ہے۔ بُدھ جاتک سے آتما کا ادنےٰ حالت سے نکل کر اعلےٰ حالت میں پہنچنا معلوم نہیں ہوتا اور نہ جیو کی بتدریج ترقی کا بھاو ہی ظاہر ہوتا ہے اور نہ اِس کا کچھ ذِکر ملتا ہے کہ کِس وجہ اور کِس قانون کے موافق جیو کی حالت میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ جاتک سے معلوم ہوتا ہے کہ بُدھ چار دفعہ مہاں برمھ بیں دفعہ اِندر۔ تراسّی دفعہ سنیاسی۔ ۵۰ دفعہ راجہ۔ ۴۴ دفعہ براہمن پیدا ہوئے۔ اِس کے علاوہ انہوں نے بندر۔ ہاتھی۔ شیر۔ سور۔ خرگوش۔ مچھ۔ درخت۔ چور۔ بازی گر بھُوت نکالنے والا وغیرہ وغیرہ اِس قسم کے کتنے ہی جنم لئے تھے۔ لیکن بُدھ نے عورت کا جنم کبھی نہیں لیا۔ اور نہ کبھی وہ بھُوت پریت بنے۔ تمام جنموں میں ہی وہ بودھی ستو پیدا ہوئے تھے۔ اور دنیا کی بھلائی کے لئے انُہوں نے طرح طرح کی تکلیفیں اور دُکھ سہے تھے۔

پرلوک (عقبیٰ) اور مکتی (نجات) کے بارے میں بودھ عقیدہ جاننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے اِس بات کا علم حاصل کیا جائے کہ بودھ دھرم میں رُوح کے متعلق کیا تعلیم اور ہدایت کی گئی ہے۔ روح کا مرنے کے بعد کیا انجام ہوگا اور اُس کی مُکتی کی کیا حالت ہوگی۔ اِس کا علم بہت کچھ روح کی صفات کی علامتوں پر منحصر ہے۔ روح کو اگر جسم سے علیحدہ شے نہ مانا جاوے اور صرف دماغ کا ہی عمل خیال کیا جاوے تو یہ یقین ہونا ضروری ہے کہ جسم کے ختم ہونے پر رُوح کا بھی ضرور خاتمہ ہو جائیگا۔ اِس رُوح کے علم کے متعلق ہندو دھرم اور بودھ دھرم شاستروں میں بہت

بڑا فرق ہے ۔ مثلاً اُپنشدوں میں جس کو آتما (روح) بیان کیا گیا ہے۔ وہ جسم سے بالکل علیحدہ اور آزاد ہے ۔ مَیں جو آتما ہوں ۔ میں جسم سے بالکل علیحدہ ہوں ۔ میں آنکھ نہیں ۔ کان نہیں ۔ خواہشات نہیں ۔ بلکہ کان ۔ آنکھ اور خواہشات سب میری ہیں چھندوگیہ اُپنشد میں آتم گیان کے بارے میں جو بیان پایا جاتا ہے ۔ اور اُس میں پرجاپتی کا جو اُپدیش ہے۔ اُس کا خلاصہ یہاں دیا جاتا ہے " یہ جسم فانی اور موت کے مطیع ہے۔ رُوح غیر فانی اور غیر مجسم ہے ۔ یہ جسم رُوح کی رہائش گاہ ہے ۔ گھوڑا جس طرح رتھ کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے اُسی طرح یہ آتما بھی جسم کے ساتھ جڑا ہوا ہے ۔ جب روشنی آنکھوں کی پُتلی میں داخل ہوتی ہے۔ تو روح ہی دیکھتی ہے ۔ لیکن آنکھ دیکھنے کے لئے صرف ایک حس ہے جو سونگھتی ہے وہ روح ہے لیکن ناک صرف سونگھنے کی ایک حس ہے جو سمجھتا ہے کہ میں بولتا ہوں ۔ وہی روح ہے ۔ لیکن زبان صرف بولنے کی ایک حس ہے ۔ جو سُنتا ہے وہی روح ہے کان صرف سُننے کیلئے ایک ذریعہ ہے جو من کے ذریعہ سوچتا ہے وہی آتما ہے من صرف ایک روحانی آنکھ ہے آتما ہی اس من روپی آنکھ کے ذریعہ تمام چیزوں کو دیکھتا ہے آتما جتنے دن اس جسم میں رہتا ہے اُتنے دن ہی حرص و ہوا کے جال میں گرفتار رہتا ہے اور خواہشات کے بس ہو کر سُکھ دُکھ سے منتشر ہوتا رہتا ہے لیکن جب وہ جسم کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے تو سُکھ اور دُکھ اُس کو نہیں چھو سکتا ۔

جس طرح ہوا ۔ بادل ۔ بجلی آسمان سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن پرم جوتی میں مل کر اپنا اپنا روپ قبول کرتے ہیں اُسی طرح آتما بھی جسم

سے علیحدہ ہو کر اُس پرم جوتی کو حاصل کر کے اپنے روپ میں ظاہر ہوتا ہے اور تب وہ سب سے اُتم پُرش (اعلےٰ وجود) ہوتا ہے اور اُس وقت وہ دُکھ اور سُکھ کی پہنچ سے اوپر ہو جاتا ہے اور جب گیان کے ذریعہ پرماتما کے ساتھ ایک ہو کر دُنیاوی بندھنوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور پرم شانتی (اعلےٰ درجہ کا اطمینان) اور اعلےٰ درجہ کی روحانی صحت بھوگتا ہے +

یہ تو اُپنیشدوں کی تعلیم ہے لیکن بودھ دھرم کا عقیدہ اِس سے بالکل علیحدہ ہے یہ چنداں تعجب اور حیرت کی بات نہیں کہ اگر اُس دھرم پر جو ہندو دھرم سے نکلا ہو ویدانت اور سانکھ فلسفہ کا عکس پڑے لیکن بُدھ دیوجی نے آتم تتو کے بارے میں جو ہدایت کی ہے اُس میں اور ہندو دھرم کے عقیدہ میں بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے بودھ دھرم جسم اور من کے پیچھے آتما کی کوئی الگ ہستی اور شخصیت قبول نہیں کرتا بودھ دھرم کی بعض بعض دینی کتب میں بیان کیا گیا ہے کہ جسم اور روح دونوں ایک ہی ہیں۔ اس سوال کو پیچیدہ اور مشکل سمجھکر کہ آیا مرنے کے بعد ہماری ہستی قائم رہے گی یا نہیں بُدھ دیو جی اس کا جواب دینے کے متعلق خاموشی اختیار کرتے تھے۔ مگر بعض کتب میں صاف اور واضح طور سے آتما کی علیحدہ شخصیت کے بارے میں انکار کیا گیا ہے (Questions of King Malinda) (سوالات شاہ ملند) نامی کتاب سے چند سوالات و جوابات یہاں پر اخذ کئے جاتے ہیں جن سے آتم تتو کے بارے میں بودھ عقیدہ صاف

اور واضح طور سے معلوم ہوگا +

شاہ ملند نے بودھ آچاریہ ناگ سین سے دریافت کیا جناب آپ کا نام کیا ہے ؟

ناگ سین نے جواب دیا مہاراج ! میرا نام ناگ سین ہے - مگر ناگ سین محض ایک نام ہے یہ صرف ایک لفظ ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں - اِس کی کچھ اصلیت نہیں اور نہ یہ کوئی چیز ہے +

بادشاہ - آپ کیا کہتے ہیں؟ ناگ سین کچھ نہیں یہ محض ایک لفظ ہے! دراصل اگر اس کی کچھ حقیقت نہیں تو پھر خوراک اور پوشاک کے ذریعہ آپ کی ضروریات کون پوری کرتا اور بیماری میں دوا دارو اور خوراک وغیرہ کا کون انتظام کرتا ہے اِن تمام چیزوں کو کون بھوگتا اور دھرم کے کام کون کرتا ہے کون نیک اور بھلے کاموں کا اجر پاتا ہے اور کون نربان حاصل کرتا ہے - چوری - خون - زناکاری وغیرہ پانچ پاپ کون کرتا ہے ؟ اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا نیکی اور بُرائی کوئی چیز نہیں گناہ اور ثواب کی سزا اور جزا کچھ بھی نہیں فعل کا کوئی فاعل نہیں - جناب من! آپ کے خیال کے موافق تو اگر کوئی آپ کا خون بھی کردے تو اُس کے لئے وہ مجرم نہیں ٹھہر سکتا +

اِس پر ناگ سین نے کہا - اے شہنشاہ! کیا میرے بالوں کا گچھا ناگ سین ہے ؟

بادشاہ - نہیں -

ناگ سین - تو کیا ناخون - دانت - گوشت - پوست اور ہڈیاں ناگ سین

ہے؟

بادشاہ - یہ بھی نہیں -

ناگ سین - تو کیا بید نا یعنی بیشے گیان پر پنج - نام یعنی سنگیا پر پنج - روپ یعنی بشے پر پنج - باسنا یعنے سنسکار پر پنج - میں ہوں کا گیان یعنی بگیان پر پنج (Consciousness) یہ سب ناگ سین ہیں +

بادشاہ - نہیں - یہ بھی ناگ سین نہیں -

ناگ سین - تو پھر اب آپ ہی بتلائیے کہ ناگ سین کہاں رہا؟ میں تو جس طرف نظر ڈالتا ہوں مجھے تو ناگ سین کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا - ناگ سین محض ایک لفظ ہے - اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں - نیز ناگ سین نے کہا کہ اے شہنشاہ آپ دھوپ کی سخت تپش میں پیدل چلتے ہوئے تکلیف محسوس کرتے ہیں یہاں آپ پیدل چل کر آئے ہیں یا رتھ میں ؟ -

بادشاہ - میں پیدل نہیں چلتا - رتھ میں آیا ہوں +

ناگ سین - اگر آپ رتھ میں آئے ہیں تو آپ براہ مہربانی یہ بتلائیے کہ رتھ کیا ہے ؟ کیا لکڑی - چکر - نابھی - دھرا - کھٹولا - آسن کو آپ رتھ کہتے ہیں ان علیحدہ علیحدہ چیزوں کے مجموعہ کا نام بھی رتھ نہیں - مجھے تو رتھ کہیں بھی دکھائی نہیں دیتی یہ تو محض ایک لفظ ہے - اے شہنشاہ! آپ کہتے ہیں کہ میں رتھ میں آیا ہوں کیا آپ کا یہ بیان غلط نہیں - اگر سچ ہے تو آپ مجھے سمجھا دیجئے کہ رتھ کیا ہے ؟

بادشاہ ! میں نے جو کچھ کہا ہے سچ ہی کہا ہے - لکڑی - چکر - نابھی

اور آسن ان سب کے مجموعہ کا نام ہی رتھ ہے +

ناگ سین - اگر آپ کا یہ بیان ٹھیک ہے تو ناگ سین بھی اسی طرح ہے - بشئے یعنی روپ - بشئے گیان (بیدنا - چیزوں کا علم) سنگیا یعنی نام - سنسکار یعنی خواہش اور بگیان یعنی "میں ہوں کا علم" کے مجموعہ کا نام ناگ سین ہے اس کی تہ میں اور کچھ نہیں جیو آتما یعنی روح ان پانچ سکندھوں کا مجموعہ ہے +

بودھ عقیدہ کے مطابق جن تمام سامانوں سے روح کی زندگی بنتی ہے اُن کو سکندھ کہتے ہیں یہ سکندھ گنتی میں پانچ ہیں اور کم و بیش ہر ایک جاندار میں پائے جاتے ہیں - پانچ سکندھ یہ ہیں۔

بشئے پرپنچ	روپ	विषय प्रपंच - रूप
بشئے گیان پرپنچ	بیدنا	विषय ज्ञान प्रपंच - बेदना
سنگیا پرپنچ	نام	संज्ञा प्रपंच - नाम
سنسکار پرپنچ	باسنا	संस्कार प्रपंच - बासना
بگیان پرپنچ	میں ہوں کا علم	विज्ञान प्रपंच, मैं हूं का ज्ञान (Consciousness)

ان پانچ سکندھوں کے ملنے سے جانداروں کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور اُن کے الگ الگ ہو جانے سے موت - ان تمام سکندھوں کے سوا، روح کی کوئی علیحدہ ہستی نہیں - یہ پانچ سکندھ بعض اوقات صرف "नाम रूप" نام روپ دو حصوں میں منقسم دیکھے جاتے ہیں۔ رُوح محض نام اور روپ کا مجموعہ ہے یعنی ذہنی اور روحانی طاقتوں کے عمل

کو نام کہتے ہیں جسمانی اور بیرونی چیزوں کو روپ - آتم گیان یعنی روح کے علم کے متعلق اُپنشدوں اور بودھ دھرم کی تعلیم میں کتنا اختلاف ہے - بودھ دھرم کے عقیدہ کے مطابق جیوآتما جسم کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں - جنم سنسکار کی وجہ سے یہ جیون سروت چلا آرہا ہے اس کے درمیان میری یا تمہاری زندگی کی بنیادی ہستی کچھ بھی نہیں +

موت کے وقت جسم کے فنا ہونے کے ساتھ ہی ساتھ جب تمام سکندھ (عناصر) علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں تو وہ کسی اور جگہ آپس میں جا ملتے ہیں اور اس طور پر خواہ اس دنیا میں یا پرلوک میں نئے نئے جیو پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ان چند سکندھوں کے جوگ اور یوگ سے ہی انسان کی انسانیت چلن اور اُس کا آتما قائم ہے ان تمام سکندھوں کی تہ میں جو آتما ہے جس کو "میں" کہتے ہیں وہ صرف چند گُنوں اور سنسکاروں (اوصاف اور نقش) کا مجموعہ ہے یہ جس کو "میں" کہتے ہیں ہر روز تبدیل ہوتی رہتی ہے آج ایک صورت میں ہے کل دوسری میں - جو بچہ ہے وہ بالک نہیں اور جو بالک ہے وہ جوان نہیں اس تبدیلی کے مطابق نام بھی علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں جس طرح دودھ ایک ہے لیکن اُس کی تبدیلی کی وجہ سے اُس کے کھیر - دہی - چھاچھ وغیرہ علیحدہ علیحدہ نام ہوتے ہیں - یہاں پر ایک بہت بڑا سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر آتما کوئی الگ چیز نہیں اور اُس کی کوئی علیحدہ شخصیت ہی نہیں تو بھلے اور بُرے کاموں کے موافق جیو کا بھلی یا بُری جونی میں بھرمن کرنا کیونکر ممکن ہے ؟ اگر آتما نہیں تو جونی میں بھرمن کرنا کس کا ؟ یہ تو وہی بات ہوئی "سر نہیں اور سر میں درد" اِس سوال کا جواب بودھ شاستر یہ دیتا ہے کہ اگرچہ

آتما کے تمام اوپادان (سکندھ) نیست و نابود ہو جاتے ہیں لیکن کرم پھل ناش نہیں ہوتا۔ جیو اپنے اپنے کرم کی طاقت سے نیا جنم لیتا ہے جو تمام سنسکار اِن مختلف جونیوں میں کام کرتے ہیں موت اُن کو الگ الگ کر دیتی ہے لیکن کرم پھل پر موت کا کچھ اختیار اور قابو نہیں۔ موت کے وقت جیو جسم سے الگ ہو کر ایک نئی جونی قبول کرتا ہے اور نئے کرم کے میدان میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس طور پر لگاتار زندگی کی رو جاری رہتی ہے پہلے اور نئے جنم میں کرم سُوتر ہی ایک بندھن ہے۔ بجلی کی طاقت کی مانند کرم کی بھی ایک طاقت ہے اُسی کی وجہ سے زندگی بنتی اور قائم رہتی ہے اور یہ دنیا قائم ہے جس طرح رتھ کا چکر کبھی اونچے کبھی نیچے مختلف مقاموں اور نظاروں کے درمیان سے گزرتا جاتا ہے یا جس طرح چراغ کی لو (شعاع) کچھ دیر تک جل کر بجھ جاتی ہے اور پھر جل اُٹھتی ہے اِس کو پہلی شعاع بھی نہیں کہا جاتا لیکن اس سے غیر بھی نہیں اسی طرح کرم کی طاقت سے یہ جیون کا چکر برابر چل رہا ہے بودھ دھرم روح کی شخصیت کو قبول نہیں کرتا کرم کا سروت جیون میں جاری ہے لیکن کرم کا کرتا کوئی پُرش نہیں غرضیکہ بودھ دھرم کے فلسفہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آتما کی کوئی علیحدہ شخصیت نہیں۔ جسم۔ روح اور رُوح کے وسائل سب موت کے ذریعہ علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں کرم کی طاقت سے وہی سب علیحدہ شدہ اجزا دنیا میں نئی نئی اور مختلف مادی چیزوں اور جیووں کی شکل قبول کرتے ہیں یہ تمام کائنات اسی غیر مبدل قانون کے مطیع ہے کامتی کے فرقہ کے لوگوں کا بھی (جنکو انگریزی میں Positivists

کہتے ہیں) کسی حد تک یہی عقیدہ ہے اُنہوں نے انسان کو نخت سے اوتار کر اُس کی جگہ انسانی قوم کو بٹھلایا ہے اُن کے خیال کے موافق انسان نیست و نابود ہو جاتا ہے لیکن انسانی قوم قائم رہتی ہے موت کے وقت انسان کا جسم اور من علیحدہ ہو جاتے ہیں اور وہ ازلی عنصر میں جا ملتے ہیں لیکن پیچھے صرف اُس کی نیکی اور پاک مثال دنیا میں باقی رہ جاتی ہے دوسرے معنوں میں اُس کے کرم کی طاقت اور پھل باقی رہ جاتا ہے اور اُس کی رو اُس کی اولاد اور دیگر لوگوں میں لگاتار جاری رہتی ہے اور اِس طور پر وہ انسانی سوسائٹی کے قیام اور ترقی میں مددگار ثابت ہوتا ہے ۔

اب یہاں پر ایک بہت بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کرم کی طاقت کس کی ؟ میری - تمہاری یا کسی اور جاندار کی ؟ آتما اگر نیست و نابود ہو جائے تو کرم کس پر اپنی طاقت کو عمل میں لائیگا کرتا (فاعل) کے بغیر کرم کی طاقت کس طرح سے جسم سے باہر یا اُس کے اندر کام کریگی - بودھ دھرم کی ہزارہا تاویلوں اور تشریحوں سے بھی ان تمام سوالات کا معقول اور تسلی بخش جواب نہیں ملتا - کرتا (فاعل) کی ہستی کا انکار کرنے سے کرم کی طاقت خود بخود زایل ہو جاتی ہے شخصی آزادی کو نہ ماننے سے بھلے اور بُرے کام کی ذمہ واری باقی نہیں رہتی - پرلوک کا یقین بھی بہت کچھ اِسی آتم گیان (میں ہوں) کے یقین پر منحصر ہے میں ہوں - مرنے کے بعد بھی میں رہونگا اور میری شخصیت لگاتار کام کرتی رہیگی یہ یقین ہی پرلوک کے یقین کی بنیاد ہے - شخصیت کے نہ رہنے سے کرم کی طاقت بھی زائل ہو جاتی ہے

اور ساتھ ہی پرلوک کا یقین بھی کمزور ہوجاتا ہے +

اب سوال یہ ہے کہ کیا اِس کرم کے بندھن یعنی جنم مرن کے دُکھ سے کسی طرح بھی رہائی ممکن نہیں ؟ ہاں ضرور ہے اور بُدھ دیوجی نے اُس طریقہ کو بتلا بھی دیا ہے کہ جس سے انسان "यस्मात भूयोन जायते" پھر اس دُنیا میں دوبارہ جنم نہیں لیتا اُن کے بتلائے ہوئے طریق کا آخری نتیجہ نِربان مُکتی ہے - پھر وہی سوال آموجود ہوتا ہے کہ یہ نِربان مُکتی کیا ہے؟ بودھ شاستروں میں اس نِربان کے متعلق بہت کچھ بیان کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں کثرت سے اُپدیش بھی ملتے ہیں بُدھ کا نِربان۔ بھاو اور ابھاو دونوں سے اوپر ایک ایسی حالت ہے جو سمجھ اور خیال میں آنی بہت مشکل ہے

"नचाभावो ऽ पि निर्वानं कूत रावास्य भावता।
भावा भावबिनिर्मुक्त: पदार्थो निर्वानमुच्यते ॥"

(रत्न कुट सुत)

نہ تو بھاؤ ہی نِربان ہے اور نہ ابھاو - بھاو اور ابھاو کے خیال سے آزادی کا نام ہی نِربان ہے - (رتن کوٹ سوتر)

شہنشاہ مِلند کے سوال کے جواب میں ناگ سین نے جو نِربان کی تشریح کی ہے اُس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے +

"دُکھ - شوک (رنج) ، پاپ (گناہ) تاپ (جلن) سے مکتی حاصل کرنا یعنی شانتی - آنند اور پوترتا ہی نِربان کی حالت ہے"۔

"جو شخص اپنی زندگی کو دھرم اور پاکیزگی کے راستہ پر ڈال کر چاروں طرف

نگاہ ڈالتا ہے تو وہ صاف معلوم کرتا ہے کہ اس دنیا میں پیدائش ۔ بیماری
رنج ۔ بڑھاپا اور موت کا دور جاری ہے اور چاروں طرف تبدیلی ہی
تبدیلی ہے کسی چیز کو قیام نہیں ہر ایک جگہ بے اطمینانی ۔ اضطراب اور
بے چینی پھیلی ہوئی ہے یہ نظارہ دیکھ کر اُس کا جسم گویا بخار کی سی تکلیف
سے کانپ اُٹھتا ہے اُس کے دل میں سخت بے چینی پیدا ہوتی ہے
کسی جگہ اور کسی چیز سے اُس کو شانتی نہیں ملتی کسی چیز سے اُس کو سیری
حاصل نہیں ہوتی بار بار جنم لینے کی تکلیف سے وہ ہمیشہ غمزدہ اور پژمردہ
رہتا ہے اور اسی خوف کی وجہ سے صحت حاصل نہیں کر سکتا ۔ اِس حالت میں
پہنچ کر وہ سوچ بچار کرتا ہے کہ اس جلن اور عذاب کی حالت سے کس طرح
رہائی حاصل کی جائے ۔ اس اشانتی کی حالت میں شانتی کہاں مل سکتی
ہے اگر کوئی ایسی حالت حاصل ہو کہ جہاں جنم کا خوف نہیں ۔ موت کا ڈر
نہیں ۔ خواہشات (باسناؤں) کی ڈسن نہیں اور جہاں دنیاوی چیزوں
اور سامانوں کی گرویدگی سے اوپر رہ کر شانتی آرام اور نربان کی برکتوں کو
بھوگا جائے تو گویا میری تمام آرزوئیں پوری ہوئیں ۔ سادھن کے ذریعہ
وہ اس حالت کو محسوس کرتا ہے کہ جہاں جنم کے خوف ۔ رنج اور عذاب سے
اوپر اُٹھ کر وہ شانتی حاصل کرتا ہے تب وہ خوشی سے بھر کر خیال
کرتا ہے کہ اتنی مدت اور کشمکش کے بعد وہ منزل مقصود حاصل کی ہے
اور اُسی موکش دھام کو حاصل کرنے اور اُس کی حفاظت کیلئے پوری
طاقت دل اور دماغ کے ساتھ کوشش کرتا ہے ۔ اور وہ سنجمی ساندریہ
جیت اور اہنسا پراین بن جاتا ہے یعنی کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور اُس کا

دل تمام جانداروں کے لئے پریم (محبت) اور دیا (رحم) سے بھرا رہتا ہے اور اِس طور پر وہ سادھن کے ذریعہ سِدھی حاصل کرکے اس تبدیلی پذیر دنیا سے پرے جو چیز پائدار۔ ابدی۔ حقیقت اور ارہت منڈلی (پاک لوگوں کی جماعت) کا ہمیشہ کے لئے قابل حصول پھل ہے اُس کو حاصل کرتا ہے تب ہی اور صرف تب ہی وہ نِربان مُکتی حاصل کرتا ہے"۔

"اِس نِربان مکتی کے لئے کسی خاص مقام کی خصوصیت نہیں دھرم ہی اِس کی بنیاد ہے چین۔ تاتار۔ کاشمیر۔ قندھار۔ زمین آسمان خواہ انسان کسی جگہ کیوں نہ رہے ہر ایک پاک شخص بُدھ کے بتلائے ہوئے دھرم کے راستہ پر چل کر نِربان مکتی حاصل کرنے کا مستحق ہے۔ جس کا چلن پاک ہے جس نے دھیان (مراقبہ) اور بیبک کی زندگی حاصل کی ہے۔ جس کے دل میں دنیاوی چیزوں اور سامانوں کیلئے گرویدگی نہیں۔ جس کا دل آزاد ہے وہ ہی جنم بندھن سے آزاد ہو کر نِربان روپی امرت حاصل کرتا ہے"۔

ناگ سین نے پھر کہا "نِربان کے لئے جیسے کوئی خاص مقام نہیں بتلایا جا سکتا ویسے ہی اُس کا کارن (باعث) بھی بتلانا مشکل ہے جس طریق سے نِربان پد حاصل ہو سکتا ہے اُس طریق کو بتلایا جا سکتا ہے لیکن یہ نہیں بتلایا جا سکتا کہ نِربان کی پیدایش کہاں سے ہے۔ اور نہ یہ ہی صاف اور واضح طور سے بیان کیا جا سکتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے"۔

شہنشاہ۔ اے ناگ سین! تمہارا جو کچھ بیان ہے اُس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ نربان کیا ہے؟ گویا ایک معنوں میں یہ نربان کچھ بھی نہیں +
ناگ سین نے کہا۔ نہیں مہاراج! ایسا نہیں یہ بات سچ ہے کہ نربان ضرور ہے۔ برمھ گیان کے بارے میں اُپنشدوں میں بھی یہی اُپدیش ملتا ہے ۔

"अस्तीति ब्रुवतो ऽन्यत्र कथं तदुपलभ्यते"

"وہ ہے" اِس کے علاوہ اور اُن کو (ایشور کو) کس طرح محسوس کر سکتے ہیں؟

ناگ سین کے اِس تمام بیان سے بھی نربان کی اصل حقیقت معلوم نہ ہوئی۔ جس حالت میں آسکتی (گرویدگی) نہیں۔ پیدائش کا خوف نہیں موت کا ڈر نہیں الفت۔ نفرت۔ سنیہ۔ ممتا وغیرہ تمام بھاو نیست و نابود ہو جائیں گے۔ من کی تمام خواہشات جاتی رہیں گی ایسی حالت کو کون بیان کر سکتا ہے اور کس کی طاقت میں ہے کہ اُس کو خیال میں بھی لا سکے؟ کہتے ہیں کہ بُدھ دیو جی نے اِس حالت کو حاصل کیا تھا اور اُس کے شاگرد اِس حالت کو صرف بیان کر گئے ہیں اب دیکھنا چاہئے کہ آیا اس بیان سے بھی نربان کے متعلق زیادہ علم حاصل ہوتا ہے یا نہیں +

بیان کیا گیا ہے کہ جب بُدھ دیو جی کی موت کا وقت نزدیک آگیا تو اُنہوں نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر یہ ہدایت کی کہ "دُنیا کی تمام چیزیں ناپائدار ہیں تم کوشش اور احتیاط کے ساتھ اپنی مکتی کا اوپاو

آپ کرو" یہ تتھاگت کا آخری کلام ہے ۔

اِس کے بعد بُدھ دیوجی نے گہرے دھیان میں غوطہ لگا کر زبان کے پہلے زینہ پر قدم رکھا پہلے زینہ سے دوسرے پر اور دوسرے سے تیسرے پر اور علیٰ ہذا القیاس تیسرے سے چوتھے پر لیکن اِس منزل پر پہنچکر بھی اُن کی اپنی ہستی کا علم دور نہیں ہوا اس حالت میں بھی کچھ گیان اور آنند باقی ہے اِس منزل سے بھی اوپر اُٹھنے کی ضرورت ہے اس چوتھے جہاں دھیان کی منزل سے اُٹھ کر اُنھوں نے اُس زینہ پر قدم رکھا جہاں صرف اننت آکاش (لامحدود خلا) موجود ہے اننت آکاش کے بعد اننت گیان کی منزل ہے ۔ اننت گیان کی منزل سے اُس منزل پر پہنچے جہاں کوئی فکر نہیں ۔ کوئی خیال نہیں ۔ کوئی خواہش نہیں ۔ سب کچھ خلا ہی خلا ہے لیکن یہاں تک پہنچکر بھی چھٹکارا نہیں ۔ خلا کو محسوس کرنے میں بھی ایک قسم کی خوشی ملتی ہے اس لئے اُس کو بھی دور کرنے کی ضرورت ہے ۔ اِس کے بعد خلا کی منزل سے ایسے مقام پر پہنچے جو گیان اور اگیان کے درمیان ایک منزل ہے اس منزل سے بھی پار ہو کر ایسے مقام پر پہنچے جہاں کسی قسم کا فکر نہیں خیال نہیں جہاں من کی کوئی خواہش نہیں جہاں کوئی بھاو گیان اور ابھاو گیان بھی نہیں سب سے اونچی اِس منزل پر پہنچنے کے بعد زینہ بزینہ پھر نیچی منزل میں واپس آکر دھیان کی پہلی منزل میں آگرے ۔ دوسری بار جب پھر چڑھنا شروع کیا تو چوتھی منزل سے اوپر نہ اُٹھ سکے اور اِس سے پہلے ہی اُن کی موت وقوع میں آئی اور وہ نِربان کے راج میں داخل

ہوئے +

بُدھ دیو جی نے مذکورہ بالا طریق سے نِربان حاصل کیا۔ بودھ عقیدہ کے موافق ہم بھی سادھن اور پاکیزگی کی طاقت سے دنیاوی چیزوں کی حرص چھوڑ کر سچائی انصاف اور آزادی حاصل کرکے جیتے جی یا پرلوک میں اس نِربان مکتی کو پا سکتے اور زندگی کے مقصد کو پورا کر سکتے ہیں۔ بودھ لوگوں کا خیال ہے کہ ارہت لوگ اپنی اپنی پاکیزگی کی طاقت سے اس حالت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ نِربان یافتہ ارہت لوگوں کا چرِتّر (کیریکٹر) بودھ لوگوں کے لئے ایک معراج ہے۔ بُدھ کے اُپدیشوں سے اِس امر کی صاف اور واضح طور سے تشریح نہیں ملتی کہ آیا نِربان کی حالت گیان کی حالت ہے یا اگیان کی۔ بھاو کی یا ابھاو کی ۔چیتن کی یا اچیتن کی۔ لیکن اِس قدر بیان ضرور ملتا ہے کہ یہ حالت کاریہ اور کارن (علت اور معلول) کی زنجیر سے پرے ہے اور وہاں کاریہ اور کارن کا قانون کام نہیں کرتا یہ حالت کیا "نیتی" "نیتی" "नेति" "नेति" کے کلمہ کے سوا اور کسی کلمہ سے بیان ہو سکتی ہے ؟ یہ وہ حالت ہے جہاں تمام خواہشات کا دفعیہ ہے تکلیف ۔مصیبت جلن ۔ عذاب کا خاتمہ ہے ایک معنوں میں گویا اِنسان کی ہستی ہی باقی نہیں رہتی بودھ دھرم میں اِنسانی زندگی کا یہی اعلےٰ مقصد ہے اور یہی اس کا آخری انجام ہے +

اب سوال یہ ہے کہ آیا وید اور اُپنشدوں کا برہم یا بُدھ کا نِربان ہم لوگوں کے لئے اِن دونوں میں سے کونسا صحیح منزلِ مقصود اور معراج ہو سکتا ہے ؟ اور اِن دونوں معراجوں میں سے کونسا ٹھیک ہے ؟ نِربان

کے معنے اگر خلا کے ہوں تو یہ بات بلا کسی شک و شبہ کے کہی جا سکتی ہے کہ انسانی فطرت خلا کے سہارے ہرگز قائم نہیں رہ سکتی۔ انسان سُونے پن کو کبھی پسند نہیں کرتا۔ انسانی دِل بلا سہارے کے ہرگز نہیں رہ سکتا اُس کو کسی پُرش (ذات) کا سہارا چاہیئے۔ ہم مذہبی دُنیا میں بھی پُرش (شخص) کی ہی عظمت دیکھتے ہیں اور اُس کی شہادت اور ثبوت خود بودھ دھرم ہی ہے۔ کیا خود بدھ دیوجی اِس دھرم کی جان نہیں؟ اور پھر دیکھئے کیا عیسائی مذہب حضرت مسیح کی قربانی اور کوشش کا نتیجہ نہیں؟ اگر عیسائی مذہب میں سے حضرت مسیح کی شخصیت کو نکال دیا جائے تو عیسائی مذہب کی بنیاد ہی گر جاتی ہے۔ حضرت محمدؐ صاحب کو چھوڑ کر اِسلام کہاں رہ سکتا ہے؟ علےٰ ہذا القیاس چیتن دیوجی اور نانک دیوجی کو چھوڑ کر ویشنو دھرم اور سکھ دھرم کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے؟ یہ سب دھرم پیرہی ایسے مہا پُرش ہیں جو ایک ایک وقت دنیا میں ظاہر ہو کر دنیا کے لوگوں کو غفلت کی گہری نیند سے جگاتے ہیں اور انسانی سوسائٹی کو طرح طرح کی برائیوں اور گناہوں سے آزاد کرتے ہیں پُرش کا کلمہ کمالیت کو ظاہر کرتا ہے بھگت کا اُپاسیہ دیوتا (معبود) جو پرماتما ہیں وہ بھی پُرش ہیں جو سچائی۔ انصاف۔ پاکیزگی۔ محبت۔ طاقت وغیرہ اوصاف میں کامل ہیں۔ اِس صداقت کو بودھ دھرم خود ظاہر کرتا ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ بودھ ہزبان نے مختلف جگہوں میں مختلف صورت قبول کی ہے۔ اگرچہ بُدھ دیوجی نے اپنے دھرم کے مندر میں برمھ (خدا) کو جگہ نہیں دی تاہم جس طرح بے شمار لوگوں نے اُن کو دیوتا خیال کر کے اُن کی پرستش کی ہے

اُسی طرح نِربان کا سُوناپن بھی آہستہ آہستہ سورگ کے سُکھ کی کلپنا سے پُر ہوگیا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ شونیہ (خلا) کو لے کر کوئی دھرم قائم نہیں رہ سکتا۔

یہاں پر ایک اور امر بھی قابل غور ہے کہ ویدانت کی مُکتی اور بودھ نِربان میں فرق کیا ہے؟ بظاہر جیسے یہ دونوں علیحدہ علیحدہ نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ایسے نہیں۔ ویدانت درشن کہتا ہے کہ جب ندیاں سمندر میں جا گرتی ہیں تو اپنے نام اور شکل کو چھوڑ کر اُس کے ساتھ مل جاتی ہیں اسی طرح جیوآتما بھی مُکتی کی حالت میں اپنی شخصیت کو چھوڑ کر برہم میں فنا ہو جاتا ہے ویدانت درشن کے چو منزلہ دیو مندر میں वैश्वानर و हिरण्य गर्भ اور ईशान -وی شوانر۔ ہرنیہ-گربھ اور ایشان تین دیوتاؤں کی رہائش کے تین مختلف مقام مقرر کروئے گئے ہیں اور چوتھی منزل میں तुरीय توریہ حالت کو قائم کیا ہے اس حالت میں پہنچکر جیو اور ایشور گویا دونوں ایک ہو جاتے ہیں یا اُن کی سمادھی کی ایک مقام ہے اس حالت میں جیو سمجھتا ہے کہ "سوہم" सोऽहम "یعنی" وہ میں ہوں" اور برھمتو حاصل کرتا ہے یعنی ایشور بن جاتا ہے یہاں کسی قسم کی بیماری نہیں۔ دُکھ نہیں۔ رنج نہیں۔ غم نہیں۔ فکر نہیں۔ تکلیف نہیں۔

"तरति शोकं तरति पापमानं गुहा ग्रन्थिभ्यो वि-
मुक्तो ऽ मृतो भवति"

بودھ چو منزلہ مندر میں نِربان مکتی بھی اِس کی ہوبہو عکسی تصویر

ہے۔ دریافت طلب امر تو یہ ہے کہ آیا اس حالت میں میری شخصی آزادی۔ میری شخصیت قائم رہیگی یا نہیں؟ اگر میری شخصیت ہی باقی نہ رہے تو اُس حالت میں اگر میں پتھر بن جاؤں۔ برمھ میں فنا ہو جاؤں یا نربان کے گہرے سمندر میں مل جاؤں تو میرے لئے سب یکساں ہے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ آیا میری شخصی زندگی نیست و نابود ہو جائیگی یا بتدریج ترقی کے قانون کے مطابق اعلےٰ سے اعلےٰ ہوتی ہوئی گیان دھرم اور آزادی میں بڑھتی جائیگی اگر آپ پوچھیں کہ "میں" کیا ہے؟ تو یہ دلیل اور بحث و مباحثہ کی بات نہیں ہم میں سے ہر ایک اپنی روح میں علم کی روشنی سے اِس "میں" کو محسوس کرتا ہے میں جڑ (مادہ) سے علیحدہ ہوں اور دیگر جانداروں سے بھی علیحدہ ہوں۔ جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ نہ تو میں جڑ ہوں اور نہ حیوانات میں سے ہوں تو اسی علم سے میری شخصی زندگی نشوونما پاتی ہے میرا یہ آتما پریم۔ ممتا۔ سچائی۔ انصاف۔ پاکیزگی اور دیگر کشش کی ہزاروں چیزوں کے ذریعہ اس چندروزہ دنیا میں رہ کر طرح طرح کی مشکلات دقتوں۔ روکاوٹوں تکلیفوں اور مصیبتوں کے اندر سے گزر کر ترقی کر رہا ہے میرے سامنے جو لاانتہا ترقی ہے اُسی میں میری شخصیت محفوظ رہیگی میں خود ہی اپنے بھلے اور بُرے کاموں کیلئے ذمہ وار ہوں جب میں اپنے کرموں کا پھل خود ہی بھوگونگا تو پُن کی جزا اور پاپ کی سزا بھی میرا ہی حصہ ہونا چاہئے بودھ دھرم اور ویدانت درشن کی تعلیم کے موافق اگر میری شخصیت کے فنا ہو جانے کا نام ہی مکتی ہو تو میرے لئے دونوں ہی برابر ہیں۔ برمھ میں آتما کا فنا ہو جانا یا مہا نربان میں آتما کا لے ہو جانا دونوں میں فرق کیا ہے؟ اگر بودھ دھرم کی تعلیم کے موافق روح کی شخصیت نہ رہے تو بدھ کا عالمگیر میتری بھاو کہاں اور کس پر کام کریگا؟ اگر کسی کے لئے دل

میں لگاؤ نہ ہو تو کیا اِس سے پریم کی جڑ ہی خشک نہیں ہو جاتی ایسا پریم جس میں کسی کیلئے لگاؤ نہ ہو ہم لوگوں کے خیال سے پرے ہے - اگر انسان ایشور کو پورے طور سے حاصل بھی کرے تو بھی اُس کی زندگی کی رو کا علیحدہ طور پر بہنا اور چلنا نہایت ضروری ہے - انسانی زندگی کو تکالیف اور مصیبتوں کا گھر خیال کر کے اُس کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنے - کرم بندھن کو کاٹ کر ایسی حالت کو حاصل کرنے کہ جہاں کسی قسم کی کوشش نہیں حرکت نہیں ہل چل نہیں - زندگی کی بنیاد شخصی آزادی کی جڑ کاٹ کر برھم یا خلا میں مل جانے سے انجام میں انسانیت کیا باقی رہجاتی ہے ؟ ویدانت کی چوتھی منزل میں تو یہ حالت اور بودھ چو منزلہ مندر میں نربان مکتی ایک ہی تصویر کے دو پہلو ہیں - ویدانت کے عقیدہ کے مطابق جیوآتما کا پربرھم میں لے (فنا) ہو جانا اور بودھ عقیدہ کے موافق نربان کے پرے ساگر میں ڈوب جانا ہی انسانی زندگی کا مقصد ہے اِس کے بعد سوائے تاریکی - ناشکتا - (دہریہ پن) خلا اور بناش کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا - ناظرین یہ نربان مکتی کیا ہے - روشنی یا تاریکی - جاگنے کی حالت یا گہری نیند کی - لاانتہا زندگی - یا ہمیشہ کی موت حقیقی راحت یا بیہوشی کی حالت میں مہا نربان میں جیوآتما کی ہستی کا باقی نہ رہنا - آپ خود بودھ شاستر کے سمندر کو متھ کر فیصلہ کریں میں اپنے بیان کو یہیں ختم کر کے اب آپ سے رخصت چاہتا ہوں ÷

یکم جنوری سنہ ۱۹۱۱ء } **پرکاش دیو**

بُدّھ دیو جی کی سوانح عمری

بارھواں باب

بَودھ سَنگھ

تمہید

بَودھ دھرم تین رتنوں سے مزیّن ہے - یعنی بُدھ - دھرم اور سَنگھ جیسے ہندو دھرم میں برہما - وِشنو اور مہیش تین مورتیاں مانی جاتی ہیں - اُسی طرح بَودھ دھرم میں بھی تین مورتیوں یعنی بُدھ - دھرم اور سَنگھ کو قبول کیا گیا ہے - مکتی کے خواہشمند شخص کو بَودھ دھرم میں دیکشت ہوتے وقت مندرجہ ذیل عہد کرنا پڑتا تھا ۔

(۱) میں بُدھ کی شرن لیتا ہوں ۔

(۲) میں دھرم کی شرن لیتا ہوں +
(۳) میں سنگھ کی شرن لیتا ہوں +
بودھ لوگوں کا یہی دیکھشا منتر ہے +

ہم نے اب تک صرف بُدھ اور دھرم کا ہی مختصر طور سے ذکر کیا ہے۔ اور صرف بُدھ کی زندگی کے دلچسپ حالات اور اُن کے دھرم کی صداقتوں کا جو اُنہوں نے بطور اُپدیش موقع بموقع ظاہر کی ہیں۔ بیان کیا ہے۔ اِس باب میں بودھ دھرم کے تیسرے جُز یعنی سنگھ کا بیان کیا جاتا ہے۔ پہلے بتلایا گیا ہے۔ کہ بودھ دھرم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ

(۱) انسانی زندگی دُکھ کا مجموعہ ہے +
(۲) بشے ترشنا (دنیاوی چیزوں کی حرص) اِس دُکھ کا موجب ہے +
(۳) بُدھ کے ظاہر کئے ہوئے اشٹانگ مارگ کو اختیار کرنے سے ترشنا دور ہوتی ہے اور دُکھ کا باعث جاتا رہتا ہے۔ اِس اُپدیش اور عقیدے کے ساتھ ہی ساتھ بودھ سنگھ کی بھی بنیاد پڑی۔ گرہست آشرم میں رہ کر بودھ دھرم کے اعلےٰ اصولوں کی کُلی طور سے پیروی کرنا گرہستی کے لئے ناممکن ہے۔ دُنیا کے موہ مایا اور ممتا کو کاٹ کر اور گھر بار چھوڑ کر باہر چلے جانا نربان پد حاصل کرنے کے لئے ایک بہت اچھا ذریعہ ہے۔ الغرض نربان کے راستے کا مسافر ہونے کے لئے گرہستی کا سنیاسی ہونا ضروری ہے بُدھ دیوجی نے خود سر منڈوایا۔ بھگویں کپڑے پہنے اور بھکشا پاتر ہاتھ میں لے بھکشو کی

زندگی اختیار کی۔ اور اپنی زندہ مثال اور اُپدیشوں کے ذریعہ دوسروں کو بھی اِسی راستے کا مسافر بنایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُن کے بہت سے پیرو ہو جانے کی وجہ سے تارک الدنیا لوگوں کی ایک جماعت بن گئی۔ بُدھ فرقہ کے تارک الدنیا شخص کا نام بھکشو اور سماج میں داخل شدہ بھکشوؤں کی جماعت کا نام سنگھ ہوا۔

چونکہ بُدھ دھرم کا نِکاس ہندو سماج سے ہی ہوا ہے۔ اِس واسطے یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ بھکشوؤں کی یہ جماعت بُدھ کا کوئی ایک نیا اور نوایجاد خیال نہیں اور نہ اِس کے قواعد میں ہندو سماج کے طریق اور رسوم سے باہر کوئی نئی بات ہے۔ ہندوؤں کا معراج زندگی برہمچرج۔ گرہست۔ بان پرست اور سنیاس چار آشرموں میں منقسم ہے۔ آخری آشرم کو جو شخص قبول کرتا ہے۔ اُس کو سنیاسی کہتے ہیں۔ بُدھ کے زمانہ میں بھی جوگی۔ بیراگی۔ جتی۔ مَونی۔ نرگرہست (بے گھر) اچیلک۔ دِگمبر وغیرہ مختلف قسموں کے سنیاسی موجود تھے۔ اُن کا یہ نیا فرقہ بھی اِسی سنئے ڈھانچے پر قائم ہوا تھا۔ لیکن اِس کی خصوصیت کہاں تھی؟ اس کا ذکر اپنے اپنے موقع پر ہو گا۔

میانہ روی

دیگر اُداسین فرقوں کے ساتھ بودھ سنگھ کا ایک بات میں فرق دیکھا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جسم کو تکلیف دینا۔ مثلاً فاقہ کشی کرنا۔

آگ تاپنا۔ پانی میں کھڑا رہنا۔ لوہے کی سیخوں پر سونا وغیرہ وغیرہ تکلیف دہ اور کٹھور سادھن بُدھ دھرم کی تعلیم میں شامل نہ تھے۔ پہلے حصہ میں اس بات کا ذکر آ چکا ہے کہ راج تیاگ کرنے کے بعد چھ برس تک اُنہوں نے لگاتار سخت تپسیا (ریاضت) کی۔ اول اُنہوں نے آلار اور اُدرک ان دو گروؤں کے پاس جوگ کی تعلیم حاصل کی۔ لیکن اُس میں کچھ فائدہ نہ دیکھ کر بعد ازاں راج گرہ سے ارولو جنگل میں جا کر دیگر پانچ سنیاسیوں کے ساتھ دم کشی۔ عرصہ دراز تک فاقہ کشی اور جسم کو سکھا کر کانٹا کر دینے والی سخت درجہ کی ریاضت شروع کی۔ اور آہستہ آہستہ اپنی خوراک کو اس قدر کم کر دیا کہ آخرش وہ ایک مٹھی بھر چاول بھی نہ رہی۔ اس غیر طبعی سادھن کرنے کی وجہ سے اُن کا خوبصورت اور نازک جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ آنکھیں بیٹھ گئیں اور ہڈیاں نکل آئیں۔ اُن کا جسم اس قدر دُبلا اور بدصورت ہو گیا اور شکل ایسی تبدیل ہو گئی کہ دیکھنے سے اُن کو انسان سمجھنا اور پہچاننا ہی مشکل تھا۔ لکڑہارے اور چرواہے اُن کو پشاچ (جن) خیال کر کے اُن کے جسم پر مٹی اور طرح طرح کی غلاظت پھینک دیتے تھے۔ اور رفتہ رفتہ وہ اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ اُن کے شاگردوں کو یہ سمجھنا مشکل ہو گیا تھا کہ آیا وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ اگرچہ سِدھارتھ نے یہ چھ برس بغیر کھانے اور سونے کے گزار دئے۔ اس عرصہ میں ایک دن کے لئے بھی کسی اور چیز کو اُنہوں نے نہیں دیکھا۔ کسی دوسرے شخص سے ملاقات نہیں کی۔ کسی دوسری بات کا خیال نہیں کیا۔

صرف ایک ہی مہاں دھیان میں ڈوبے رہے ۔ مگر تو بھی بدھارتھ
کی امید پوری نہ ہوئی ۔ اِس قدر سخت ریاضت کر کے بھی جب وہ سدھ نہ
ہو سکے تو یہ بات اُن کی سمجھ میں آگئی ۔ کہ جسم کو اِس طرح سے تکلیف
پہنچا کر مقصد پورا نہ ہوگا ۔ اور یہی سوچتے سوچتے ایک دن جوگ آسن
کو چھوڑ کر اُٹھے اور نئی رنجن ندی کے کنارے پر آہستہ آہستہ ٹہلنے
کی کوشش کرنے لگے لیکن چند قدم ہی چلے تھے کہ غش کھا کر زمین پر
گر پڑے اور بیہوش ہو گئے ۔ اور جب اُن کا دم رُک گیا ۔ تو شاگردوں
نے سمجھا کہ شاید اِس دفعہ سدھارتھ کی روح جسم کو چھوڑ گئی ہے +
جب کچھ دیر کے بعد اُن کے شاگردوں کو معلوم ہوا ۔ تو وہ بہت
منتشر دماغ اور بے قرار دل کی حالت میں اُن کی خدمت کرنے لگے ۔
آخر کار بہت دیر بعد سدھارتھ نے آنکھیں کھولنی چاہیں ۔ اور جب
آنکھ کھلی اور حالت کسی قدر بہتر ہوئی ۔ تب اُنھوں نے جسم کو حد سے
زیادہ دمن کرنے اور تکلیف دینے کی غلطی اور اُس کے بے سود اور
فضول ہونے کو محسوس کیا ۔ اُنھوں نے شروع شروع میں خیال کیا
تھا ۔ کہ بھگوے کپڑے پہن کر سنیاسی بن جانے اور جسم کو پورے طور پر
اپنی مرضی کے موافق تصرف میں لانے اور دُکھ دینے سے ہی سچی معرفت
کی آنکھیں روشن ہو جائینگی ۔ لیکن اب تجربہ سے معلوم ہوا کہ دھرم سادھن
کے لئے جسم کی جائز حفاظت اور خبرداری کرنا اعلےٰ فرض ہے ۔ اِس
لئے پھر باقاعدہ طور پر خوراک کھانی شروع کی اور آہستہ آہستہ اُن کے
جسم میں طاقت آنے لگی ۔ چونکہ چھ برس کی سخت ریاضت کے عرصہ

میں اُن کا بھگواں کپڑا بوسیدہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ اِس لئے ایک دِن ندی کے کنارے پر رادھا نامی کسی غریب عورت کی لاش کا جو کپڑا شمشان میں پڑا ہوا تھا۔ اُسی کو دھو کر سِدھارتھ نے پہن لیا +

اِس امر کو سوچتے سوچتے کہ اب کونسا راستہ اِختیار کرنا چاہیئے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ایک طرف حد سے زیادہ جسم کو طرح طرح کی تکلیف دینا اور فاقہ کشی وغیرہ کرنا اور دوسری طرف دنیاوی عیش و عشرت اور جسمانی سکھوں کا غلام ہو جانا یہ دونوں ہی راستے درست نہیں۔ اعتدال یعنی میانہ روی کا راستہ ہی ٹھیک راستہ ہے۔ پرم گیان حاصل کرنے کے بعد اُنھوں نے بنارس میں اِس اعتدال کے راستہ کے متعلق جو اپنا پہلا اور اعلےٰ اُپدیش دیا اُس کا ذکر اس کتاب کے دوسرے حصہ کے ۱۸ صفحہ پر مفصل طور سے آ چکا ہے۔ اُن کے بھکشو اُسی اُپدیش کے موافق زندگی بسر کرتے تھے۔ اُن کے کھانے پینے اور رہائش وغیرہ کے طریق دوسرے سنیاسی فرقوں سے علیحدہ تھے۔ اگرچہ یہ بات سچ ہے کہ بُودھ بھکشو بھکشا مانگ کر کھاتے تھے۔ لیکن اُن کو کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق کچھ تکلیف نہ تھی۔ اگرچہ وہ اپنے ہاتھ سے سلائی کر کے پھٹے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ لیکن بُودھ سنیاسی دِگمبروں کی طرح ننگے نہ رہتے تھے۔ شریفانہ لباس پہنکر ہر ایک جگہ جاتے تھے۔ ایسا کہا گیا ہے کہ ایک دن اناتھ۔ پنڈوے کے گھر پر ایک جٹادھاری اور بدن پر راکھ ملے ہوئے۔

ننگے سنیاسیوں کا گروہ آموجود ہوا - اُن کے اِستری سے اپنے بیٹے کی بہو سُماگدھا (सुमा गाधा) کو بُلا کر کہا "تم جاکر دیکھو کہ کیسے سنیاسی آئے ہیں"۔ سُماگدھا یہ سمجھکر کہ ساری پُتر یا کسی اور بودھ سنیاسی کا درشن کرونگی - نہایت دلی جوش اور خوشی کے ساتھ دوڑی ہوئی گئی - لیکن اُس نے جاکر ایک عجیب نظارہ دیکھا اور یہ ڈراؤنی صورتیں دیکھ کر وہ حیران - اور پژمُردہ دل ہوکر واپس گئی - اُس کو رنجیدہ اور پژمردہ دیکھ کر اُسکی ساس نے پوچھا "بیٹی! تم رنجیدہ کیوں ہو"؟ اُس نے کہا - اگر یہی بِھکشو سادھُو ہیں - تو معلوم نہیں - دُرجن (بد) کِس کو کہتے ہیں +

سنگھ کی ساخت اور اُس میں نفاق

اس کا بیان دوسرے حصے کے ۹۱ صفحہ سے لے کر ۱۰۳ صفحہ تک دیکھو +

ویدک کِریا کانڈ

پروہتائی - بودھ دھرم کے ظہور کے وقت اُس وقت ہندو سماج میں بلی دان - ہوم - جگ وغیرہ کِریا کانڈ مروج تھا - اور اِن تمام کِریاؤں کو ادا کرنے والے ہوتا होता رِتوِک - ادھوریو وغیرہ مختلف جماعتوں کے پروہت بھی موجود تھے - اِن تمام اڈمبروں سے پُر کِریا کانڈ اور پروہتائی کے طریق کو چھوڑ کر پاک روحانی اخلاق کے اصولوں پر بُدھ دیوجی نے اپنے سنگھ کو قائم کیا - اُن کو ویدک کِریا کانڈ

اور خصوصاً جانوروں کو بلیدان دینے سے کس قدر گہری نفرت تھی۔ اس کا ثبوت بودھ شاستروں میں اکثر جگہ پایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق چند کہانیاں تیسرے حصہ میں دی گئی ہیں +

اگر پروہت کا کرم کانڈ چھوڑ دیا جائے تو پھر پروہتائی کا کچھ کام ہی باقی نہیں رہتا۔ بودھ سنگھ اس کا کافی ثبوت ہے۔ روحانی اوصاف اور عمر کے لحاظ سے بودھ بھکشوؤں کی عظمت تھی۔ بودھ سنگھ کی ابتدائی حالت میں ان کے درمیان پروہتائی کا کچھ اثر دیکھا نہیں جاتا۔ اور وہ اثر رہ ہی کیونکر سکتا تھا؟ جس دھرم میں دیوتا کی کوئی جگہ نہیں۔ شانتی سوستائن کا طریق نہیں۔ جس دھرم میں ہوم۔ جگ۔ کریا کرم بھجن پوجن کی کوئی ہیو ستھا نہیں اُس دھرم میں پروہت کی کیا ضرورت ہوم اور جگ کے دیوتا۔ انسان اور دیوتاؤں کے درمیان کسی واسطے (وسیلہ) کا ہونا کچھ ضروری نہیں۔ بودھ عقیدے کے موافق ہر ایک شخص اپنی پاکیزگی کی طاقت سے نربان حاصل کرنے کا مستحق ہے۔ ہر ایک بودھ اپنا چراغ آپ ہے اور آپ ہی اپنی پشت و پناہ ہے۔ ہر ایک بودھ بھکشو آپ ہی اپنا پروہت اور آپ ہی اپنا ججمان ہے۔ اگرچہ یہہ سچ ہے کہ بُدھ دیو ہر ایک مکتی کے خواہشمند کو دُنیا اور گھر کی دولت اور حشمت کو چھوڑ کر اُن کے اپنے بتلائے ہوئے پاکیزگی کے راستے پر چلنے کے لئے بلاتے ہیں۔ لیکن سادھک کا مکتی حاصل کرنا اُس کی اپنی کوشش اور ریاضت پر منحصر ہے +

یہ قاعدہ جس کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے۔ اُس کا عمل صرف

ابتدائی بودھ سماج تک جاری رہا۔ لیکن زمانہ کے ساتھ ساتھ اور خاص خاص جگہوں میں اس کے برخلاف بھی کارروائی دیکھی جاتی ہے۔ بودھ دھرم کے پرچار کے ساتھ ساتھ سنگلدیپ چین تبت وغیرہ مختلف ملکوں میں اس کی شکل وصورت اور قواعد کچھ کے کچھ بن گئے۔ تبت کے لاماؤں میں تو اس نے ایسی عجیب و غریب صورت قبول کی ہے کہ اُس کو دیکھکر یہ یقین ہی نہیں ہوسکتا۔ کہ یہ سب کچھ ابتدائی بودھ دھرم میں قبول کیا جاتا تھا+

آچاریہ۔ اوپا اچاریہ مختلف جماعتوں کے سر مُنڈے پنڈت پروہت اکٹھے ہوکر دھرم سنگیت گانا۔ دُھوپ جلانا۔ گھنٹہ بجانا۔ بڑے بڑے مندروں میں مورتی کا قائم کرنا۔ شانتی جل چھڑکنا۔ برت رکھنا۔ گرُو کے پاس اپنے گناہوں کا اقرار کرنا۔ نرک میں اپنے پاپوں کا عذاب بھوگنا۔ بودھی ستو کی کلپنا۔ پوپ کی جگہ دھرم یا جک لاما کا استحقاق وغیرہ وغیرہ بہت سی باتوں میں تبت کا بودھ دھرم اصلی بودھ دھرم سے بہت دور چلا گیا ہے۔ بلکہ بہت سی رسمیات میں رومن کیتھلک فرقہ کے ساتھ اِس کی بہت مشابہت دیکھی جاتی ہے +

ذات کی تمیز۔ برن آشرم کے ساتھ بودھ سنگھ کا کیا تعلق ہے؟ اِس سوال کے جواب میں چند باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ ذات کی جڑ اکھاڑ کر ہندو سماج کی ساخت کو توڑ ڈالنا بُدھ دیوجی کا مقدم مقصد نہ تھا۔ لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ برن کا وچار رکھنا اُن کی سماج

کی بنیاد نہ تھی۔ براہمن۔ کھشتری وغیرہ افضل ذاتوں کے لوگوں کی طرح ادنےٰ ذاتوں کے لوگ بھی بھکشوؤں کے سنگھ میں داخل ہونے کا استحقاق رکھتے تھے۔ بدھ دیوجی نے ایک جگہ خود فرمایا ہے کہ "اے بھکشوؤ! جیسے گنگا جمنا اور اچراوتی وغیرہ دریا خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں سمندر میں داخل ہو کر اپنا پرانا نام اور جگہ چھوڑ کر سمندر کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ ویسے ہی جب براہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر چاروں برن کے لوگ میری ہدایت کے موافق گرہست کو چھوڑ کر سنیاس دھرم قبول کرتے ہیں۔ تب وہ اپنا پہلا خاندان۔ طریق۔ رسم اور پرانا نام چھوڑ کر شاکیہ کے بیٹے بھکشو کے نام سے ہی نامزد ہوتے ہیں"۔ راجا اجات شترو کو سنیاس دھرم کے متعلق اُپدیش دیتے وقت بُدھ کہتے ہیں:۔ "اگر کوئی راجا کا نوکر یا خدمتگار بھگویں کپڑے پہنکر خیال۔ کلام اور فعل میں پاک ہو کر بھکشو کا کام اختیار کرے تو اے راجن! کیا تم یہ کہوگے کہ یہ میرا نوکر ہے۔ اس کو میرے سامنے کھڑا ہو کر بات کرنی چاہیئے۔ اور میری عظمت دیکھ کر میرے مطیع رہنا چاہیئے۔ ہمیشہ میری مرضی کے موافق کام کرنا چاہیئے اور میری خدمت میں مصروف رہنا چاہیئے"۔ راجا نے جواب دیا:۔ "مہاراج یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بلکہ میں ہی اُس کو پرنام کرونگا اُس کو بیٹھنے کے لئے آسن دونگا۔ اور اُس کی خوراک۔ دوائی۔ پوشاک وغیرہ کے متعلق جو کچھ ضروری ہوگا مہیا کرونگا۔ اور اُن کی تمام ضروریات کو پورا کر کے ایسا انتظام کرونگا تاکہ وہ بہ آرام زندگی بسر کر سکے اور ہر ایک خوف اور خطرے سے محفوظ رہ سکے"۔ بُدھ کے

شاگرد راجا پرجا۔ براہمن اور شودر بھگویں کپڑے پہننے کا برابر استحقاق رکھتے ہیں۔ صرف اعلیٰ ذاتوں کے لوگ ہی نربان حاصل کرنے کے مستحق نہیں بلکہ اِس دھرم کا پرچار کیا دیوتاؤں اور کیا انسانوں۔ کیا اوچ اور کیا نیچ سب کی بھلائی کے لئے یکساں ہے ؀

بُدھ کے سب سے پہلے شاگردوں کی جماعت میں ہم شاہی حجام اُپالی کا نام دیکھتے ہیں۔ کھیراگا تھامیں سونیت جو اپنی بابت کہتا ہے وہ سننے کے لائق ہے "میں نیچ کُل (خاندان) میں پیدا ہوا ہوں۔ میں بیکس۔ غریب اور جاہل تھا۔ مندر میں جھاڑو دیکر خشک اور مرجھائے ہوئے پھول جھاڑو کے ذریعہ صاف کرنا ہی میرا کام تھا۔ لوگ مجھکو حقیر سمجھتے تھے۔ میں دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کے سامنے جُھک جُھک کر سلام کرتا تھا۔ بُدھ دیوجی جب بعہ اپنے شاگردوں کے مگدھ دیش سے گزر رہے تھے۔ تب اُن کے درشن کے لئے بیقرار ہو کر اپنے سر کا بوجھ پھینک اُن کے پیچھے دوڑا۔ اُنہوں نے مجھکو دیکھ کر مجھ پر دیا کی اور مجھ دینے کے لئے وہاں کھڑے ہو گئے۔ کہاں وہ شہنشاہوں کی مانند بُدھ دیو اور کہاں میں ایک نہایت حقیر بیکس اور غریب شخص! اوہ! مجھ جیسے عاجز اور بیکس شخص کی درخواست سننے کے لئے وہ ٹھہر گئے۔ میں نے اُنکے چرنوں میں ڈنڈوت پرنام کر کے کہا "اے پربھو! مجھ ناچیز کو اپنے بھکشوؤں کی جماعت میں قبول کیجئے"۔ تب نہایت رحمدل بُدھ دیو جی نے کہا "اے بھکشو! آ اور میرے ساتھ چل۔ میری صرف یہی

ایک دِکھشا ہے۔ اِس کے بعد سونیت کہتا ہے " میں جنگل میں جا کر دھیان دھارنا میں مصروف رہا۔ اور مُکتی کا ذریعہ تلاش کرنے لگا۔ تب دیوتا گن مجھ پر بہت خوش ہوئے اور میرے چاروں طرف مجھکو گھیر کر کھڑے ہو گئے۔ بُدھ دیوجی نے مجھ کو دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ " نیکی اور پاکیزگی کی طاقت سے نیچ شخص بھی براہمن بن جاتا ہے۔ براہمن کی سچی علامت یہ ہی ہے "۔ پیدائش سے کوئی براہمن نہیں ہوتا۔ بلکہ انسان اچھے کاموں سے ہی حقیقی براہمن بنتا ہے بودھ شاستر میں اِس قسم کے بچن کثرت سے ملتے ہیں۔ اُن کا ذکر تیسرے حصہ میں آچکا ہے۔ بُدھ دیو ماتنگ کی کہانی میں کہتے ہیں۔ ماتنگ چنڈال نے اپنے کاموں کی خوبی سے برمھ لوک حاصل کیا تھا۔ جنم سے نہ کوئی چنڈال ہوتا ہے اور نہ کوئی براہمن۔ بلکہ انسان اپنے کرموں کی وجہ سے ہی براہمن یا چنڈال بنتا ہے (سُت نیپات)

وہی براہمن ہے جو سچائی۔ محبت۔ صفائی اور رحم کی مشق کرتا ہے۔ جو سنجمی اور اندریہ جیت ہے۔ اور جس نے جہالت اور گناہ سے آزادی حاصل کی ہے (دھرم پد)

لیکن اِس سے کبھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بُدھ دیوجی نے ذات کی رسم کی جڑ کاٹ کر سوسائٹی کی اصلاح کے لئے کوشش کی تھی۔ سوسائٹی میں جو لوگ ادنےٰ حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ اُن کو اُبھارنے کے لئے کوشش کرنا۔ ادنےٰ قوم کے لوگوں کو اعلےٰ بنانے یا سوسائٹی کے بد رسوم اور توہمات کو درست کرنے

کے لئے جدوجہد اور کشمکش کرنا غرضیکہ ان سب اصلاحوں کے متعلق اُن کی تعلیم میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ سوسائٹی کی اصلاح کرنا۔ اُن کے دھرم پرچار میں شامل نہ تھا۔ راج یا سماج کی حالت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ بھکشو جس نے سوسائٹی کے تعلقات کو چھوڑ دیا ہے اُس کو سوسائٹی کے متعلق فرائض سے کچھ واسطہ نہیں۔ اُس کے لئے اپنے سنگھ کے قواعد کی پیروی کرنا ہی کافی ہے۔ براہمنوں کی عزت کرنے اور چاربرن کے دیگر قواعد کی پیروی کرنے میں بھکشو کچھ دخل نہیں دیتے تھے۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ ویدک آچار بیوہار اور کریا کانڈ کو بدھ دیو جی نے بھکشوؤں کی جماعت میں داخل نہیں ہونے دیا۔ ویدوں کو بدیا کا بھنڈار (چشمہ) سمجھکر اُن کے نزدیک ویدوں کا کوئی مہاتم نہ تھا۔ اُنھوں نے خود بدھ ہو کر جو اعلےٰ صداقتیں حاصل کی تھیں۔ وہاں تک وید بھی نہیں پہنچ سکتے اور وہ ویدوں کی کلام سے بھی بہت اعلےٰ ہیں۔ وہ صداقتیں عالمگیر ہیں۔ وہ صرف کسی خاص ملک یا قوم کیلئے نہیں بلکہ اُنھوں نے اُن صداقتوں کو بلا لحاظ براہمن اور شودر ادنےٰ اور اعلےٰ غرضیکہ سب کے لئے ہی پرچار کرنے کا عہد کیا۔ غرضیکہ اُن کے سنگھ کا دروازہ سب کے لئے کھل گیا +

بودھ سنگھ اور اُس کے قواعد

شروع شروع میں بھکشو بننے کے لئے کسی قسم کی پابندی نہ تھی۔ جو چاہتا تھا۔ وہی سنگھ میں داخل ہو سکتا تھا۔ لیکن بعد ازاں رفتہ

رفتہ یہ قاعدہ بنا دیا گیا - کہ جن لوگوں کو تپ دِق - مرگی اور دیگر متعدی بیماریاں نہ ہوں - جو غلام - مقروض اور سپاہی نہ ہوں - اور جنہوں نے ماتا پتا کی رضامندی حاصل کی ہو - وہی لوگ بھکشوؤں کی جماعت میں داخل ہونے کے لائق ہیں +

ابتدائے سنگھ میں داخل ہوتے وقت کوئی اُنوشٹھان (رسم) نہیں کیا جاتا تھا - صرف سر منڈوانا اور پیلے رنگ کے کپڑے پہننا اور سنیاس کی زندگی بسر کرنا ہی کافی سمجھا جاتا تھا - مگر بعد ازاں سنیاس لینے کے لئے ایک اُنوشٹھان پدھتی (طریق ادائے رسوم) تیار ہوئی - اور کوئی شخص بارہ برس کی عمر سے کم شِکھشارتھی (طالب یا امیدوار) اور بیس برس عمر سے کم بھکشو کے منصب پر دیکھشت نہیں ہو سکتا تھا - دیکھشا کے دن کم سے کم دس بھکشوؤں کے اکٹھا ہونے پر اُنہی میں سے ایک ایسا شخص جس کو سنیاسی ہوئے دس برس سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہو سبھا پتی (میر مجلس) مقرر ہوتا تھا +

بھکشو فرش پر ایک دوسرے کی طرف مُنہ کر کے دو قطاروں میں بیٹھتے تھے - اور سبھا پتی کسی ایک قطار کے شروع کے حصہ میں بیٹھتا تھا - شِکھشارتھی گرہستی کے لباس میں بھکشو کے پہننے والے کپڑے ہاتھ میں لے کر حاضر ہوتا تھا - اور ایک بھکشو اُسکو حاضرین کے سامنے پیش کرتا تھا - شِکھشارتھی سبھا پتی کو پرنام کر کے اور کچھ نذرانہ دے کر تین بار یہ درخواست کرتا تھا " پربھو میرے اوپر دیا کیجئے یہ بستر لیجئے - اور مجھ کو دیکھشت کیجئے تا کہ میں دُکھ سے رہائی

پاسکوں اور زبان سمبھوگ کرسکوں +

سبھاپتی یہ بستر (کپڑے) لے کر بھکشارتھی کے گلے میں ڈالدیتا تھا۔ اور اُس وقت ایسے سُوتر اُچارن (بولنا) کرتا تھا۔ جن میں انسانی جسم کے فنا پذیر ہونے کا ذکر ہے۔ امیدوار وہاں کسی ایک طرف جاکر بھکشوؤں کا لباس پہن لیتا۔ اور ایک سُوتر اس مضمون کا پڑھتا۔ کہ "میں یہ بستر (کپڑے) سردی، گرمی اور تجانوارن (ستر پوشی کے لئے پہنتا ہوں" اس کے بعد وہ بھکشو کے لباس میں حاضر ہوکر سبھاپتی کے سامنے دوزانو بیٹھ کر یہ منتر (کلمہ) بُدھم شرنم گچھامی (میں بُدھ کی شرن لیتا ہوں) دھرمم شرنم گچھامی (میں دھرم کی شرن لیتا ہوں) سنگھم شرنم گچھامی (میں سنگھ کی شرن لیتا ہوں) تین بار اُچارن کرتا اور دس مندرجہ ذیل عہد کرتا تھا +

(۱) میں عہد کرتا ہوں کہ کسی جاندار کو نہیں ماروں گا +

(۲) میں عہد کرتا ہوں کہ چوری نہیں کرونگا +

(۳) میں عہد کرتا ہوں کہ اپوترتا (بدچلنی) سے پرہیز کرونگا +

(۴) میں عہد کرتا ہوں کہ جھوٹ نہیں بولونگا +

(۵) میں عہد کرتا ہوں کہ نشی چیزوں کا استعمال نہیں کرونگا +

(۶) میں عہد کرتا ہوں کہ ناچنے۔ گانے۔ باجہ بجانے۔ اور تماشے کرنے سے پرہیز کرونگا +

(۷) میں عہد کرتا ہوں کہ ممنوع اوقات میں کھانا نہیں کھاؤنگا +

(۸) میں عہد کرتا ہوں کہ پھول مالا۔ خوشبوئیں۔ اور تلک چھاپ سنگار

یا زیبایش کی چیزیں استعمال نہیں کرونگا +
(۹) میں عہد کرتا ہوں کہ اونچے اور چوڑے بستر سے استعمال نہیں کرونگا +
(۱۰) میں عہد کرتا ہوں کہ کسی سے سونا - چاندی نہیں لونگا +

وے دونوں بھکشو اِس کے متن بنتے اور وہ اُن دونوں کو سبھا سے الگ لے جا کر اپنا اور اپنے گُرو کا نام بتلاتا تھا اور کہتا تھا کہ "میرے پاس بھکشا پاتر اور پہننے کے کپڑے ہیں اور مجھے کوئی بیماری نہیں ہے جو بھکشو ہونے میں مانع ہو - میں بیس سال کا نوجوان مرد ہوں - میں نے اپنے والدین کی رضامندی حاصل کر لی ہے +

امیدوار اِس کے بعد اُٹھ کر اور سبھاپتی کو پرنام کر کے وہاں سے رخصت ہو جاتا تھا +

شِکھشا رتھی سنگھ کا ممبر نہیں ہو سکتا تھا - جب وہ بھکشو ہونا چاہتا تھا - تب وہ اُس کو گرہستی کا لباس پہن کر مذکورہ بالا انوشٹھان کرنا پڑتا اور سبھاپتی کو پرنام کر کے دوبارہ نذرانہ دینا پڑتا تھا اور اُس سے گُرو بننے کے لئے تین بار التجا کرنی پڑتی تھی - اُس کے رضامند ہونے پر وہ آشرم کے دوسری طرف چلا جاتا اور وہاں پر اُس کے گلے میں بھکشا پاتر (کاسہ گدائی) لٹکا دیا جاتا تھا - اور جس شخص نے اِس کو بھکشو کے منصب میں برن (قبول) کرنے کے لئے تجویز پیش کی تھی - وہی اُس کو سبھاپتی کے سامنے لے آتا - اور اُس کے علاوہ ایک اور بھکشو امیدوار کے دوسری طرف کھڑا ہوتا - امیدوار اِن دونو کو اپنا اور اپنے گُرو کا نام بتلاتا تھا - اور اُس کو اِن دونو سے یہ بات بھی

ظاہر کرنی پڑتی تھی۔ کہ "میرے پاس بھکھشا پاتر اور پہننے کے کپڑے ہیں۔ اور مجھ میں بھکشو ہونے کی قابلیت بھی ہے"۔

یہ دو تو شخص اس بات کو سب حاضرین کے سامنے ظاہر کر دیتے تھے۔ جب امیدوار کو قبول کرنے کے لئے سب اپنی رائے دیدیتے۔ تو وہ آگے بڑھتا۔ اور زانو جھکا کر دیکھشت ہونے کے لئے یہ کہ کر تین بار درخواست کرتا۔ "اے بھکشوؤ میں سنگھ میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ آپ مجھ پر دیا کریں۔ اور مجھ کو ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیں"۔ امتحان کرنے والے سب کے سامنے دوبارہ اپنی پریکھشا (امتحان) کا نتیجہ ظاہر کرتے اور تین بار دریافت کرتے کہ آیا اس امیدوار کے سنگھ میں داخل ہونے پر کسی کو کچھ اعتراض ہے یا نہیں۔ اگر کسی کو کچھ اعتراض نہ ہوتا۔ تو ممتحن سبھا پتی کے سامنے سر جھکا کر یہ کہتے کہ "فلاں شخص کو سنگھ نے قبول کیا ہے۔ اور فلاں شخص اس کا گرو ہے۔ سماج نے اس کو قبول کر لیا ہے۔ اور اسی وجہ سے سب خاموش ہیں"۔

نیا شاگرد ایک ہی مٹھ میں گرو کے ساتھ رہتا اور ان سے دھرم کی شکھشا حاصل کرتا تھا۔ اور گرو اس کو اپنے پتر (بیٹے) کی مانند پیار کرتا تھا۔

بھکشوؤں کو دوپہر کے بعد ہر ایک ثقیل چیز کھانے کی ممانعت تھی۔ اور نشہ دار چیزوں کا استعمال کرنا ان کے لئے قطعی منع تھا۔ وہ کھانا حاصل کرنے کے لئے کھپر ہاتھ میں لے کر در بدر جاتے۔ مگر کسی سے کچھ نہ مانگتے اگر کسی نے اس برتن میں کچھ ڈالدیا۔ وہ اس کو آشیرباد

دیتے اور وہاں سے دوسرے گھر چلے جاتے۔ جب بھوک دُور ہونے کے لائق کچھ کھانا مل جاتا۔ تو مٹھ کو واپس آجاتے۔ اور ذائقہ وغیرہ میں آسکت (گرویدہ) ہونے کے بغیر کھانا کھا لیتے۔ اور کھانا کھا لینے سے پہلے اپنے دل میں یہ چنتا کرتے "تم اپنا کھانا گرہن کرو۔ اور اُس کو مٹی کی مانند سمجھو تھوڑا سا کھانا کھا کر کہو۔ مٹی کو مٹی میں ارپن کیا"۔

بُدھ سادھن کے لئے جنگل میں باس کرنا موزوں خیال کیا کرتے تھے۔ اس لئے وہ اپنے شِشوں کو سادھن کے وقت جنگل میں جانے کے لئے ہدایت کرتے۔ مگر عام طور پر بھکشو لوگ باغ میں رہا کرتے تھے۔

بودھ دھرم کی ترقی کے ساتھ ساتھ جب قدر زیادہ تعداد میں بہار تعمیر ہونے لگے۔ بھکشو ہمیشہ اُنہی میں رہائش اختیار کرنے لگے۔

یہ لوگ برسات کا موسم شہر کے نزدیک کسی جگہ میں گزارا کرتے اور شرت (اسوج اور کاتک مہینوں کا موسم) کی موسم میں مختلف مقامات میں پھرنے کے لئے باہر جایا کرتے تھے۔

پھینکے ہوئے اور پھٹے پرانے کپڑوں کو مناسب طور پر پھاڑ کر بھکشو نیچے پہننے کے دو کپڑے یعنی باسک (لنگوٹی) اور سنگھاتی (دھوتی) تیار کرتے اور تیسرا کپڑا اُتراسنگ (چادر) اوپر اوڑھنے کے لئے بنا لیا کرتے اور یہ تمام کپڑے پیلے رنگ میں رنگ لئے جاتے تھے۔ کوئی بھکشو اِن تین کپڑوں کے علاوہ اور زیادہ کپڑا استعمال

نہیں کر سکتا تھا +

کمار یہ رکنوار اپن - مجرد رہنا) برت کا پالنا بھکشو کے لئے ضروری تھا - شادی شدہ شخص کے بھکشو ہونے پر اُس کو اپنی استری کو چھوڑ کر آنا پڑتا تھا - اور اُس کے لئے دوسرا برت مفلسی کا تھا - بھکشو ہونے کی صورت میں سب کچھ چھوڑنا پڑتا تھا +

بھکشوؤں کی جماعت میں مہینے میں دو بار پرتی موکش شاستر (بودھ شاستر کا نام) پڑھا جاتا تھا - اگر کوئی بھکشو کوئی نیم (قاعدہ) توڑتا - تو وہ خود اُس موقع پر اپنا قصور قبول کرتا - معمولی پاپ کی سزا میں اُس کو یا تو بہار کے صحن میں جھاڑو دینی پڑتی - یا بودھی درخت کے نیچے مٹی بچھانی پڑتی تھی - لیکن بیبھچار (زناکاری) چوری یا کسی جاندار کی جان لینے اور بھکشو ہو کر اپنے آپ کو ارہت ظاہر کرنے کی سزا میں اُس کو بھکشوؤں کی جماعت سے خارج کر دیا جاتا تھا - اگر کسی کے متعلق کچھ شکایت آتی - تو سماج کا جلسہ ہوتا اور سب مل کر اُس کا فیصلہ کرتے +

شِکھشار تھیوں کا فرض تھا - کہ وہ سورج کے نکلنے سے پہلے اُٹھ کر مُنہ ہاتھ دھوتے - اور بہار اور بودھی درخت کے نیچے جھاڑو دیتے - پینے کا پانی لاتے اور اُس کو چھان کر رکھتے - اس کے بعد کسی نرجن جگہ میں جا کر سنگھ کے قواعد یاد کرتے - بدھ کی خوبیوں اور اپنے نقصوں اور برائیوں کو یاد کرتے کرتے سمادھی (دھیان) اور بودھی درخت کو پھولوں سے سجاتے - اس کے بعد اُپادھیا کے ساتھ بھکشا کے لئے باہر جاتے - اور واپس آ کر اُس کے پاؤں دھونے کے

لئے پانی دیتے ۔ اور بھکشا سے حاصل کی ہوئی چیزیں اُسکے سامنے رکھتے ۔ کھانا کھانے کے بعد کھانے کے برتن دھوتے ۔

اِس کے بعد بُدھ کی ارادھنا (حمد) اور تمام جیووں پر دیا (رحم) اور سنیہہ (محبت) کرنے میں اپنے دل کو لگاتے ۔

بعد آزاں دھرم گرنتھوں کا پاٹھ اور اُن کی شکھشا (تعلیم) لینے یا اُن کی نقل کرتے تھے ۔ سورج کے غروب ہونے پر پھر پوتر استھانوں (پاک مقامات) کو صاف کرتے اور چراغ جلا کر اُپادھیائے کے اُپدیش کو سُنتے ۔ اور پڑھے ہوئے سبق کو دوہراتے ۔ اگر کسی شخص سے کوئی قصور سرزد ہو جاتا تو وہ اُس وقت گرو کے پاس قبول کرتا ۔ اور جو کچھ پاس ہوتا ۔ شکھشا رتھی اسی میں خوش رہتا ۔ اور اپنی تمام اندریوں کو قابو میں رکھ کر دھرم کے بھاؤں میں دن بدن ترقی کرتا ۔

اُپادھیائے گن روزمرہ کے معمولی کاموں سے فارغ ہو کر مانسک (دماغی) اور ادھیاتمک (روحانی) کاموں میں مصروف ہوتے

(۱) کبھی وہ میتری[۱] بھاونا میں مصروف ہوتے ۔ اس وقت وہ تمام جیووں کے بارے میں چنتا کرتے اور بلا لحاظ دوست اور دشمن کے

---

[۱] میتری بھاونا کو پالی بھاشا میں اس طور پر لکھا ہے ۔ سب جیو سُکھی ہوں ۔ اور کسی کے ساتھ بیر اور دشمنی نہ رکھیں کسی کی جان نہ لیں ۔ کسی سے ہنسا نہ کریں ۔ اور سُکھ میں وقت کو خرچ کریں ۔ دُکھ سے آزاد ہوں ۔ اپنی جائداد سے محروم نہ ہوں ۔ سب جیووں کی ہستی کرموں سے ہے ۔ کرموں سے ہی سب پیدا ہوئے اور سب کرموں کے وارث ہیں کرم ہی سب کا بندھو اور آشرے دانا ہے ۔ جو شخص پاپ اور پُن کے کرم کریگا ۔ اُسکو اُس کا پھل بھوگنا پڑیگا ۔

اُن کے سُکھ کی کامنا کرتے +

(۲) کبھی وہ کرونا بھاونا میں مصروف ہوتے۔ جس میں دُکھ سے سنپتت (تکلیف زدہ) تمام جانداروں کو یاد کر کے اُن کی دُکھ بھری حالت کو محسوس کرتے۔ اور اُس کو دُور کرنے کے لئے مضبوط عہد کرتے +

(۳) کبھی وہ مُدِت (آنند) بھاونا کرتے کہ جس میں وہ دوسروں کے سُکھ اور ترقی میں اپنی خوشی مناتے +

(۴) کبھی وہ اشُبھ بھاونا (دکھ کی چنتا) کرتے۔ جس میں جسم کی اَپوترتا اور اس کی بیماری کی بھیانک مُورتی (خوفناک تصویر) کو خیال میں لاتے۔ اور اُس کی ناپائداری کو محسوس کر کے اُس کے سُکھ کی طرف سے لاپروا ہو جاتے +

(۵) کبھی اُپیکھشا (شانت بھاؤ) کی بھاونا کرتے۔ جس میں وہ اُلفت اور نفرت کے بھاو کو ترک کرتے۔ اور حکومت اور ظلم محبت اور ربہنا (انتقام) دولت اور افلاس۔ عزّت اور بے عزّتی۔ جوانی اور بڑھاپا۔ خوبصورتی اور بڑھاپے کی بدصورتی کی طرف سے بالکل لاپرواہ ہو جاتے اور دل کو ایسا بنا لیتے۔ کہ جس میں ایک کے لئے کشش اور دوسرے کے لئے نفرت کا بھاؤ نہیں رہتا تھا۔ اور سب معاملات میں دل میں کسی چیز کی طرف لگاؤ نہ رکھتے تھے +

آہا۔ بُدھ دیو روحانی طاقتوں کے نشو و نما کے لئے کیسا اچھا طریق ظاہر کر گئے ہیں +

بھکشُونی سَنگھ (بَودھ سنیاسنی)

بَودھ سَنگھ کی بنیاد پہلے صرف بھکشوؤں کی جماعت کے ذریعہ قائم ہوئی۔ شروع شروع میں عورتوں کو سنگھ میں داخل ہونے کا حق حاصل نہ تھا۔ بُدھ دیوجی جو انسانی فطرت کی کمزوریوں سے واقف تھے اور جو سنجم (خود ضبطی) کے ذریعہ کام کرودھ لوبھ وغیرہ پر فتح حاصل کرنے کی ہدایت کرتے تھے وہ اگر عورتوں کو سنگھ میں لینے سے جھجکتے تھے۔ تو یہ کچھ چنداں تعجب اور حیرت کی بات نہیں اُن کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ اگر عورتوں کو سنیاسیوں کے ساتھ ملنے جُلنے کا موقع ملے گا تو اس میں خرابی کا امکان ہے۔ جب آنند نے بُدھ دیوجی کے سامنے یہ تجویز پیش کی تو بُدھ دیوجی نے کہا کہ اگر عورتیں گھر بار چھوڑ کر سنیاسنی نہ بنیں تو یہ دھرم ہزار برس تک پاک اور خالص رہیگا اور اگر اُن کو سنگھ میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے تو اس دھرم کی پاکیزگی بہت جلد جاتی رہیگی اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ دھرم نیست ونابود ہو جائے گا +

بَودھ سَنگھ میں عورتوں کو شامل ہونے کا حق آسانی سے حاصل نہ ہوا بلکہ بُدھ دیوجی بہت مشکل سے عورتوں کو بھکشونی بنانے کے لئے رضامند ہوئے +

عورتوں سے الگ تھلگ رہنے کے لئے خواہ کتنی ہی کوشش

کیوں نہ کیجائے اور کتنے قواعد اور قوانین کیوں نہ بنائے جائیں لیکن اُن سے قطع تعلق کر لینا ممکن نہیں "اے بھکشو! خواہ تم بھکشا کے لئے باہر جاؤ یا گرہستی کے گھر کھانا کھانے کے لئے جاؤ تم کو عورتوں سے ضرور بضرور واسطہ پڑیگا - خواہ تم چاہو یا نہ چاہو لیکن ان کی دیا۔ ممتا پریم کے بھاو تمہارے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔" خاصکر اس وقت کا تو کچھ ذکر ہی نہیں جبکہ قدیم زمانہ میں ملک ہند میں پردہ کی رسم کا زیادہ زور نہ تھا اور عورتیں مردوں کی سوسائٹی میں آتی جاتی تھیں اور قومی امور اور تجاویز میں حصہ لیتی تھیں۔ عورتوں کے اچھے برتاؤ اور سلوک کی تصویر ہم بودھ سوسائٹی میں شروع سے دیکھتے ہیں۔ بودھ سماج میں سُوجاتا - امبپالی وِشاکھا بہت پاک اور دھارمک عورتیں گزری ہیں - اِن کے علاوہ ایک اور عورت کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جس کا نام بھی سُوجاتا تھا یہ ایک بڑے دولتمند کی لاڈلی لڑکی تھی۔ اِس کی فطرت نہایت خراب تھی - بُدھ دیوجی نے اس کی زندگی میں کس طرح تبدیلی پیدا کی اس کی کیفیت اِس طرح ہے " ایک دن جبکہ بُدھ دیوجی بھکشا کے لئے اناتھ پنڈک کے گھر آئے تو انھوں نے سُنا کہ وہاں بڑا شور و غل ہو رہا ہے بُدھ دیوجی نے دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مچھلی فروشوں کی مچھلیاں چرائی گئی ہیں اور وہ آپسمیں دنگا فساد کر رہے ہیں اناتھ پنڈک نے اپنے دُکھیا دل کی کہانی بُدھ دیوجی سے صاف صاف بیان کی اور کہا کہ مہاراج! میرے بیٹے کی استری ایک بہت بڑے گھرانے کی بیٹی ہے وہ

آج میرے گھر آئی ہے وہ بڑی غصہ والی اور نافرماں بردار ہے۔
کسی کی بات نہیں سُنتی اپنے سوامی کا کہنا نہیں مانتی۔ ساس اور سُسر
کی بعزتی کرتی ہے آپ کے لئے بھی اُس کے دل میں کچھ شردھا اور
بھگتی (عزّت اور تعظیم) نہیں یہ سُن کر بُدھ دیوجی نے سُوجاتا کو بلایا
اور اُس سے کہا کہ "پیاری بیٹی! آؤ میرے پاس بیٹھو"۔ جب وہ اُن کے
پاس آکر بیٹھی۔ تو بُدھ دیوجی نے کہا کہ سنو عورتیں سات قسم کی ہوتی ہیں
بعض نہایت مغرور۔ اور بعض بدچلن۔ بعض لڑاکی۔ شیریں کلام۔
سلیم الطبع۔ گھر کے کاروبار میں ہوشیار۔ خاوند کی پیاری اور مفید
ساتھی اور خدمت گزار۔ ان میں سے تم کس قسم کی عورت ہو۔ بُدھ دیو
جی کا یہ کلام سُنکر سُوجاتا کو اپنی عزت اور بڑائی کا کچھ خیال نہ رہا۔
اور اُس نے کہا آپ نے جو سوال کیا ہے میں اس کا مطلب اچھی طرح
نہیں سمجھی آپ کرپا کر کے مجھے اس کا مطلب سمجھا دیجئے۔ بُدھ دیو
جی نے کہا میں تم کو بتلاتا ہوں تم دلی توجہ سے سُنو بعد ازاں اُنھوں
نے پھر اپنے بیان کو دوہرایا اور بتلایا کہ بعض عورتیں بدچلن متلون
مزاج۔ خاندان کو بدنام کرنے والی۔ سوامی کو نہ پیار کرنے والی
وغیرہ وغیرہ اور دوسری طرف ایسی عورتیں بھی ہیں جو پاک اور نیک
خصلت رکھتی ہیں اور جو داسی کی طرح اپنے سوامی کی سیوا میں مصروف
رہتی ہیں اور اُس کے حکم کی پیروی کرتی ہیں۔ اب تم بتلاؤ کہ ان سات
قسم کی عورتوں میں سے تم کس قسم کی ہو۔ تب سُوجاتا کو ہوش آیا اور اُس نے کہا آپ
مجھکو پتی بُرتا استری کی مانند سمجھئے۔ اب میں کسی اور قسم کی عورت

بننا نہیں چاہتی۔ ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ بودھ سنگھ میں عورتوں کو شامل ہونے کا حق بہت کوشش کے بعد حاصل ہوا۔ پہلے گوتمی مہا پرجاپتی نے عورتوں کے لئے یہ حق چاہا لیکن اُن کی درخواست منظور نہ ہوئی۔ آنند نے اس تجویز کو دوبارہ پیش کیا اور بُدھ دیو جی سے عرض کی کہ اگر عورتیں سنیاس دھرم کو اختیار کریں تو کیا اُن کو اس کا اجر نصیب نہ ہوگا اور کیا وہ اشٹانگ مارگ کی پیروی کرنے پر بھی ارہت ہونے کی مستحق نہیں؟ اس پر بُدھ دیو جی نے کہا ہاں وہ ضرور مستحق ہیں۔ بعد ازاں آنند نے کہا تو پھر اُن کو سنگھ میں کیوں نہیں داخل کیا جاتا۔ (مہا پرجاپتی) گوتمی نے آپ کی ماں کے انتقال ہو جانے پر آپ کی پرورش کی ہے یہ آپ کی بہت عزت اور تعظیم کرتی ہیں اور آپ سے محبت کرتی ہیں آپ کا بھلا چاہنے والی اور خدمت کرنے والی ہیں ان کو اس حق سے محروم رکھنا کسی طرح بھی مناسب نہیں اس کے بعد بُدھ دیو جی نے بودھ بھکشنیوں کے لئے چند قواعد بنا دیئے جن کا خلاصہ یہ ہے:

کہ بھکشونیاں آزاد اور خود مختار نہ رہیں بلکہ وہ ہر ایک طرح سے بھکشوؤں کی جماعت کے مطیع رہیں گی جیسے عورتوں کے متعلق منوجی کی تعلیم ہے کہ وہ بچپن میں باپ جوانی میں خاوند اور بڑھاپے میں بیٹے کے مطیع رہیں اور کبھی بھی آزاد نہ رہیں بھکشونیوں کے متعلق بُدھ دیو جی کی تعلیم بھی ٹھیک اسی قسم کی تھی۔ سنیاسنی ہونے پر بھی وہ کسی بات میں آزاد نہیں اُن کے لئے جو آٹھ احکام تھے

وہ یہ ہیں۔ (اس ملک کی حالت اس زمانہ میں اخلاقی لحاظ سے بہت ابتر تھی)
(۱) بھکشوں کی عزت اور تعظیم کریں۔ (۲) جس جگہ بھکشو نہ ہو بھکشونی وہاں موسم برسات نہ گزارے۔ (۳) ہر ایک پکھش (پندرہ روزہ) میں بھکشونی بھکشو سنگھ کی رضامندی سے فاقہ کشی وغیرہ دھرم کے کام کرے اور ان سے اُپدیش حاصل کرے۔ (۴) موسم برسات کے اُتسب کے ختم ہونے پر بھکشو سنگھ اور بھکشونی سنگھ دونوں کے سامنے پاپ کے پراشچت کے لئے برت پالن کرے۔ (۵) دونوں سنگھوں سے मानत شاسن لے یعنی پاپ سرزد ہونے پر اس کے لئے جو سزا مقرر کی جائے اسکو قبول کرے۔ (۶) دو برس کے مطالعہ کے بعد دونوں سنگھوں سے اُپ سمپد उपसम्पद دیکھشا لے (۷) شرمنوں کی غیبت نہ کرے اور ان سے سخت کلامی نہ کرے۔ (۸) بھکشو ان کے نقص بتلا کر ان کو راہ راست پر قائم رکھیں لیکن بھکشوں کے نقص پکڑنا بھکشونیوں کے لئے بالکل منع ہے۔

مہاپرجاپتی نے ان تمام دھرم کے قواعد کو قبول کیا اور عورتوں میں سب سے پہلے وہی بُدھ دیو جی کی شاگرد بنی بعد ازاں اس نے یہ تجویز پیش کی کہ بھکشو اور بھکشونیں دونو ہی اوصاف اور کام کے لحاظ سے یکساں عزت اور تعظیم کے مستحق ہونے چاہئیں مگر بُدھ دیو جی نے اس تجویز کو منظور نہ کیا رفتہ رفتہ بھکشونیوں کے لئے علیحدہ

قواعد تیار کئے گئے - بُدھ دیوجی کے معراج کے موافق سنیاسنی کو کس قسم کی زندگی بسر کرنی چاہئے وہ مفصل ذیل اُپدیش سے ظاہر ہوتی ہے جو انہوں نے مہا پرجاپتی کو دیا +

بودھ تپسونی کو چاہئے کہ وہ حرص نہ کرے - تھوڑے پر قناعت کرے - فضول بات چیت سے پرہیز کرے - اور ناپائدار خوشیوں سے اوپر رہے - نرجن میں رہکر دھیان دھارنا اور دھرم سادھن میں مصروف رہے - ہرایک قسم کی سستی اور کاہلی کو ترک کرے اور اعلےٰ درجہ کی محنتی ہو غرور اور تکبر کو چھوڑ کر بردباری - فروتنی اور انکساری وغیرہ پاک اوصاف سے مزین ہو - سب کے ساتھ محبت اور نیک دلی کے ساتھ برتاؤ کرے - بودھ سنیاسنی کا فرض ہے کہ وہ اس طور پر نیک اور پاک زندگی بسر کرکے اپنے برت کو پورا کرے +

بودھ سنگھ میں بودھ سنیاسنیوں کی تعداد بھکشوؤں کے مقابل بہت کم پائی جاتی ہے اور اسی واسطے اُن کی مثال اور اُپدیش کا اثر بھی کم ہے لیکن دوسری طرف یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بودھ لوگوں میں بودھ تپسنیوں کی بہت عزت اور تعظیم کی جاتی تھی انکی ذہانت - علم - معزز خاندانوں میں آمدورفت - اور سوسائٹی میں اُن کی عزت اور تعظیم کا ثبوت مالتی مادھو मालतीमाधव وغیرہ سنسکرت ناٹکوں میں جگہ بجگہ پایا جاتا ہے - بودھ سنیاسنیں اپنی ذہانت - علم اور پاکیزگی کے ذریعہ شرمن کے منصب کو حاصل کرسکتی تھیں یہاں تک کہ وہ ارہت ہونے کی بھی مستحق سمجھی جاتی تھیں کھیشما وغیرہ بہت سی بودھ

سنیاسنیوں نے اپنی غیر معمولی ذہانت۔ عقل اور فضیلت کی وجہ سے
بودھ لوگوں کی جماعت میں بہت شہرت حاصل کی تھی +

سونترپٹیک میں تھیرا گاتھا اور تھری گاتھا نامی دو کتابوں کے
رجن میں گاتھا جمع کی گئی ہیں) بھاشیہ میں اُن کے مصنفوں
کے نام اور اُن کی زندگی کے حالات کا ذکر ہے اُس سے معلوم ہوتا
ہے کہ بہت سی وراتپسنیوں نے بُدھ دیوجی کی زندگی میں ہی تھیری گاتھا
تصنیف کی تھیں ان میں بہت سی گاتھائیں نہایت اچھی ہیں اور
اُن کے مصنفوں کی ذہانت اور دھرم بھاؤ کا ثبوت دیتی ہیں یہہ
سب تپسیونیں بودھ دھرم کے متعلق اعلےٰ درجہ کی شکھشا (تعلیم) اور
اُپدیش دیتی تھیں۔ کثرت سے بھکشو اور بھکشونیں اُن کا اُپدیش
سننے کے لئے جمع ہوتے اور اُن کو سنکر موثر ہوتے تھے۔ تھیری
بھاشیہ میں سوما نامی ایک تپسونی (عابدہ) کا ذکر ہے وہ
راجہ بمبی سار کے سبھا پنڈت کی لڑکی تھی بودھ دھرم میں دکھشا
حاصل کرنے کے بعد بہت دھیان دھارنا اور سادھنا کے ذریعہ
اُس نے ارہت کا منصب حاصل کیا جب وہ شراوستی کے نزدیک
ایک اُپ بن (جنگل) میں ایک درخت کے نیچے دھیان میں مصروف
تھی تو ایسے وقت میں مار اُس کا دھیان بھنگ کرنے کے لئے
خیال سے اُس کو ڈر دکھلانے لگا اور اُس نے یہ کہا :۔

" اے عورت! بھلا تو اُس سخت اور مشکل منصب کو کس طرح
حاصل کرسکتی ہے جس کو جوگی اور رشی بہت بڑی تپسیا (ریاضت)

کے بعد پاتے ہیں اگرچہ تو ہمیشہ سے کھانا بناتی ہے لیکن تیرا ہاتھ اب تک بھی درست نہیں ہوا۔ اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا چاول پک گئے ہیں یا نہیں تجھکو اُنہیں بار بار دبا کر دیکھنا پڑتا ہے۔ مار کی یہ بات سن کر سنتی ورا (سنیاسنی) نے جواب دیا یہ کچھ عیب کی بات نہیں اور نہ ہی اس میں میرا کچھ نقصان ہے کہ میں اجناس مستورات میں پیدا ہوئی ہوں راستی کی اعلےٰ منزل کو حاصل کرنے کے لئے جس کا دل مضبوط اور اٹل ہے وہ اپنے اوپر بھروسہ کر کے کسی روکاوٹ کو روکاوٹ اور کسی مشکل کو مشکل نہیں سمجھتی ارہت لوگ جس راستہ کو منتخب کرتے ہیں وہ اُسی راستہ پر چلتی ہے اُس کی پاکیزگی کی طاقت سے تمام ناپاک خواہشات نیست و نابود ہو جاتی ہیں اور راستی کی روشنی سے جہالت کی تاریکی دور ہو جاتی ہے اے مار! تو اپنی ابتر حالت کو دیکھ اور یہ بخوبی جان رکھ کہ میں نے تجھ کو پورے طور سے پہچان لیا ہے اور اب میں تیرے دم جھانسوں میں نہیں آتی اور مجھکو تیرا کسی قسم کا خوف نہیں۔

بودھ گرہستی - بودھ دھرم کی بنیا د گرہست آشرم پر نہیں اور یہہ اس دھرم میں ایک بہت بڑا نقص ہے کیونکہ اس امر کو ہر ایک شخص تسلیم کریگا کہ اگر سب لوگ دنیا کا کاروبار چھوڑ کر بیراگی اور سنیاسی ہو جائیں تو سوسائٹی کا تمام انتظام درہم برہم ہو جائے اس لئے اس کے ساتھ ہی ساتھ سنیاسیوں کا گروہ بھی نیست و نابود ہو جاتا ہے بودھ دھرم کی تعلیم کے مطابق بھکشوں کے لئے روپیہ کمانے کی سخت

ممانعت تھی اور اُن کی خوراک اور پوشاک وغیرہ کا انحصار گرہستیوں پر ہی تھا۔ اگر تمام گرہستی گھر بار چھوڑ کر بھکشو بن جائیں اور جنگل کا راستہ اختیار کر لیں تو دنیا کی کل بند ہو جائے اور خوراک اور اولاد کے نہ ہونے کی وجہ سے انسانی سوسائٹی۔ بودھ سنگھ وغیرہ سب ہی نیست و نابود ہو جائے۔ بُدھ دیوجی خود اس امر سے بخوبی واقف تھے اسی واسطے انہوں نے بھکشوؤں کے علاوہ گرہستی بھی بودھ سماج میں شامل کئے تھے۔ مگر بودھ سنگھ کے ساتھ بودھ گرہستیوں کا ایسا بہت گہرا رشتہ نہ تھا۔ گرہستیوں کو بودھ دھرم میں دیکھشت کرنے کے لئے تِری شرن त्रिशरण منتر یعنی بُدھ دھرم اور سنگھ کی شرن لیتا ہوں) کے علاوہ اور کسی انوشٹھان رسم ادا کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ آچار وبیوہار کے لحاظ سے بودھ گرہستیوں کو اپنے اپنے دھرم کے مطابق کارروائی کرنے کا مجاز حاصل تھا اور اس میں کسی کو کچھ اعتراض نہ تھا۔ بودھ بھکشوؤں کے لئے خوراک اور پوشاک مہیا کر دینا ہی اُن کا کام تھا۔ بودھ گرہستیوں کا نام اُپاسک اور اُپاسکا تھا۔

بُدھ کے اُپاسک اور اُپاسکاؤں کو علاوہ بُدھ۔ دھرم اور سنگھ کی شرن لینے کے پانچ عہد کرنے پڑتے تھے:۔

(۱) میں عہد کرتا ہوں کہ کسی جاندار کو نہیں مارونگا۔

(۲) میں عہد کرتا ہوں کہ چوری نہیں کرونگا۔

(۳) میں عہد کرتا ہوں کہ ناجائز مباشرت نہیں کرونگا۔

(۴) میں عہد کرتا ہوں کہ جھوٹ نہیں بولونگا۔

(۵) میں عہد کرتا ہوں کہ منشی چیزوں کا استعمال نہیں کرونگا +

اس کے علاوہ ان کو اور بہت سے فرائض ادا کرنے پڑتے تھے جو مہا منگل سوترا اور بہت سے سوتر سوتر پٹک میں گرہستیوں کے فرائض کے متعلق ہیں +

تیرتھ درشن

بودھ دھرم کی تعلیم میں جہاں بھاونا - دھیان اور سمادھی پوجا کے لئے لازمی سمجھے گئے ہیں - وہاں تیرتھ درشن بھی پوجا کا ایک جزو اعظم خیال کیا گیا ہے - قدیم زمانہ سے ہی بودھ سماج میں اس کا رواج پایا جاتا ہے - بودھ مذہب کی کتب مقدسہ میں تیرتھ کے چار مقام بیان کئے گئے ہیں +

(۱) بدھ کی جائے پیدائش (۲) وہ مقام جس جگہ بدھ دیوجی نے بدھتو (پرم گیان) حاصل کیا - (۳) وہ مقام جہاں انہوں نے دھرم چکر چلایا - یعنی پہلے پہل اپنی تعلیم کی ہدایت کی - (۴) وہ مقام جہاں ان کی موت واقع ہوئی - ان تمام مقاموں کے درشن کے خیال سے بھکشو - بھکشونیں - اپاسک اور اپاسکا تیرتھ جاترا کے لئے باہر جاتے ہیں - بدھ دیوجی خود فرما گئے ہیں کہ جو شخص ان چار تیرتھوں کا درشن کرنے کے بعد مرتا ہے وہ سورگ حاصل کرتا ہے +

بودھ دھرم کے ان تمام مقامات میں سے بعض تو خستہ حالت

یں ہیں۔ بعض قریباً کھنڈر پڑے ہیں اور بعض کی شکل وصورت ہی تبدیل ہو گئی ہے اور بعض بالکل نیست ونابود ہو گئے ہیں ÷

کپل وستو - جو کپل وستو بُدھ دیوجی کی جنم بھومی تھی۔ اب وہ کہاں ہے ؟ اُن کی زندگی میں ہی نیست ونابود ہو گئی تھی۔ اُنہوں نے خود تو راج چھوڑ کر دھرم پرچار کے لئے اپنی زندگی قربان کی۔ بعد ازاں اپنے لڑکے راہول اور دیگر رشتہ داروں اور عزیزوں کو بھی اپنے دھرم میں لاکر راج کے مضبوط ستون کمزور کر دئے۔ اِن کی علیحدگی سے اُن کے پتا کو جس قدر تکلیف اور دُکھ ہوا تھا۔ اُس کا ذکر دوسرے حصہ میں آچکا ہے۔ اُن کی تکلیف کا باعث سچا تھا۔ باہر سے دشمنوں نے موقع پاکر اُن کے مُلک پر حملہ کیا۔ بُدھ دیوجی کی وفات کے تین برس بعد کوشل راج کے راجا پرسن جیت کے لڑکے اور ولی عہد نے کپل وستو کو نیست ونابود کر دیا۔ اور شاکیہ خاندان کا نام ونشان باقی نہ رکھا۔ چین کے سیاحوں نے اس مشہور شہر کے کھنڈروں کو ہی دیکھا تھا۔ رفتہ رفتہ اُن کا نشان بھی نہ رہا۔ حال میں بہت جستجو اور تلاش کے بعد آرکیالوجسٹ لوگوں نے آشوک کے ایک کھودے ہوئے ستون سے کپل وستو کا مقام نیپال کے نزدیک بتلایا ہے۔ اور ہونگ سانگ کے بیان کی بنیاد پر یہ ستون نکالا گیا ÷

بُدھ گیا - چونکہ اس مقام پر بُدھ نے بُدھتو (پرم گیان) حاصل کیا تھا۔ اس واسطے یہ مقام بودھ لوگوں کا سب سے بڑا تیرتھ سمجھا

جاتا ہے۔جیسا کہ عیسائیوں کے لئے یورشلیم ہے۔گیا کے ساتھ بودھ
لوگوں کا سب سے بڑا لگاؤ ہے۔اور یہ اُن کی یادگار کا ایک بہت
بڑا نشان ہے۔اشوک راجہ نے اس جگہ پر ایک بودھ مندر بنا دیا تھا۔
یہ مندر کئی بار گر پڑا اور پھر کئی دفعہ نئے سرے سے تیار کیا گیا۔چنانچہ زمانۂ
حال میں بھی از سر نو اس کی تعمیر ہوئی ہے۔اور ہونگ سانگ کے
بیان کے موافق اس نے اپنی پہلی صورت قبول کی ہے اب وہاں پر
وہ بودھی درخت نہیں جس کے نیچے بُدھ دیو جی کی معرفت کی آنکھیں
کھل گئی تھیں۔مندر کے پیچھے اِس کا قائم مقام ایک پیپل کا درخت
تیسری صدی عیسوی میں وہاں پر لگایا گیا تھا اور اب وہی موجود
ہے۔اس کے متعلق یہ روایت ہے۔کہ اصلی درخت کی ایک شاخ
مہندر کی بہن سنگھ مِترا سنگلدیپ میں لے گئی تھی۔اور وہاں پر وہ
لگائی گئی تھی۔اور اُس سے ایک بہت بڑا پیپل کا درخت ہو گیا۔
افسوس! بودھ دھرم کی یہ حالت ہوئی اپنے وطن سے جلا وطن ہو کر
دوسرے ملکوں میں اُس کی شاخیں در شاخیں جا بجا پھیل گئیں۔بُدھ
گیا میں بودھی درخت کس جگہ اور کس حالت میں تھا اسکا ذکر ہونگ سانگ
کے سفرنامہ میں ملتا ہے۔درخت کے پہلے حصہ میں ایک بہار تھا۔
جس پر ایک خوبصورت سنہری کلس تھا۔اس کے داخلے کے
دروازے کی ایک طرف اولوک تیشور اور دوسری طرف میترئے
کی مورتی تھی۔درخت کے شمال کی طرف بُدھ دیو جی پرم گیان حاصل
کرنے کے بعد چہل قدمی کیا کرتے تھے سات دن تک دھیان میں مگن

رہنے کے بعد اُٹھکر جس جگہ وہ سات دن تک چہل قدمی کرتے رہے اور جس جگہ اُنہوں نے ویش کے دو لڑکوں تری پُش اور بھلک کے ہاتھ سے فاقہ کشی کے بعد دودھ لے کر پیا - اِن تمام مقاموں اور دیگر امور کے متعلق ہونگ سانگ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے یہاں پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ تری پُش اور بھلک دونوں گرہستی بُدھ کے سب سے پہلے شاگرد بنے اور اُن کے دھرم میں دکھشت ہوئے- سنگھ اُس وقت تک بھی قائم نہ ہوا تھا- بُدھ گیا میں بُدھ کی یادگار کے مقام کثرت سے پائے جاتے ہیں-

سارناتھ - یہ کانشی کے نزدیک تیسرا بودھ تیرتھ ہے- یہاں ہی بُدھ دیوجی نے اپنا دھرم چکر پہلے چلایا تھا- سارناتھ بودھ مذہب کے لوگوں کی ایک بہت بڑی اور مشہور جگہ تھی بُدھ دیوجی کی موجودگی میں ہی سارناتھ بہار بن گیا تھا- یہاں پر بودھ لوگوں کے بہت سے دیوآلے (عبادت گاہ) اور دیوتاؤں کی مُورتیاں تھیں- اور ایک نہایت عمدہ درسگاہ بھی تھی- وہ سارناتھ اب بالکل نیست و نابود ہوگیا ہے- اِس کے چاروں طرف ایسے بڑے بڑے کھنڈر پائے جاتے ہیں کہ جن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بودھ لوگوں کے دشمنوں نے اِس کو تباہ کیا ہوگا- یہاں پر اشوک کے وقت میں ایک ستون بنایا گیا تھا جو اب بھی موجود ہے اور جس کو ہونگ سانگ نے دیکھا تھا اس ستون کے نزدیک ہی کِنگ ہانگ صاحب نے ایک پتھر کا ٹکڑا دریافت کیا ہے جس پر بُدھ کی پیدایش- بُدھتو کا حاصل

کرنا۔ کاشی میں اُپدیش اور نربان (موت) اِن چاروں واقعات کے متعلق تصویریں کھدی ہوئی ہیں +

کُوشی نگر۔ یہاں پر بُدھ دیوجی کی وفات وقُوع میں آئی۔ چین کے سیاح اِس کو خستہ حالت میں دیکھ گئے تھے اِس کا ذِکر کرتے وقت ہیانگ سانگ کہتا ہے کہ بُدھ دیوجی کی موت کی خبر پاکر جب کاشیپ کُوشی نگر کو جارہا تھا۔ تو اُس وقت چند بھِکشو خوش ہوکر بول اُٹھے۔ "اُچھا ہُوا کہ تتھاگت اِس دنیا سے رُخصت ہوگئے۔ کیونکہ اگر اب ہم میں سے کوئی شخص قصُور کرے گا۔ تو اُس کو کوئی تنبیہ اور سرزنش تو نہ کریگا"۔ یہ سُن کر کاشیپ دھرم کو قائم رکھنے کے وسائل سوچنے لگا۔ جو لوگ اُس وقت وہاں موجود تھے۔ اُس نے اُن سب کو بُلاکر کہا۔ یہ مُناسب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دھرم شاستر بنایا جائے۔ جو تمام بھکشو بُدھ دیوجی کی تعلیم سے بخوبی واقف ہیں اور جنہوں نے اس تعلیم کو اپنی زِندگی کا دستورالعمل بنایا ہے اور جو غور وفِکر کرنے کا مادہ رکھتے ہیں وہ سب مِل کر ایک سبھا قائم کریں اور اِن میں جو لوگ نئے اور ناتجربہ کار ہیں۔ وہ سب چلے جائیں +

یہ سُنکر بہت سے لوگ تو چلے گئے۔ مگر ایک ہزار لوگ باقی رہ گئے۔ اُن میں انند بھی تھا۔ کاشیپ آنند کو بھی اس سبھا میں لینے کے لئے رضامند نہ ہوا۔ اور اُس نے اُس سے مُخاطب ہوکر کہا۔ تم کو میں نقصوں سے بالکل پاک نہیں کہہ سکتا۔ تم بھی اس سبھا کے لائق نہیں ہو۔ اگرچہ تم بُدھ کے ساتھی اور پیارے شِشّ تھے۔ اور اُن کو پِتا

کی مانند بھگتی اور پیار کرتے تھے - لیکن میرا یہ خیال ہے کہ تمہارے
دِل میں اب تک بھی دنیوی چیزوں کی گرویدگی باقی ہے اور وہ ابھی تک
پُورے طور سے دُور نہیں ہوئی - اِس لئے تم کو چاہئے کہ تم اسکو اپنے
دل سے دُور کرو اور پھر تم کو سبھا میں قبول کیا جائیگا +
آنند بِرجن جنگل میں جاکر جوگ سادھن کرنے لگا - اور اُس نے
ارہت سِدھی حاصل کر لی - بعدازاں جب وہ سبھا میں آکر دروازے
پر کھڑا ہوا - تو کاشیپ نے اُس کو کہا - اگر تمہارے دِل سے دنیوی
چیزوں کی گرویدگی دُور ہو گئی ہے - تو اِس کا ثبوت دو - اگر تم سُوکھشم
شریر (لطیف جسم) سے اس بند دروازے کے اندر سے سبھا میں داخل ہو سکو
تب سمجھا جائے گا کہ تم نے سِدھی حاصل کی ہے - آنند اُسی وقت
اُس دروازے کے سوراخ سے سُوکھشم شریر کے ذریعہ سبھا میں
داخل ہوا - اور بودھ بزرگوں کو جو وہاں پر موجود تھے پرنام کرکے
سبھا میں بیٹھ گیا +
راج گِرہ - یہ مقام راجہ بمبی سار کا دارالخلافہ تھا - بُدھ دیوجی نے
کپل وستو سے باہر ہو کر اس جگہ آراڑ کالام اور اُدرک دو براہمنوں
سے پہلے دھرم اُپدیش لیا - اگرچہ اُن کے بتلائے ہوئے راستہ
نے اُن کے دِل میں جگہ حاصل نہ کی - تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُن
کی تعلیم اور اُپدیش بالکل بے سود ثابت ہوئے - کیونکہ اُس تعلیم کا نتیجہ
بعدازاں اُن کے اپنے اُپدیشوں سے ظاہر ہوتا ہے - راج گرہ کا
بینوبن اور گِردھر کوٹ پربت یہ دونوں مقام بُدھ دیوجی کی بہت

پیاری رہائش گاہیں تھیں۔ بدھ دیو جی کی زندگی کے متعلق اور بھی بہت سے واقعات اس جگہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ساری پتر اور مودگلیاں گوتم کے دو بہت بڑے شاگردوں کی اشوجیت کے ساتھ یہاں ہی پہلے پہل ملاقات ہوئی۔ دیودت نے اپنے گرو کے خلاف (بدھ دیو جی کے خلاف) یہاں ہی سازش کی تھی۔ اس کے نزدیک ہی سپت پرنی نامی غار ہے۔ جہاں پہلے پہل بودھ سبھا منعقد ہوئی تھی۔ اس مقام پر اُنہوں نے اپنے شاگردوں کو اس امر کے متعلق اُپدیش دیا تھا کہ جس سے بھکشو دھرم کی پیروی کر کے آپس میں صلح کے ساتھ رہیں۔ اور اُن میں آپس میں نفاق نہ ہونے پائے۔ ان مشہور تیرتھوں کے علاوہ اور بھی مقام ہیں جن کو بودھ لوگ عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مثلاً پاٹلی پتر۔ شراوستی۔ ویشالی۔ کوشامبی۔ نالند وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام مقاموں میں بدھ دیو جی نے وقتاً فوقتاً رہائش اختیار کی۔ نالند میں بودھ لوگوں کی ایک بہت بڑی اور مشہور یونیورسٹی تھی۔ اس مقام کا نام اب بارہ گاؤں ہے۔ جو بدھ گیا سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہونگ سانگ کہتا ہے۔ کہ بدھ دیو جی نے یہاں تین ماہ تک ٹھہر کر دھرم اُپدیش دئے۔ ہونگ سانگ نے خود اس بہار میں ٹھہر کر پانچ ماہ تک دھرم شاستروں کا مطالعہ کیا۔ شلادتت کے عہد حکومت میں نالند بہار پورے جوبن اور رونق پر تھا۔ اس کا تمام خرچ شاہی خزانہ سے دیا جاتا تھا۔ ہیانگ سانگ کا بیان یہ ہے کہ چھ مختلف بہاروں میں قریباً دس ہزار بھکشو

مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ بودھ مذہب کے اٹھارہ فرقے اسی جگہ جمع ہوئے تھے۔ یہاں کے تمام طالب علم بڑے ذہین عالم اور پاک چلن ہوتے تھے۔ صبح سے شام تک محض دھرم چرچا اور دھرم کے متعلق بات چیت میں مصروف رہتے تھے۔ اور یہاں پر بہت دور دور سے بڑے بڑے پنڈت دھرم کے متعلق شکوک رفع کرنے کے لئے آکر ٹھیرتے تھے۔ تری ٹپک نامی بودھ شاستر جن کو حفظ یاد نہ ہوتا تھا۔ اُن کو شرم کے مارے مُنہ چھپانا پڑتا تھا۔ نالند کے شاگردوں کی فضیلت اور علمیت کی اِس قدر شہرت تھی۔ کہ بہت سے فریبی اور دھوکا باز تپسوی اُن کا لقب اور خطاب لیکر پنڈتائی کا سوانگ بنا کر اِدھر اُدھر لوگوں کو دھوکا دیتے پھرتے تھے۔ اِن مقامات کو چھوڑ کر سنگلدیپ - برہما - شیام - چین - تبت وغیرہ مقامات میں بھی بُدھ کی یادگار کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ جن کے یہاں پر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ٭

پراشچت بدھان (کفارہ کا طریق)

جس طرح عیسائی مذہب کے رومن کیتھلک فرقہ میں فادر (پادری) کے پاس اپنے گناہوں کا اقرار کرنے کا ایک طریق ہے۔ ویسے ہی بودھ لوگوں میں بھی اِس کے مطابق ایک طریق مروج تھا۔ ہر ایک بھکشو کو ہر ایک مہینہ میں دو بار یعنی پورنماسی اور اماوس کے دن برت رکھنا پڑتا تھا۔ اور پرتی موکش کی ہدایت کے موافق سنگھ

کے نزدیک اپنے پاپوں کو قبول کر کے پراشچت کرنا پڑتا تھا۔ غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درش پورنماشی ویدک طریق کے موافق بودھ لوگوں میں اس پاکشک (پندرہ روزہ) پرب نے رواج پایا تھا۔ جس جگہ یہ پندرہ روزہ سبھا منعقد ہوتی تھی۔ اُس مقام پر اس حصہ کے تمام بھکشوؤں کو حاضر ہونا پڑتا تھا۔ بھکشو سنگھ کے جمع ہونے پر پاپ اور پراشچت بدھان کے منتر پڑھے جاتے تھے اور سبھا کا کام شروع ہوتا تھا ✦

"بھکشوؤں میں سے اگر کسی نے کوئی پاپ کیا ہے تو وہ صدق دل سے قبول کرے اور اگر کوئی قصور نہ کیا ہو۔ تو خاموش رہے جو خاموش رہے گا۔ تو اُس سے یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بے قصور ہے جو پاپ کر کے جان بوجھ کر بھی قبول نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے بُدھ دیو جی خود کہہ گئے ہیں" جھوٹ تباہی کا موجب ہے۔ اِس واسطے اگر کسی بھکشو نے کوئی قصور کیا ہے اور وہ اُس سے رہائی پانے کی خواہش رکھتا ہے۔ تو وہ علانیہ طور پر قبول کرے۔ اُتو تاپ سے پاپ کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے" ✦

پرتی موکش نامی گرنتھ میں پراشچت کا طریق بیان کیا گیا ہے۔ ایسا کہا گیا ہے کہ بدھ دیو جی نے کاشی سے جا کر راج گرہ کے قیام کے دِنوں میں پراشچت کے قواعد بنا دئے تھے۔ بھکشو سنگھ کی پندرہ روزانہ سبھا میں پرتی موکش کے قواعد پڑھے جاتے تھے اور اُن کی تشریح کی جاتی تھی۔ کس قصور کے لئے کیا سزا ہونی چاہئے اور اس

کا کیا پراشچت ہونا چاہئے یہ سب کچھ بتلا دیا جاتا تھا۔ کئی قسم کے پاپوں اور قصوروں مثلاً قتل۔ زناہ وغیرہ گناہ کبیرہ کی سزا یہ تھی کہ بھکشو سنگھ سے خارج کر دیا جاتا تھا۔ اور نسبتاً چھوٹے چھوٹے پاپوں کے لئے مثلاً بُرے خیال سے کسی عورت کے جسم کو چھونا۔ کسی بھکشو کے ساتھ بے انصافانہ سلوک کرنا۔ اُس کے لئے خاص خاص پراشچت تھے۔ اُس کے بعد رہنے سہنے۔ لباس وغیرہ کے متعلق بے قاعدگی۔ جھوٹ۔ زیادہ لالچ۔ غیبت۔ بھکشنیوں کے ساتھ اکیلے پھرنا یہ تمام چھوٹے چھوٹے پاپ دُوکت کہے جاتے ہیں۔ دُکھی ہو کر ان سب کو قبول کرنے سے ہی یہ معاف کئے جاتے تھے۔ ان تمام چھوٹے چھوٹے پاپوں کی خاصیت اور طریق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بھکشو سنگھ میں قواعد کی کس قدر سخت پابندی تھی۔ کٹیا بناتے وقت اُس کی پیمایش کس طرح ہونی چاہئے۔ چھتری۔ آئینہ استعمال کرنا چاہئے یا نہیں۔ واتن کتنی ہونی چاہئے۔ بھکشا پاتر کس قسم کا ہونا چاہئے بیٹھنے کا آسن کتنے عرصہ تک استعمال کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص چھینک لے۔ تو اُس کو یہ اشیرباد دینا کہ تمہاری عُمر بڑی ہو۔ مناسب ہے یا نہیں۔ کس طرح سے آرام نامی بہار کو صاف اور ستھرا رکھنا چاہئے کس طرح سے اشنان کرنا چاہئے۔ کس طرح کا کھانا کھانا چاہئے کیا اُٹھنے۔ کیا بیٹھنے۔ کیا کھانے۔ کیا پینے۔ کیا سونے غرضیکہ زندگی کے ہر ایک کام کے متعلق بُدھ دیو جی نے قواعد بنا دئے ہیں اِس امر کے متعلق کہ بُدھ دیو جی کے اُپدیشوں کا کس زبان میں پرچار ہونا چاہئے

اکثر بات چیت ہوتی تھی - ایک دفعہ دو براہمنوں نے بُدھ دیوجی کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ آپ کے اُپدیشوں کے متعلق مروجہ زُبان میں ہونے کے باعث عام لوگوں کے ذریعہ غلط فہمی پھیلتی ہے اور اُن کا مقصد پُورا نہیں ہوتا - ہم لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ آپ کے اُپدیش سنسکرت چھندوں میں بنا کر پرچار کئے جائیں - بُدھ دیو جی نے اِس تجویز کو منظور نہ کیا - اُنہوں نے کہا - ایسا کرنے سے دھرم پرچار میں کچھ مدد نہ ہوگی - بلکہ اُس کا نتیجہ اُلٹا ہوگا - اور ایسی زبان میں دھرم پرچار کرنے سے جس کو عام لوگ نہ سمجھ سکیں کچھ فائدہ نہ ہوگا - اے بھکشوؤ - تم میں سے ہر ایک اپنی اپنی مادری زُبان میں میرے کلام کو قبول کرو - یہی میری ہدایت ہے " + چلو بگ

پنچایت - اِن تمام پاک اُپدیشوں کے موجود رہنے پر بھی سنگھ میں بسا اوقات آپس میں اختلاف رائے اور تنازعہ ہوتا تھا - چلو بگ میں اُن تمام جھگڑوں کے دور کرنے کے مُتعلق بہت سے قواعد پائے جاتے ہیں - اُن میں سے آپس میں اختلاف رائے اور جھگڑے کے فیصلہ کے مُتعلق پنچایت کا طریق قابل بیان ہے - پراشچت کے متعلق جب کوئی سوال اُٹھتا اور پنچایت میں پیش ہوتا تھا - تو کثرت رائے سے اُس کا فیصلہ ہوتا تھا - جو تمام بھکشو پنچایت میں لئے جاتے تھے - اُن میں کچھ خوبیوں کا ہونا ایک لازمی شرط تھی - مثلاً رو رعایت نہ کرنے والے - دُشمنی اور غصہ

سے پاک۔ عالم۔ روشن دماغ اور عمر رسیدہ بھکشو ہی اِس پنچایت میں فیصلہ کرتے تھے۔ رائے لینے کے تین طریق تھے۔ اوّل پوشیدہ دوم۔ بغیر ظاہر کئے۔ اور تیسرے برملا طور پر۔ جب بلا کسی شک و شبہ کے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی امر عام لوگوں کی رائے اور دھرم کے قواعد کے مطابق ہے۔ تو اُس وقت پوشیدہ طور سے رائے لینے کی کچھ ضرورت نہ ہوتی تھی۔ بحث اور شک موجود ہونے پر وہ بھکشو جس کی رائے لینے کی ضرورت ہوتی تھی دو رنگوں کا ٹکٹ تیار کرتا تھا۔ اور جو شخص رائے دینے کے لئے آتا تھا۔ اُس سے کہتا۔ اس رائے کے لوگوں کے لئے اس رنگ کا ٹکٹ ہے۔ اور دوسری رائے رکھنے والے لوگوں کے لئے دوسرے رنگ کا ٹکٹ ہے۔ اِن دونوں میں سے جس کو تمہارا جی چاہے لے لو اور کسی دوسرے کو مت دکھاؤ۔ رائے دینے والا اگر سوچ بچار کے بعد معلوم کرے کہ اُن لوگوں کی رائے جو دھرم کے برخلاف کارروائی کرتے ہیں زیادہ ہے۔ تو اس رائے کو قبول نہ کرے اور اگر دھرم کے مطابق ہو۔ تو اُس کو قبول کرے۔ رائے لینے کا یہ طریق پوشیدہ سمجھا جاتا تھا۔ بغیر ظاہر کرنے کے رائے لینے کا طریق یہ تھا کہ یہ بات بھکشوؤں کے کان میں کہی جاتی تھی کہ یہ ٹکٹ فلاں رائے رکھنے والوں کا ہے۔ اور یہ ٹکٹ دوسری رائے رکھنے والوں کا ہے۔ اِن دونوں میں سے جس کو تمہاری مرضی ہو۔ اسکو تم گرہن کرو۔ اور کسی کو یہ مت بتلاؤ کہ تم کس طرف اپنی رائے دو گے۔ رائے دینے والا اگر

یہ معلوم کرے کہ دھرم کے برخلاف چلنے والوں کی رائے مضبوط ہے۔ تو اُس کو قبول نہ کرے اور اگر زیادہ لوگوں کی رائے دھرم کے مطابق ہے تو اُسی رائے کو قبول کرے۔ بلا ظاہر کئے ہوئے رائے قبول کرنے کا بھی قاعدہ تھا۔ چلو بگگ

موسم برسات کے تین مہینے بھکشو آپسمیں میل ملاپ اور اُتسب کے لئے خرچ کیا کرتے تھے وہ یہ اُتسب بہار اور دیگر آشرموں میں مناتے تھے اُس وقت گویا دینی امور کے متعلق بات چیت۔ شاستر پاٹ اور چھان بین کی دُھوم مچ جاتی تھی۔ شراوک لوگ مختلف مقامات سے آتے تھے اور بُدھ دیوجی کے جاتک شاستر کے اُپدیش سُنتے اور پاک زندگی حاصل کرتے تھے اور سب لوگ پاک بھاوں سے اُتسب میں شامل ہوتے تھے۔ جینی لوگ بھی برسات کے موسم میں اِس قسم کا اُتسب کرتے ہیں اگرچہ اُن کا اُتسب بالکل بودھ لوگوں کے اُتسب کی مانند نہیں ہوتا۔ مگر تاہم ان دونوں کی آپسمیں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ برسات کے چار ماہ جینی لوگ بھی دھرم شاستر پاٹ سُننے اور برت رکھنے وغیرہ میں بودھ طریق کے مطابق خرچ کرتے ہیں اور اُن دنوں میں ہی اُتسب مناتے ہیں +

موسم برسات کے آخر اور پرچار کے لئے باہر جانے سے پہلے بودھ لوگوں کا ایک سالانہ اُتسب ہُوا کرتا تھا جسکو وہ प्रवारणा (پرواارن) یعنی دعوتی جلسہ کہتے تھے۔ اِس جلسہ میں سب بھکشو مِل کر مندرجہ

ذیل طریق سے پاپ اور پراشچت (کفارہ) کے متعلق بات چیت کیا کرتے تھے۔ جو پراشچت کرتا تھا وہ بھکشوؤں سے مخاطب ہو کر کہتا تھا:-

"اے بھکشوؤ! اگر آپ نے میرے برخلاف کچھ دیکھا یا سُنا ہے یا میرے چلن کے متعلق کسی کے دل میں کچھ شک ہے آپ مہربانی کر کے اُس کو ظاہر کر دیجئے۔ اگر سچ ہوا تو میں اُس کے لئے پراشچت قبول کرنے کے لئے تیار رہوں"۔

رفتہ رفتہ یہ طریق گرہستیوں میں بھی مروج ہو گیا لیکن جب اُس کی پیروی کرنے میں مشکلات اور دقتیں پیش آئیں۔ تو راجہ اشوک نے پاپ کے لئے پراشچت کرنے کے متعلق ایک بہت بڑا اُتسب جاری کیا۔ اس میں پہلے اپنے قصوروں کو قبول کرنا پڑتا تھا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ دان اور دھرم کا انوشٹھان (رسم) بھی کرنا پڑتا تھا۔ یہ اُتسب پانچ برس کے بعد ہوتا تھا۔ سنہ عیسوی کی ساتویں صدی میں پریاگ راج (الہ آباد) میں ایک دفعہ یہ اُتسب ہوا تھا۔ ملک چین کا سیاح ہیانگ سانگ اُس اُتسب کو دیکھ گیا تھا وہ اُس کے بارے میں یوں بیان کرتا ہے:-

اِس جلیل الشان اُتسب کا میدان ایک نہایت دلکش اور خوش گوار میدان تھا۔ اِس کے چاروں طرف گلاب کے درختوں کی خوبصورت قطاریں تھیں جن پر نہایت خوشبودار اور لطیف پھول کھلے ہوئے تھے اور درمیان میں سنہری رنگ کے ریشم کے

کپڑے اور دیگر بیش قیمت دان کی چیزوں سے پُر خوبصورت گھروں کی قطاریں ہوتی تھیں اور اُن کے پاس پاس ایک سوبھوجن گھر (کھانے کے مکان) ہوتے تھے کہ جن میں سے ایک ایک گھر میں سو سو اشخاص بیٹھکر کھانا کھا سکتے تھے ۔ راجہ شِلاوت (ہرش بردھن) نے اُس وقت اس گرد و نواح میں اپنی حکومت قائم کی تھی۔ بودھ دھرم کے لئے اُس کے دل میں بہت شردھا (محبت و تعظیم) تھی لیکن اُس کے راج میں براہمنوں کا بھی کچھ کم زور اور رسوخ نہ تھا۔ شِلاوت کی دعوت پر بیس مختلف صوبوں کے راجہ بمعہ اپنی اپنی فوجوں - براہمن - شرمن وغیرہ پچاس ہزار لوگ بہت شان و شوکت کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہوئے تھے ۔ اڑھائی ماہ تک یہ اُتسب نہایت دھوم دھام سے جاری رہا۔ اِس دھرم مہامنڈل کی مغربی طرف ایک عالیشان سنگھ آرام (بھکشوں کے رہنے کی جگہ) اور مشرق کی طرف ساٹھ ہاتھ اونچا ایک ستون تعمیر کیا گیا۔ درمیانی حصہ میں بُدھ دیوجی کی سونے کی قدآدم مُورتی نصب کی گئی - اور بُدھ - سوِتیا (सविता) اور شِو اِن تینوں کی مُورتیاں علیحدہ علیحدہ قائم کی گئیں اور تمام ہندو اور بودھ لوگوں کو جو اِس جلسہ میں شامل ہوئے تھے نہایت بیش قیمتی چیزیں دان دی گئیں اور طرح طرح کے لذیذ اور عمدہ کھانے کھلائے گئے ۔ بُدھ دیوجی کی ایک چھوٹی مورتی ایک نہایت آراستہ و پیراستہ ہاتھی کی پشت پر رکھی گئی - بائیں طرف اندر

کے لباس میں شِلادت اور دائیں طرف کام رُوپ کا راجہ نہایت کروفر سے مع پانچ پانچ سو جنگی ہاتھیوں کے جلوس کے ساتھ ساتھ روانہ ہوئے۔ شِلادت ہیرے اور جواہرات کے جڑاؤ زیور اور دیگر نہایت قیمتی چیزیں بوارے کے طور پر چاروں طرف بکھیرنے لگا اور اُس نے بُدھ دیوجی کی مورتی کو اسنان کرانے کے بعد اپنے کندھوں پر اُٹھا اور بیش قیمتی لباس پہنا کر ستون پر نصب کر دیا۔ کھانا کھانے کے بعد براہمن اور شرمن اپسمیں ملکر دھرم چرچا اور بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ ایک طرف تو براہمنوں اور شرمنوں اور دوسری طرف مہایانی اور ہین یانی دو بودھ فرقوں میں سخت بحث و مباحثہ شروع ہوگیا اُس اُتسب میں راجا نے اپنے خزانہ کا قریباً تمام روپیہ خرچ کر دیا۔ یہاں تک کہ اُس موقعہ پر وہ اپنے جسم سے کپڑے۔ کانوں کے بالے موتیوں کی مالا وغیرہ بیش قیمتی چیزیں بھی اُتار کر لوگوں کو دیتے تھے ✦

ہیانگ سانگ کا بیان ہے کہ اُتسب کے ختم ہونے پر اُس ستون میں آگ لگ گئی اُس کا خیال ہے کہ راجہ شِلادت کی بودھ دھرم میں اس قدر شردھا دیکھ کر براہمنوں نے حسد کے مارے یہ نہایت خوفناک اور گناہ آلودہ کارروائی کی تھی اُنہوں نے راجا کو بھی مار ڈالنے کی کوشش کی تھی مگر خوش قسمتی سے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوئے ✦

تیرھواں باب

بودھ دھرم شاستر

یعنی

بودھ دھرم کی کُتب مقدسہ

شاکیہ سنگھ (بُدھ دیوجی) اپنی زندگی میں خود کوئی شاستر لکھ کر نہیں چھوڑ گئے۔ بودھ شاستر کے پنڈتوں کا یقین ہے کہ بُدھ کا کلام بات چیت تعلیم۔ ہدایات۔ نصایح و قواعد وغیرہ شُرتی کے ذریعہ نسلاً بعد نسلاً عرصہ دراز تک اُن کے شاگردوں کی زُبان پر زندہ رہتے ہیں اور بعد ازاں کسی اور وقت قلمبند ہوتے ہیں۔ صرف بودھ کتب مقدسہ کی ہی یہ کیفیت نہیں بلکہ دیگر مذہبی فرقوں میں بھی آج کل جو کُتب مقدسہ خیال کی جاتی ہیں اُن کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی اُن کے بانیوں نے خود اپنی زندگی میں نہیں لکھیں بلکہ اُن کے شاگردوں اور شردھالوں نے ایک عرصہ کے بعد قلمبند کی ہیں اسی واسطے یہ ممکن ہے کہ ان مہاپرشوں کا کلام اپنی اصل شکل و صورت میں

قلمبند نہ ہوا ہو اور اس میں بہت کچھ آمیزش ہو گئی ہو +

بُدھ کی وفات کے بعد چار بڑی سبھائیں (مجلسیں) منعقد ہوئیں - اول سبھا مہا کاشیپ کے مشورہ سے راجا اجات شترو کے زیر انتظام راج گرہ کے سپت پرنی مقام میں منعقد ہوئی - اس کے سو سال بعد کال اشوک اس کے بعد راجہ اشوک اور سنہ عیسوی سے ۲۴۳ برس پہلے سکا خاندان کے راجہ کنِشک والی کشمیر نے وی شالی - پاٹلی پُوتر (پٹنہ) اور جالندھر میں یکے بعد دیگر ایک ایک سبھا منعقد کی - پہلی اور دوسری سبھا میں بدھ کے اُپدیش بات چیت نصایح اور ہدایات جمع کی گئیں اور اس طور پر بودھ شاستر تیار ہوئے - اور اشوک کے وقت میں جو سبھا منعقد ہوئی - اس میں اُن شاستروں کو بہت چھان بین اور جانچ پڑتال کے بعد تسلیم کیا گیا - یہ شاستر تین قسم کے ہیں (۱) بِنے پٹک - (۲) سُوتر پٹک (۳) ابھی دھرم پٹک - اِن تینوں کے مجموعہ کو تری پٹک یا تین رتن کہتے ہیں اور ان میں بودھ فرقہ کے عقاید اور اصول رسوم - پراشچت (کفارہ) کا طریق - اِخلاق - کہانیاں اور تمثیلیں اور درشن (فلاسفی) وغیرہ درج ہیں +

اگرچہ پالی زبان میں جو شاستر لکھے گئے ہیں وہ زیادہ قدیم خیال کئے جاتے ہیں تاہم یہ اندازہ لگانا کہ ترِی پٹک شاستر ٹھیک کس وقت کتاب کی صورت میں قلمبند ہوئے تھے بہت مشکل ہے - روایت یہ ہے کہ پاٹلی پُوتر مقام میں جو شاستر تیار

ہوئے تھے اُن کو اشوک کا لڑکا مہندر اپنے ساتھ لے کر سنگلدیپ چلا گیا تھا اور اُس نے اُسی وقت تری پٹک کا پالی بھاشیہ (تفسیر) بھی مگدھ دیش سے منگوا کر سنگھالی زبان میں اُن کا ترجمہ بھی کیا تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ تری پٹک کے تمام حصوں کو حفظ یاد کر کے سنگلدیپ گیا تھا خیر کچھ ہی ہو لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ راجا وت گامنی کے عہد حکومت یعنی سنہ ع کے شروع میں پالی شاستر سنگلدیپ میں پہلے پہل تیار ہوئے۔ اور یہ امر قابل تسلیم ہے کہ بدھ گھوش (بودھ دھرم کا ایک مشہور پرچارک) کے وقت یعنی سنہ ع کی پانچویں صدی میں اِن شاستروں کا پالی زبان میں قلمی مسودہ موجود تھا اور یہ بھی بہت اغلب ہے کہ مسودہ مہندر کے وقت میں بھی ہو۔

اب قابل غور امر یہ ہے کہ اِس سے کتنے عرصہ پہلے یہ شاستر تیار ہوئے ؟ اس بارے میں ایک بہت بڑا ثبوت یہ ملتا ہے کہ مروجہ تری پٹک میں راج گرہ اور ویشالی سبھاؤں کا ذکر ہے اسلئے یہ بہت اغلب ہے کہ اِن سبھاؤں کے بعد ہی یہ شاستر تیار ہوئے ہیں اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ اِن شاستروں میں پاٹلی پُتر کی سبھا کا کچھ بھی ذکر نہیں اس واسطے یہ بھی ممکن ہے کہ اِس سبھا سے پہلے یہ شاستر تیار ہوئے ہوں بہر حال اِس سے ہم اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ویشالی اور پاٹلی پُتر سبھاؤں کے درمیان کے عرصہ میں کسی وقت یہ شاستر پہلے پہل تیار ہوئے ہوں۔

لہ انٹروڈکشن ٹو سیکرڈ بکس آف دی ایسٹ جلد دھم۔

نیز ان شاستروں پر بخوبی غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بعض حصے مثلاً بنے شاستر کا حصہ ۔ پرتی موکش اور بدھ کے اُپدیشوں کا کچھ حصہ نسبتاً پرانے ہیں ۔ ان تمام وجوہات سے تری پٹک کا کچھ حصہ حضرت مسیح سے پہلے چوتھی صدی میں اور کچھ حصہ اس سے بھی پیشتر تیار ہوا ثابت ہوتا ہے

دکھن میں بودھ لوگوں نے پہلے ان شاستروں کا سنگھالی زبان میں ترجمہ کیا ۔ اور بعد ازاں برہما وغیرہ ملکوں کی دیگر زبانوں میں ترجمہ ہوا ۔ اس کے بعد ان شاستروں کا بھوٹان ۔ چین ۔ منگولیا وغیرہ شمالی ملکوں کی دیگر زبانوں میں ترجمہ ہو کر پرچار ہوا بودھ شاستروں کے گرنتھوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے ۔

(اول) بنے پٹک (سنگھ کے قواعد)

(۱) سُوت بہنگ (پاراج کا پراشچت کا طریق)

(۲) کھندھک { مہا بگ (مہاورگ) / چل بگ (کھدرورگ) }

(۳) پریوار پاٹھ اور تتمہ

(دوم) سُوت پٹک (بدھ کے اُپدیش)

(۱) دیگھ نکائے (جس میں ۳۴ دیرگھ سوتر مہا پری نربان سُوتر وغیرہ شامل ہیں)

(۲) مدھیم نکائے (جس میں ۱۵۲ مدھیم سُوتر شامل ہیں)

(۳) سن یکت نکائے (سن یکت سُوتروں کا مجموعہ)

(۴) انگوتر نکائے (متفرق سُوتروں کا مجموعہ)

(۵) کھدرک نکائے (چھوٹے سُوتروں کا مجموعہ۔ اس میں مفصلہ ذیل پندرہ گرنتھ ہیں)

(۱) کھدرک پاٹھ (۲) دھم پد (۳) اوان (ستُوتی کے ۲۰ سُوتر) (۴) اِتی وُتک (بدھ کی زندگی کے حالات) (۵) سُوت نپات (نثر سُوتر) (۶) بمان وتھو (سورگ کا ذِکر) (۷) پیت وتھو (پریتوں کا ذکر) (۸) تھیرا گاتھا (ستھوِر گاتھا) (۹) تھیری گاتھا (ستھوِرا گاتھا) (۱۰) جاتک (پہلے جنموں کا ذکر) (۱۱) ندیس (ساری پُتر کے بیاکھیان) (۱۲) پتی سم بِدھا مگگ (پرتی سمبودھ مارگ) (۱۳) اپدان (ارہت چرِتر) (۱۴) بُدھ ونش (گوتم اور اُس سے پہلے ۲۴ بدھوں کی زندگی کے حالات (۱۵) چرِیا پٹک (بُدھ چرِتر)۔

(سویم) ابھی دھم پٹک (درشن فلسفہ)

(۱) دھم سنگنی (۲) بِھبھنگ (۳) کتھا وتھُوپ کرن۔ (۴) پگ گل پنتی (ستو بودھ) (۵) دھاتو کتھا (نرناری چرِتر) (۶) یمک (متضاد خیالات کا مجموعہ) (۷) پٹتھان پ کرن (کارج اور کارن کے قانون کو معلوم کرنا)۔

چلو ورگ کے آخری دو حصوں میں راج گرہ اور ویشالی کی سبھا کا بیان ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ پہلی سبھا میں اُپالی نے ونے شاستر کی تشریح کی اور آنند نے "دھرم" شاستر کو پڑھا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت بودھ شاستر کے صرف دو ہی حصے تھے۔ اِس کے بعد "دھرم" کے سُوتر اور ابھی دھرم دو اور حصے بن گئے۔

اور رفتہ رفتہ ابھی دھرم ہی ضخامت میں اِس قدر بڑھ گیا۔ کہ دو اور پٹکوں کے برابر ہو گیا +

سُوتر بہنگ

بُودھ سنگھ میں جو اماوس اور پُورنماشی کے دِن پاپ اور اُسکے کفارہ کا بیان پڑھا جاتا تھا۔ وہ تمام اِس شاستر کے مُول سُوتر میں درج ہے۔ آہستہ آہستہ تشریح پر تشریح اور تفسیر پر تفسیر ہونے سے یہ گرنتھ خود بہت زیادہ بڑھگیا ہے اور یہ سب قواعد بہنگ سُوتر میں شامل ہیں +

پَرتی موکھش

پراشچت کا طریق مفصل طور سے علىحدہ صُورت میں پَرتی موکھش گرنتھ میں ظاہر کیا گیا ہے اور بُودھ دھرم شاستر کا یہ سب سے پُرانا گرنتھ ہے۔ سنگھ کے قواعد میں جو بُدھ دیو جی نے تبدیلی کی تھی۔ بہت اغلب ہے کہ اُس کے متعلق مفصل حالات اِس گرنتھ میں ہوں مگر یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ کہ بُودھ لوگ اِس کے حکم اور ہدایات کو بہنگ سُوتر کے حکم اور ہدایات کے برابر نہیں سمجھتے +

مہابگ } آہستہ آہستہ اِس گرنتھ میں بھی بہت کچھ زیادتی ہو گئی اور پریوار
چُل بگ } پاٹھ اس میں بعدازاں شامل کیا گیا +

مہاپری زِبان سُوتر

یہ شاستر سُوتر پٹک کے دیرگھ نکائے کا ایک جُز ہے۔جس میں بُدھ دیوجی کی زندگی کے آخری تین ماہ اور موت کے وقت کے واقعات اور حالات درج ہیں۔اِس گرنتھ میں بُدھ دیوجی کی زبانی پاٹلی پُوتر کی آئندہ ترقی کی بابت جو پیشینگوئی کی گئی ہے۔اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سُوتر اُس وقت تیار ہوا تھا۔جبکہ پاٹلی پُوتر مگدھ دیش کا دارالخلافہ قرار پاچکا تھا۔اور جو وقت حضرت مسیح سے چار پانسو برس پہلے قیاس کیا جاسکتا ہے۔

دھرم پد

یہ سُوت پٹک کے کھُدرک نکائے کے پندرہ گرنتھوں میں سے ایک گرنتھ ہے۔اِس کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ اِس کے مضامین "دھرم نیتی" یعنی اِخلاق کے متعلق ہیں۔اس میں جس قدر دھرم کے کلام اور نصیحت خیز اور مُفید اُپدیش ملتے ہیں۔اُن جیسے اُپدیشوں کی مہابھارت گیتا اور دیگر نیتی شاستروں میں بھی کچھ کمی نہیں۔جن میں ایک عجیب باہمی مشابہت اور مطابقت پائی جاتی ہے۔لیکن اس میں کچھ شک نہیں۔کہ بعض بعض بچن اور حصے ایسے ہیں جن سے بودھ دھرم کی خصوصیت صاف صاف ظاہر ہوتی ہے۔اِس میں سے ہم نے بہت سے بچن پہلے تیسرے حصہ کے اِخلاق

کے باب میں درج کر دئے ہیں۔ تاہم کچھ بچن یہاں بھی درج کئے جاتے ہیں +

دھرم پد کے بچن

قول و فعل

شیریں کلامی بغیر عمل کے مثل اُس پھول کے ہے۔ جو دیکھنے میں تو بہت خوبصورت ہے۔ لیکن جس میں خوشبو نہیں شیریں کلامی معہ عمل کے وہ خوشبودار اور تر و تازہ پھول ہے جو ہر ایک پہلو سے خوبصورت ہے +

بزرگ کون ہے ؟

جس کے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ وہ بزرگ کہلانے کا مستحق نہیں۔ وہ بزرگ نہیں۔ عمر میں بوڑھا ہونے سے کوئی شخص دانا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ عقل سے دانا ہوتا ہے +

جس کے دل میں راستی۔ محبت۔ معافی۔ رحم۔ عقل اور پاکیزگی ہے۔ وہی بزرگ ہے +

اسی مضمون کو سعدی نے اپنی زبان میں یوں ادا کیا ہے

بزرگی بعقل است نہ بسال (سعدی)

مُنی کون ہے ؟

نادان شخص صرف خاموش رہنے سے مُنی نہیں ہو سکتا جو دانا

شخص کانٹے میں ست اور است کو تول کر شریہ (بھلائی) کو قبول کرتا ہے اور برائی کو چھوڑتا ہے۔ وہی منی ہے۔ جو شخص دنیا میں بھلائی اور برائی کو اُن کی اصل صورت میں دیکھتا ہے وہی منی کہلانے کے لایق ہے۔ کوئی شخص صرف چُپ سادھ لینے یا جٹا رکھنے سے منی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ منی وہ شخص ہے۔ جو اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔

اہنسا (نہ ایذا رسانی)

ایذا اور سزا سے سب ہی ڈرتے ہیں اور جان سب ہی کو عزیز ہے تم بھی اپنے آپ کو اُن میں سے ایک خیال کر کے کسی کی جان مت لو اور نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ جو اپنے سُکھ کے لئے سُکھ کی خواہش رکھنے والے دیگر جانداروں کو ایذا پہنچاتا ہے۔ وہ اِس دُنیا سے رُخصت ہو جانے پر سُکھ نہیں پاتا۔ (پالی) جیسی اپنی جان تم کو پیاری ہے ویسی ہی جانداروں کو بھی ہے۔ (پاک اور نیک دل لوگ دوسرونکو اپنی مانند سمجھکر اُن پر رحم کرتے ہیں۔ (ہتواُپدیش)

ترشنا (حرص) ۲۷۱-۲۷۲

برت (روزہ) رکھنے۔ شاستر (کتب مقدسہ) کے پڑھنے دھیان کرنے یا اکیلا سونے سے مکتی حاصل نہیں ہوتی۔ ہے بھکشو جب تک ترشنا دور نہ ہو۔ تب تک اس قسم کے سادھنوں پر بھروسہ مت کر۔ (دھم پد) جس شخص نے کامنا (خواہش) کو چھوڑ دیا ہے۔ اُسکو تمام دولت نصیب ہوتی ہے۔ لوبھ (لالچ) کے چھوڑ دینے سے سُکھ کی دھارا

آتما میں بستی ہے (برامہ دھرم)

بھکشو کون ہے ؟

جس شخص نے پاپ (گناہ) سے مکتی (نجات) حاصل نہیں کی جو میانہ روا ور راستی پسند نہیں۔ وہ گروا لباس پہننے کے لائق نہیں جس نے پاپ سے رہائی حاصل کی ہے۔ جس کے دل میں دھرم کے لئے لگاؤ اور پریم ہے۔ جو میانہ روا ور راستی پسند ہے وہی گروا لباس پہننے کے مستحق ہے۔ جو اپنے ہاتھ پاؤں اور زبان کو قابو میں رکھتا ہے۔ جو اندریے جیت ہے۔ جس نے اپنی تمام خواہشات پر تصرف حاصل کیا ہے۔ جو قانع دل کے ساتھ تنہائی میں باس کرتا ہے وہی بھکشو ہے۔

اے بھکشو! کشتی کا بوجھ پھینک کر اس کو ہلکا کرو۔ ہلکی ہو جانے سے وہ تیزی کے ساتھ چلے گی۔ غصہ اور دشمنی کو چھوڑ کر نربان کے راستہ کے مسافر بنو۔

پانچوں حواسوں کے بندھن کو کاٹ ڈالو۔ جس نے یہ پانچوں بیڑیں توڑ ڈالی ہیں وہی "اگھواؤ تیرن" (مکتی یافتہ) بھکشو ہے۔

جیسے درخت صرف کاٹ ڈالنے سے ہی نیست ونابود نہیں ہو جاتا۔ بلکہ جب تک اس کی جڑیں نہیں کٹتیں۔ تب تک وہ نہیں مرتا اور موقعہ پاکر پھر اُگ آتا ہے۔ ویسے ہی خواہشات کی سیری کے سامان ضائع ہو جانے پر بھی دکھ بار بار آموجود ہوتا ہے۔ مار (پرلوبھن) کے ہاتھ سے اگر آزادی چاہو۔ تو ترشنا کو جڑ

سے اکھاڑ ڈالو۔ ایک درخت کو کاٹ ڈالنے سے کچھ نہ ہوگا۔ تمام جنگل کو کاٹنے کی ضرورت ہے۔ اے بھکشو! تم تمام جنگل کو صاف کر کے بیخوف اور آزاد ہو جاؤ۔ جو شخص پاک۔ ساکن اور طمانیت قلب کے ساتھ بُدھ کی نصیحت پر چلتا ہے۔ وہ باسنا سے آزاد ہو کر شانتی اور نِروان کا آنند حاصل کرتا ہے +

جب تک انسان کے دِل میں باسنا کی آگ جلتی رہتی ہے۔ تب تک ننگے رہنا۔ جٹا رکھنا۔ بدن پر راکھ ملنا۔ زمین پر سونا وغیرہ وغیرہ تمام سادھن بیفائدہ ہیں +

براہمن کون ہے؟

سر پر لمبے بال اور جٹا رکھنے یا براہمن خاندان میں جنم لینے سے کوئی شخص براہمن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس کے دِل میں سچائی و انصاف ہے۔ اصل براہمن وہی ہے +

اے نادان! سر پر جٹا اور لمبے بال رکھنے سے کیا حاصل؟ ہرن یا بکری کا چمڑہ پہننے سے کیا فائدہ؟ دل میں تو لالچ بھرا ہوا ہے۔ ظاہری صورت بنانے سے کیا بنے گا؟ جو لالچی اور مغرور ہے وہ براہمن خاندان میں جنم لینے سے ہی براہمن نہیں ہو جاتا۔ بلکہ صرف وہی شخص براہمن ہے۔ جو تمام بیڑیں کاٹ کر بے خوف ہو گیا ہے اور مُکت اور آزاد ہے +

جو کسی قصور کے سرزد نہ ہونے پر بھی ظلم۔ سختی۔ بیعزتی خوشی خوشی برداشت کر لیتا ہے۔ معافی جس کی طاقت ہے۔ برداشت جس کی

فوج ہے - وہی براہمن ہے - جو کنول کے پتے کے پانی کی مانند اس دنیا میں سکھ اور دُکھ سے اوپر رہتا ہے - وہی براہمن ہے - جو خیال - کلام اور فعل کے ذریعہ بھی گناہ نہیں کرتا ہے اور جو تینوں میں پاک ہے اور جس کے بس میں یہ تینوں ہیں - وہی براہمن ہے - دُنیا کے کٹھن راستہ میں ہر طرف خواہشات اور طمع کا جال پھیلا ہوا ہے - جو اس سے گزر گیا اور دھیان شیل (زاہد و عابد) - صادق - صاف گو - قانع اور دنیاوی محسوسات سے بالا ہے - بس وہی براہمن ہے +

اِن تمام شاستروں کے علاوہ بہت سے بھاشیہ (تفسیریں) ٹیکا (تشریح) گاتھا (گیت) تواریخ بیاکرن (صرف ونحو) وغیرہ گرنتھ پالی اور سنگھالی زبان میں تصنیف ہوئے ہیں - مفسروں میں بُدھ گھوش کا نام سب سے مقدم اور مشہور ہے - یہ گویا بودھ لوگوں کے سائنا چارج خیال کئے جاتے ہیں - یہ بُدھ گیا میں ایک براہمن خاندان میں پیدا ہوئے تھے اور ریوت نامی ایک مہاستھویر (بزرگ سادھو) کے اُپدیش کے ذریعہ انہوں نے بودھ دھرم قبول کیا تھا - اِن کا نام بُدھ گھوش اس واسطے رکھا گیا تھا کہ اُن کے گلے کی آواز بُدھ کے مانند زبردست اور میٹھی تھی +

یہ بودھ اچاریوں کے سرتاج خیال کئے جاتے تھے اور سن عیسوی کی پانچویں صدی میں سنگدیپ کو گئے تھے اور راجا مہانام کے عہدِ حکومت میں انورادھاپور میں ۴۱۰ سے ۴۳۲ سنہ عیسوی تک مقیم رہے - وہاں انہوں نے ترپٹک کا مہا بھاشیہ لکھا - اُنکے

تصنیف کئے ہوئے بِشدّھی مارگ - دھرم پدبھاشیہ اور بودھ دھرم کے متعلق دیگر بہت سے گرنتھ موجود ہیں +

مِلند پُرشن (شاہ مِلند کے سوالات)

اِس میں شاہ مِلند اور بودھ سنیاسی ناگ سین کے درمیان دھرم کے متعلق جو بات چیت ہوئی تھی - اُس کا بیان ہے یہ یونانی بادشاہ حضرت مسیح سے دو سو برس پہلے حکومت کرتا تھا - بُدھ گھوش کے گرنتھوں میں "مِلند کے سوالات" کا ذکر ہے - اِس واسطے یہ گرنتھ نسبتاً پُرانے گرنتھوں میں شمار ہوتا ہے ایسا قیاس کیا جا سکتا ہے کہ سنہ عیسوی کے شروع شروع چند سال کے درمیان یہ گرنتھ تصنیف ہوا +

دویپ ونش اور مہاونش

یہ پالی زبان میں سنگلدیپ کے دو بہت مشہور گرنتھ ہیں اور سنہ عیسوی کی پانچویں صدی میں تصنیف ہوئے تھے اِن میں سنگلدیپ کی مسلسل اور نسلاً بعد نسلاً تواریخ اور بودھ دھرم کا مفصل بیان شروع سے آخر تک لکھا ہوا ہے +

شُمالی مُلکوں کے مہایان (بڑی کشتی) فرقہ کے لوگ جنوبی ہین یان (چھوٹی کشتی) فرقہ کے بودھ شاستروں کے تمام حِصوں کو قابل تسلیم خیال نہیں کرتے - یہ سچ ہے کہ وہ ترپٹک گرنتھ کی عزت کرتے ہیں - لیکن اُس میں اُنھوں نے اپنی طرف سے بہت سے روحانی اور فلسفانہ

مضامین شامل کر دئے ہیں اور اُن کا بہت سا حصہ سنسکرت زبان میں ہے چین اور جاپان کے بودھ لوگوں میں جو ین گرنتھ بہت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں - یہ ہیں (۱) سوکھاوتی بیوہ (دو حصوں میں) (۲) امی تایُور دھیان سُوتر - سوکھاوتی بیوہ کے ایک حصہ میں سوکھاوتی سورگ کا بیان ہے اور دوسرے میں امی تابھ کے سورگ کا ذکر ہے - ان گرنتھوں کی بابت مشہور ہے کہ بُدھ دیوجی نے خود ان کو اپنی عُمر کے آخری حصہ میں تیار کیا تھا - امی تایُور دھیان سُوتر میں راجہ اجات شترو کی زندگی کے حالات اور اُس کے متعلق اُپدیشوں (ہدایات) کا بیان ہے ٭

بجر چھید کا نامی مایا باد گرنتھ جاپان میں ایک قابل قدر چیز خیال کیا جاتا ہے - اور اُس کے روحانی اُپدیش بُدھ دیوجی کی زبان سے نکلے ہوئے سمجھے جاتے ہیں ٭

ست دھرم پونڈریک - وغیرہ دیگر سنسکرت گرنتھ بودھ لوگوں کی شمالی شاخ میں شامل ہیں ٭

للت بستار

اِس سے پہلے جن تمام گرنتھوں کا ذکر کیا گیا ہے - اُن کے علاوہ بُدھ دیوجی کی سوانح عمری کے متعلق یہ گرنتھ خاص کر قابل ذکر ہے - یہ گرنتھ سنسکرت زبان میں ہے اور اس میں نظم اور نثر دونوں ہی پائی جاتی ہیں - وہ حصہ جو نثر میں ہے زیادہ پُرانا معلوم ہوتا ہے او

اُس میں بہت سے پرانے پالی چھند اور گیت بھی درج ہیں۔ اس گرنتھ کا تبت اور چین کی زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔ فرانس کے عالم فوکو نامی نے اِس ترجمہ سے ہی فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے اُن کی رائے میں اِس کا ترجمہ تبت کی زبان میں سنہ عیسوی کی چھٹی صدی میں ہُوا تھا۔

مُلک چین کے بودھ گرنتھوں میں ذِکر ہے کہ یہ گرنتھ سنہ ۶۷ء میں چین کی زبان میں ترجمہ ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ عیسوی کے آغاز سے پہلے ہی یہ گرنتھ مروج تھا۔ اِس گرنتھ میں بُدّھ دیو جی کی پیدائش سے لیکر دھرم پرچار کے آغاز تک کے حالات کا بیان ہے اور اِس کو کلکتہ میں مشہور فاضل ڈاکٹر راجیندر لال مِتر نے پہلے ہی پہل شائع کیا تھا۔ اِس کے علاوہ تبت کے شاستر تعداد اور وسعت کے لحاظ سے اِس قدر زیادہ ہیں۔ کہ دیگر مُلکوں کے تمام دھرم شاستروں پر سبقت لے گئے ہیں۔ لیکن اِن میں ایک گرنتھ بھی اصلی نہیں سب ہی چینی اور پالی زبان سے ترجمہ شُدہ ہیں۔

پالی زبان

بھارت ورش (ملک ہندوستان) کی زبان معمولی طور سے تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ (۱) آریہ بھاشا (۲) دراوڑی (۳) دیگر زبانیں۔ جس زبان میں رگ وید سنگھتا کے منتر ہیں۔ وہ ویدک سنسکرت کہلاتی ہے۔ لیکن بعد ازاں اس میں کچھ کچھ تبدیلی ہو جانے

سے وہی سنسکرت بھاشا بن گئی جس میں راماین۔ مہابھارت۔ منوسمرتی
علم ادب ونظم اور کالیداس جی کی کتب لکھی گئی ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ
قدیم آریہ بھاشا تبدیل ہوتے ہوتے پالی اور پراکرت بھاشا بن گئی
اور ان زبانوں میں آہستہ آہستہ تبدیلی ہوتے ہوتے مروجہ ہندی۔
بنگالی۔ مرہٹی۔ گجراتی وغیرہ وغیرہ مختلف صوبوں کی زبانیں بن گئیں۔
مذکورہ بالا امر کو کیا یورپ کے سنسکرت کے مشہور عالم اور فاضل اور کیا
اس ملک کے پنڈت سب ہی متفق الرائے ہو کر تسلیم کرتے ہیں۔ ان تمام
زبانوں کی ماں قدیم پراکرت ہے اس کی صرف ونحو۔ علم ادب ونظم وغیرہ
کی کتب آجکل ہم کو دستیاب ہیں۔ یہ قدیم پراکرت زبان بھی آجکل ایک
ایسی زبان ہو گئی ہے جو سنسکرت کی طرح صرف پنڈتوں کے پڑھنے کے
لایق اور مثل ایک مردہ زبان کے ہے۔ پالی بھاشا اسی قدیم پراکرت
بھاشا کی ایک خاص شاخ ہے۔ مہاتما بدھ کے ظہور کے وقت اغلباً
پالی اور ماگدھی دونوں زبانیں ایک ہی تھیں۔ کاتیائنی کی بھی جس
نے سب سے پہلے پالی بھاشا کا بیاکرن تیار کیا تھا ایک طرح سے یہی
رائے ہے۔ ماگدھی زبان میں تبدیلی پیدا ہو جانے سے ہندی۔ بنگالی۔
بہاری اور دیگر زبانیں پیدا ہو گئیں۔ لیکن بھاشا میں کچھ تبدیلی نہ ہوئی۔
بہت اغلب ہے کہ گوتم کے وقت اُن تمام حصوں میں جہاں جہاں اُن کا
گزر ہوا۔ یہی یا اس جیسی کوئی اور زبان مروج تھی۔ بُودھ شاستر کے اصلی
گرنتھ اسی زبان میں ہیں۔ راجہ اشوک کے احکام جس زبان میں جاری
ہوئے۔ اُس میں کچھ کچھ فرق ہونے پر بھی موٹے طور سے وہ زبان پالی

زبان ہی کہی جا سکتی ہے - یہ پالی زبان صرف ونحو کے قواعد اور وسیع بودھ شاستروں میں بند اور محدود ہو جانے کی وجہ سے اپنی طاقت کھو بیٹھی اور مُردہ زبانوں میں شامل ہو گئی - ایک طرف سنسکرت اور دوسری طرف زمانہ حال کی پراکرت ہے اور ان دونوں کے درمیان پالی بھاشا ہے - ویدک سنسکرت کو چھوڑ کر یہ زبان بھی بھارت ورش کی پرانی زبانوں میں شمار کی جا سکتی ہے *

پچھلے دنوں جبکہ کلکتہ میں مہا بودھی سوسائٹی کی طرف سے پالی زبان کی تعلیم دینے کے لئے ایک سکول قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی تھی - اس کی تائید کرتے وقت شری یکت ستیش چندر ودیا بھوشن نے جو اپنی رائے ظاہر کی تھی - وہ تمام تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ایک نہایت قابل غور امر ہے - اُن کا بیان ہے کہ اس میں کچھ بھی شک نہیں - اگر کیا علم زبان - کیا روحانی علم - کیا ابتدائی بودھ دھرم کے اصول وعقائد کیا بُدھ دیو جی کی زندگی کے حالات اور اُپدیش (ہدایات) اور کیا اُس زمانہ کے ہندوستان کے تواریخی اور سوشیل (سماجک) حالات غرضیکہ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں پورا پورا علم اور واقفیت حاصل کرنا چاہو تو پالی زبان کا سیکھنا اور اُس میں قابلیت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے - جبکہ پالی بھاشا کا پراکرت اور سنسکرت کے ساتھ ایسا نزدیکی تعلق ہے تو کم سے کم ہندوؤں کے لئے اس کا سیکھ لینا چنداں مشکل نہیں - سنسکرت کے بگڑ جانے سے جو تمام پراکرت زبانیں پیدا ہوئی ہیں - اُنہوں نے آریہ ورت کے مختلف حصوں میں مختلف صورتیں قبول کی ہیں - مروجہ آریہ زبانوں کی

مفصلہ ذیل جماعت بندی کی گئی ہے۔

(۱) مغربی شاخ

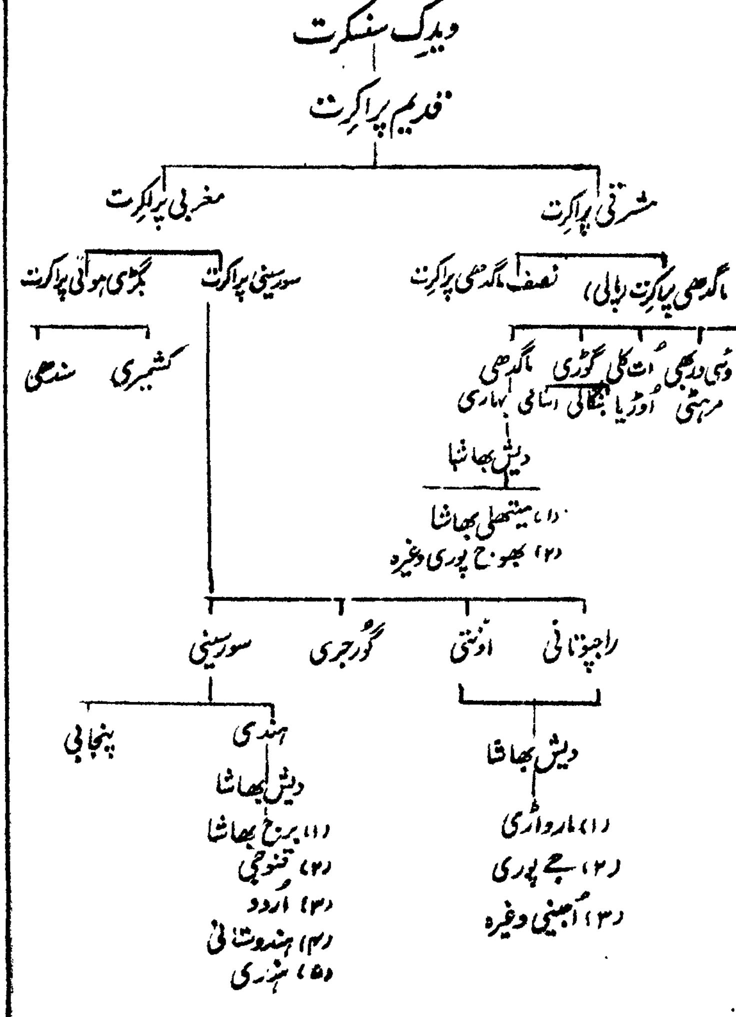
(الف) شمالی مغربی جماعت	سندھی	۲۵۹۰۰۰۰
	کشمیری	۴۰۹۰۰۰۰
(ب) وسط مغربی جماعت	پنجابی	۱۶۶۲۰۰۰۰۰
	گجراتی	۱۱۰۶۰۰۰۰
	راجپوتانی	۱۳۱۵۰۰۰۰
	ہندی	۳۵۸۲۰۰۰۰
(ج) شمالی جماعت	پہاڑی	۱۱۵۰۰۰۰
	نیپالی	۳۰۲۰۰۰۰

(۲) مشرقی شاخ

(د) وسط مشرقی جماعت	ویشواری	۲۰۰۰۰۰۰
	بہاری	۳۰۰۰۰۰۰
(ر) جنوبی جماعت	مرہٹی	۱۸۹۳۰۰۰۰
(س) مشرقی جماعت	بنگالی	۴۱۳۴۰۰۰۰
	اسامی	۱۴۴۰۰۰۰
	اُڑیا	۹۱۰۰۰۰
	میزان کل	۲۰۹۳۲۰۰۰۰

اِن تمام زبانوں کی تہ میں جو پراکِرت زبان ہے۔ اُس نے بھی ایک ایک صوبہ کے لحاظ سے مختلف صورتیں قبول کی ہیں۔ مثلاً آریہ ورت کے مشرقی حصے (جنوبی بہار) میں یہی پراکرت "پالی اور ماگدھی" اور مغربی حصہ یعنی گنگا اور جمن کے درمیانی حصہ میں "سُورسینی" بن گئی ہے اور اِن دونوں صوبوں کے وسط میں جو زبان مستعمل ہے وہ ان دونوں زبانوں کے ساتھ مِل جانے سے "نِصف ماگدھی" کہلانے لگی۔ اور اِن زبانوں کے علاوہ مغربی شمالی حصہ میں جو زبان مستعمل ہے۔ وہ "گیڑی نگڑی" زبان کہلاتی ہے پراکرت کے اِن چار حصوں سے ہی مروجہ تمام دیہاتی زبانیں نکلی ہیں۔ دیگر پراکرت زبانوں کے ساتھ پالی زبان کا کیا تعلق ہے۔ ذیل کے شجرہ سے بخوبی ظاہر ہوگا +

بھارت ورش کی آریہ بھاشا کا شجرہ



یہ شجرہ کلکتہ ریویو بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں گریرسن صاحب کے انڈین ورنیکلرز کے مضمون میں ملیگا۔

چودھواں باب

عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں مشابہت

بُدّھ جوتشیوں کی طرف سے تعظیم کا اظہار

اُن دنوں جنگل میں آست نامی ایک رشی رہتا تھا۔ جو فقیرانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ ایک سنجیدہ طبیعت کا برہمن تھا۔ اور صرف اپنے علم اور دانش کے لئے ہی مشہور نہیں تھا۔ بلکہ علامات کی تعبیر میں بھی بہت ماہر تھا۔ راجہ نے اُس سے التجا کی۔ کہ آ کر راج کمار کو دیکھے۔ رشی راج کمار کو دیکھ کر رو پڑا۔ اور ٹھنڈی سانس بھرنے لگا۔ جب راجہ نے آست کو آنسو بہاتے دیکھا تو وہ خوف زدہ ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ میرے لڑکے کے دیکھنے سے آپ کو کیوں رنج و غم ہوا ہے۔ لیکن آست کا دل خوشی سے بھر گیا۔ اور راجہ کو متردد پا کر اُسکی طرف مخاطب ہو کر یوں کہنے لگا۔

"مہ راجن! تم کو پورنماشی کے چاند کی طرح بشاش ہونا چاہیے۔ کیونکہ تمہارے یہاں یہ عجیب اشرف فرزند پیدا ہوا ہے۔ میں برمھ کی پرستش نہیں کرتا۔ مگر اس بچہ کی پرستش کرتا ہوں۔ اور سدھرم کے دیوتا اپنے سنگھاسنوں سے اُتر کر اِس کی پوجا کرینگے۔

تمام تردد اور شک کو دُور کرو۔ روحانی علامات جو ظہور پذیر ہوتی ہیں پتہ دیتی ہیں۔ کہ یہ نوزائیدہ بچہ کُل دُنیا کو نجات کا راستہ دکھلائیگا +

اپنے دیرینہ سال کو یاد کرکے میں رونے سے باز نہ رہ سکا۔ کیونکہ میرا آخری وقت اب قریب ہے۔ مگر یہ تیرا فرزند دُنیا پر حکومت کریگا + یہ سب جیو دھاریوں کے کلیان کے لئے پیدا ہُوا ہے +

اُس کی پاک تعلیم مثل ساحل کے ہوگی۔ جہاں ڈوبتے ہوئے جہازوں کے لوگوں کو پناہ ملیگی۔ اُس کے دھیان کی شکتی مثل ٹھنڈی جھیل کے ہوگی۔ اور نفسانی خواہشوں کی گرمی سے جھُلسی ہوئی مخلوق اس سے دل کھول کر اپنی پیاس بجھائیگی +

حرص کی آگ پر یہ اپنے رحم کے بادلوں کو برسائیگا۔ تاکہ دھرم کی بارش اُس آگ کو بجھاوے۔ ناامیدی کے بھاری پھاٹکوں کو توڑیگا۔ اور اُن تمام جیوؤں کو جو اپنے ہی بُنے ہوئے جہالت اور بےسمجھی کے جال میں گرفتار ہیں۔ نجات بخشیگا +

یہ دھرم راج اس لئے آیا ہے۔ کہ تمام غریبوں۔ مصیبت زدوں اور بیکسوں کو بندھن سے رہا کرے + (گاسپل آف بُدھ باب آیت ۱۲ سے ۲۴)

مسیح

○ جب یسُوع ہیروڈیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا۔ تو دیکھو کئی مجوسی پُورب سے یروشلیم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ ○ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے۔ وہ کہاں ہے؟ کیونکہ

پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں +
۱۰ اور اُس گھر میں پہنچکر بچے کو اُس کی ماں مریم کے پاس دیکھا۔ اور اُس کے آگے گِر کر سجدہ کیا۔ اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لوبان اور مُر اُس کے نذر کیا + (متی باب ۲۔ آیت ۱۰ اور ۱۱ +)

بُدّھ

بچے کا نام رکھنا

جب راجہ اور رانی نے آست رشی کی یہ باتیں سُنیں۔ وے بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے نوزائیدہ بچہ کا نام سِدھارتھ رکھا۔ یعنے وہ جس نے اپنے مقصد کی تکمیل کرلی ہے۔ (گاسپل آف بدھ باب ۲ آیت ۲۴)

مسیح

وہ بیٹا جنے گی۔ اور تُو اُس کا نام یسُوع رکھنا۔ کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے چھڑائیگا + (متی باب ۱۔ آیت ۲۱ سے ۵۲ تک)

بُدّھ

بُدھ اور مسیح کی تعلیم (خوشخبری)

مُبارک ہے وہ شخص جس نے دھرم کو سمجھ لیا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اپنے ہمجنسوں کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ مُبارک ہے وہ جو

گناہ پر غالب آتا ہے اور جذبات سے آزاد ہے۔ اعلےٰ درجہ کے آنند کو وہی حاصل کرتا ہے۔ جس نے تمام خودغرضی اور غرور کو فتح کر لیا ہے۔ وہ بُدھ۔ صاحب کمال۔ مبارک۔ اور مقدس ہو گیا ہے+
(گاسپل آف بُدھ باب ۱۲۔ آیت ۲۰)

مسیح

○ مبارک وے ہیں۔ جو دل کے غریب ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے۔
○ مبارک وے ہیں۔ جو افسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ وے تسلی پائینگے۔
○ مبارک وے ہیں جو حلیم ہیں۔ کیونکہ وے زمین کو ورثہ میں پائینگے۔
○ مبارک وے ہیں جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ کیونکہ وے آسودہ ہونگے۔
○ مبارک وے ہیں۔ جو رحم دل ہیں۔ کیونکہ اُن پر رحم کیا جاویگا۔
○ مبارک وے ہیں۔ جو پاک دل ہیں۔ کیونکہ وے خُدا کو دیکھینگے۔
○ مبارک وے ہیں۔ جو صُلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وے خدا کے بیٹے کہلائینگے۔
○ مبارک وے ہیں۔ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے + (متی باب ۵۔ آیت ۳ سے ۱۱ تک)

بُدّھ

صداقت کبھی نہیں ٹل سکتی

بُدھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اُن کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ اور اُنکی کلام میں سچائی سے انحراف نہیں ہوتا۔ کیونکہ جس طرح ہوا میں پھینکے ہوئے پتھر کا نیچے گرنا یا زندہ وجود کا مرنا۔ یا صُبح کے وقت سُورج کا نکلنا۔ یا غار سے نکلتے وقت شیر کا گرجنا۔ یا حاملہ عورت کے بطن سے بچے کا پیدا ہونا لازمی اور یقینی باتیں ہیں۔ اُسی طرح بُدھوں کے بچن یقینی ہیں۔ اور پلٹ نہیں سکتے + (گاسپل آف بُدھ باب ۷۔ آیت ۱۸-۱۹ +)

مسیح

٥ آسمان اور زمین تو ٹل جائینگے۔ لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی + لیکن آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نُقطے کے مِٹ جانے سے آسان ہے + (متی باب ۲۴۔ آیت ۳۵ و لوقا باب ۱۶۔ آیت ۱۷)

بُدّھ

ویدوں کا پڑھنا۔ پروہتوں کو نذریں دینا۔ یا دیوتاؤں کو بھینٹ چڑھانا۔ گرمی اور سردی سے جسم کو ایذا دینا۔ اور اس قسم کی اور ریاضتیں جو حیاتِ ابدی حاصل کرنے کی غرض سے کی جاتی ہیں۔ یہ اس آدمی

کو پاک نہیں کر سکینگی - جو بھرم سے آزاد نہیں ہے - غصہ - شرابخوری - ضد - تعصب - فریب - حسد - خود ستائی - دوسروں کو ذلیل جاننے - غرور اور بدنیتی ہیں ناپاکی ہے - دراصل مانس (لحم) کھانے میں نہیں + (گاسپل آف بُدھ باب ۱۷ - آیت ۶ و ۷) +

مسیح

جو چیز منہ میں جاتی ہے - وہ تو آدمی کو ناپاک نہیں کرتی - مگر جو منہ سے نکلتی ہے - وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے ؎ کیونکہ برے خیال - خونریزیاں - زناکاریاں - حرامکاریاں - چوریاں - جھوٹی گواہیاں - بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں ؎ یہی باتیں ہیں - جو آدمی کو ناپاک کرتی ہیں - مگر بغیر ہاتھ دھوئے کھانا آدمی کو ناپاک نہیں کرتا + (متی باب ۱۵ - آیت ۱۱ اور ۱۹ و ۲۰)

بُدھ

اپنے دشمنوں کو پیار کرو

جو شخص دوسروں کو تکلیف پہنچا کر اپنے سُکھ کی تمنا کرتا ہے - وہ خود غرضی کے زنجیر میں گرفتار ہو کر کبھی حسد سے آزاد نہ ہوگا + آدمی کو چاہئے کہ غصے کو محبت سے - برائی کو نیکی سے - حریص کو فیاضی سے - اور جھوٹے کو سچ سے مغلوب کرے + کیونکہ حسد کبھی حسد سے دور

نہیں ہو سکتا۔ حسد پر فتح محبت سے ہوتی ہے۔ یہی سناتن دھرم ہے
سچ بول۔ غصے کو غالب مت آنے دے۔ اگر کوئی مانگے۔ تو اُس کو
دے۔ اِن تین باتوں سے تو دیوتا ہوگا + (گاسپل آف بدھ باب ۴۸
آیت ۳۵ تا ۳۸)

مسیح

لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں۔ کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔
اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو۔ کیونکہ اگر تم اپنے محبت
رکھنے والوں سے محبت رکھو۔ تو تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ کیا
عام لوگ بھی ایسا ہی نہیں کرتے؟ ۵ پس تم کامل بنو جیسا تمہارا آسمانی
باپ کامل ہے + (متی باب ۵ آیت ۴۴ و ۴۶ و ۴۷)

بدھ

اے تھکے ماندے لوگو میرے پاس آؤ

میں خود دوسرے کنارے پر پہنچکر دوسروں کو دریا پار کرنے کی
مدد دیتا ہوں۔ خود نجات حاصل کر کے دوسروں کا نجات دہندہ ہوں۔
تسلی پاکر میں دوسروں کو تسلی دیتا ہوں۔ اور پناہ کی جگہ کی طرف اُن
کی راہبری کرتا ہوں +
جن کے عضو ناتواں ہو گئے ہیں۔ میں اُن سب جانداروں کو خوشی

سے بھر دیتا ہوں - جو تکلیف سے مر رہے ہیں - اُن کو خوشی دیتا ہوں میں اُن کو مدد اور نجات بخشونگا +

میں دُنیا میں - دُنیا کی نجات کے واسطے سچائی کا بادشاہ بنکر پیدا ہوا ہوں + (گاسپل آف بُدھ باب ۵۴ - آیت ۱ تا ۸)

مسیح

اے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو - سب میرے پاس آؤ - میں تمہیں آرام دونگا ۞ میرا جوا اپنے اوپر اُٹھا لو - اور مجھ سے سیکھو - کیونکہ میں حلیم ہوں - اور دل کا فروتن - تو تمہاری جانیں آرام پائینگی ۞ کیونکہ میرا جوا ملائم ہے - اور میرا بوجھ ہلکا + (متی باب ۱۱ - آیت ۲۸ سے ۳۰ تک)

بُدّھ

میں ہی راستہ اور سچائی ہوں

جس بات پر میں وچار کیا کرتا ہوں - وہ سچائی ہے - جس چیز کا میں عمل کرتا ہوں - وہ سچائی ہے - میری گفتگو کا مضمون سچائی ہے - میرے خیالات ہمیشہ سچائی میں ہوتے ہیں - کیونکہ دیکھو - میرا آتما سچائی ہو گیا - میں سچائی ہوں +

جو شخص سچائی کو سمجھتا ہے - وہ مبارک بُدھ کو دیکھیگا - کیونکہ

سچائی کی تلقین مبارک بُدھ نے کی ہے + (گاسپل آف بُدھ باب ۵۲ آیت ۱۰۹)

مسیح

یسوع نے کہا میں راستہ۔ سچائی اور زندگی ہوں + (یوحنا ب۶
آیت ۵) +

بُدھ

زنا مت کرو

کسی عورت کی طرف ناپاک نگاہ سے مت دیکھو جو شخص کسی دوسرے شخص کی عورت کی طرف ناپاک نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ پاکیزگی کے قانون کو توڑنے کا مرتکب ہے + (گاسپل آف بدھ باب ۳۴۔ آیت ۸)

مسیح

تم سن چکے ہو۔ کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ بھی کی۔ گویا وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا + (متی باب ۵ آیت ۲۷ و ۲۸)

بُدھ

بجائے اس کے کہ تم اپنے دل میں نفسانی خیالات کو ترقی دو

یا کسی غیر عورت کی صورت و شکل کو کام کی خواہش سے متحرک ہو کر دیکھو تمہارے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ تم اپنی دونوں آنکھوں کو جلتے جلتے سرخ لوہے سے نکال ڈالو ✦ (سوانح عمری بدھ دیو حصہ سوم صفحہ ۱۳۱۔ آیت ۹) (گاسپل آف بدھ باب ۴۴-۳۔ آیت ۱۱) ✦

مسیح

پس اگر تیری دہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے۔ تو اُسے نکالکر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے۔ اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے ✦ (متی باب ۵۔ آیت ۲۹)

بُدھ

شاگردوں کو دھرم پرچار کے لئے باہر بھیجنا

"اے بھکشو پریم کے بھاو سے متحرک ہو کر عوام کو فائدہ پہنچانے اور تمام نوع انسان کی بھلائی کے لئے باہر جاؤ اور اس دھرم کو کہ جو بلحاظ سیرت اور صورت کے شروع۔ درمیان اور آخر میں عالیشان اور پُر جلال ہے پرچار کرو اس دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جنکی آنکھیں بند نہیں اور اگر اُن تک دھرم کا پرچار نہ کیا گیا تو وہ مکتی حاصل نہ کرینگے۔ اُن کے پاس پاکیزگی کی زندگی کی خوشخبری پہنچاؤ وہ ضرور اس دھرم کو سمجھینگے اور قبول کرینگے ✦

دھرم اور بنے (انکساری) جنکا تتھاگت اعلان دیتا ہے
اُس وقت زیادہ روشن ہوتے ہیں جب وہ ظاہر کئے جاتے ہیں نہ کہ اُس
وقت جبکہ وہ پوشیدہ رکھے جاتے ہیں"۔ (سوانح عمری بدھ دیو حصہ دوم
صفحہ ۱۸ سطر ۱۴ سے صفحہ ۱۹ سطر ۱ تک)

مسیح

جاؤ دیکھو میں تمہیں برّوں کی مانند بھیڑیوں میں بھیجتا ہوں ۵ نہ بٹوا لے جاؤ نہ جھولی نہ جوتیاں نہ راہ میں کسی کو سلام کرو۔ اور جس کسی گھر میں سلامتی ہو پہلے کہو کہ اس گھر کی سلامتی ہو۔ اسی گھر میں رہو جو کچھ ان سے ملے کھاؤ پیو۔ گھر گھر نہ پھرو۔ اور جس شہر میں داخل ہو۔ اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول کریں۔ تو جو کچھ تمہارے سامنے رکھا جائے کھاؤ وہاں کے بیماروں کو اچھا کرو۔ اور اُن سے کہو کہ خدا کی بادشاہت نزدیک آئی ہے۔ (لوقا باب ۱۰۔ آیت ۳ و ۸ و ۱۷)

جس طرح پر لوقا اور متی کے باب دسویں میں ہمیں پتہ لگتا ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کو دو دو کرکے بغیر کسی پیسہ جھولی اور جوتی کے پرچار کے لئے بھیجا تھا۔ اسی طرح پر بودھ گرنتھوں میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ بدھ نے بھی دو دو کرکے اپنے شاگردوں کو بغیر کسی روپیہ پیسہ یا سامان کے پاکیزگی اور نیکی کے جیون کو پرچار کی خاطر مختلف حصوں میں بھیجا۔

بُدّھ

صداقت کی توہین مت ہونے دو

لیکن اِس تلقین کو جو ایسی افضل اور سچائی سے بھری ہے۔ ناقابل آدمیوں کے ہاتھوں میں نہ پڑنے دینا۔ جہاں اُس کی حقارت اور بےعزتی ہو۔ اُس کے ساتھ شرمناک سلوک کیا جاوے۔ اور اُس کی مذمت و ملامت کی جاوے ✚ گاسپل آف بدھ باب ۱۹۔ آیت ۴)

مسیح

پاک چیز کتّوں کو نہ دو۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پاؤں کے نیچے روندیں۔ اور لوٹ کر تمہیں پھاڑیں ✚ (متی باب ۷۔ آیت ۶)

بُدّھ

ایک دوسرے کو پیار کرو

"تم مثل بھائیوں کے رہو۔ اور محبت۔ پاکیزگی۔ اور سچائی کی سرگرمی میں ایک دل بنو" ✚

سچائی کو پھیلاؤ۔ اور دنیا کے کل حصوں میں دھرم کا پرچار کرو۔

تاکہ آخر کار سب زندہ موجودات دھرم کی بادشاہت کے رعایا۔ اور باشندے بن جائیں"۔

"یہی مقدس برادری ہے۔ یہی بُدھ کا سماج ہے۔ یہی سنگھ ہے۔ جو تمام بُدھ کی شرن لینے والوں میں میل قائم کرتا ہے"۔

(گاسپل آف بدھ باب ۱۰ آیت ۳ سے ۵ تک)

مسیح

میرا حکم یہ ہے۔ کہ جیسا میں نے تم سے محبت رکھی۔ تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ اِس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان دوستوں کے لئے دیدے۔ (یوحنا باب ۱۵۔ آیت ۱۲ و ۱۳)۔

بُدھ

تمثیلیں اور کہانیاں

کھویا ہوا بیٹا

کسی گرہستی کا ایک ہی لڑکا تھا۔ کہ جو گھر سے نکل کر کسی دور دراز جگہ چلا گیا۔ گھر میں ہی رہ کر باپ نے تو بہت سی دولت جمع کر لی۔ لیکن بیٹا پردیس میں تنگدستی اور افلاس کی حالت میں مبتلا ہو گیا۔ اتفاقاً وہ بھیکھ مانگتا ہوا اُسی شہر میں آنکلا۔ کہ جہاں اُس کا باپ رہتا تھا۔ باپ نے اُس کو خراب و خستہ حال میں چیتھڑے پہنے ہوئے اور افلاس کی وجہ سے مثل حیوان کے بنا ہوا دیکھا۔

بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر اُس نے نوکروں سے کہا۔ کہ اُس کو بلاؤ۔ جب بیٹے نے اس محل کو دیکھا۔ کہ جہاں اُس کو لے جا رہے تھے۔ تو اُس نے خیال کیا۔ کہ شاید کسی امیر کا مجھ پر شُبہ ہوا ہے۔ اور وہ مجھے قید خانے میں ڈالیگا۔ بس اِس خوف سے وہ اپنے باپ کو ملنے سے پہلے ہی بھاگ نکلا۔

باپ نے اپنے بیٹے کے پیچھے آدمی دوڑائے۔ کہ جو اُس کو اُس کے رونے اور چلّانے کی پروا نہ کرکے پکڑ لائے۔ باپ نے نوکروں کو حکم دے دیا۔ کہ اُس کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کریں۔ اور ایک نوکر کو کہ جس کی تعلیم و حیثیت اُس کے بیٹے کی مانند تھی۔ یہ خدمت سپرد کی۔ کہ وہ اپنے ساتھ اِس لڑکے سے کام کاج لیا کرے۔ بیٹا اپنی اس نئی حالت سے بہت خوش ہوا۔

باپ اپنے بیٹے کو محل کے دریچہ سے دیکھتا رہتا تھا۔ اور جب اُس نے اُسے دیانتدار اور محنتی پایا۔ تو روز بروز اُس کی ترقی کرنے لگا۔ کئی سال کے بعد اُس نے اپنے بیٹے کو بُلایا۔ اور اپنے تمام نوکروں کو اکٹھا کرکے اُن کو اپنے اور اُس کے رشتے کے متعلق سارا بھید بتلا دیا۔ تب وہ غریب لڑکا نہایت خوش ہوا۔ اور اپنے باپ سے ملکر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ (سوانح عمری بدھ دیوجی تیسرا حصہ صفحہ ۴۴۔ باب ۱۱۔ کہانی (۳)۔

مسیح

پھر اُس نے کہا۔ کہ ایک شخص کے دو بیٹے تھے ۔ اُن میں سے چھوٹے نے باپ سے کہا۔ کہ اے باپ مال کا جو حصہ مجھ کو پہنچتا ہے۔ مجھے دے ۔ اُس نے اپنا مال متاع انہیں بانٹ دیا۔ اور تھوڑے دن بعد چھوٹا بیٹا اپنا سب کچھ جمع کر کے دور کے ملک کو روانہ ہوا۔ اور وہاں اپنا مال بدچلنی میں اُڑا دیا۔ اور جب سب خرچ کر چکا۔ تو اُس ملک میں سخت کال پڑا۔ اور وہ محتاج ہونے لگا۔ پھر اُس ملک کے ایک باشندے کے ہاں جا پڑا۔ اُس نے اُس کو اپنے کھیتوں میں سؤر چرانے بھیجا۔ اور اُسے آرزو تھی۔ کہ جو پھلیاں سؤر کھاتے تھے۔ اُن سے اپنا پیٹ بھرے۔ مگر کوئی اُسے نہ دیتا تھا پھر اُس نے ہوش میں آکر کہا۔ کہ میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو روٹی افراط سے ملتی ہے۔ اور میں یہاں بھوکا مر رہا ہوں۔ میں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤنگا۔ اور اُس سے کہونگا کہ اے باپ میں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا۔ اب اس لائق نہیں رہا۔ کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں۔ مجھے اپنے مزدور جیسا ہی کرلے۔ پس وہ اُٹھکر اپنے باپ کی طرف روانہ ہوا۔ وہ ابھی دُور ہی تھا۔ کہ اُسے دیکھکر اُس کے باپ کو ترس آیا۔ اور دوڑکر اُس کو گلے لگایا۔ اور بوسے لئے ⁂ (لوقا باب ۱۵۔ آیت ۱۱ سے ۲۰ تک)

بُدھ

پنہاری

بُدھ کے پیارے شِشں (شاگرد) آنند کا کہ جس کو بھگوان بدھ نے کسی خاص مشن پر بھیجا تھا۔ ایک گاؤں کے نزدیک ایک کنوئیں پر گزر ہوا۔ اور اُس نے ماتنگ ذات کی ایک لڑکی مسماۃ پرکرِتی کو دیکھکر اُس سے پانی پینے کو مانگا۔

پرکرِتی نے کہا۔ کہ برہمن دیوتا میں اِس قدر حقیر و ذلیل ہوں۔ کہ تمہیں پانی نہیں دے سکتی آپ مجھ سے کچھ سیوا یعنی خدمت نہ لیجئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کی پوترتا (پاکیزگی) میں فرق آجائے۔ کیونکہ میں نیچ ذات کی لڑکی ہوں۔ آنند نے جواب دیا۔ میں ذات نہیں مانگتا۔ میں تو پانی مانگتا ہوں۔ یہ سُن کر ماتنگ لڑکی کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اور اُس نے آنند کو پانی پلا دیا۔ آنند اُس کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چل دیا۔ (سوانح عمری بدھ دیو جی تیسرا حصہ صفحہ ۱۶ باب ۱۱ کہانی ۱۳)

مسیح

چنانچہ یسوع سفر سے تھکا ماندہ ہو کر اُس کنوئیں پر یونہی بیٹھ گیا۔ یہ چھٹے گھنٹے کے قریب تھا۔ سامریہ کی ایک عورت پانی بھرنے آئی۔ یسوع نے اُس سے کہا مجھے پانی پلا۔ کیونکہ اُس کے شاگرد شہر میں

کھانا مول لینے کو گئے تھے - اس سامری عورت نے اُس سے کہا - کہ تو یہودی ہوکر مجھ سامری عورت سے پانی کیوں مانگتا ہے (کیونکہ یہودی سامریوں سے کسی طرح کا برتاؤ نہیں رکھتے) یسوع نے جواب میں اُس سے کہا - اگر تو خدا کی بخشش کو جانتی - اور یہ بھی جانتی کہ وہ کون ہے - جو تجھ سے کہتا ہے مجھے پانی پلا - تو تو اُس سے مانگتی - اور وہ تجھے زندگی کا پانی دیتا + (یوحنا باب ۴ - آیت ۹ سے ۱۰ تک)

پندرھواں باب

بودھ مذہب کا اصلی حالت پر قائم نہ رہنا اور مختلف صورتیں قبول کرنا

مہایان اور ہین یان - اِس سے پہلے ہین یان اور مہایان بودھ مذہب کی سب سے بڑی دو شاخوں کا ذکر آچکا ہے - حضرت مسیح سے پہلی صدی تک یہ دونوں شاخیں پیدا نہ ہوئی تھیں - لیکن راجہ کنشک کے وقت سے اِس اختلاف کی بنیاد پڑی - یہ شخص سنسکرت زبان کا بڑا حامی اور طرفدار تھا - جنوب میں جس طرح پالی زبان شاستروں کی زبان قبول کی گئی - اور بودھ مذہب کی کتب مقدسہ اُسی زبان میں قلمبند ہوگئیں اِس نے وہ طریق اختیار نہ کیا - بلکہ سنسکرت زبان میں بودھ شاستر کی تالیف کا حکم دیا - اِسی حکم کے موافق اُس مجلس میں جو جالندھر میں منعقد ہوئی تھی - بودھ شاستر کے تین بھاشیہ (۱) سوتر پٹک کے اُپدیش (۲) بنے بھاشا شاستر - (۳) ابھی دھرم بھاشا شاستر سنسکرت زبان میں تالیف کئے گئے - کنشک کے حکم سے جو شاستر تیار کئے گئے - وہ مہایان کے نام سے منسوب ہیں اور دوسرا مت ہین یان کے نام سے مشہور رہے - جنوبی حصے کے بودھ اپنے مت کو اِس نام سے ظاہر کرنے کے لئے تیار ہیں

یا نہیں۔ اس کا ٹھیک جواب بودھ دھرم کے اچارج دھرم پال ہی دے سکتے ہیں۔ خیر جو کچھ ہو مہایان اور ہین یان کے نام سے ہی سمجھ میں آسکتا ہے کہ مہایان فرقہ کے لوگ۔ ہین یان مت کو حقیر اور ناچیز خیال کرتے ہیں اور اُن کا یہ یقین ہے کہ انسان کی بھلائی کے لئے مہایان ہی سب سے اچھا طریق ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ آیا مہایان مت تمام آریہ ورت میں پھیل گیا تھا۔ کیونکہ اُس حصہ کے بعض بعض مقامات میں ہین یان مت کے لوگ بھی پائے جاتے تھے۔ اور جنوبی حصہ کے بعض بودھ لوگوں نے کنشک کے رعب اور اثر سے مہایان مت قبول کر لیا تھا۔ لیکن اِن چند مستثنیٰ مثالوں کو چھوڑ کر عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سنگلدیپ۔ شام اور برہما میں ہین یان مت مروّج ہے۔ اور باشندگان چین۔ جاپان۔ نیپال اور تبت مہایان مت کے پیرو ہیں۔ اشوگھوش۔ بسومتر۔ ناگ ارجن وغیرہ فاضل پنڈت مہایان مت کے بہت بڑے حامی تھے۔ لیکن اگر تمام واقعات پر اچھی طرح سے غور کیا جائے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ نام کرن اُلٹا ہوا۔ بدھ دیو جی نے جس دھرم کا اُپدیش دیا تھا۔ اُس کا عکس اگر کسی جگہ موجود ہو۔ تو وہ پالی دھرم شاستروں میں ہی ممکن ہے۔ اور اگر ہین یان مت اُسی شاستر کے مطابق ہو تو یہی مت ابتدائی بودھ دھرم کے مطابق ہونا ممکن ہے اور اسی مت کا نام مہایان ہونا مناسب معلوم ہوتا ہے +

براہمنی اور بودھ دھرم۔ بودھ دھرم کی تواریخ کے مطالعہ سے بودھ دھرم اور براہمنی دھرم کا آپس میں قدم بہ قدم بہت گہرا تعلق معلوم دیتا ہے۔ خاصکر سنسکرت زبان میں مہایان شاستر کی تالیف

اور پرچار کے ساتھ ساتھ یہ دونوں دھرم آپس میں بہت خلط ملط ہو گئے۔
یہاں تک کہ بودھ دھرم آہستہ آہستہ اپنی شخصیت کھو بیٹھا۔ ویدک دیوتاؤں
مثلاً اگنی۔ اندر وغیرہ نے آہستہ آہستہ بودھ دیوراج میں جگہ حاصل
کر لی۔ اندر اکثر دیولوک سے اِس فانی دنیا میں آکر پاک لوگوں کی دھرم
کے کاموں میں مدد کرنے لگا۔ پورانک تری مورتی یعنی برمھا۔ وشنو۔
مہیش کو بودھ لوگوں نے قبول کر لیا۔ مہا برمھا کے لئے تو بودھ دیومنڈل
میں پہلے ہی آسن موجود تھا۔ برمھا سہامپتی کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ وہ تو
بدھ دیو جی کے جیتے جی ہی اُن کے بہت بڑے بہی خواہ اور ہمدرد تھے
اور وقتاً فوقتاً تکلیف اور مصیبت کے وقت اُن کے پاس آتے۔ اور اُن
کی مدد کیا کرتے تھے۔ اُن کی موت کے وقت سب سے پہلے جو باپ
کی گرج اُٹھی تھی۔ وہ برمھا ہی کی آکاش بانی تھی +

بعد ازاں وشنو نے بھی بودھ دنیا میں دیوتا کی جگہ حاصل کر لی۔
پدم پانی اَولوکی تیشور تو گویا وشنو کا ہی اوتار خیال کیا جاتا ہے۔ مونیر ولیمس
صاحب کا بیان ہے کہ اُنہوں نے سنگلدیپ کے مشہور شہر کیانڈی میں
مہا وشنو کا مندر دیکھا۔ جس میں وشنو دیو کی ایک چاندی کی تصویر ہے۔
لیکن اِن تمام مقامات میں وشنو کے دیگر اوتاروں مثلاً کرشن وغیرہ کا
نام و نشان نہیں +

شیو جی مہاراج معہ اپنی استری کے بودھ راج میں بغیر کسی روک
ٹوک کے داخل ہو گئے۔ شمالی حصہ کے بودھ لوگ شیو کو مہا جوگی۔ مہاکال۔
اُن کی استری پاربتی کو دُرگا۔ اور بھیرو کو بھیم سمجھکر پرستش کرتے ہیں۔

نیپال میں شیو اور بدھ دونوں کے مندر ایک دوسرے کے آس پاس ہیں۔ ایک میں تو دیوتا کی خوشنودی کے لئے برابر جانوروں کی قربانی جاری ہے۔ مگر نہ معلوم دوسرے مندر کا دیوتا اس کارروائی کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوگا؟

دیویوں میں تارا دیوی سب سے بڑی دیوی سمجھی جاتی ہے۔ ہیان سانگ جب اس ملک میں آیا تو اُس نے مگدھ میں اُسکی مورتی اور مندر دیکھا تھا۔ نیپال میں پنچ شکتی یعنی بجر دھاتری۔ لوچنا۔ ماکی۔ پانڈرا اور تارا دیوی کی پرستش مروج ہے۔ ان دیوی اور دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ بھوت۔ پریت۔ راکھشس۔ پشاچ۔ ناگ۔ یکھش۔ کنر۔ گندھرب۔ گرڑ۔ کمبھانڈ وغیرہ جیو بھی بودھ دھرم میں خلط ملط ہوگئے۔

مار۔ بودھ لوگوں کا اگر کوئی اپنا دیوتا ہے۔ تو وہ مار ہی ہے۔ اگر لفظ مار کی اصلیت اور بناوٹ کی طرف خیال کیا جاوے۔ تو موت کے ساتھ اُس کا خاص تعلق معلوم ہوتا ہے۔ لیکن موت کے راجا جم کے ساتھ اُس کی کچھ بھی مشابہت اور نسبت نہیں۔ مار کو بودھ لوگوں کا شیطان یا پارسیوں کے بدی کا دیوتا اہرمان کہا جا سکتا ہے۔ کسی حد تک اُس کی سنیچر اور کلی کے ساتھ مناسبت ہو سکتی ہے۔ اس کا دوسرا نام کام دیو بھی ہے۔ بودھ لوگوں کے خیال کے موافق یہ حواسوں کے ذریعے اِنسان کے جسم میں داخل ہو کر کام وغیرہ دشمنوں کو بھڑکا دیتا ہے۔ بدھتو (حقیقی معرفت) حاصل کرنے سے پہلے جب گوتم سدھی حاصل

کرنے کے لئے بودھی درخت کے نیچے جوگ آسن پر بیٹھے تھے۔ تو مار نے اپنے لڑکے بالوں کے ساتھ کتنا ہی ڈرا اور لالچ دکھلا کر اُن کے دھیان کو بھنگ کرنا چاہا۔ مگر گوتم کا عہد اس قدر مضبوط اور زبردست تھا۔ کہ وہ ہزار کوشش کرنے پر بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ یہہ اپنے جوگ آسن پر اٹل رہے۔ اور مار کے سپہ سالاروں یعنی اپسراؤں وغیرہ کی ہزاروں ترغیبوں اور پھسلاوٹوں کو شکست فاش ملی ✣

بُدھتو حاصل کرنے کے بعد بھی مار نے بُدھ کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ اُن کو طرح طرح کی ترغیبیں اور بد صلاحیں دے کر دھرم پرچار کے پاک عہد سے منحرف کرنے کے لئے کوشش کرنے لگا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر شیریں کلامی کے ساتھ یوں مخاطب ہوا۔ "بھگون! آپ نے نہایت سخت جدوجہد اور ریاضت کے بعد یہ دِب گیان (حقیقی معرفت) حاصل کیا ہے اور لوگوں میں اِس کے پرچار کرنے سے کیا فائدہ؟ دُنیاوی لوگ ہمیشہ دُنیاوی سُکھوں۔ چیزوں اور سامانوں کی مایا میں گرفتار رہتے ہیں اور اُن کے پیچھے ہی رات دن مارے مارے پھرتے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ آپ کا کلام کبھی نہ سُنینگے۔ اور نہ اُس کے حقیقی راز کو ہی سمجھینگے۔ آپ اپنا قیمتی وقت اور زندگی اِن لوگوں کے پیچھے کیوں ضائع کرتے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ تنہائی میں بیٹھ کر اکیلے ہی نربان کے آنند کو بھوگ کریں"✣

مار کے یہ الفاظ سُن کر بُدھ جیسے شخص کا مضبوط دل بھی ڈگمگا گیا۔ لیکن برھما سہامپتی نے جب بُدھ کے دل کی یہ نازک حالت دیکھی۔ تو

وہ سورگ سے اُتیرن ہوئے۔ اور اُن کے سامنے ظاہر ہو کر یوں کہنے لگے "اے پربھو! مگدھ دیش بدرسوم۔ توہمات۔ اسَت (جھوٹ) انیائے (بے انصافی) اور ادھرم کی وجہ سے تباہ اور برباد ہو رہا ہے اور اُس کے چاروں طرف پاپ کی آگ جل رہی ہے۔ آپ اُس کا اُدھار کیجئے۔ اور کرپا کر کے سورگ کا دوار کھولئے۔ اپنے زندگی بخش دھرم کو پرچار کر کے تمام شکوک اور اُلجھنیں رفع کیجئے۔ اور پاک اور راہِ راست دکھلائیے۔ آپ نے راستی کی سب سے اعلےٰ منزل حاصل کی ہے۔ آپ تمام اِنسانوں پر کرپا درشٹی کیجئے۔ جو بیچارے جنم۔ بیماری۔ بڑھاپے اور جدائی کی وجہ سے طرح طرح کے دُکھ اور کلیش پا رہے ہیں۔ پس اے دھرم بیر! اُٹھ۔ بھارت کو جگا۔ اور راستی کی عظمت پھیلا۔ تب ہی اور تب ہی کیا انسان اور کیا دیوتا نجات حاصل کرینگے"+

برمھا کا یہ اُتساہ پُورن (جوشدار) کلام سُن کر بُدھ کے گرے ہوئے دل کو بہت تقویت ملی۔ اور وہ دھرم پرچار کے لئے تیار ہو گئے۔ اور مار آہستہ آہستہ غائب ہو گیا+

مار کی ترغیبوں اور پھسلاوٹوں سے ہمیشہ کچھوے کی طرح ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہیئے۔ بُدھ دیوجی اکثر کچھوے کی مثال دیکر بطور کہانی کے اُپدیش دیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر اُنہوں نے بیان کیا کہ "ایک کچھوا شام کے وقت اپنی خوراک کی تلاش میں دریا کے کنارہ پر آیا۔ اور اُسی وقت ایک لومڑی بھی باہر نکلی۔ کچھوے نے لومڑی کو دیکھ کر اپنی گردن کھوپری میں چھپا لی۔ اور بیخوفی اور اطمینان کے ساتھ دریا میں تیرنے لگا۔ لومڑی

اس انتظار میں رہی کہ جوں ہی وہ اپنی گردن کو باہر نکالے۔ توں ہی اُس کو ہضم کر جائے۔ لیکن کچھوے نے کسی طرح بھی اپنے مُنہ کو باہر نہ نکالا۔ لومڑی بہت انتظار کے بعد آخر ش نا امید ہو کر اور اپنے شکار کو چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔ اے بھکشوؤ۔ اسی طرح مار بھی تمہاری کمزوریوں اور نقصوں کی گھات میں لگا رہتا ہے اور ہمیشہ اِس تاک میں رہتا ہے کہ آیا تمہارے حواس خمسہ یعنی آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان اور تمام اعضاء کا کوئی دروازہ کھُلا ہوا ہے یا نہیں کہ جس کے ذریعے وہ تمہارے اندر داخل ہو کر تمہارا ستیاناس کر دے۔ پس اے بھکشوؤ! ہمیشہ خبردار اور چوکنے رہو اور اپنے حواس کے دروازہ پر ہمیشہ پہرہ دار رکھو۔ تاکہ مار ناکامیاب ہو کر واپس چلا جاوے۔ جیسے کہ لومڑی کچھوے کو چھوڑ کر چلی گئی تھی ✦

بُدھ تنتو

ابتدائی بودھ دھرم کی نیتی (اخلاق) جس کی بنیاد دانشور کی ہستی کے یقین پر نہ تھی۔ بودھ سماج میں اور زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکی۔ وہ دھرم جس جس ملک میں پھیلا اُس نے آہستہ آہستہ اُسی ملک کے مروجہ دھرم۔ رسوم و رواج۔ آچار۔ بیوہار کے ساتھ مل کر نئی نئی صورتیں قبول کر لیں۔ وہ ابتدائی دھرم نیپال میں شیو شاکت تانترک مت کے ساتھ مل کر ایک شکل میں اور تبت میں جادو۔ بھوت۔ پریت میں یقین کرنے والوں کے ساتھ مل کر دوسری صورت میں تبدیل ہو گیا۔ یہ ایک نہایت

عجیب وغریب بات ہے کہ ایک تواریخی بدھ سے زمانہ کے ساتھ ساتھ بیشمار خیالی بدھوں کی پیدائش ہوگئی۔ اگر اُن سب کا مفصل حال لکھا جائے۔ تو اُس کے لئے ایک بہت بڑی علیحدہ کتاب تصنیف کرنے کی ضرورت پڑے +

بُدّھ تتّو۔ ہین یان مت

ہین یان اور مہایان دونوں شاخوں میں بُدّھ تتر کے بارے میں بہت بڑا اختلاف دیکھا جاتا ہے۔ پس اِس امر کو صاف اور واضح کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بودھ دھرم کے اصلی اور بنیادی عقاید کی طرف خاص توجہ دی جائے +

بودھ دھرم میں بھجن اور پوجا کا کوئی طریق نہیں بتلایا گیا۔ اِس کا تمام دارومدار سادھن (ریاضت) پر ہی ہے اور سادھن ہی اس کی جان ہے۔ بودھ دھرم کی تعلیم یہ ہے کہ اپنی طاقت اور کوشش سے اپنی اِندریوں (حواسوں) اور پرورتیوں (جذبات) پر پورا تصرف حاصل کرکے اپنے دل کو کام۔ کرودھ۔ دویش۔ ہنسا۔ اہنکار سے پاک کرو۔ تب تم ایک سورگ سے دوسرے سورگ اور دوسرے سے تیسرے میں گزرتے ہوئے اس راستے کا جو آخری معراج نربان ہے وہاں پہنچ جاؤ گے۔ نربان کی منزل پر پہنچنے کے لئے چار دھاپ (چار منزلیں) طے کرنی پڑتی ہیں اور اس راستہ میں دس سنیوجن یعنی بندھن یا زنجیریں ہیں۔ دس سنیوجن یہ ہیں (۱) سکاے درشٹی (اہنکار) (۲) بچی کِتسا (شک)۔

(۳) شیل برت (کرم کانڈ میں یقین) ۔ (۴) کام ۔ (۵) پرتگھ (کرودھ) ۔ (۶) روپ راگ (دنیاوی چیزوں کی خواہش) ۔ (۷) ارُوپ راگ (سورگ کی خواہش) ۔ (۸) مان (نام اور عزت کی خواہش) (۹) اُودھتا (سرکشی اور بغاوت) ۔ (۱۰) اِودیا (جہالت) +

ایک ایک منزل پر پہنچنے سے یہ زنجیریں ٹوٹتی جاتی ہیں ۔ جو پہلی منزل پر پہنچا ہے "وہ سُوت ہنو" ہو جاتا ہے یعنی اُس کا جنم انسان سے نیچے درجے کی مخلوق یعنی حیوانوں میں نہیں ہوتا + دوسری منزل پر پہنچنے سے کچھ اور بندھن کٹ جاتے ہیں جو اس منزل تک پہنچ گیا ہے وہ پہلے شخص کی نسبت ضرور بہتر ہے ۔ لیکن یہ بھی تمام دنیاوی بندھنوں سے آزاد نہیں ہو جاتا اُس کو پھر دنیا میں واپس آنا ہوگا اور اُسکو "سکرت آگامی" کہتے ہیں + تیسری منزل پر پہنچنے سے کام ۔ کرودھ بھی کِتنا وغیرہ پانچ بندھنوں سے انسان پوری مُکتی پالیتا ہے اور "ساودھک اناگامی" کا منصب حاصل کر لیتا ہے ۔ پھر اُس کو اِس فانی دنیا میں آنا نہیں پڑتا + چوتھی منزل پر پہنچنے سے انسان تمام بندھنوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور اُس کو اپنے پچھلے جنموں کا تمام حال معلوم ہو جاتا ہے اور سِدھی حاصل کرکے وہ جیون مکت ارہت کہلاتا ہے +

پرتنیک بُدھ ۔ ارہت لوگ دھرم کی زندگی میں خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لیں مگر تاہم وہ دھرم راج میں کمالیت کو پہنچے ہوئے نہیں ہوتے ۔ گویا روحانی دنیا میں انہوں نے ابھی صرف پر نکالے ہیں ۔ جن کے ذریعے سے یہ اب اڑنے لگے ہیں ۔ اُن کا منزل مقصو

ابھی تک بھی بہت دُور ہے۔ بُدھ اور اِن کی زندگی میں بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ جن مہاتماؤں نے ان لوگوں کی بہ نسبت دھرم اور گیان میں اور بھی زیادہ ترقی کی اور اعلےٰ منصب حاصل کیا ہے اُن کو پرتیک بُدھ کہتے ہیں یعنی یہ اپنی اپنی کوشش۔ ریاضت اور پاک صفات کے ذریعے دِب گیان (روحانی معرفت) حاصل کر کے بُدھ بن جاتے ہیں مگر دنیا میں دھرم اور گیان کے پھیلانے کے قابل نہیں ہوتے۔ یہ اپنی روحانی عظمت اور خوشیوں کا پھل خود ہی بھوگتے ہیں اور اپنی دھیان میں آپ ہی مگن رہتے ہیں۔ مہا بُدھ کے ساتھ پرتیک بُدھ کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جب دنیا میں مہا بُدھ نازل ہوتا ہے تو اُس وقت اِن کا ظہور نہیں ہوتا۔ اور یہ لوگ تتھاگت۔ سِدھارتھ۔ چکرورتی وغیرہ بُدھ کا خطاب پانے کے مستحق نہیں ہوتے ✦

بودھی ستو۔ پرتیک بُدھ کے درجے سے اُوپر کا درجہ بودھی ستو کو دیا جا سکتا ہے۔ یہ گویا پوشیدہ بُدھ ہوتا ہے۔ بودھی ستو میں بُدھ بننے کی قابلیت اور بیج موجود ہوتا ہے کہ جو آہستہ آہستہ نشوو نما پا کر بُدھتو کی صورت قبول کرتا ہے۔ تمام بُدھ پچھلے جنموں میں بودھی ستو تھے اور آئندہ کو جو بُدھ ست دھرم کو پھیلانے کے لئے ظاہر ہوگا وہ اب بودھی ستو کی صورت میں موجود ہے ✦

بُدھ دیو۔ اس عالیشان محل میں سب سے بڑی جگہ بُدھ دیو کی ہے یہی سنگھ کو قائم کرنیوالے اور سمیک سم بُدھ شاکھشات بھگوان ہیں۔ جب دنیا سے دھرم نشٹ ہو جاتا ہے تو اِن جیسے ہی دیگر بُدھ اُس دھرم

کو زندہ کرنے ۔ لوگوں کو مکتی دینے اور دیوتاؤں اور انسانوں کی بھلائی کے لئے زمانہ زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں +

ہین یان مت کے عقیدے کے مطابق گوتم بدھ سے پہلے صرف ۲۴ بدھ ظاہر ہوئے تھے ۔ ورتمان کلپ میں اُن میں سے چار یہ ہیں۔ گوتم بدھ اُن میں آخری شمار ہوتا ہے ۔ اور کرکوچھند ۔ کنک منی ۔ اور کاشیپ تین بدھ اُس سے پہلے ہو گزرے ہیں ۔ کرونا اور میتری کا چشمہ جو میترئے بدھ آئندہ ظاہر ہو گا ابھی اُس کے آنے میں بہت دیر ہے ۔ پانچ ہزار برس بعد جب لوگوں کے چلن درست نہ رہینگے اور وہ طرح طرح کی برائیوں اور گناہوں میں گرفتار ہو جائینگے تب ہی تمام دنیا کو فتح کرنے والا جہابیر میترئے بدھ دنیا کے اُدھار کے لئے ظاہر ہو گا ۔ اس کی فتوحات شاہی فوجوں اور ہتھیاروں کے ذریعے سے نہ ہونگی بلکہ دھرم اور پریم سے وقوع میں آوینگی +

میترئے بدھ ۔ اب بودھی ستو کی صورت میں تُوشت سُورگ میں باس کرتے ہیں ۔ سُوتر پٹک کے بدھ ونش نامی گرنتھ میں گوتم اور اُس سے پہلے کے ۲۴ بدھوں کی زندگی کے حالات درج ہیں اور جاتک بھاشیہ میں ان میں سے ہر ایک کا اور بھی زیادہ مفصل طور پر ذکر ہے ۔ پس ہین یان شاستر اس جگہ آکر ٹھہر گیا ۔ ہین یان فرقہ پہلے کلپوں میں اکیس بدھوں اور زمانہ حال کے بھدر کلپ میں ۴ بدھ ۔ اور بودھی ستو ۔ میترئے یعنی آئندہ آنے والے بدھ اور ایک بودھی ستو کو ہی لیکر خوش ہے اور اس سے زیادہ حرص نہیں رکھتا ۔ ارہت سادھو اس فرقہ کا

معراج ہے اور اس سے زیادہ سادھونا کی اونچی منزل پر اُٹھنے کی خواہش نہیں کرتا +
بُدھ تتو - مہایان مت - مہایان فرقہ کی کتب مقدسہ میں بودھ لوگوں کی بُدھ کلپنا کی رفتار اور بھی زیادہ تیز اور عجیب و غریب ہے - بنیادی اصول کے لحاظ سے ہین یان فرقہ کے ساتھ اِس فرقہ کا کچھ اختلاف نہیں - اِن لوگوں کا بھی یہی یقین ہے - کہ انسان گیان اور دھرم میں زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرکے بھکشو سے ارہت اور ارہت سے بودھی ستو بن سکتا ہے - لیکن اگر یہی اصول درست ہو تو پھر اِس کی حد کہاں قائم کی جا سکتی ہے ؟ ایک دو ہی بودھی ستو کیوں ہونے چاہئیں؟ بہت سے بھکت سدھی حاصل کرکے ارہت بن گئے - جبکہ اور بہت سے ارہتوں نے بودھی ستو کا منصب حاصل کیا تو کیا ایسے سب لوگ ہماری تعظیم اور عزت کے مستحق نہیں ؟ اس خیال کا لازمی نتیجہ یہ ہوا - کہ بعد ازاں ایسے تمام انسانوں کی کہ جو دیوتا بن گئے پرستش گاہیں قائم ہو گئیں - اور اِس بارے میں مہایانی لوگ سب سے اول درجے پر ہیں - اِس طور پر بے شمار بودھی ستو مہایانی لوگوں کے قابل پرستش دیوتا بن گئے - بُدھ کے پہلے دو شاگرد ساری پُتر اور مُدگلائن تھے - کاشپ آنند اور اوپالی وغیرہ سنگھ کے بزرگوں میں سے تھے - گوتم اور راہُل - مہایانی لوگوں کا پردھان آچاریہ ناگ ارجن - آچاریہ اشوگھوش وغیرہ بے شمار پاک لوگوں کو وہ بودھی ستو سمجھ کر اُن کی پرستش کرنے لگے - صرف یہی نہیں بلکہ جیسے

ایک طرف انسانی بودھی ستوؤں کی کلپنا کی گئی دوسری طرف گُن آتمک (गुणात्मक) دھیان آتمک (ध्यानात्मक) طرح طرح کے خیالی بودھی ستوؤں کی بھی کلپنا کی گئی - اُنہوں نے سمجھا کہ گوتم بُدھ کے مہاں پری نِربان یعنی وفات اور میترئے بُدھ کے ظہور کے وقت تک کے درمیانی حصے میں اِنسان کے لئے کوئی دیوتا تو پرستش کے لئے ضرور چاہیئے - اور بودھ سنگھ کے لئے کوئی محافظ بھی ہونا ضروری ہے - اس لئے بودھی ستو اس کمی کو پُورا کرتے ہیں - اور ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بودھی ستو کا منصب حاصل کرنے کی خواہش سے اِنسان کے دل میں دھرم حاصل کرنے کی رغبت اور سرگرمی پیدا ہوتی ہے - بودھی ستو کی حالت چنداں بُری نہیں - یہ لوگ توشِت (तुषित) سورگ میں آرام سے اوقات بسر کرتے ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے - پری نِربان میں لے ہو جانے کی نسبت اِن کی سورگ کی خواہش بہت زبردست ہے - اِس لئے یہ نِربان پد تلاش کرنے کے لئے تکلیف اُٹھانے کے مقابل میں جِس آرام کی حالت میں ہیں - اُسی میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں - بودھی ستو کی کلپنا کرتے وقت جِس طرح مہایانی لوگوں نے اپنے آپ کو بالکل کھُلا چھوڑ دیا - بُدھ کی کلپنا کرتے وقت بھی اِن لوگوں نے ایسا ہی کیا - ہین یانی لوگ صرف ۲۴ چوبیس بُدھ مانتے ہیں - لیکن مہایانی لوگ کہتے ہیں - جب کہ تم لوگ یہ مانتے ہو کہ ہر زمانے میں لوگوں کی نجات کے لئے بُدھ کا ظہور ہوتا ہے - تو اِس صورت میں چوبیس بُدھ ہی کیوں

ہونے چاہئیں - یہ کون کہہ سکتا ہے - کہ دُنیا کے مختلف حصوں اور مختلف وقتوں میں کتنے بُدھوں کا ظہور ہوا - یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہے - کہ مہایان عقیدے کے مطابق کتنے بُدھ ہیں - ہجسن صاحب نے للت بستار اور دیگر کتب سے ایک سو تینتالیس بُدھوں کے نام جمع کئے ہیں - صِرف بُدھ کی تعداد میں ہی نہیں بلکہ اُن کے اوصاف میں بھی بہت بڑی تبدیلی پیدا ہوئی ہے جس طریق سے یہ تبدیلی ہوئی وہ مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہوگا +

بُدھ دیو جی نے اپنی ذات کے متعلق کبھی کوئی الٰہی طاقت منسوب نہیں کی - بلکہ یہاں تک کہ جب اُنکے شاگردوں میں سے بھی کوئی شخص ایشور کی ذات کے متعلق اُن سے سوال دریافت کرتا - تو وہ اُس کا کچھ جواب نہ دیتے اور خاموش رہنا ہی بہتر سمجھتے تھے - وہ اپنی موت کے وقت دھرم اور سنگھ کو ہی اپنا قائم مقام چھوڑ گئے تھے لیکن جونہی اُنہوں نے اِس دنیا سے آنکھ بند کی - بودھ لوگوں نے اُن کو ایشور کی جگہ دے دی - گویا اِنسانی بُدھ کو دیوتا بُدھ بنا دیا - اُن کی زندگی کا ہر واقعہ مثلاً پُنر جنم کی کہانی - سورگ سے نازل ہونا - گربھ میں باس - جنم - بچپن کی تعلیم - جوانی میں کھیل کود - اُن کا اعلےٰ درجے کا تیاگ - سادھن - مار کے ساتھ کشمکش - معرفت کا حاصل کرنا - دھرم پرچار - نِربان - غرضیکہ ان میں سے ہر ایک واقعہ گویا ایک اِندر جال بن گیا - یعنی اُس نے ایک غیر معمولی اور معجزانہ شکل اختیار کر لی - آئندہ کو جو آنے والا میترئے بُدھ ہے اُس کی پرستش شروع

ہوگئی۔ بودھ لوگوں کے خیال کے مطابق میترئے ایک جیتا جاگتا دیوتا ہے۔ اُس کی خوشنودی حاصل کرنا ہر ایک بھگت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ وہ بحرِ رحمت۔ خوبصورتی کا چشمہ۔ شیریں کلام کرنے والا۔ پریہ درشی (مرغوب) ہے۔ بھگت لوگ توشت سورگ میں جاکر اُس کے درشن کرنے۔ اُس کی پاک کلام سُننے۔ اُس کی قُربت کی راحت حاصل کرنے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔ کیا شمالی اور کیا جنوبی دونوں شاخوں کے بودھ لوگ اُس کو مانتے ہیں۔ بہت سے سنگلدیپ کے بودھ مندروں میں بدھ اور میترئے کی مورتیاں ایک دوسرے کے پاس پاس ہیں۔ ہیان سنیاگ اور دیگر بھگت لوگ موت کے بستر پر میترئے کے توشت سورگ حاصل کرنے کے لئے پرارتھنا کرتے تھے ۔

زیادہ تر طُرفہ یہ ہے کہ ایک سے تین دیوتا بن گئے۔ میترئے کے علاوہ جن تین بودھی ستووں کا ظہور دیکھنے میں آتا ہے۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ (۱) منجوشری (मंजुश्री) یا باگیشور (वागीश्वर)
(۲) پدم پانی (पद्मपाणि) اولوکیتیشور (अवलोकितेश्वर)
بجر پانی یا شکتی روپی مہیشور (वज्रपाणि या शक्तिरूपी महेश्वर)
یہ گیان شکتی اور منگل کا آدھار بودھ تری مورتی رفتہ رفتہ کلپنا کی گئی۔ بودھ مذہب کے ابتدائی زمانے میں کہیں بھی اس کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ للت بستار وغیرہ شمالی شاخ کی پرانی کتب میں بھی اس کا پتہ نہیں ملتا۔ لیکن سدھرم پنڈریک اور بعض دیگر کتب

میں اِن کا ذِکر پایا جاتا ہے - اور یہ بھی پتہ مِلتا ہے - کہ بعض بعض
بودھ مقامات میں فائی یان کی سیاحت کے وقت میں اِن تین
دیوتاؤں کی پرستش مروج تھی اوہ ! تین کے ہندسے میں کیسی
زبردست اور فریفتہ کرنے والی طاقت ہے - کہ اس کی قدر
سبھی جگہ دیکھی جاتی ہے - خاصکر ہمارے ملک میں ترِی وِدیا (تین
علم) ترِی گُن (تین خاصتیں)، ترِی ورگ - ترِی لوک - ترِی کال
ترِی مورتی غرضیکہ بہت سی باتوں میں یہ تثلیث آموجود ہوتی ہے -
یہاں تک کہ جو پربرھم ہے وہ بھی تین روحانی خوبیوں سے مرکب
ہے اور اس کو ست چت آنند یعنی سچدانند ہری کہتے ہیں -
اور عیسائی لوگ بھی تثلیث سے خالی نہیں - بودھ لوگوں میں
بھی یہ تثلیث کی خوبی مدنظر رکھی گئی ہے - پہلے بُدھ - دھرم اور
سنگھ یہ تین جُز مانے گئے - بعد ازاں منجوشری آولوکیتیشور اور
بجر پانی یہ تین دیوتا کلپنا کئے گئے - ذرا غور کرنے سے معلوم
ہوگا کہ یہ تین دیوتا برھما وِشنو اور شیو کے مترادف ہیں (۱)
منجوشری ہرنیہ گربھ برھم واگیشور ودیا کا ادھشٹاترِی دیوتا -
اس کا نام برھما سرسوتی بھی ہے (۲) اولوکیتیشور پدم پانی وِشنو
ہے - اس کے ساتھ وِشنو کی پالنی شکتی منسوب کی گئی ہے -
(۳) بجر پانی بجر دھر (اندر) یا ترِی سُولدھاری مہیشور تمام طاقت
کا سرچشمہ ہے - بودھی ستوؤں کی جماعت میں اولوکیتیشور کی خاص
وقعت وعظمت ہے - وہ بحرِ رحمت - کائنات کا پالنے والا

سب کا سہارا اور آسرا اور قابل حمد دیوتا بیان کیا گیا ہے۔ فائیان اور ہیان سیانگ کے سفرنامے میں بودھ مقامات میں اس کی پوجا کا رواج پایا جاتا ہے۔ اور اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ یہ دونو خود اس دیوتا کے بہت بڑے بھگت تھے۔ فائیان بیان کرتا ہے۔ کہ ایک دفعہ سمندر میں سخت طوفان آیا اور جہاز ڈوبنے کا اندیشہ ہو گیا۔ اُس وقت میں نے اولوکیتشور سے پرارتھنا کی اور میری جان بچ گئی۔ چین اور جاپان میں اولوکیتشور کی کرونامئی ناری پرکرتی (رحیم عورت کی سیرت) کان این اور کان نن کے نام سے پوجا کی جاتی ہے +

اس کے بعد زمانے کے ساتھ ایک قسم کے دھیانی بدھ کی کلپنا کی گئی۔ دھیانی بدھ انسانی بدھ کی غیر مجسم عکسی تصویر ہے۔ اور وہ اروپ لوک یعنی ایسی جگہ میں کہ جس کی کوئی ظاہری صورت و شکل نہیں رہتے ہیں۔ پانچ اروپ لوکوں کے ادھشٹاتا پانچ دھیانی بدھ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک دھیان کی طاقت کے ذریعہ اپنی روحانی سیرت سے ایک ایک بودھی ستو پیدا کرتا ہے اور ہر ایک بودھی ستو ایک اروپ لوک پیدا کرتا ہے۔ آجکل چوتھے بودھی ستو اولوکیتشور کا راج ہے۔ اور وہی ہماری اس زمین کا پیدا کرنے والا ہے +

ان بہت سے دیوتاؤں کی پرستش سے تسلی نہ پا کر بودھ لوگ رفتہ رفتہ ایک آدی دیو کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ نت (ابدی)

نراکار (بے شکل وصورت) انصاف اور رحم کا چشمہ گیان سے (عقل کل) آدی بدھ ہے - اور یہی پُرُ برمھ ہے - نیپالی بودھ لوگوں کے درمیان دسویں صدی عیسوی میں اِس آدی بدھ کی پرستش مروج ہوئی - آدی بدھ نے اپنی قوت ارادہ اور روحانی طاقت سے اور پانچ دھیانی بدھ پیدا کئے - اُنھوں نے پھر پانچ بودھی ستو پیدا کئے - یہ پانچ دھیانی بدھ - پانچ بودھی ستو اور گوتم میترئے وغیرہ پانچ انسانی بدھوں سے مِل کر ایک عجیب تری پنجک یعنی ۳×۵ بن گیا - جو ذیل میں درج ہے -

دھیانی بدھ	ध्यानी बुद्ध	بودھی ستو	बोधि सत्त्व
۱- بروچن	बिरोचन	۱- سامنت بھدر	सामन्त भद्र
۲- اکھشوب	अक्षोभ	۲- بجر پانی	वज्र पाणि
۳- رتن سنبھو	रत्नसंभव	۳- رتن پانی	रत्नपाणि
۴- امیتابھ	अमीताभ	۴- اولوکی تیشور	अवलोकितेश्वर
۵- اموگھ سِدھی	अमोघ सिद्दि	۵- وِشو پانی	विश्वपाणि

مانشی بدھ یعنی انسانی بدھ	मानुषी बुद्ध
۱- کرو کوچھند	क्रकुच्छन्द
۲- کنک مُنی	कनकमुनि
۳- کاشیپ	काश्यप
۴- گوتم	गौतम
۵- میترئے	मैत्रेय

اِن میں سے تواریخی بُدھ صِرف ایک گوتم ہے۔ اور باقی کے سب فرضی اور من گھڑت ہیں۔ اِن میں سے بودھ لوگوں کے نزدیک جو تین دیوتا خاص طور سے قابل پرستش سمجھے گئے ہیں۔ اُن کے نام یہ ہیں ۔

(۱) امیتابھ (۲) اوی لوکیتیشور (۳) گوتم + شروع میں لامحدود جوتی امیتابھ ۔ درمیان میں اس کی روحانی سیرت یعنی اولوکیتشور۔ آخر میں اُس کی چھایا ہے پرکرتی (عکسی تصویر یعنی گوتم +

دھیانی بُدھ میں نہ معلوم کہ منجوشری کو کیوں جگہ نہ ملی۔ بہئیت مجموعی یہ مان لیا جا سکتا ہے ۔ کہ بُودھ دنیا کے بعض بعض مقامات میں امیتابھ ہی سب سے افضل دیوتا مانا گیا ہے ۔ مہایان شاستر اُس کے سُکھاوتی (सुखावती) سورگ کے بیان سے پُر ہے۔ اس کی بابت بیان کیا گیا ہے کہ یہ مقام دھیان میں گمن مُنی رشیوں کے آشرم کی مانند ہے ۔ اِس اروپ لوک میں جو تین سے دھیانی بُدھ بودھی ستوؤں سے محیط ہو کر دھیان کا آنند بھوگ کرتے ہیں۔ حقیقت کو چھوڑ کر کلپنا کے ذریعے ایشور فرض کرنے سے انسانی کلپنا کہاں تک پہنچ جاتی ہے ۔ بودھ مذہب کی تواریخ سے اُس کا کافی ثبوت ملتا ہے +

تانترک مت پرچار

مہایان عقیدے کی بُنیاد اور پرچار کے ساتھ ساتھ شمالی حصے

میں برہمنی مذہب کا بودھ مذہب کے ساتھ خلط ملط ہونا شروع ہوا - نیپال میں اِس کا سب سے پہلے ثبوت ملتا ہے کہ بودھ مذہب اور ہندو مذہب کے میل جول اور عمل سے اُس مُلک میں بودھ مذہب میں تانترک کریا کانڈ داخل ہو گیا - ہندوؤں میں جو دھرم کا طریق سب سے نیا ہے - نیپالی بودھ لوگوں نے اُسی تانترک طریق کو اپنے دھرم میں شامل کر لیا اُنھوں نے شِو شکتی گنیش + کمار بھیرو ہنومان

कुमार भैरव हनुमान + शिव शक्ति गणेश

رودّر مہا رودّر + مہا کال - مہا کالی + اجیتا اپری جیتا

अजिता अपरिजिता + महाकाल महाकाली + रुद्र महा रुद्र

اوما - جیا - چنڈی + کھڑگ ہستا + تری دِشیشری

त्रिदशेश्वरी + खड्गहस्ता + उमा - ज्या चंडी

اِندری کپالینی کمبوجینی + گھوری گھور روپ مہا روپا

घोरी घोर रूप महा रूपा + इन्द्री कपालिनी कम्बोजिनी

مالینی کپال مالا + کھٹانگا پرشو ہستا + بجر ہستا

बज्र हस्ता + खटांगा परशु हस्ता + मालिनी कपाल माला

ماتریکا یوگینی پنچ ڈاکینی + یگ گندھرب گرہ دیوتا

यज्ञ गंधर्व गृह देवता + मात्रिका योगिनी पंच डाकिनी

بھوت پشاچ دیتّ (भूत पशाच दैत्य) وغیرہ تانترک دیوی اور دیوتاؤں کو اپنے فرقے میں شامل کر لیا - صرف اُنھوں نے محض تانترک دیوی دیوتاؤں کو قبول کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ تنتر شاستروں

کے منترا ور نقش وغیرہ کو بھی تسلیم کرلیا +
کسی رسم کو ادا کرتے وقت تانترک نقش اور منتروں کا منڈل بنایا جاتاہے - اور ہندو رسوم کے ادا کرتے وقت ہندو دیوتاؤں کا منڈل تیار کیا جاتا ہے - اور بودھ رسوم ادا کرتے وقت بدھ منڈل کا نقش بنایا جاتا ہے - نیپالی بودھ شکل اور کرشن پکھش میں اشٹمی تیتھی کے دن اشٹمی برت کے نام سے ایک برت رکھتے ہیں بدھ بودھی ستو سدگپال وغیرہ کی پوجا کے بعد مندرجہ بالا دیوی دیوتا بلائے جاتے ہیں اور اُن کی پوجا کی جاتی ہے + سلے
نیپال میں اس تانترک مت کا بانی پشاور کا رہنے والا اسنگ نامی ایک سنیاسی تھا اُس کا چھٹی عیسوی میں ظہور ہوا - اور اُس نے "یوگا چار بھومی" شاستر اور جوگ درشن کے متعلق بہت سے شاستر تصنیف کئے اور اُن کی منادی کی - ہیان سانگ اُس کے مٹھ کے کھنڈرات دیکھ گیا تھا - اس نے شِو دیوی دیوتاؤں بھوت پشاچ (جن) کو بودھ دھرم میں شامل کرکے ان پہاڑی لوگوں کے لایق ایک عجیب کھچڑی تیار کی - اس کی تعلیم کے اثر سے نیپالی لوگوں میں بدھ دیوجی کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا شِو اور شاکت دیوی دیوتاؤں کی پرستش شروع ہوگئی اور انہوں نے بدھ دیوجی کے آسان اور سہل اخلاقی راستہ کو چھوڑ کر غیر معمولی سِدھی حاصل کرنے کی

سلہ بھارت ورشیہ سمپردائے (ہندوستان کے مذہبی فرقے)
(از اکھے کمار دت)

غرض سے دھارنی منڈل وغیرہ تانترک رسوم اختیار کرلئے اُن کے مٹھ اور مندروں میں اِن سب تانترک دیوی دیوتاؤں کی مُورتیاں پائی جاتی ہیں +

تبّت میں بودھ مذہب

جس طرح نیپال - بھوٹان اور سکم میں پورانک اور تانترک مذہب کے تعلق میں آنے سے بودھ مذہب کی صورت تبدیل ہوگئی - تبّت کے مذہب میں بھی مختلف وجوہات کے باعث بہت توہمات شامل ہوگئے - یہ لوگ مالا پھیرتے وقت منتر اُوچارن کرنا دھرم سادھن کا ایک بہت بڑا جز خیال کرتے ہیں - الفاظ کی گنتی پر پاکیزگی کے ثواب کا انحصار ہے - جس قدر زیادہ دفعہ وِرد ہوگا اُسی قدر زیادہ ثواب ہوگا - جس طرح ارادھنا کے وقت سب کا اُپمس مِل کر شلوک پڑھنے کا قاعدہ ہے - اُسی طرح مُختلف کلام بہت سے لوگ مِل کر اکٹھے پڑھتے ہیں تھوڑے سے عرصے میں جس قدر زیادہ الفاظ ادا کئے جائیں اُسی قدر بہتر ہے اِن تمام بودھ لوگوں کا پرارتھنا منتر یہ ہے - اوم منی پدمے ہوں[1]

"ॐ मणि पद्मे हुं"

[1] "یعنی ہردے کمل میں دھرم کا رتن ہے" بعض کہتے ہیں کہ پدم پانی اولوکیتشور کو مدنظر رکھکر یہ پرارتھنا تیار کی گئی ہے +

تبت میں جہاں کہیں جاؤ اِس منتر سے منقش چکر اور نشان چاروں طرف دیکھ پاؤ گے۔ اِس منتر کے کیا گہرے معنی ہیں یہ وہی لوگ جانیں۔ لیکن اِن لوگوں کا یہ یقین ہے کہ اِس پرارتھنا سے دیوتا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اور بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ اِس مقصد کو مدنظر رکھ کر اُنہوں نے بے شمار پرارتھنا چکر گاؤں گاؤں۔ شہر بہ شہر۔ یہاں وہاں اور عام شاہروں پر نصب کئے ہیں۔ اور جاتری لوگ ان کو چلا کر پرارتھنا کا ثواب حاصل کرتے ہیں۔ پرارتھنا چکر چلا کر پرارتھنا کرنے کا ایک نیا طریق تبتی لوگوں نے دریافت کیا ہے۔ جب کسی دھرم میں سے جان نکل جاتی ہے تو اُس کی کیسی مُردہ حالت ہو جاتی ہے۔ بودھ مذہب سے اُس کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ اوہ! جس شخص کی یہ تعلیم ہو کہ اپنی مُکتی کا اوپائے آپ کرو اپنے چراغ بنکر آپ چلو پھرو کسی دُوسرے کا سہارا نہ لو۔ اُس کے مذہب کی یہ افسوسناک حالت! ٭

اِس پرارتھنا چکر کو چلانے کے متعلق بسا اوقات دو فریقوں میں بہت دنگا فساد شروع ہو جاتا ہے۔ چند فرانسیسی عیسائی پادریوں نے اِس کے متعلق ایک دلچسپ روائت بیان کی ہے "ایک دن وہ ایک مٹھ کے نزدیک ایک پرارتھنا چکر کے پاس سے جا رہے تھے ایسے وقت میں اُنہوں نے دیکھا کہ دو لاما آپسمیں بہت جھگڑا کر رہے ہیں جس کی کیفیت یہ ہے کہ اِن میں سے ایک شخص چکر

چلا کر دلجمعی کے ساتھ اپنے گھر کو جا رہا تھا جب اُس نے مُنہ پھر کر پیچھے کو دیکھا تو معلوم ہُوا کہ ایک اور لاما نے پہلے اُس چکر کو چلنے سے بند کر دیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کی غرض سے اُس چکر کو پھر چلانا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر وہ پہلا لاما واپس آیا اور فوراً اُس کو روک کر خود چلانا شروع کیا۔ اب اُن میں سے ایک کہتا ہے کہ اس چکر کو میں چلاؤں گا تو میرے چکر کو ہاتھ لگانیوالا کون ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ تو میرے چکر کو ہاتھ لگانیوالا کون ہے رفتہ رفتہ اُن میں باہم گالی گلوچ شروع ہوگئی اور آخرش گالی گلوچ سے مارپیٹ تک نوبت پہنچی۔ آخر میں ایک تیسرے بوڑھے لاما نے آکر دونوں پاکیزگی کے خواہشمندوں کی بھلائی کے لئے اپنے ہاتھ سے چکر چلا کر جھگڑے اور فساد کو رفع کر دیا +

(بُدھ ازم مانیر ولیمس - Manier Williams Buddhism)

پرارتھنا چکر کے علاوہ اِن تمام مقامات میں پرارتھناؤں کے نشان (پھریرے) لہراتے نظر آتے ہیں۔ دارجلنگ پہاڑ پر ان نظاروں کو بہت سے لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ بھگت لوگ نشان کے ہوا کے ذریعے اُڑ کر آسمان کی طرف جانے سے منتر اُچارن کرنے کا ثواب حاصل کرتے ہیں +

لاما مذہب

تبتی بُودھ لوگوں کے رہن سہن رسوم اصول اور عقاید کا

اصلی بُودھ مذہب کے ساتھ کسی پہلو میں بھی میل نہیں۔ اِن کی سوسائٹی
کی ساخت بھی جس میں پروہتائی کا بہت زور ہے بالکل علیحدہ ہے
تبتی بھکشو کا نام لاما ہے۔ ہر ایک شہر میں آبادی کا پانچواں حصہ لاما
لوگوں کا ہے۔ ان لاماؤں میں سے دو شخص سب سے بڑے لاما
ہیں۔ ایک دالائی لاما اور دوسرا پنچن لاما۔ ایک کا دارالسلطنت
لاسا اور دوسرے لاما کا مٹھ ہندوستان کی حد کے متصل ایک
شہر میں ہے۔ جس کا نام تاسیلونپو ہے۔ پردھان لاما کی پرستش
اُس کو بُدھ کا اوتار سمجھ کر کی جاتی ہے۔ اِن لوگوں کا یہ یقین ہے کہ
ان دونوں میں سے کسی ایک کی موت ہو جانے پر اُن کا پریت
آتما (جسم سے علیحدہ شدہ روح) کسی ایک بچے یا چھوٹے لڑکے
میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِس لڑکے کو پہچان کر باہر نکالنا ہی ایک
مسئلہ ہے بعض وقت لاما اپنے مرنے سے پہلے ہی کہ جاتا ہے کہ
وہ کس خاندان میں پھر پیدا ہو گا اور کبھی ان دو لاماؤں میں سے
جو زندہ ہے وہ فوت شدہ لاما کا جانشین مقرر کر دیتا ہے۔ کبھی
نجومیوں کے مشورہ یا شاستر کے طریق اور دیگر علامات کے ذریعے
مٹھ کا مستحق لاما مقرر ہوتا ہے۔ اِس انتخاب میں چین کے بادشاہ
کی بھی رائے لی جاتی ہے۔ جب یہ نیا اوتار معلوم ہو جاتا ہے۔
تو اس کو لاماؤں کی جماعت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور
اس کا امتحان ہوتا ہے۔ وہ فوت شدہ لاما کی کتب، لباس وغیرہ
پہچان کر بتلاتا ہے۔ اُس کی پہلی زندگی کے واقعات کے متعلق

سوالات کے جواب دیتا ہے۔ امتحان میں کامیاب ہونے پر مہالاما کو نہایت دھوم دھام کے ساتھ اُس کے مٹھ میں جانشین کیا جاتا ہے۔ دالائی لاما آدی بُدھ کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ اگر اُس کو بودھ پوپ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ بہت سی لڑائی اور جھگڑوں کے بعد پندرھویں صدی ۱۴۱۹ء میں دالائی لاما کی حکومت تبت میں قائم ہوئی۔ اِس لاما کا درشن پانا غیر ملک کے لوگوں کے لئے نہایت مشکل ہے۔ کئی برس ہوئے یعنی ۱۸۸۲ء میں ہمارے ملک کے مشہور سیاح بابو شرت چندر داس کی اِس لاما سے ملاقات ہوئی تھی جو دیسیوں کے لئے معمولی فخر کی بات نہیں ہے۔ اس کا مُفصل ذِکر شرت بابو کے سفر نامے میں پایا جاتا ہے۔ "مانیر ولیمس کے بودھ مذہب نامی" کتاب کے ۳۳۱ صفحے پر اِس کا ضروری حِصہ درج کیا گیا ہے۔ لاسا کا محل (مٹھ) لاسا کے شمال مغرب کی جانب پانچویں منزل پر واقعہ ہے اس میں ایک بہت وسیع چومنزلہ کمرہ ہے جس میں دس ہزار بھکشو رہ سکتے ہیں۔ اس کی چوٹی پر ایک سونے کا کلس لگا ہوا ہے۔ سیاح موصوف زینے بہ زینے چڑھ کر لاما کے مکان پر پہنچے۔ اس اونچی چوٹی سے لاسا شہر اور اس کے قرب جوار کی خوبصورتی اور رونق دیکھ کر اُن کا دِل فریفتہ ہوگیا۔ یہ مہالاما اس وقت آٹھ برس کا ایک لڑکا تھا۔ خوبصورت آنکھوں کے علاوہ اس کے چہرے کی شکل و شباہت آریہ قوم جیسی اور اس کا رنگ گورا تھا۔ اور

وہ رنگین ریشم سے مزین سنگھاسن پر جس کے دونو طرف دو شیروں کی
تصویریں تھیں بیٹھا ہوا تھا۔ جسم پر بھگواں لباس۔ سر پر پانچ دھیانی
بُدھوں کو ظاہر کرنے والا پنج گوشہ پیلے رنگ کا ٹوپ تھا اور فصیل پر
بودھی ستو کی تصویریں کھچی ہوئی تھیں۔ عطر (جس میں زعفران ملی
ہوئی تھی) اور شانتی جل کا چھڑکنا۔ دھوپ جلانا۔ دیپ مالا وغیرہ
کی کچھ حد نہ تھی۔ درشن کرنے والوں کے لئے نیچے نو قطاروں میں
پاس پاس پشم کے آسن بچھے ہوئے تھے۔ سب لوگ دلی اطمینان
اور تسکین کے ساتھ اپنے اپنے آسنوں پر جا بیٹھے۔ شرت بابو کا
آسن تیسری قطار میں تھا۔ اس کے بعد آشیر باد دینے کا وقت آیا۔
درشن کرنے والے سر نیچا کر کے سنگھاسن کے نزدیک جھک گئے۔
شرت بابو کہتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو مہا پربھو (لاما) نے
مجھے بھی آشیر باد دیا۔ اور اس وقت مجھ کو اُن کی دیو مورتی کے
درشن کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اس بیان میں پوپ کے پاؤں کی
انگلی چومنے کی مانند کسی رسم کا نام ونشان نہیں۔ اس رسم میں ایک
بڑا جز چائے نوشی کا ہے۔ سب لاما لوگ چائے کی ایک ایک پیالی اپنے
کپڑوں میں چھپا رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے ایک شخص نے مہا لاما کی
سنہری پیالی میں چائے ڈال دی۔ بعد ازاں درشن کرنے والوں کی
پیالیوں میں چائے ڈالی گئی۔ اور انہوں نے تین تین بار چائے پی اور چائے
پینے کے بعد خالی پیالیاں جیبوں میں ڈال لیں۔ اس کے بعد چاولوں
کا ایک سنہری تھال مہا لاما کے سامنے لایا گیا۔ لاما موصوف نے

اُس کو چھوڑ دیا اور وہ مہا پرشاد درشن کرنے والوں میں تقسیم کر دیا گیا۔
آخر میں بُدھ دھرم اور سنگھ اس تری منتر کے نام سے آشیر باد کہا گیا۔
اور بعدازاں دربار برخواست ہوا۔ اِس سبھا میں ایک لامانے جو
شرت بابو کے پاس بیٹھا ہوا تھا چپکے چپکے اُن کے کان میں کہا کہ
نہ معلوم تم نے پچھلے جنم میں کونسا پاپ کیا ہے کہ جس کے باعث
تم ایسے مُلک میں پیدا ہوئے ہو کہ جہاں کوئی زندہ بُدھ نہیں +
چودھویں صدی کے آخری حصے میں ایک شخص نے جس کا
نام سُکھا پا تھا اور جو مذہبی اصلاح میں بڑا سرگرم تھا۔ گالڈان میں
ایک بہت بڑا مٹھ تیار کیا اس لاما کی موت کے بعد اس کے سورگ
باس ہونے کی تقریب میں دیپ مالا کا اُتسو منایا گیا۔ بُدھ کا اوتار
سمجھکر اس کی بھی پوجا ہوتی ہے اور بُودھ مندروں میں اِس کی
پرتی مورتی (بُت) دالائی اور پنچن لاما کی پرتی مورتیوں کے درمیان
رکھی ہوئی ہے۔ اِس کے علاوہ اور بھی کئی ایک شخص لاما گرگینہ اور
مہالاما ہیں۔ مثلاً منگولیا کا کورون۔ تاتار کا کوکو۔ پیکن کا مہالاما۔
بھوٹان کا دھرم راج جس کے خطابوں کا ذکر کرتے کرتے زبان
تھک جاتی ہے۔ اس کے خطاب یہ ہیں۔ بُدھ سرشیٹھ۔ دیواوتار
شاستر کے گیان میں لاثانی۔ علم میں سرسوتی کے برابر۔ پاپ ہرن
(گناہ کو دور کرنے والا) دانو مردن (اسروں کو مارنیوالا) نیتی نپن
(اخلاق میں کامل) سرب دھرم شرومنی راج ادھیراج دھرم راج۔
یہ صاحب ناموں کی فہرست کی طوالت کے لحاظ سے گوتم بُدھ کو بھی

پیچھے چھوڑ گئے ہیں +

سورگ اور نرک (بہشت اور دوزخ)

بُودھ شاستروں میں سورگ اور نرک کی کلپنا اِس طور پر کی گئی ہے۔ کہ یہ تمام کائنات بہت بڑے چکروں سے پُر ہے۔ اور ہر ایک چکر میں چھ قسم کے جانداروں کی سکونت کے لایق تینتیس ۳۳ لوک خطہ در خطہ بنے ہوئے ہیں ان کے بیچ میں سمیرُو پربت ہے۔ پاتال میں ۱۳۶ نرک مختلف قسم کے گنہگاروں کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے بُدھ کے دُشمنوں کے لئے اوی چی अवीचि نامی نرک سب سے زیادہ خوفناک ہے۔ بُودھ لوگوں کے خیال کے مُطابق نرک میں رہنے کا وقت دراز ہونے پر بھی ہمیشہ کے جہنم کے عذاب بھوگنے کا طریق نہیں۔ نرک کے اُوپر کے حصے میں کام لوک چار قسم کا ہے۔ (۱) پشُو لوک (۲) پریت لوک (بھُوتوں کے رہنے کی جگہ) (۳) اُسر لوک (جِنّوں کے رہنے کی جگہ)۔ (۴) نر لوک (انسانوں کے رہنے کی جگہ) اِس کے اُوپر چھ دیو لوک ہیں۔ (اول) چار مہاراجا سورگ۔ مشرق گندھرب راج دھرتراشٹر۔ جنوب میں کمبھانڈ راج برُودھک۔ مغرب ناگا ادھیراج برو پاکھش۔ شُمال میں دھنپتی کُوویر۔ (دوم) تینتیس ۳۳ سورگ۔ یعنی اندر کی امر پوری۔ جہاں اندر بمعہ تینتیس ۳۳ دیوتاؤں کے باس کرتا ہے۔ بُدھ دیو جی کی ماتا

مایا دیوی جی کی وفات کے بعد وہ خود اُس کو دھرم اُپدیش دینے کے لئے اِس سورگ میں گئے تھے -اِس کے عِلاوہ بُدھ خود پچھلے جنموں میں اِندر تھے - (سوم) جم لوک (چہارم) توُشِت سورگ یعنی بودھی ستو دھام میترئے جس کا مالِک ہے - (پنجم) نِرمان رتی سورگ (निर्मान रति स्वर्ग) دُنیا کی بھلائی چاہنے والے دیوتاؤں کی رہائش گاہ - (ششم) پرنرمِت باسورتی سورگ - یہاں پر وہ لوگ رہتے ہیں جن میں پیدا کرنے کی اپنی کوئی طاقت نہیں لیکن دوسروں کی بنائی ہوئی خلقت کو تباہ کرنے میں بہت ہوشیار رہیں- بودھ شیطان مار اِسی لوک میں باس کرتا ہے - اِن چھ دیو لوکوں کی فہرست یہ ہے +

ا

(۱) چترمہاراج سورگ (चतुर महाराज स्वर्ग) (۲) ترئیس ترنش سورگ (त्रयसत्रिंश स्वर्ग) (۳) یم سورگ - (यम स्वर्ग) (۴) توُشِت سورگ (तूषित स्वर्ग) - (۵) نِرمان رتی دیوتاؤں کا سورگ (निर्मान रति देवताओं का स्वर्ग) (۶) پرنرمِت باسورتی سورگ (परनिर्म्मित वासवर्ती स्वर्ग)

ان چھ دیو لوکوں کے اوُپر کے حِصہ میں سولہ رُوپ لوک اُن لوگوں کے لئے مقرر ہیں جنھوں نے دھیان میں سِدھی حاصل کی ہے +

ج

اول دھیان - برمھ لوک

(۷) برمھ پری ستجا (ब्रम्ह पारि सज्जा) - (۸) برمھ پروہت (ब्रम्ह परोहित) - (۹) مہا برمھا (महा ब्रम्हा)

دوم دھیان - آبھامئے لوک आभामयलोक

(۱۰) پرتابھا (प्रिताभा) - (۱۱) اپرمان آبھا (अप्रमाणाभा) (۱۲) آبھاسورا (आभास्वर) +

سوم دھیان - شبھ لوک शुभ लोक

(۱۳) پرت شبھ (परित्त शुभ) - (۱۴) اپرمان شبھ (अप्रमाण शुभ) (۱۵) شبھ کرت سن (शुभकृत्स्न)

چہارم دھیان - مہا یوگی سورگ (महायोगीस्वर्ग)

(۱۶) برہت پھل (बृहत फल) - (۱۷) اسنگیا ستو (असंज्ञा सत्व) (۱۸) ابرھ (अबृह) - (۱۹) اتپا (अतपा) - (۲۰) سوورشی (सुदर्शी) - (۲۱) سوورشن (सुदर्शन) - (۲۲) اکنشٹ (अकनिष्ठ) +

اِن سولہ رُوپ لوکوں کی چوٹی پر چار اروپ لوک غیر مجسم دھیانی بُدھوں کی رہائش گاہیں ہیں +

اروپ لوک

(۲۳) آکاش آیتن (आकाश आयतन) - (۲۴) بگیان آیتن (विज्ञान आयतन) - (۲۵) آکنچن آیتن (आकिंचन्य आयतन)

(۲۶) نیوسنگیا اسنگیا آیتن (नैव संज्ञा असंज्ञा आयतन)+
ابھی دھرم مت میں اروپ لوکوں کی تعداد پانچ ہے - پانچ دھیانی بدھوں میں سے ایک ایک شخص ایک ایک لوک کا مالک ہے - پس بودھ عقیدہ کے مطابق بودھ سورگ نرک مختصراً یہ ہے جاندار چھ قسم کے ہیں - (۱) دیوتا (فرشتے) - (۲) انسان (۳) اسُر یعنی جن - (۴) حیوانات (۵) پریت یعنی بھوت (۶) نارکی یعنے دوزخی +

ان سب جانداروں کے لئے چار کام لوک - چھ دیولوک - سولہ روپ لوک - چار اروپ لوک - اور ایک سو چھتیس ۱۳۶ نرک اننت آکاش میں سُومیرو پہاڑ کے اُوپر نیچے قائم ہیں +

بودھ فرقوں کا اختلاف

دارشنک شاخ (فلسفانہ شاخ) - جس طرح بودھ مذہب میں رہن سہن اور رسمیات وغیرہ میں اختلاف دیکھا جاتا ہے اُسی طرح عقیدے کے فلسفی میں بھی اختلاف نظر آتا ہے - تھوڑے سے عرصے میں ہی بودھ لوگ اٹھارہ فرقوں میں منقسم ہو گئے - مثلاً مہا سانگھک (महा सांघिक) - ستھور (स्थविर) ایک بیوہارک (एक व्यवहारिक) - چیتہ باد (चैत्यबाद) - سرباستی باد (सर्वास्तिवाद) - باتسیہ پترِیہ (वातस्यपुत्रीय) - کاشپیہ (काश्यपीय) - اس طور پر مختلف منیوں کے نام اور عقاید سے

مختلف فرقے پیدا ہو گئے۔ ہیان سیانگ کے سفرنامے اور سنگلدیپ کی کتب میں ان اٹھارہ فرقوں کا ذکر پایا جاتا ہے ان میں سے بعض مہایان اور بعض ہین یان شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کتابوں میں جو ان مختلف فرقوں کے نام پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی شاخ کا بھی موجودہ بودھ سوسائٹی میں ثبوت نہیں ملتا۔ بودھ لوگوں میں اس طور پر عقیدے میں اختلاف ہونے کی وجہ سے رفتہ رفتہ چار درشن یعنی فلسفہ پیدا ہو گئے "سرب درشن سنگرہ" میں ان چار فرقوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) مادھیہ مک (माध्यमिक)۔ (۲) یوگا چار (योगाचार)
(۳) وئی بھاشک (वैभाषिक)۔ (۴) ساؤتانترک (सौतांत्रिक)

مادھیہ مک درشن کو ایک طور پر بودھ مایا باد کہا جا سکتا ہے۔ اس عقیدے کے مطابق تمام چیزیں مایا ہیں۔ یہاں تک کہ نربان بھی مایا کے سوا کچھ نہیں۔ یوگا چار عقیدے کے مطابق بگیان ہی ایک حقیقی چیز ہے اور باقی سب کچھ جھوٹ ہے اس عقیدے کا دوسرا نام بگیان باد ہے۔ بگیان دو طرح کا ہے ایک پرکرتی بگیان اور دوسرا آلے بگیان۔ ہر ایک گیان کریا کا نام پرکرتی بگیان ہے۔ اس گیان کی رو یا گیان کے مجموعہ کا نام آلے بگیان ہے۔ تمام گیان مختلف قسم کے ہیں مثلاً کالک گیان یعنی وقت کا علم۔ وئی شِک گیان یعنی جگہ کا علم۔ بشو پرتی بکلپ گیان یعنی چیزوں کی تبدیلی کا علم۔ ان سب معلومات کے میل اور انمیل سے

تمام مادی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور نسلاً بعد نسلاً یہ گیان کی روہی اہم یعنی آتما ہے۔ جیسے پانی کے بے شمار قطروں کے مجموعہ کا نام ہی دریا ہے اور ان کے بغیر اس کی کوئی علیحدہ ہستی نہیں۔ ویسے ہی گیان کے مجموعہ کا نام ہی آتما ہے اور "میں" لفظ کے نام کی کوئی علیحدہ ہستی نہیں۔ اس گیان کے علاوہ بیرونی چیزوں کی بھی اور کوئی اصلیت نہیں۔ محض گیان ہی ست ہے اور جتنی دیگر معلومات اور چیزیں ہیں وہ اس گیان کی ہی مختلف صورتیں ہیں۔ مادھیہ مک اور یوگا چار دونو عقیدوں میں پہلا تو کسی قدر ویدانت اور دوسرا جوگ شاستر کی مانند ہے۔ دوسرے دونو درشن آتما اور بیرونی چیزوں کی ہستی کو قبول کرتے ہیں۔ لیکن بعض بعض امور میں ان دونو کا آپس میں کچھ کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً ویُ بھاشک والے کہتے ہیں بیرونی تمام چیزیں پرتیکھش سدھ ہیں۔ یعنی ان کے ثبوت کی ضرورت نہیں۔ یہ اپنی ہستی کو خود ثابت کرتی ہیں اور سوتانترک والے کہتے ہیں۔ کہ بیرونی چیزیں پرتیکھش سدھ نہیں بلکہ انومان سدھ ہیں۔ یعنی قیاس کے ذریعہ ہم ان کا ثبوت پاتے ہیں۔ ہمارے دل میں بیرونی دنیا کا عکس پڑتا ہے اور اسی عکس سے ہمارے ذہن میں چیزوں کا علم پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی چیزوں کا ایک ایک عکس ہر ایک شخص کے دل میں پڑتا ہے اور اسی ذہنی تصویر سے وہ بیرونی چیزوں کا قیاس کر لیتا ہے۔ ان دونو عقیدوں کے مطابق جس وقت کوئی چیز صاف دکھائی دیتی ہے اسی وقت

اُن کی ہستی معلوم ہوتی ہے اور اگر وہ پرتیکھش نہ ہو۔ تو وہ بجلی کی بیل کی طرح ناش ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ بیرونی دُنیا ہمارے دِل کا ایک خیال ہے۔ ہم جب خیال کرتے ہیں کہ ہم ہیں تو ہماری ہستی ہے۔ اور اگر ہم خیال نہ کریں تو ہماری ہستی نہیں رہتی۔ اس خیالی دُنیا کی بُنیاد میں کوئی حقیقی دُنیا نہیں۔ اسی واسطے ہندو پنڈتوں نے اِس عقیدے کا نام سرو وینا شِک (نیستی) (सर्व वैनाशिक) رکھا ہے۔ ویَ بھاشِک کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) سرواستی باد (सर्वास्तिवाद)۔ (۲) مہاسانگھک (महासांघिक) (۳) سمتیہ (सम्मतीय)۔ (۴) ستھوِر (स्थविर)۔ فاہیان کہتا ہے کہ پہلی دو شاخوں کے قواعد اُس نے پٹنہ کے مٹھ سے جمع کر کے اُن کا چینی زُبان میں ترجمہ کیا تھا +

اِت سِنگ جو سب سے آخر میں اس مُلک میں تیرتھ یاترا کے لئے آیا تھا وہ سرباستی بادی تھا۔ اُس کے وقت میں شمال میں اس عقیدے کا اور جنوب میں ستھوِر عقیدے کا پرچار تھا۔ ہین یان اور مہایان کے بارے میں اِت سِنگ بیان کرتا ہے۔ کہ یہ دونو ہی عقیدے پاک اور سچے ہیں اور دونو ہی اِنسان کو مختلف راستوں کے ذریعہ نِربان کے منصب تک پہنچا دیتے ہیں +

مادھواچاریہ نے "سرب درشن سنگرہ" میں بودھ درشن کے یہ چار تتو لکھے ہیں۔ (۱) دُنیا کی ہر ایک چیز فانی اور چند روزہ

ہے ۔(۲) سب کچھ دُکھ دائی ہے ۔(۳) سب چیزیں اپنی اپنی خاصیت رکھتی ہیں ۔(۴) سب کچھ خلا ہے +

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بودھ درشن سُونے پن کے سوا کچھ نہیں ۔ اور اُس کی تعلیم کے مطابق سب کچھ خلا ہے اور اس کی بُنیاد میں کوئی حقیقی ہستی نہیں ۔ اس مختصر بیان سے اِس بات کا کچھ کچھ پتہ لگتا ہے کہ بودھ دھرم زمانے کے ساتھ ساتھ مختلف مُلکوں میں تبدیل ہو کر اور بگڑ تگڑ کر کچھ کا کچھ بن گیا اِس کے علاوہ مختلف ملکوں میں مختلف قسم کے اُنتسو ۔ پاگوڈا ۔ بہار ۔ مندر ۔ مختلف قسم کی پُوجا اور ارچنا ۔ بُدھ دیوجی کی مُورتی اور پرتی ما کی پُوجا ۔ کتنے بُدھ اوتار ۔ بودھی ستو بُدھ کی ہڈیوں اور دانتوں کی سمادھی کے مختلف مقامات ۔ کتنے ہی سمتوں میں کتنے چیتیہ کتنے ستوپ کتنے مار ۔ بھُوت ۔ پریت ۔ دیوی اور دیوتاؤں کی کلپنا ۔ کتنے قسم کے سورگ اور نرکوں کی کلپنا ۔ کتنے فرقے اور عقاید ۔ غرضیکہ اِن سب کا کہاں تک ذکر کیا جاوے ۔ اگر اِن سب کا مفصل بیان کیا جاوے تو کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جائے اور کچھ نتیجہ بھی پیدا نہ ہو ۔ دراصل بات یہ ہے کہ پالی زُبان کے بودھ شاستروں کو متھ کر جس ابتدائی بودھ دھرم کا اندازہ لگتا ہے اور جو اب مروجہ بودھ دھرم ہے ۔ خاصکر جو شُمالی شاخ میں مروج ہے اِن دونوں میں اِس قدر زمین آسمان کا فرق ہے کہ ایک کی تصویر کو دیکھ کر دوسری کو پہچاننا نہایت مشکل ہے +

سولھواں باب

بودھ دھرم کا عُروج وزوال

اِس بات کا پہلے ذِکر آچکا ہے کہ شاکیہ سنگھ نے بُدھتو (معرفت) حاصل کرنے کے بعد بنارس میں جاکر اپنے پہلے پانچ بھکشوؤں کو اُپدیش دیا اور اُن کو اپنا شاگِرد بنالیا۔ اُس وقت سے لے کر موت کے آخری وقت تک اُنھوں نے جِن جِن ذریعوں سے اپنے شاگِردوں کی جماعت کو ترقی دی اور اُن کی تعداد رفتہ رفتہ کِس طور پر بڑھی اِس کا بیان مُفصل طور پر مہاوگگ (महावग्ग) بودھ شاستر میں پایا جاتا ہے۔ پانچ بھکشوؤں کی دِکھشا کے بعد یش نامی کاشی کے ایک دولتمند سیٹھیا نے مع اپنے والدین اور بیوی کے بودھ دھرم میں دِکھشا حاصل کی۔ پانچ مہینے کے عرصہ میں ساٹھ شخص اُن کے شاگرد بن گئے۔ بُدھ نے اُن کو پرچار کرنے کے لئے مُختلِف مقامات میں بھیج دیا۔ اور خود اُرُووِلو کے جنگل میں جاکر رہنے لگے۔ وہاں پر کاشیپ نامی اگنی ہوتری براہمن اور اُس کے دو بھائی بُدھ کے شاگِرد بن گئے۔

اس قُرب وجوار میں کاشیپ کا بہت بڑا نام اور شہرت تھی۔ بہت سے نوجوان اُس کے پاس ویدوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ بُدھ کاشیپ کے آشرم کے نزدیک ہی ایک مقام میں رہتے تھے اور لوگوں کو اُپدیش دیا کرتے تھے۔ اور بھکشا کے لئے اُس کے در پر جایا کرتے تھے۔ ایک دِن جب وہ بھکشا کے لئے وہاں گئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ کاشیپ کے ہون کی جگہ پر ایک اژدہا سانپ پھنا اُٹھائے بیٹھا ہوا ہے کہتے ہیں کہ بُدھ نے سانپ کو منتر کے ذریعہ بس میں کر لیا اور اُس کو اپنی بھکشا کی جھولی میں ڈال لیا۔ اِس طور پر اور کتنی ہی غیر معمولی طاقتوں کا ثبوت پا کر کاشیپ اپنی جماعت سمیت گوتم کا شاگرد بن گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ارووِلو میں شاگردوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے اس وقت ایک ہزار ہو گئی تھی +

ایک دن بُدھ دیوجی مع اپنے شاگردوں کی جماعت کے گیا کے نزدیک گیا شیرش (गया शीर्ष) پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے راج گرہ کی وادی کا میدان سامنے تھا۔ ایسے وقت میں سامنے ایک پہاڑ پر خوفناک آگ جلتی ہوئی دِکھائی دی۔ اس آگ کو مدنظر رکھ کر بُدھ دیوجی نے مُندرجہ ذیل اُپدیش دیا۔ اگر اِس اُپدیش کو اگنی شرما کا اُپدیش کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا +

اُپدیش

"اے بھکشوؤ دیکھو اِس برہمانڈ میں چاروں طرف آگ جل

رہی ہے - اگرچہ سُورج غرُوب ہوگیا ہے۔ توبھی آنکھیں جل رہی ہیں تمام دُنیا میں آگ برس رہی ہے - شبد - سپرش - رُوپ - رس - گندھ کا ایندھن ڈالنے سے حواس خمسہ جل رہے ہیں - خواہشات کی آگ - غصے کی آگ - لالچ کی آگ - موہ کی آگ - چاروں طرف جل رہی ہے - پیدایش - موت - بیماری - رنج ناامیدی - تفکرات - سب اسی آگ سے پیدا ہوتے ہیں +

خواہشات اور اُن کے سامان - جسم - نفس - تفکرات - ان سب کا ایک بہت بڑا اگنی کنڈ ہے - تمام اندرئیں اپنے بھوگنے کے سامان پا کر بھڑکتی ہیں - خواہشات کی آگ لگاتار جل رہی ہے اے بھکشو! اس جوالا کو دیکھ کر جس سے کوئی نہیں بچ سکتا - گیانی لوگ اپنے آپ کو ضبط میں رکھتے ہیں - پانچوں حواس - جسم - اور نفس کی طرف سے اُن کے دل میں بیراگ پیدا ہوتا ہے - کس طور پر اس جلن سے شانتی ملے - اور کیونکر ان تمام تکلیفوں سے رہائی حاصل ہو - وہ اُن تمام طریقوں اور ذریعوں پر غور کرتے ہیں اور آخرش خود ضبطی اور پاکیزگی کے ذریعہ اُس نربان راج کو پہنچ جاتے ہیں جہاں پہنچکر خواہشات کی جڑ کٹ جاتی ہے - جہاں وہ پیدائش - موت - بڑھاپے کے خوف اور عذاب سے رہائی پا کر حقیقی راحت حاصل کرتے ہیں "+

اس کے بعد وہ اُروبلو سے راجہ بمبی سار کی دارالسلطنت راج گرہ میں آ کر سوپ تیرتھ کے نزدیک یشٹی بن نامی آرام کانن

ہیں رہنے لگے۔ راجہ بمبی سار بدھ کے آنے کی خبر پا کر اپنے نوکروں چاکروں سمیت بدھ کے درشن کے لئے وہاں آیا۔ وہ سب اگنی ہوتری کاشیپ کو دیکھ اور اس کی تبدیلی کا حال سن کر حیران رہ گئے۔ بدھ دیوجی نے ان کی دل کی بات سمجھ لی۔ اور راجہ۔ برہمنوں اور دیگر حاضرین کے سامنے کاشیپ سے دریافت کیا۔ وہ اے کاشیپ تم تپسیوں میں ایک بہت بڑے اور مشہور اگنی ہوتری براہمن ہو۔ بتلاؤ تو سہی تم نے جپ تپ۔ جگ ہون وغیرہ کو چھوڑ کر اس نئے مذہب کو کیوں اختیار کیا؟ تمہاری اس آگ کی پرستش کی جگہ کے خالی پڑے رہنے کی کیا وجہ ہے؟ اے اروولو کے براہمن تم نے ایسی کونسی صداقت پالی ہے۔ کہ جس کے لئے تم ایسی قربانی کے واسطے آمادہ ہوئے ہو۔ اور اس دنیا اور پرلوک میں ایسی کونسی چیز ہے۔ کہ جس کیلئے تم خواہشمند ہو" کاشیپ نے جواب دیا "مہاراج میں نے اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے۔ کہ ہون جگ وغیرہ کریا کانڈ بالکل فضول اور بے سود ہیں۔ کیونکہ یہ تمام رسومات محض بیرونی اڈمبر ہیں۔ اور ان میں کوئی ایسی طاقت نہیں کہ جس سے دنیوی چیزوں اور سامانوں کی گرویدگی دور ہو۔ اور موہ کے بندھنوں سے آزادی حاصل ہو۔ میں نے اس امر کو بخوبی جان لیا ہے کہ اس دنیا کا جو کچھ ہے وہ سب فانی۔ چندروزہ اور قابل نفرت ہے۔ مجھے اس ہرکھش نجات کی حالت کا پتہ ملا ہے کہ جس سے جنم بندھن کٹ جاتا ہے۔

لالچ - موہ - عداوت - حسد - حیوانی جذبات نیست ونابود ہوجاتے ہیں - دُنیوی چیزوں کی حرص اور بہشت کا لالچ دُور ہوجاتا ہے ہیں نے وہ اعلےٰ درجہ کی دولت حاصل کی ہے کہ جس کا زوال نہیں - جس میں تبدیلی کا امکان نہیں - اِس واسطے اب ہون جگ بلیدان وغیرہ کریا کانڈ میں میری رغبت نہیں رہی" - یہ کہکر اُس نے بدھ دیوجی کے قدموں پر گِر کر کہا "بھگوان بدھ ہی میرے گرو ہیں - اور میں اُن کا شاگرد ہوں - بھگوان بدھ ہی میرے گرو ہیں" - اُس وقت حاضرین کو اصل حال معلوم ہوا اور جس طرح صاف اور سفید کپڑے پر آسانی سے رنگ چڑھ جاتا ہے - اُسی طرح اُن کا دِل سچائی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوگیا بدھ دیوجی نے اُن کو پاک اُپدیش دے کر دُنیا کی بے ثباتی اُنکے دِلوں پر نقش کردی اور اُن میں سے اکثروں نے اُن کے اُپدیش کو قبول کرلیا - اور اُن کے گرہستی شاگرد بن گئے - اُن میں راجہ بمبی سار بھی ایک تھے +

بعدازاں راجہ بمبی سار نے ہاتھ جوڑ کر بدھ دیوجی کی خدمت میں عرض کی کہ "پربھو جب میں ولیعہد تھا تو اُسوقت میرے دِل میں پانچ آرزوئیں تھیں - (۱) تاج پوشی یعنے راج تلک کی آرزو - (۲) میرے راج میں آپ کی تشریف آوری کی آرزو - (۳) آپ کے درشن کی آرزو - (۴) آپ کے اُپدیش سُننے کی آرزو - (۵) اُس کو قبول کرنے کی آرزو - ہے پربھو اب میری

یہ پانچوں آرزوئیں پوری ہوگئی ہیں۔ اور میں اپنے آپ کو مبارک سمجھتا ہوں۔ اب آپ کی خدمت میں میری یہ درخواست ہے کہ آپ مع بھکشوؤں کی جماعت کے کل دوپہر کو میرے ہاں کھانا کھا کر مجھے احسان مند کیجئے" بُدھ دیوجی نے بذریعہ خاموشی اپنی رضا مندی ظاہر کی۔ اور اگلے روز دوپہر سے پہلے وہ مع اپنے شاگردوں کے اُس کے محل میں تشریف لے گئے۔ راجہ نے اپنے ہاتھ سے کھانا پروسا اور اُن کی بہت خاطر تواضع کی اور بھوجن کے بعد بُدھ سنگھ کو بینو بن دان دے کر بُدھ دیوجی کی خوشنودی حاصل کی۔ مہاوگگ

اس آشرم میں بُدھ دیوجی نے دو ماہ تک قیام کیا +

اس وقت راج گرہ میں ساری پُتر اور مود گلائن دو براہمن رہتے تھے۔ یہ دونو پری براجک سنجے کے شاگرد تھے اور نہایت محبت اور رفاقت کے ساتھ اپنے گرو سے دھرم شکھشا (دینی تعلیم) پاتے تھے۔ اِن دونو کا آپس میں یہ عہد تھا کہ ہم میں سے پہلے جو مکتی کا راستہ دریافت کریگا وہ اپنے دوسرے ساتھی کو صاف صاف بتلا دیگا۔ ایک دن ساری پُتر کی بُدھ کے شاگرد اشوجت پر نظر پڑی۔ اُس نے دیکھا کہ وہ بھکشا پاتر (کاسہ گدائی) ہاتھ میں لئے راج گرہ میں دربدر بھیک مانگ رہا ہے۔ اُس کا خوبصورت چہرہ اُس کی بشاشت اور سنجیدہ مورتی دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اور اس نے حیرانی کے ساتھ دریافت کیا" بھائی تمہارے چہرے پر کیسی رونق

برس رہی ہے۔ اور وہ کیسا خوبصورت ہے۔ اور اُس سے ایک عجیب و غریب اور پاک روشنی ٹپک رہی ہے۔ کرپا کر کے مجھے بتلاؤ کہ کس کے منتر سے تم نے سنیاس قبول کیا ہے اور کس نے تم کو اُپدیش دیا ہے"۔

اَشوجت نے جواب دیا شاکیہ خاندان کا گوتم مُنی میرا گرو ہے۔ اور اُسی سے میں نے اُپدیش پایا ہے"۔

ساری پُتر ۔ تم نے اپنے گرو سے کیا تعلیم پائی ہے"۔

اَشوجت ۔ تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ میں نے یہ دھرم قبول کیا ہے۔ میں خاص طور سے تو کچھ زیادہ نہیں جانتا اور اِسی لئے آپ کو پورے طور سے کچھ زیادہ بتلا بھی نہیں سکونگا۔ لیکن آپ اگر میرے گرو کے پاس چلیں تو آپ اُن سے جو کچھ معلوم کرنا چاہینگے وہ آپ کو سب بتلا دینگے۔ اور آپ کے تمام شکوک رفع کر دینگے ۔ بُدھ دیوجی عِلت اور معلول کے قانون سے بخوبی ماہر ہیں۔ اور وہ اِس پُر از تکلیف دُنیا کی عِلت سے بخوبی واقف ہیں۔ اور کس طرح اِنسان اس تکلیف سے رہائی حاصل کر سکتا ہے۔ اُس کے متعلق اُپدیش دیا کرتے ہیں۔ وہ شلوک جس کا ترجمہ اوپر دیا گیا ہے یہ ہے

ये धम्मा हेतु प्रभवा, यसां हेतुन् तथागत : ।
अह येसंच यो निरोधो, एवम्वादी महा समनो ॥
(पालि)

ये धर्म्मा हेतु प्रभवा, हेतस्तेषां तथागतः।
ह्यवदततेषांच निरोध — एवम्वादी महाश्रमण: ॥
(संसकृत)

ساری پُتر نے اس کلام میں کچھ کچھ سچائی محسوس کی۔ اُس نے معلوم کیا۔ کہ اس دُنیا کی ہر ایک چیز فانی اور چند روزہ ہے۔ جس کی پیدائش ہے اُس کی موت بھی ہے۔ اور جس کا آغاز ہے اُس کا انجام بھی ضروری اور لازمی ہے۔ اب وہ اِس امر پر غور اور فکر کرنے لگا۔ کہ کس طرح اس تبدیلی پذیر دُنیا کے پھندے سے رہائی حاصل ہو۔ اور کس صداقت کے علم سے اُس کے عذاب سے چھٹکارا ملے۔ یہ سوچتے سوچتے اُس کا دِل نہایت بے قرار اور بے چین ہو اُٹھا +

ساری پُتر نے اپنے ساتھی مُدگلائن کے پاس جا کر اپنے دِل کے خیالات اور شکوک ظاہر کر دئے۔ دونو ہی بُدھ دیوجی کی ہدایت اور تعلیم قبول کرنے کے لئے سخت بے چین ہو گئے۔ اور اب اُنھوں نے اپنے گُرو سنجے کے پاس رہنا نہ چاہا۔ اور اس کو الوداع کہہ کر وہ بُدھ کے آشرم میں چلے آئے۔ بُدھ دیوجی نے اُن کو آتے دیکھ کر یہ پیشینگوئی کی کہ تم لوگ جو اِن دو براہمنوں کو دیکھتے ہو یہ دونو میرے شاگردوں میں بہت مشہور اور پیشرو ہونگے۔ یہ کہہ کر اُنھوں نے خود اپنے ہاتھ سے اُن کو دِکھشا دی +

اِن دونو نئے شاگردوں کی طرف گُرو کی خاص مہربانی اور محبت دیکھ کر پہلے شاگردوں کے دِل میں رقابت اور رشک پیدا ہُوا - لیکن آخرش بُدھ دیوجی نے اُن سب کو بُلا کر اور بودھ دھرم کے بیج کی تشریح کر کے اور پاک نصیحت دے کر اُن کے دِلوں سے حسد کی آگ بجُھا دی - دیگھ نِکاے کے مہاپدان سُوت میں جو بودھ دھرم بیج دیا گیا ہے وہ یہ ہے -

सब्ब पाप सस अकरणं
कुसल सस उपसम्पदा
सचित्त परियोदपाणं
एतं बुद्धानु सासनं

अर्थ=अकरण पाप अचरण
नियत कुसल उपारजन
चित्त का सम्यक शोधन
यही बुद्धा नुशासन

معنی - پاپ آلودہ زندگی سے پرہیز کرو - بھلائی کی زندگی حاصل کرو - دِل کو پورے طور سے پاک کرو - یہی بُدھ کی تعلیم ہے ۔

بیان کیا گیا ہے کہ راج گرہ کے قیام کے دِنوں میں پرتی موکھش کے بڑے بڑے سوتر تصنیف کئے گئے تھے - اور بودھ سنگھ کی بُنیاد بھی اسجگہ پڑی تھی - اس پہلی سبھا کا نام شراوک سنپات ہے ۔

یہ سب کارروائی دیکھ کر لوگ بہت برانگیختہ ہوگئے۔ کوئی کہنے لگا کہ گوتم ہمارے گھروں میں نفاق ڈالنے کے لئے آیا ہے کوئی کہنے لگا کہ ہماری عورتوں کو بیوہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور وہ ہماری سوسائٹی کو بالکل درہم برہم کر دے رہا ہے۔ سب لوگ گھر بار چھوڑ کر سنیاسی بن رہے ہیں۔ ہزاروں جٹا دھاری سنیاسیوں کو اُس نے اپنا شاگرد بنا لیا ہے۔ سنجے کے اڑھائی سو شاگرد اپنے گرُو کو چھوڑ کر اس کے قدموں میں جا گرے ہیں۔ مگدھ چھوڑ کر جوق در جوق اُس کی پناہ لے رہے ہیں۔ شہر کے لوگ اِس طور پر بُدھ کے شاگردوں کو ٹھٹھا مخول کرنے لگے۔ کہ راج گرہ میں گرُو مہاشے آئے ہیں۔ اور پہاڑ کی چوٹی پر انُہوں نے اپنا مکان بنایا ہے اور سنجے کے تمام شاگرد جو ذہانت اور قابلیت میں لاثانی تھے وہ سب کہاں کے کہاں چلے گئے۔ اور نہ معلوم اس سے بھی زیادہ ابتر کیا حالت ہوگی۔ اِس کے جواب میں بُدھ کے شاگرد کہتے تھے۔ بُدھ جو دھرم بیر ہیں۔ سچائی اُن کی طاقت ہے اِس میں اُن کا کیا قصور ہے۔ یہ محض سچائی کی عظمت ہے۔

اِس طور پر گوتم کے مخالفوں اور طرفداروں کے درمیان بحث مُباحثہ ہوتا تھا۔ لیکن اِس سے زیادہ بڑھ کر اور کوئی جھگڑا اور فساد نہیں ہوا۔ بُدھ دیوجی نے یہ سب دیکھ کر کہا کہ کچھ خوف کی بات نہیں۔ یہ جھگڑا زیادہ دن تک نہیں رہے گا۔ ایک ہفتہ کے اندر ہی سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ کہتے

ہیں کہ آخرش ایسا ہی ہوا + (مہا وگگ)

اوہ! بدھ دیوجی کی کیسی غیر معمولی اور دلوں کو اپنی طرف کشش کرنے والی طاقت تھی کہ کیا شہر اور کیا گاؤں - کیا جنگل اور کیا آبادی غرضیکہ جہاں کہیں وہ جاتے اُن کے درشن کرنے اور اُپدیش سُننے کے لئے لوگ جوق در جوق وہاں آ موجود ہوتے۔ اونتی صُوبے کے ایک بھکت کا ذِکر جس کا نام سون تھا - سُننے میں آتا ہے - اُس دُور دراز جگہ میں اُس نے گوتم کا نام سُنا - وہ اُن کے درشن کرنے کے لئے بہت بے قرار اور بے چین ہو اُٹھا - ایک دفعہ وہ تنہائی میں بیٹھے بیٹھے اپنے دِل میں خیال کرنے لگا کہ میں نے بھگوان بُدھ کا نام تو سُنا ہے - لیکن میں نے اُن کے درشن کبھی نہیں کئے - اگر میرے گُرو اجازت دیں تو ایک دفعہ اُن کے درشن کر آؤں - جب اُس نے اپنے گرو سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ " جاؤ بھگوان بُدھ کے شری چرنوں کے درشن کرو - وہ راحت کا چشمہ - شیریں کلام کرنے والا - سنجمی اور اندریہ جیت ہے - اُس کے درشن کرنے سے تُم کو بہت ثواب حاصل ہوگا " لیکن چُونکہ اُس کی دِکھشا کے لئے دس بھکشوؤں کا موجُود ہونا ضروری اور لازمی تھا - اِس لئے اُس نے تین برس کی سخت اِنتظار کے بعد بہت مُشکل سے دس بھکشو لئے اور بعد ازاں شراوستی کو روانہ ہوا اور جیت بن میں جا کر بُدھ دیوجی سے دِکھشا لی - یہ سب پاک لوگ بُدھ دیوجی کے آشرم میں دِلی شردھا اور بھگتی

کے ساتھ آتے تھے۔ علاوہ ازیں اعلیٰ درجہ کے لوگ بھی اُن کے اُپدیش سُننے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ بُدھ دیوجی جب کسی بڑے شہر یا کسی بادشاہ کے دارالسلطنت میں جاتے تھے تو بادشاہ اور شہر کے دیگر بڑے بڑے لوگ۔ کوئی رتھ اور کوئی ہاتھی پر سوار ہو کر اُن کے درشن اور اُپدیش سُننے کے لئے آتے "سنیاس دھرم" نامی بودھ گرنتھ کے دیباچہ میں یہ بیان پایا جاتا ہے۔ کہ ایک روز رات کے وقت مگدھ دیش کا راجہ اجات شترو مع اپنے وُزرا کے اپنے محل کی چھت پر بیٹھا ہوا شرت موسم (اسوج اور کاتک کا موسم) کی روشنی کا لُطف حاصل کر رہا تھا۔ آہا! وہ روشنی عجیب دلکش اور بارونق تھی۔ اس دلکش رات میں طبعًا راجہ کے دِل میں دھرم بھاؤ روشن ہوگیا۔ اُس نے وزیروں سے دریافت کیا کہ برہمنوں اور شرمنوں میں ایسا سدگُور کون ہے۔ جو میرے دِل کی آرزو کو پُورا کر سکے؟ وزیروں میں سے کِسی نے ایک اور کسی نے دُوسرے شخص کا نام لیا۔ بعد ازاں جب راجہ نے راج وید (شاہی حکیم) جیوک سے دریافت کیا تو اُس نے کہا "مہاراج! بھگوان بُدھ مع اپنے شاگردوں کے میرے آم بن میں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ تین سو بھکشو اُن کے ساتھ ہیں۔ تینوں جہانوں میں اُن کا نام مشہور ہے۔ وہ تمام شاستروں سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ کیا دیوتاؤں اور کیا اِنسانوں کے گُرو ہیں۔ اور اعلیٰ درجے کے عالِم اور فاضل ہیں۔ حضور اُن کے درشن کے

لئے تشریف لے چلیں۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ آپ اُن کا اُپدیش سُن کر بہت خوش ہونگے"۔ راجہ نے اُسی وقت ہاتھی تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور اپنی رانیوں سمیت اُسی چاندنی رات میں راج گرہ کے دروازے سے جیوک کے "آم بن" میں پہنچا۔ اور وہاں بُدھ دیوجی سے "سنیاس دھرم" گرنتھ کا اُپدیش سُن کر اُن کا گرستھی شاگرد بن گیا +

اِس تمام بیان سے ہم بُدھ دیوجی کی زندگی کا کچھ نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے کھینچ سکتے ہیں۔ جب وہ کسی شہر سے گزرتے تھے۔ تو کیا راجہ اور کیا رعایا۔ کیا چھوٹے اور کیا بڑے غرضیکہ سب ہی لوگ اُن کے درشن کے لئے جوق جوق آموجود ہوتے ایک دن کا ذکر ہے کہ کُوشی نگر کے مَل۔ ویشالی کے لچھوی نوجوان اُن کے درشن کے لئے حاضر ہوئے۔ اُن کے ساتھ امبپالی گنی کا (بیسوا) بھی موجود تھی۔ اُن کے کلام کا اس قدر اثر تھا کہ جب اُن کا اُپدیش ختم ہو چکتا۔ تو بُدھ دیوجی کی بھگت منڈلی دوسرے دن اُن کو کھانا کھانے کے لئے بُلاتی۔ دوپہر کے وقت جب کھانا تیار ہو جاتا۔ تو مالکِ خانہ کہلا بھیجتا کہ اب کھانا تیار ہے۔ یہ خبر پاتے ہی بُدھ دیوجی تینوں کپڑے پہن۔ بھکشا پاتر (کاسۂ گدائی) ہاتھ میں لے وہاں آموجود ہوتے۔ کھانے کی تمام اشیاء رخاتونِ خانہ اپنے ہاتھ سے پرستی رکھتی) کھانا کھانے کے بعد شرادک لوگ بُدھ دیوجی کے پاس بیٹھ جاتے اور اُن کے اُپدیشوں کا امرت

پی کر بڑی خوشی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے +

اگر اِس بات کو تسلیم بھی کر لیا جاوے - کہ بُدھ دیوجی برہمن آشرم کے طریق کو درست نہیں سمجھتے تھے - اور اِس بات کی منادی کرتے تھے کہ بلا لحاظ برہمن شودر آریہ اور ملیچھ - ہر ایک قوم کے لوگوں کو دھرم اور سنگھ میں شامل ہونے کا یکساں اِستحقاق حاصل ہے تاہم عملی طور سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ بُدھ دیوجی کے شاگردوں کی پہلی منڈلی اعلےٰ خاندانی لوگوں سے ہی تیار ہوئی تھی - بُدھ دیوجی خود ذات کے کشتری تھے اور اُن کے بڑے بڑے شاگرد بھی سب اعلےٰ خاندانوں میں پیدا ہوئے تھے - اُن کے شاگردوں کی جماعت میں جو نام دیکھنے میں آتے ہیں وہ یہ ہیں :- ساری پُتر - مُدگل پُتر - کاشِپ برہمن - آنند - دیودت (بُدھ دیوجی کا سالا تھا) - راہل (اُن کا اپنا بیٹا تھا) انی رُدھ (راجہ شُدھودن کا بھتیجا تھا) یش ویش خاندان میں سے تھا - اِس کا خاندان اور دُنیوی منصب بھی کچھ کم نہ تھا - اگرچہ یہ سچ ہے - کہ اُن کی منڈلی میں ایک دو شخص ادنےٰ ذات کے بھی دیکھنے میں آتے ہیں - مثلاً اُپالی لیکن اُپالی بھی کوئی معمولی شخص نہ تھا - وہ شاہی حجام تھا +

ساری پُتر اور مُدگلائن یہ دونو برہمن شاگرد بُدھ دیوجی کے پہلے شاگردوں میں بہت مشہور ہیں - یہ تمام عمر اُن کے وفادار بھگت رہے - ساری پُتر ایک معنوں میں اُن کے سنگھ کا بُنیادی پتھر اور بودھ دھرم کا سرتاج تھا - آنند اُن کا پیارا شاگرد تھا اور آخری

وقت تک اُن کی سیوا ٹہل میں مصروف رہا۔ بُدھ دیو جی کے آخری وقت کی زندگی کے حالات آنند کے ساتھ وابستہ ہیں اور انھوں نے اپنا آخری وقت کا اُپدیش اسی کو مخاطب کرکے دیا تھا۔ اُوپالی نے بودھ شاستر تصنیف کرکے بودھ سماج میں بہت بڑی شہرت اور نام حاصل کیا تھا۔ بُدھ دیو جی کے سالے دیودت کا جس نے اُن کے برخلاف سازش کی تھی۔ ذکر دوسرے حصہ میں آچکا ہے۔

اس کے علاوہ بُدھ دیو جی کے بہت سے گرہستی شاگرد بھی تھے۔ جنہوں نے دنیا میں ہی رہ کر اور دنیوی کاروبار کرکے بودھ سنگھ کی دان وغیرہ کے ذریعہ مدد کرکے بہت شہرت حاصل کی تھی۔ ایک معنوں میں بہت سے دھرم شیل گرہستی بھکشوؤں کی پُشت پناہ تھے بھکشو اِن کو دھرم کا اُپدیش دیتے تھے۔ اور یہ لوگ اُن کی خوراک لباس اور رہائش کے لئے مکانات وغیرہ کا انتظام کرتے تھے۔ ان گرہستی شاگردوں میں مگدھ کا راجہ بمبی سار اور کوشل راج کا راجہ پرسن جیت بھی شامل تھے۔ بمبی سار کا راج دید جیوک محض راج پریوار (شاہی خاندان) کا ہی دید نہ تھا بلکہ بُدھ دیو جی اور بودھ سنگھ کے علاج کا بار بھی اسی کے سپرد تھا۔ اِن کے علاوہ گرہستی شاگردوں میں سے اناتھ پنڈک بُدھ دیو جی کا بہت بڑا بھگت تھا۔ اسی نے بودھ سنگھ کے لئے بُدھ کا پیارا شانتی نکیتن جیت بن میں بنوا دیا تھا اور اپنی تمام دولت بودھ دھرم کے پرچار میں خرچ کر دی تھی جس کا مفصل ذکر دوسرے حصے میں آچکا ہے۔ بُدھ دیو جی جب پرچار

کے لئے باہر جاتے تھے۔ تو وہ اُن سب گرہستی شاگردوں کو جمع کرتے تھے۔ یہ لوگوں کے گھروں اور باغوں میں جلسوں کا اِنتظام کرتے۔ اور دان میں روپیہ اور زمین وغیرہ دیکر دھرم پرچار میں بھکشوؤں کی مدد کیا کرتے تھے ۔

دھرم پرچار ۔ مُلکِ ہند کا قدیم مذہب اپنی رُوحانی حالت سے گِر کر طرح طرح کے توہمات کے جال میں گرفتار ہو گیا تھا۔ بُدھ دیوجی نے اُس تمام جال کو کاٹ ڈالا۔ اور اُس مذہب میں جو سچائی خوُبی اور پاکیزگی تھی۔ اُس کو جذب کر اور فضوُل رسمیات اور اڈمبروں کو چھوڑ کر دھرم کی سیدھی سادی صداقتوں اور رُوحانیت کو قبُول کر کے تمام اہلِ ہند کو میتری (محبت) کے رِشتے میں باندھ دیا۔ بُدھ دیو جی نے آسان اور عام فہم زُبان میں بلا لحاظ ذات اور قوم کے دھرم پرچار کرنے کے لئے اپنی زِندگی قربان کی۔ اُن کے پرچار کا میدان پریاگ (الہ آباد) کے مشرق۔ گوڑ کے مغرب۔ ہماچل کے جنُوب اور گندویان کے شمال یعنی اِن چاروں سمتوں کا وسط اجودھیا متھیلا بنارس اور مگدھ تھا۔ اِن کے شاگردان کے ہاتھ کا دھرم بیج لیکر مُلک مُلک بونے کے لئے چاروں طرف چلے گئے ۔

ہندو مذہب عالمگیر اور پرچار کا مذہب نہیں۔ ہندو خاندان میں پیدا ہونے کے بغیر کوئی ہندو نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ ہندو سوسائٹی برن آشرم کے طریق کے قانون میں اِسقدر سخت زنجیروں سے بندھی ہوئی ہے۔ کہ جو شخص جس ذات میں پیدا ہوا ہے۔ وہ اُس

سے کسی صورت میں بھی باہر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی دُوسری ذات کے شخص کو اپنی ذات میں شامل کر سکتا ہے۔ اور علاوہ ازیں برہمنی مذہب کی اعلےٰ درجے کی تعلیم اور ہدایت محض اعلےٰ درجے کی ذاتوں تک ہی محدُود ہے۔ وہ تعلیم سب ذاتوں کے لوگوں کے لئے ہی نہیں۔ صرف اعلےٰ درجے کے لوگوں کے لئے ہی ہے۔ اور شُودر وغیرہ ادنےٰ درجے کی قومیں اُس تعلیم سے بالکل محروم اور بے بہرہ ہیں۔ مگر بُودھ دھرم کی تعلیم اِس کے بالکل برعکس ہے۔ بُدھ دیو جی جس طرح اپنے شاگردوں کو اپنی دھرم کی پیروی کی تعلیم دیتے تھے۔ اُسی طرح غیر ملکوں میں اُس دھرم کو پرچار کرنے کے لئے اُن کے دِلوں میں جوش اور قربانی کا بھاو بھی پیدا کرتے تھے۔ اُن کی ہدایت کے مطابق بھکشو چاروں طرف مُختلف مُلکوں میں پھیل گئے اور بودھ دھرم کا بیج بونے کے لئے دِل وجان سے کوشش کرنے لگے۔

اَشوک کا دادا چندر گپت بُودھ دھرم کا طرفدار تھا یا نہیں اِس بات کا پُورا اور کافی ثبوت نہیں ملتا۔ چندر گپت چانک کی کوشش اور سازِش سے مگدھ کا راجہ ہو گیا تھا۔ اِس لئے یہ بہت اَغلب ہے کہ اُس کے دِل پر برہمنوں کا ہی زیادہ رُعب اور دبدبہ ہو۔ بُودھ دھرم کا سب سے بڑا حامی اور مددگار راجہ اشوک تھا۔

چندر گپت کا پوتا اشوک (۲۷۲ء سے ۲۳۲ء ق۔م) ۲۷۲ء میں گدی پر بیٹھا۔ اس نے چندر گپت سے بھی زیادہ شہرت

پائی اُس کو اکثر اشوک اعظم کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اپنے عہد کا سب سے بڑا طاقتور راجا تھا۔ شروع شروع میں یہ بودھ دھرم کا سخت مخالف اور دشمن تھا۔ اور اُس نے چنڈگرگ نامی ایک نہایت شریر شخص کو بودھ لوگوں کے مارنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ لیکن اِس بات کو کون جانتا تھا کہ یہی اشوک ایک دن بودھ مذہب کو قبول کر کے اُس کا زبردست حامی اور مددگار بن جائیگا۔ اور اُس کے پرچار کے لئے اپنی تمام طاقتوں اور شاہی دولت کو خرچ کر دیگا۔ اُس منتظم حقیقی کے انتظام کو پورے طور سے کون جا سکتا ہے؟ اِسی واسطے نانک دیو جی نے کہا ہے:-

اوچ اپار بے انت سوامی۔ کون جانے گن تیرے (سچے بادشاہ)
پشو پریت مگدھ کو تارے۔ پاہن پار اُتارے (سچے بادشاہ)

سمدر نامی ایک مہاجن کے لڑکے کے باپ کو ڈاکوؤں نے مار ڈالا اور اُس کی تمام دولت لُوٹ لی۔ اِس واقعہ سے اُس کا دل دُنیا کی طرف سے اُچاٹ ہو گیا اور اُس نے بودھ مذہب کو قبول کر لیا اور بھکشو بن کر بودھ دھرم پرچار کے لئے جگہ جگہ گھومنے لگا گھومتے گھومتے وہ ایک دن چنڈگرگ کے ہاں آ پہنچا۔ چنڈگرگ اُس کو مارنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن ایسا کہا گیا ہے کہ سنیاسی نے جوگ کی طاقت سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ قاتل نے حیران ہو کر اشوک کو اِس ماجرے کی خبر دی۔ اشوک جب وہاں پہنچا۔ تو وہ بھکشو کا ایسا مطیع ہو گیا کہ یک بیک اس کی طبیعت بالکل بدل گئی اور کہنے لگا کہ اب میں

بُدھ کی تعلیم پر چلونگا اور کبھی کسی کو نہ ستاؤنگا +

دھرم کی زندہ طاقت سے اِنسان کے دِل میں کس قدر حیرت انگیز تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اشوک کی زندگی اس کی ایک زندہ مثال ہے۔ بدمزاج۔ سرکش۔ ظالم اور بے رحم اشوک جس نے بادشاہت کے لالچ میں پڑ کر اپنے رِشتہ داروں اور لواحقوں کو بھی اپنے ہاتھ سے قتل کرنے میں دریغ نہیں کیا تھا۔ نئی زِندگی حاصل کر کے ایسی فراخدلی اِنصاف اور مساوات کے ساتھ راج کرنے لگا۔ کہ جس کا ثانی دُنیا میں نہیں ملتا۔ ویشالی مہاسنگ کے ۱۱۰ برس بعد یعنی ۲۵۹ ق۔م اشوک نے بودھ دھرم کو قبول کیا۔ اور اُپ گپت بودھ جتی سے دھرم کی تعلیم حاصل کی۔ اِس کے دِلی لگاؤ اور سرگرمی کی وجہ سے بودھ مذہب کو بہت ترقی حاصل ہوئی۔ اِس نے بُودھ مت کو اپنے کل راج کا مذہب قرار دیا اور اپنا نام پریہ درشی (حبیب خدا) رکھا۔ اُس نے کثرت سے چیتہ۔ ستوپ اور دیگر اِسی قسم کے مقامات بنائے کہ جن کے ذریعہ بودھ مذہب کی شہرت چاروں طرف پھیل گئی۔ اُن کے نشانات دو ہزار کے عرصے میں بھی معدُوم نہیں ہوئے۔ مگدھ راج میں چوسٹھ ہزار بھکشُو اس کے خرچ سے پرورش پاتے تھے۔ اور اُنکی رہائشگاہوں سے جن کو بہار کہتے تھے یہ صوبہ اس قدر پُر ہو گیا کہ اس کا نام ہی بہار ہو گیا۔ اور یہی نام اب تک بھی چلا آتا ہے۔ روما کے شہنشاہ کانسٹنٹائن (قسطنطین) کا عیسائی مذہب کے ساتھ جو تعلق ہے۔

مگدھ کے اشوک اعظم کا بھی وہی رشتہ بودھ مذہب کے ساتھ ہے۔ اس نے تمام ملک ہند میں بودھ مذہب کی منادی کے لئے مضبوط عہد کیا۔ نیز اس نے بودھ مذہب کو محض اپنے کل راج کا ہی مذہب قرار نہیں دیا بلکہ ملک ہند سے باہر بھی دھرم پرچارک پرچار کے لئے روانہ کئے۔ بلگا سے جاپان تک سائبیریا اور منگولیا سے سیلون اور سیام تک جہاں جہاں بودھ مذہب کی شہرت پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں تک ہی اشوک کا نام مشہور ہے۔ راجہ اشوک کے دینی احکام اور کتبے پہاڑوں کی پشت۔ اُن کی غاروں اور پتھر کی لاٹھوں پر کندہ ہیں۔ کتبوں کے مشہور مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شہباز گڑھ۔ پشاور سے شمال مشرق کی جانب بیس کوس کے فاصلے پر یوسف زئی کے علاقہ میں ہے +

(۲) خالسی دریا جمنا کے دہانہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہے +

(۳) گرنار۔ کاٹھیاوار میں جوناگڑھ کے نزدیک سومناتھ سے بیس کوس کے فاصلے پر شمال کی جانب واقع ہے +

(۴) دھولی۔ اڑیسہ میں کٹک سے دس کوس جنوب اور جگناتھ سے دس کوس شمال کی جانب واقع ہے +

(۵) جوگڈ۔ گنجام کے علاقے میں واقع ہے (مدراس) +

(۶) براٹ۔ جے پور کی ریاست میں ہے۔ اس پر دو کتبے ہیں۔ جن میں سے ایک ایشیاٹک سوسائٹی کے مکان میں رکھا گیا ہے +

(۷) روپ ناتھ۔ کاٹے مور پہاڑ کے دامن میں واقع ہے +

(۸) سہس رام - بکسریا ڈمراؤں سے تخمیناً پچیس کوس کے فاصلے پر جنوب کی جانب واقع ہے +

لاٹھیں - (۱) اور (۲) دہلی (فیروزشاہ کی لاٹھ) یہ دو نظر آتی ہیں - فیروزشاہ بادشاہ نے اس کو شوالک اور میرٹھ سے اٹھا کر دہلی میں نصب کر دیا تھا +

(۳) الہ آباد - پریاگ کے قلعہ میں ہے +

(۴) لوریا - بٹیا کے نزدیک لوریا گاؤں میں ہے +

(۵) لوریا - پٹنہ سے شمال مغرب کی جانب گیارہ میل کے فاصلے پر ہے +

وہ لاٹھیں جن کے اوپر احکام لکھے ہوئے ہیں - دہلی - الہ آباد اور دیگر مقامات میں پائی جاتی ہیں - اور وہ پتھر جن پر کتبے لکھے ہوئے ہیں - پشاور - گرنار - کاٹھیواڑ - وسط ہند - مدراس اور اوڑیسہ سے دریافت ہوئے ہیں - اب تک صرف چودہ کتبے معلوم ہوئے ہیں - جن میں سے ایک میں یونان کے پانچ بادشاہوں

نوٹ - یونان کے پانچ بادشاہ

سیریا کا اینٹی اوکس	1. Antiochus of Syria
مصر کا ٹولیمی - ولد ٹولیمی فلے ڈلفس	2. Ptolemy of Egypt, father of Ptolemy Philadelphus
لی سیا وغیرہ کا اینٹی گونس	3. Antigonus of Lycia Etc
سے رین کا میگس	4. Magus of Cyrene
ایپی رس کا سکندر - یعنی سکندر اعظم کا ماموں +	5. Alexander of Epirus, maternal uncle to Alexander the Great

کے ساتھ صلح کے متعلق ذکر ہے۔ پریہ درشی کے عہد حکومت کے تیرھویں سال میں یہ کتبہ لکھا گیا +

اِن تمام احکام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح سے تین سو برس پہلے سیریا۔ مصر۔ یونان۔ مقدونیہ وغیرہ دور دراز ملکوں میں بودھ مذہب کے پرچار کے لئے کوشش کی گئی تھی۔ تیرھویں فرمان میں پریہ درشی کہتا ہے:۔ "یونانی بادشاہ اینٹی اوکس (Antiochus) ٹولیمی (Ptolemy) اینٹی گینی (antigonus) مگ (magas) اور سکندر (Alexander) چار بادشاہوں کے ملک اور دیگر مقاموں میں جہاں جہاں دیوانام پریہ درشی کے دھرم کے احکام کا پرچار ہوتا ہے۔ وہاں وہاں ہی لوگ دھرم کو قبول کرتے ہیں۔ فتوحات کئی قسم کی ہوسکتی ہیں۔ لیکن دھرم کی فتح سب سے اعلےٰ اور راحت بخش ہے۔ اور اِس قسم کی فتح ہی سب سے بڑھکر خواہش کرنے کے قابل ہے" +

اشوک کے احکام محبت۔ رحم۔ برداشت۔ رُوحانیت۔ اہنسا (ناایذارسانی) وغیرہ عام اخلاقی مضامین سے پُر ہیں۔ ایک فرمان کے علاوہ پریہ درشی نے اپنے آپ کو کہیں بودھ ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ اُس نے دھرم کے متعلق اعلےٰ درجے کی فراخ دلی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "پریہ درشی کی یہ خواہش ہے کہ جو لوگ بودھ نہیں اور شریر ہیں وہ بھی اُس کے راج میں امن اور آرام سے رہیں کیونکہ وہ بھی نیک بننے اور دھرم کی برکتیں حاصل

کرنے کی خواہش رکھتے ہیں" +

"میں اپنے مخالفین کے لئے طرح طرح کی پرارتھنا کرتا ہوں۔ تاکہ وہ میری مثال کی پیروی کرکے ہمیشہ کے لئے مکتی حاصل کریں"

(دہلی کی لاٹھ کے کتبہ کی عبارت)

" ماں باپ کے لئے دلی عزت اور اُن کے حکم کی پیروی اور دھارمک لوگوں کی عزت کرنا یہی نیک کام ہیں اور دھرم کی پیروی کرنا بھی ویسا ہی نیک کام ہے +

(۱) "وہ جس سے دُنیا میں رحم۔ فراخ دلی۔ سچائی۔ پاکیزگی۔ شفقت۔ نیکی کی ترقی ہو۔ وُہی حقیقی دھرم بھاو ہے اور وُہی تمام دھرم اُپدیشوں کا لُب لُباب ہے" +

(۲) "دھرم ہی سب سے بڑھ کر افضل چیز ہے۔ نیک کام کرنا۔ بُرے کاموں سے پرہیز کرنا۔ رحم دلی۔ کشادہ دلی۔ پاکیزگی اور سچائی ہی دھرم ہے۔ میرے خیال میں یہ سب باتیں ہی پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ دھرم کے دان کے ساتھ اور کسی قسم کے دان اور دیا کا مقابلہ نہیں ہوسکتا" +

(۳) "جو قصوروار ہے میں اُس کو تباہ نہیں کرونگا۔ جو پھانسی پانے کے لایق ہے۔ میں اس کو جلاوطن کرونگا۔ اور جس نے شارع عام میں قتل کیا ہے۔ وہ غریب ہو یا امیر خاص تین دنوں میں سزایاب نہ ہوگا +

(۴) "دیوپریہ (دیوتاؤں کا پیارا) پریہ درشی چاہتا ہے کہ

سنیاسیوں کو خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں کوئی نہ ستائے"۔

(۵) "بھکشو ہو یا گرہست - دیوپریہ پریہ درشی سب کے مذہب کی عزت کرتا ہے - اور سبھی کو اپنے مذہب کی عزت کرنی چاہئے - لیکن دوسرے کے مذہب کی مذمت کرنا مناسب نہیں"-

(۶) "بعض لوگ اپنے مذہب کی فوقیت اور عزت ظاہر کرنے کے لئے دوسرے مذہب کی مذمت کرتے ہیں - لیکن میں کہتا ہوں کہ جو شخص ایسا کرتا ہے - وہ اپنے ہی مذہب کو نقصان پہنچاتا ہے - اس واسطے دینی معاملات میں میل اور اتحاد ہی سب سے اچھی بات ہے"۔

(۷) "جو لوگ غلام اور طرح طرح کی سختیاں اور ظلم برداشت کرتے تھے وہ اسی دن سے راجہ کے حکم سے ہر ایک طرح کی غلامی سے آزاد کئے گئے"۔

صرف ایک کتبے میں بودھ مذہب کا خاص ذکر پایا جاتا

نوٹ:- (۱) بارتھ صاحب کے دریافت کردہ پتھر کے چوتھے کتبے کی عبارت

(۲) پرنسپ صاحب کے دریافت کردہ دہلی کے ساتویں کتبے کی عبارت

(۳) " " " " " نویں " " "

(۴) " " " " " چوتھے " " "

(۵) بارتھ صاحب کے دریافت کردہ پتھر کے ساتویں کتبے کی عبارت

(۶) " " " " " بارھویں " " "

(۷) دھولی کے لاٹھ کے پہلے کتبے کی عبارت۔

ہے۔ اور وہ سنگھ کو مخاطب کرکے لکھا گیا ہے جس میں یہ ذکر ہے "راجہ پریہ درشی سنگھ کی بھلائی چاہتا ہے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میرے دِل میں بُدھ — دھرم اور سنگھ کی کیسی گہری عزّت اور محبت ہے۔ بُدھ دیو جی نے جو نصیحت کی ہے وہ نہایت اعلےٰ اور پاک ہے اور اگر اس کی پوری پوری پیروی کی جائے تو یہ سچا مذہب بہت عرصہ تک قائم رہیگا" بعد ازاں اُس نے نمونے کے طور پر سات دھرم تت (دینی صداقتیں) پالی زبان سے شائع کئے +

(۱) بِنے سمُت کرش (विनयसमुत कर्ष) (از پرتی موکھش)
(۲) آریہ وش (आर्य्य वश) (از سنگیت سوتر)
(۳) اناگت بھے (अनागत भय) (از انگوتر)
(۴) مُنی گاتھا (मुनि गाथा)
(۵) مونی سوتر (मौनि सूत्र)
(۶) اُپ تِسس پسن اُپتیشیہ (उपतिसस पसिन उपतिष्य) از بنے)
(۷) راہل باد (राहुल वाद) (راہل کے لئے بُدھ کے اُپدیش)

شرمن شرمنا اور بودھ گرہستیوں کو چاہئے کہ اِن تمام اُپدیشوں کو بہت توجہ سے سُنیں اور اِن پر عمل کریں۔ اِسی مقصد کو مدنظر رکھ کر میں اِن احکام کی منادی کرتا ہوں۔ (براٹ کتبے کی عبارت)

دھرم مہا ماتر اور پرتی بیدک

(धर्म महामात्र — प्रति वेदक)

اِن تمام احکام سے ایک اور بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اشوک کے عہد حکومت میں دھرم مہا ماتر کے نام سے کارندوں کی ایک جماعت مقرر کی گئی تھی۔ دھرم کی پاکیزگی کو قائم رکھنا اور اُس کی منادی کرنا یہہ دونو کام اِن کے سپرد کئے گئے تھے۔ رعایا کے ادنےٰ درجے کے لوگوں میں دھرم کی منادی کرنا اور جو قومیں آریہ نہیں ہیں۔ اُن کی ترقی اور بہتری کے لئے کوشش کرنا اِن لوگوں کا اہم فرض تھا۔ دوسری جماعت کے کارندوں کا نام پرتی بیدک تھا۔ رعایا کی اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کے لئے انتظام کرنا اِن لوگوں کا کام تھا اور یہ لوگ رعایا کے رسم و رواج۔ طرز سکونت۔ بہتری اور ابتری کے حالات کے متعلق بخوبی جانچ پڑتال کر کے مہاراجہ اشوک کو اطلاع دیتے تھے۔

اشوک نے اپنے راج میں محض دھرم پرچار کے متعلق انتظام کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اُس نے رفاہ عام کے لئے راستوں پر درخت لگائے۔ کنوئیں اور تالاب کُھدوائے۔ جانوروں کو نہ مارنے کا انتظام کیا۔ اِنسانوں اور حیوانوں کے لئے جُدا جُدا ہسپتال بنائے۔ عام لوگوں اور حیوانوں کے لئے ہسپتال قائم کرنے کی مثال بودھ لوگوں نے سب سے پہلے دکھلائی۔ پردہ نشین عورتوں اور دیگر لوگوں کے لئے دینی اور اخلاقی تعلیم کا انتظام کیا۔ اُس کے احکام میں اِن تمام

نیک اور بھلائی کے کاموں کے لئے کرمچاری (کارندے) مقرر کرنے کا بھی ذکر پایا جاتا ہے۔

راجہ اشوک نے اپنے عہد حکومت کے اٹھارھویں برس یعنی ۲۴۲ء ق۔م میں بودھ مذہب کے ایک ہزار بزرگوں اور عالموں کی تیسری بڑی مجلس منعقد کی۔ مراد یہ تھی کہ بودھ مذہب کی تعلیم بعد کی بدعتوں اور آمیزشوں سے پاک ہو کر اپنے بانی کی اصلی تعلیم کے مطابق ہو جائے۔ پاٹلی پتر میں یہ مجلس بیٹھی۔ بودھ مت کی تمام حکایتیں اور روایتیں پالی زبان میں لکھ لی گئیں۔ کچھ اوپر دو ہزار برس سے بودھ مذہب کے جو شاستر جنوبی شاخ میں جاری ہیں۔ وہ اسی مجلس کے مرتب کئے ہوئے ہیں۔ مدگل پتر تشیہ اس کا میر مجلس تھا۔ نو مہینے تک اس مجلس کا کام جاری رہا۔ اس میں "بینے اور دھرم" بودھ شاستر پڑھا جاتا تھا اور اس بات پر بحث ہوتی تھی کہ کونسا حصہ دھرم کے مطابق ہے اور کونسا نہیں۔ کونسا چھوڑ دینے کے قابل ہے اور کونسا رکھنے کے لائق۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ شمالی شاخ کے بودھ شاستروں میں اس مجلس کا کچھ ذکر نہیں ملتا۔ اس کے متعلق جو کچھ حالات معلوم ہوئے ہیں۔ وہ محض جنوبی شاخ ہی کی کتب سے لئے گئے ہیں۔ اگر دوسری شاخ کے ذریعہ سے بھی کچھ حالات معلوم ہوتے تو اس مجلس کی کارروائی اور بھی زیادہ وضاحت سے صحیح طور پر معلوم ہو سکتی۔

شاستر بچار کے متعلق اس مجلس کی خواہ کچھ ہی کارروائی کیوں

نہ ہوئی ہو۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ دھرم کے پرچار کی طرف اِس نے خاص توجہ دی تھی اور یہی بات اِس کی بزرگی اور عظمت کا موجب ہوئی۔ اس مجلس کی کارروائی کے ختم ہوتے ہی راجہ اشوک نے کشمیر۔ قندھار۔ مہیشور۔ بن باس (راجستھان) اپرنتک (پنجاب) مہاراشٹر۔ یون لوک باختر۔ یونان۔ ہمالہ۔ سورن بھومی (ملئے پربت) اور سیلون کی طرف دھرم پرچارکوں کو روانہ کیا۔ اشوک کے احکام میں اور بہت سے ملکوں کا بھی نام پایا جاتا ہے مثلاً چولا (تنجور) پانڈیا (مدورا) سات پور (نربدا دریا کے جنوبی پہاڑوں کا سلسلہ)۔ اُرٹی یوکس کا راج وغیرہ۔ ان تمام ملکوں میں دھرم کی فتح کا پھریرا اُڑا دینا اشوک کا خاص مقصد تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے کہ ”دھرم کی فتح ہی تمام فتوحات سے زیادہ اعلےٰ اور راحت بخش ہے“

سیلون میں بودھ مذہب

اشوک نے دھرم پرچار کے لئے جن تمام بھکشوؤں کو مختلف ملکوں میں بھیجا تھا۔ اُن سب میں اس کے اپنے بیٹے مہندر کو سیلون میں دھرم پرچار کے لئے بھیجے جانے کا ذکر خاص کر قابلِ بیان ہے۔ اُس وقت (देवानांप्रिय) دیوتاؤں کا پیارا۔ تشیہ سیلون کا راجہ تھا۔ اشوک کا بیٹا مہندر مع اپنے ساتھیوں کے اُس کے پاس گیا۔ تشیہ نے بہت عزت اور محبت سے اُس کو خیر مقدم کہا۔ اور وہ بہت ہی جلد بودھ مذہب کا پیرو بن گیا۔

انورادھاپور کے نزدیک مِتتالی پہاڑ کی چوٹی پر جو بودھ مٹھ واقع ہے وہ اِسی کے حکم سے تعمیر ہوا تھا - اِس پربت آشرم میں مہندر نے کئی سال گزارے - پہاڑ کو کھود کر اس کے لئے غار میں جو آشرم تیار کیا گیا تھا - اُس کے تمام نشانات اب بھی موجود ہیں - مہندر کے پربت آشرم سے میدان کا تمام وادی نظر آتا ہے - پہاڑ کے چھتر کے سایہ کی وجہ سے اِس آشرم میں سورج کی شعاعیں نہیں پہنچتیں - اور نہ وہاں اِنسان کا شور و غل ہے - چاروں طرف سناٹے کا عالم ہے - نیچے کے میدان سے وہاں شور و غُل کی آواز نہیں پہنچتی - بھوروں کی بھنبھناہٹ اور درختوں کے پتوں کی سنناہٹ کے سِوا اور کوئی آواز کانوں تک نہیں پہنچتی - بودھ شاستر کے فاضل رِس ڈیوِس (Rhys davia) نے اِس آشرم کی زیارت کی تھی - چُنانچہ وہ کہتا ہے - کہ وہ جس دن اس پاک مقام میں داخل ہو کر میں نے اِس آشرم کی زیارت کی تھی کہ جہاں چاروں طرف شانتی ہی شانتی برس رہی ہے - اور جہاں آج سے دو ہزار برس پہلے اِس خوبصورت اور دلکش کُنج تنہائی میں نہایت سرگرم اور پُرجوش بودھ دھرم پرچارک دھیان [مراقبہ] کرتا اور لوگوں کو دھرم کی تعلیم دیتا تھا وہ دِن میری یاد سے کبھی نہ بھولیگا "

جب راجہ کے محل کی پردہ نشین عورتوں میں سے اکثروں نے بودھ مذہب کو قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی - تو مہندر نے اپنی ہمشیرہ سنگھ مترا کو بُلا بھیجا - سنگھ مترا اپنے باپ سے رخصت

حاصل کرکے مع چند بھکشوؤں کے سیلون میں آ پہنچی۔ اور اُس نے بہت سی نئی عورتوں کو بودھ دھرم میں دیکشت کیا۔

سنگھ مترا اپنے ساتھ بودھی درخت کی ایک شاخ لے گئی تھی۔ یہ اُسی پیپل کے درخت کی شاخ تھی۔ جس کے نیچے بیٹھ کر بُدھ دیو جی نے پرم گیان (نور عرفان) حاصل کیا تھا۔ یہ شاخ انُورادھا پور میں لگا دی گئی تھی اور اب وہ ایک بہت بڑا درخت بن گئی ہے۔ تاریخی درختوں میں یہ سب سے پرانا درخت مشہور ہے۔ ۲۸۸ ق۔ م میں یہ لگایا گیا تھا۔ اِس لئے اب اِس کی عمر دو ہزار برس سے زیادہ ہے۔

(देवा का प्रिय) دیوتاؤں کا پیارا تشیہ بیس برس سلطنت کرکے مہندر سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ اس کی موت کے بعد بہت پولٹیکل اور ملکی انقلاب پیدا ہوئے لیکن مہندر نے جو بیج بویا تھا اُس نے ایسے پھلدار اور دھا تستور درخت کی صورت قبول کر لی تھی کہ اس کے اوپر سے ان انقلابوں اور تہلکوں کے کتنے ہی زوردار طوفان گزر گئے۔ لیکن اُس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے۔

گوتم کی وفات کے ۴۳۰ برس بعد راجہ وٹ گامنی کے عہد سلطنت میں تری پٹک بودھ شاستر سنگھالی زبان سے پالی زبان میں قلمبند ہوئے۔ (مہاونش)

مہندر کے چند صدیوں بعد بُدھ گھوش نے سیلون میں آکر

بُودھ شاستر کا بھاشیہ (تفسیر) وغیرہ کتب تصنیف کیں۔ مہندر کے بعد دوسرے درجے پر سیلون میں اِسی کا نام مشہور ہے ۴۵۰ء میں وہ سیلون سے برہما میں گیا اور وہاں اس نے بُودھ مذہب کی منادی کی۔ بعد ازاں سیام میں اِس مذہب کا پرچار ہوا۔ اور پھر وہاں سے جزائر سوماٹرا اور اُس کے قریبی دیگر مقامات میں پھیل گیا۔ ساتویں صدی سے لے کر بارھویں صدی تک ہند سے بہت سے بھکشوؤں نے تبت۔ نیپال۔ سیلون سیام۔ برہما میں جاکر اِس مذہب کی منادی کی۔ آہا! مبارک ہے اِن لوگوں کا دھرم کے لئے ایساز بردست لگاؤ اور جوش اور اُس کے لئے اِس قدر ایثارِ نفس مبارک ہے ان کی بیحد کوشش۔ محنت اور غیر معمولی استقلال۔

یونانی بادشاہ مِلند۔ اس امر کے ثبوت کثرت سے ملتے ہیں کہ ـــء سے پہلے ہی شمال میں بودھ مذہب کا پرچار شروع ہوگیا تھا جس وقت ملک ہند میں یونانیوں کی حکومت قائم ہوگئی تھی اُس وقت بھی یہ مذہب عروج پر تھا۔ "شاہ مِلند کے سوالات" نامی کتاب میں بودھ بھکشو ناگ سین اور یُونانی بادشاہ مِلند کے درمیان بُودھ مذہب کے متعلق جو بات چیت کا سلسلہ ہے۔ اُس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ناگ سین نے ایسی خوبی کے ساتھ یُونان بادشاہ کے تمام دلائل اور سوالات کی تردید کر کے اپنے مت کو ثابت کیا تھا کہ اُس سے اِس بودھ

تپسوی کی ذہانت۔ قابلیت اور فضیلت کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ اِس بادشاہ کا نام مناندر تھا۔ جس کو ہندو مصنفوں نے ملند لکھا ہے۔ اِس نے بودھ مت اختیار کر لیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بڑا نیک اور عادل بادشاہ تھا۔ ہندو مصنفوں نے ہندو یونانیوں کو یوَن لکھا ہے۔ آہستہ آہستہ یوَن اِس ملک کے باشندوں سے مِل جُل گئے اور بعد میں اِن کا کہیں ذکر نہیں آیا۔

راجہ کنشک ۔ سـ ئہ سے کچھ پہلے سکا قوم کے ایک بادشاہ نے شمالی ہند میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ اس قوم کا تیسرا راجہ کنشک تھا جس نے کابل سے لے کر پنجاب اور سندھ سے لے کر آگرے تک ایک بہت وسیع سلطنت کی بنیاد ڈال لی تھی۔ کشمیر اس کی راجدھانی تھی۔ یہ نہایت پکا اور سرگرم بودھ تھا۔ اِس کے عہد حکومت میں جالندھر میں جو مجلس منعقد ہوئی تھی اُس سے ہی مہایان مت کے تمام شاستر تیار ہوئے۔ اِس بات کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ کہ اِس مجلس میں بودھ شاستر کی تین بڑی تفسیریں سنسکرت زبان میں تصنیف ہوئی تھیں۔ اِن تمام تفسیروں سے اصلی بودھ مذہب کی پاکیزگی کی حفاظت میں کچھ مدد نہ ملی۔ جنوبی شاخ میں شروع ہی سے تمام بودھ شاستر پالی زبان میں ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی بے ترتیبی اور بیقاعدگی واقع نہیں ہوئی۔ مگر یہ بات شمالی شاخ میں نظر نہیں آتی۔ بلکہ وہاں پر بودھ مذہب نے کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہونے کی وجہ سے

مختلف ملکوں میں مختلف صورتیں قبول کریں +

چین میں بودھ مذہب

سنہ ۶۱ء میں ملک چین میں بودھ مذہب کی بنیاد پڑی۔ اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ اس وقت کے فغفور منتی نے ایک خواب دیکھا کہ ایک سونے کا دیوتا اس کے محل میں نازل ہوا۔ یہ خواب دیکھ کر اس نے اس کی تعبیر اپنے وزیروں سے پوچھی ایک وزیر نے اس کی یہ تعبیر دی کہ مغرب میں بدھ دیوجی کا ظہور ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس خواب کا اس واقعہ کے ساتھ کچھ تعلق ہوگا۔ شاہ چین نے بدھ کے اصل حالات معلوم کرنے کے لئے ہند میں اپنے جاسوس بھیج دئے۔ جاسوس مع دو بھکشوؤں اور کچھ کتابوں اور تصویروں وغیرہ کے اپنے ملک کو واپس آگئے۔ بادشاہ نے بھکشوؤں سے اپدیش لیکر بودھ مذہب کو قبول کرلیا۔ اور اپنی راجدھانی میں ایک بودھ مندر تعمیر کروایا۔ اُسی وقت سے چین میں آہستہ آہستہ بودھ مذہب پھیلنے لگا۔ سنہ کی پانچویں صدی میں بودھ سنیاسی کمارجیو نے دیگر آٹھ سو بھکشوؤں کی مدد سے بودھ شاستروں کا چینی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس کے بعد فائی یان۔ ہیون سانگ۔ اِت سنگ وغیرہ چینی سیاحوں نے ہندوستان سے واپس جاکر اپنے ملک میں اس مذہب کو بہت تقویت دی۔ رفتہ رفتہ کنفیوشش

تاؤمت اور دیگر وہاں کے مروجہ مذہبی توہمات کے ساتھ خلط ملط ہو کر ملک چین کے بودھ مذہب نے موجودہ بگڑی ہوئی صورت قبول کر لی۔ سنہ ء کی چھٹی صدی میں یہ مذہب چین اور کوریا سے جاپان میں داخل ہوا۔ اور اس طور پر رفتہ رفتہ جنوب اور شمال میں پھیل گیا +

امریکہ میں بودھ مذہب

یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ بودھ مذہب چند صدیوں کے عرصہ میں ہی جنوب میں سیلون۔ سیام۔ برہما وغیرہ ملکوں تک۔ شمال میں نیپال۔ تبت۔ کابل اور قندھار تک۔ مشرق میں چین اور چین سے منگولیا۔ کوریا۔ جاپان اور وسط ایشیا تک۔ مغرب میں یونان اور مصر تک۔ دور دراز ملکوں میں پھیل گیا۔ لیکن یہ بات اکثر لوگوں کو نئی اور عجیب معلوم ہو گی کہ کولمبس کے امریکہ کے دریافت کرنے سے ایک ہزار برس پہلے بودھ پرچارک (حواریں) اس دھرم کی خوشخبری کو امریکہ تک بھی لے گئے تھے۔ اس کے بہت سے ثبوت ملتے ہیں۔ کہ درحقیقت ایسا ہی ہوا تھا۔ بہت سی وجوہات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ پانچ بودھ بھکشو روس کی شمالی حد کیمٹ کسکا سے بحر الکاہل کو عبور کر کے ایلاسکا کے راستہ سے امریکہ پہنچکر میکسیکو تک گئے تھے۔ اس راستہ سے امریکہ پہنچنا کچھ مشکل بات نہیں۔ نقشہ کو دیکھنے سے یہ بات سمجھ میں

آسکتی ہے۔ کہ راستہ میں جو الیوسیا وغیرہ جزائر آتے ہیں۔ اُن سے پار ہو کر امریکہ میں باسانی پہنچ سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ جو چینی سیاح خشکی کی راہ سے ہندوستان میں آتے ہیں۔ یہ راستہ اُس کے مقابلے بہت آسان ہے۔ میکسیکو اور اُس کے متصل پرانے امریکہ کے باشندوں کی تواریخ مذہب۔ رسم ورواج اور پُرانی یادگاروں کے نشانات وغیرہ سے اس صداقت کی پوری پوری شہادت ملتی ہے۔ چین کی پُرانی کتابوں میں فُوسنگ نامی ایک ملک کا ذکر ہے۔ اور اُس ملک کے ایک درخت سے یہ نام لیا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میکسیکو میں اگوئے یا ماگوئے جو ایک درخت پیدا ہوتا ہے۔ اُس کے ساتھ فُوسنگ درخت کی بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔

چین کے لٹریچر (علم ادب) میں "ہوئی سین کا سفرنامہ" نامی ایک کتاب ہے اس کی عبارت بہت سلیس ہے اور اس میں کسی ایسے غیر معمولی واقعہ کا بیان نہیں۔ جو عجیب و غریب اور مصنف کا محض ایک خیال ہی ہو۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوئی سین کابل کا باشندہ تھا۔ اور ۴۹۹ء میں یوآن بادشاہ کے عہد حکومت میں فُوسنگ سے کنچن راجدھانی میں آیا تھا۔ اس وقت وہ مُلکی تہلکہ کی وجہ سے بادشاہ سے ملاقات نہ کر سکا۔ لیکن جب غدر فرو ہو گیا۔ تو اُس نے اُس کے جانشین نئے بادشاہ سے ملاقات کی۔ وہ فُوسنگ سے

چند چیزیں بطور نذرانے کے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اُن میں ایک قسم کا کپڑا بھی تھا جو ریشم کی مانند نرم تھا۔ لیکن اُس کا سوت ایسا سخت تھا کہ اگر اُس میں کوئی بھاری چیز بھی لٹکا دی جاتی تھی تو وہ نہیں ٹوٹتا تھا۔ میکسیکو کے آگوئے درخت سے بھی اس قسم کا ریشم نکلتا ہے اُس نے ایک خوبصورت چھوٹا آئینہ بھی نذر کیا۔ جیسا کہ میکسیکو کے قرب و جوار میں اکثر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ بادشاہ کے حکم سے ہُوئی سین کے سفر کا حال اُس کی زبانی لکھ لیا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "پہلے فوسنگ کے باشندے بودھ مذہب کی نسبت کچھ نہ جانتے تھے ۴۵۸ء میں سُنگ خاندان کے تامنگ بادشاہ کے عہدِ حکومت میں کابل سے پانچ بودھ بھکشو فوسنگ میں گئے۔ اور وہاں اُنہوں نے بودھ مذہب کی منادی کی۔ اُن کے اُپدیشوں سے وہاں کے بہت سے لوگ بودھ بھکشو بن گئے۔ اور اُس وقت سے لوگوں کے چال چلن۔ اخلاق۔ رسم و رواج درست ہونے لگے۔ پری براجک بھکشو کا شگ کا سے کیونکر اور کس راستہ سے وہاں پہنچے۔ اور کونسا راستہ کس راستہ سے کس قدر فاصلے پر ہے۔ وہاں کے باشندوں کا طرز ماند و بود رسم و رواج کس قسم کا ہے۔ یہ تمام حالات اس کتاب میں پائے جاتے ہیں۔ نیز فوسنگ درخت کی خاصیت کیا ہے۔ اُس کی چھال سے سوت بنا کر کپڑا اور کاغذ کس طرح تیار کیا جاتا ہے۔ ان سب باتوں کا بھی مفصل بیان ہے۔ اُس ملک میں ایک قسم

کا سفید امرود اور کشمش بکثرت پیدا ہوتی ہے - جو میکسیکو کے پھل سے ملتی ہے - اُس ملک میں تانبا ملتا ہے - لیکن لوہے کی کانیں نہیں - چاندی سونے کا بھی استعمال نہیں اور چیزوں کا نرخ بھی ٹھیک نہیں - وہاں کے لوگوں کے طرزِ حکومت - رسم و رواج - شادی اور غمی کے طریق - قدیمی یادگاروں کے نشانات وغیرہ اور پُرانے امریکہ خاصکر میکسیکو کے قرب و جوار کے حالات میں ایک عجیب مشابہت پائی جاتی ہے ٭

میکسیکو کے باشندوں میں یہ روایت مشہور ہے - کہ سفید رنگ کا ایک شخص سفید لباس اور ایک لمبا چولا پہنے ہوئے اِس مُلک میں آیا - اور لوگوں کو گناہ چھوڑنے - سچائی اور انصاف کی زندگی بسر کرنے - نیک برتاؤ - کفایت شعاری وغیرہ کے متعلق نصیحت کرتا تھا - اور بعدازاں جب لوگوں نے اُس نیک شخص کو ستانا اور تکلیف دینا شروع کیا - تو وہ جان کے خوف سے ایک دن یکایک کہیں چلا گیا - اور کسی کو کچھ پتہ نہ ملا - وہ ایک پہاڑ پر اپنے پاؤں کا نشان چھوڑ گیا - اُس کی یادگار کے لئے میگڈیلنیا گاؤں میں اُس کی ایک پتھر کی مورت بنائی گئی جس کا نام اوی سی پے کوکا ہے - بالکل قرین قیاس ہے - کہ یہہ نام ہُوئی سین بھکشو کا بگڑا ہوا نام ہو - اور علاوہ ازیں ایک اور بھکشو مع اپنے چند ساتھیوں کے بحر الکاہل کے کنارے پر وارد ہوا - ممکن ہے کہ یہ ہی مذکورہ بالا پانچ بھکشو ہوں - یہ لوگ جو

دینی تعلیم دیتے تھے۔ وہ بہت کچھ بودھ مذہب کی تعلیم سے ملتی جلتی ہے۔ اہل ہسپانیہ نے جب امریکہ کو فتح کرلیا تو انہوں نے اس وقت میکسیکو اور وسط امریکہ کے شہروں میں جس مذہب کے اصول اور عقاید مروج دیکھے اور وہاں کی صنعت و حرفت اور عمارات کی تعمیر میں حکمت اور دانائی۔ مہینوں اور تاریخوں کے گننے کے طریق کو ملاحظہ کیا۔ تو معلوم کیا کہ اس میں اور ایشیا کے مذہب اور شائستگی میں ایک عجیب مشابہت پائی جاتی ہے۔ ان تمام حالات کو مطالعہ کرنے سے یہ بات صاف اور واضح طور سے معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں ملکوں میں ایک وقت آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا اس کے علاوہ یہ بات دونوں ملکوں کی زبانوں کے الفاظ کے مقابلہ کرنے سے بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ ملک ایشیا میں بدھ کا لفظ چنداں مروج نہیں۔ بلکہ بدھ کا پیدائشی نام گوتم اور خاندانی نام شاکیہ زیادہ تر زبان زد ہے۔ یہی دونو نام اور ان کے بگڑے ہوئے الفاظ میکسیکو میں جو نام مروج ہیں۔ ان کے ساتھ خلط ملط ہوگئے ہیں۔ اس ملک کے پروہتوں کے نام اور القاب سے یہ مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً

گوات مالا = گوتم آلے۔ ہواتا مو وغیرہ مقامات کا نام۔ پروہت کا نام۔ گواتے موتجن۔ یہ گوتم سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اویاس کاکا ۔ جاکاٹے کاس۔ شاکا ٹوپیک۔ جاکاٹے لام

شاکاپلاس۔ ان سب الفاظ کے پہلے حروف کے ساتھ شاکیہ نام کی مشابہت دیکھی جاتی ہے۔

بکٹنک کے بڑے پروہت کا لقب "تائے ساکا" ہے۔ جس کے معنی "شاکیہ کا آدمی" ہیں۔ پالینک میں بدھ کی ایک مورت ہے۔ جس کا نام "شاکیہ مول" (شاکیہ منی) ہے۔ کالوریڈو دریا کے کنارے پر ایک چھوٹے سے جزیرے میں ایک پروہت رہتا تھا۔ جس کا نام گوتو شاکا (گوتم شاکیہ) تھا۔ میکسیکو کے پروہت کا نام تلاما ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ میکسیکو کا نام وہاں کے ایک درخت پر رکھا گیا ہے۔ اگر ہوئی سین اس ملک سے وہاں گیا ہو تو اُس کے لئے یہ طبعی بات تھی کہ اُس نے فوسنگ درخت کے نام سے اُس کا نام رکھا ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ امریکہ میں چند ایسی اشیاء پائی گئی ہیں کہ جن سے اس بات کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ کہ اس ملک میں بودھ مذہب کا پرچار ہوا تھا۔

دھیانست (حالت مراقبہ) بُدھ سنیاسیوں کا لباس پہنے ہوئے بودھ بھکشو اور ہاتھی (امریکہ میں ہاتھی کی مانند کوئی جانور نہیں پایا جاتا) کی مورتیوں۔ چین پاگوڈا کی شکل کے عبادت خانوں۔ فصیلوں کی تصویروں۔ کندہ پتھروں۔ ستوپوں۔ وہاروں۔ زیورات وغیرہ پر بودھ مذہب کی مہر لگی ہوئی

ہے۔ مذکورہ بالا تمام وجوہات سے فاضل فرائر (Fryer)
نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ چودہ سو برس پہلے بُودھ بھکشو اپنے
مذہب کی منادی کے لئے امریکہ میں گئے تھے[1]۔
یہ لوگ ہر ایک قسم کی رُکاوٹوں۔ مشکلات۔ دِقتوں اور
مصیبتوں پر غالب آکر کسی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب بھی
ہوئے تھے۔ آج کل جاپان کے سِن سیونامی بُودھ فرقے کے
لوگوں نے اِن کے نقش قدم پر چلنے کا عہد کیا ہے۔ چنانچہ سن
فرانسِسکو اِن لوگوں کے مشن کا صدر مقام ہے۔ اس تھوڑے سے
عرصہ میں ہی انہوں نے کیلی فورنیا میں پانچ پرچارک بھیجکر پرچار
کا کام شروع کیا ہے۔ ان پرچارکوں نے جو دھرم سنگھ وہاں قائم
کیا ہے۔ پانچ سو جاپانی بُودھ اُس کے ممبر ہیں۔ کیلی فورنیا کے
دیگر شہروں میں بھی اس مشن کی مختلف شاخیں قائم ہوئی ہیں۔
امریکنوں کے لئے ہر ایک اتوار کو انگریزی زبان میں بودھ مذہب
کے طریق کے مطابق عبادت کی جاتی ہے۔ بیس یا اس سے
کچھ زیادہ امریکن اُس میں شامل ہوتے ہیں۔ ان میں سے گیارہ
اشخاص نے بدھ۔ دھرم اور سنگھ کی پناہ لی ہے۔ یہ بات بُودھ
دھرم کی خوبی اور عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔
بودھ مذہب کا اثر عیسائی مذہب پر بھی کچھ کم نہ پڑا تھا۔

---

[1] The Buddhist discovery of America
Harpers Magazine July 1901

ڈن میانسل کا بیان ہے کہ سکندر اعظم کے بعد دو صدیوں کے درمیان بودھ پرچارک مصر میں گئے اور سکندریہ کے تھیراپیوٹش فرقہ کے لوگوں نے بودھ لوگوں کے مذہب اور رسوم کو قبول کر لیا تھا۔ سیلنگ۔ سوپن ہر اور لاسین نے اس رائے کی تائید کی ہے۔ رینن کا بیان ہے کہ مسیح سے پہلے بودھ لوگوں نے پیلسٹائن میں بودھ مذہب کی منادی کی تھی۔ کول برک کا بیان ہے کہ بدھ اور فیثا غورث کے عقیدہ میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ ل میان کا خیال ہے کہ تھیراپیوٹش فرقہ کے لوگ بودھ مذہب کے پیرو تھے۔ فائی لو کا بیان ہے کہ سیریا اور پیلسٹائن نے جمنوس فسٹ سے بہت فائدہ اٹھایا اور یہ لوگ بودھ تھے۔ پیلسٹائن کے ایسینز بھی بہت سی باتوں کے لئے بودھ لوگوں کے مقروض ہیں۔ ایسنز کا فرقہ حضرت مسیح سے ایک سو پچاس برس پہلے اور تھیراپیوٹش اس سے بھی زیادہ پہلے کا ہے۔ حضرت مسیح کی جائے پیدائش پیلسٹائن میں بودھ مذہب کی تعلیم اور اس کی رسوم بہت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ عیسائیوں نے بودھ لوگوں کی تعلیم و رسوم کو اپنے مذہب میں جذب کر لیا ہے۔ اسی واسطے اِن دونوں مذاہب میں ایک عجیب مشابہت پائی جاتی ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ جیمس فرگوسن کا بیان ہے کہ عیسائی گرجے بہت کچھ بودھ مندروں کی شکل و صورت پر بنے ہوئے

ہیں" یہاں تک کہ عیسائیوں کے پاک اور زاہد لوگوں کی جماعت میں بھی بُدھ دیوجی نے جگہ حاصل کر لی اور رومن کیتھلک جوسوفٹ کے نام سے اُس کی پرستش کرتے ہیں

سینٹ جوسوفٹ۔ اِس کی کیفیت یہ ہے کہ جونس نامی ایک یونانی مصنف نے بالام اور جوسوفٹ کے نام سے یونانی زبان میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا مضمون بالکل بُدھ دیوجی کے زندگی کے حالات سے ملتا جلتا ہے۔ رومن کیتھولک عیسائیوں نے اِس جوسوفٹ کو اپنا سینٹ قبول کر لیا یہاں تک کہ ۲۷۔ نومبر کا دن اُس کی موت کا دِن سمجھکر منایا جاتا ہے ایک وقت میں یہ کتاب مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر یورپ۔ ایشیا اور افریقہ میں بھی بہت قدر کے ساتھ قبول کی گئی تھی لیکن بعد ازاں معلوم ہوا کہ جوسوفٹ بودھی ستو کا دوسرا نام ہے اور بُدھ دیوجی کے علاوہ اِس کی اپنی کوئی شخصیت نہیں اِس یونانی مصنف کا والد خلیفہ[1] المنصور کے دربار میں بڑے وزیروں میں سے تھا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص آٹھویں صدی کے لوگوں میں سے تھا۔ مصنف اِس بات کو خود تسلیم کرتا ہے کہ اُس نے یہ کہانی اُن لوگوں سے سُنی تھی جو ہند سے اِس طرف آئے تھے۔ عالم لوگوں کا خیال ہے کہ اِس کتاب کا بہت سا حصہ جاتک کی تفسیر پالی لت بستار سے تالیف ہوا ہے +

[1] المنصور ۷۵۴ء میں خلیفہ تھا +

براہمنی اور بودھ مذہب میں مخالفت کا باعث - اگر گوتم صرف بودھ مذہب کا فلسفہ لکھنے پر ہی اکتفا کرتا تو اس میں شک ہے کہ آیا وہ اپنے دھرم کے پرچار کرنے میں کامیاب ہوتا - نیائے سانکھ - ویدانت وغیرہ چھ درشنوں (فلسفہ) کے علاوہ وہ بھی ایک اور شاستر (فلسفہ) شمار ہوتا اور وہ سات بھائیوں میں سے ایک بھائی سمجھا جاتا - مگر اس سے زیادہ اور کچھ نہیں - اور نہ بودھ اخلاق کے شاستروں کی طاقت سے ہی ہندو سوسائٹی میں کوئی انقلاب اور تہلکہ پیدا ہوتا اس میں کچھ شک نہیں - کہ بدھ دیوجی نے بلا امتیاز ذات - برن - ادنےٰ اور اعلےٰ عام لوگوں کے حسب حال پاک زندگی بسر کرنے کے متعلق دھرم کی تعلیم اور ہدایت کی تھی - لیکن اِس قسم کی تعلیم برہمنی دھرم شاستروں میں بھی پائی جاتی ہے اِس قسم کی اعلےٰ درجے کی تعلیم کے ذریعہ سے بھی اُن کے پرچار کے کام میں مدد ملنے کا اِمکان نہ تھا - اب باقی رہا "وِنے" شاستر کے قاعدہ کے مطابق بودھ سوسائٹی کو گٹھن کرنا - یعنی دوسرے معنوں میں سنگھ کا قائم کرنا - یہی ایک طاقت بودھ مذہب کے پھیلنے کا سب سے بڑا ذریعہ معلوم ہوتی ہے - اور علاوہ ازیں اُس وقت کی ملکی اور پولیٹیکل حالت بھی اِس نئے دھرم کے پرچار کے موافق تھی - مختلف اطراف سے آکر مختلف طاقتوں نے ہندوستان میں بہت بڑی تبدیلی پیدا کردی تھی - اُس وقت کے حالات کے مطالعہ سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے - کہ اُس وقت ملک کے رسم

و رواج میں بہت تبدیلی واقع ہو گئی تھی۔ ویدک دھرم کرما کانڈ اور بیرونی اڈمبروں (رسمیات) کے جال میں گرفتار ہو جانے سے اپنی طاقت کھو بیٹھا تھا۔ اور سکندر اعظم کے ہند پر حملہ آور ہونے کی وجہ سے یونانیوں کی سلطنت کی بنیاد پڑنی شروع ہو گئی تھی۔ آخرش یونانیوں کی طاقت کی رَو کو روک کر موریا خاندان کے شودر راجاؤں نے اپنی حکومت قائم کر لی کیونکہ سکندر اس ملک میں کوئی اپنی مستقل یادگار نہ چھوڑ سکا۔ اُس کے چلے جانے کے کچھ دن بعد چندر گپت نے چانک کی مدد سے نند خاندان کو تباہ کر کے مگدھ راج پر اپنا قبضہ کر لیا۔ یہ شخص ذات کا شودر تھا۔ موریا خاندان کے شودر راجاؤں کے راج کے فروغ کے ساتھ ساتھ بودھ مذہب کی توسیع اور ترقی ہونے لگی۔ موریا خاندان کے راجاؤں کے دلوں میں اس مذہب کے ساتھ دلی رغبت اور کشش کا ہونا طبعی تھا۔ ہند میں اُس وقت دو نئی طاقتیں کام کر رہی تھیں۔ اور دونو ہی برہمنی مذہب کے مخالف تھیں۔ یعنی (۱) ویدک مذہب کی جگہ بودھ مذہب۔ اور کھتری قوم کے راجہ کی جگہ شودر خاندان کا راجہ۔ مگر ان دونو مذہبوں میں جلد ہی صلح اور آشتی کا رشتہ قائم ہو گیا۔ راجہ اشوک نے بودھ مذہب کو قبول کیا اور اس کو بہت بڑی تقویت دی۔ جس سے اُس کا دھرم کے لئے لگاؤ اور شاہی دُور اندیشی دونو کا ہی بہت بڑا ثبوت ملتا ہے۔ دُور دراز ملکوں کے بادشاہوں کے ساتھ اُس کا رشتۂ محبت قائم ہو جانے میں اُس کے دھرم پرچار

نے بہت بڑی مدد دی - اپنے بیٹے مہندر کے ذریعہ اُس نے دکن میں اپنے مذہب کا اثر پیدا کیا - بعدازاں ایک طرف جس طرح سوریا خاندان کا تنزل ہوا - اُسی طرح دوسری طرف ہند کے شمالی حصے میں کئی صدیوں تک یُونان اور پارتھیاں سکا خاندان کی طاقت بڑھنے لگی - اور بودھ مذہب کو اِس انقلاب سے بہت فائدہ پہنچا برہمنی مذہب صرف ہندو قوم میں ہی محدود تھا لیکن بودھ مذہب کا دروازہ تمام قوموں کے لیئے کُھلا ہوا تھا - یُون بادشاہوں کے ساتھ ساتھ شمال سے تمام وحشی قومیں ہند میں داخل ہوئیں - اور بودھ مذہب اُن کے لئے پیارا اور قدر کی چیز بن گیا - علاوہ ازیں اشوک کے اقبال سے جس طرح دکن میں اُس کا مذہب قائم ہو گیا - اُسی طرح ان تمام بادشاہوں کی طاقت کے ذریعہ ہمالہ کے دوسری طرف یعنی ملک افغانستان - باختر - چین میں بھی اُس کے لئے دروازہ کُھل گیا ہر اقبالے رازوالے - اِس مذہب کے اقبال کا آفتاب طلوع ہو کر اور نصف النہار پر پہنچکر آخر رفتہ رفتہ غروب ہونے لگا - ایک طرف جیسے سنگھ کے ذریعہ بودھ دھرم کا پرچار اور ترقی ہوئی دُوسری طرف یہی سنگھ اِس کے زوال کا باعث شاہت ہوا - برہمنی مذہب کے رگ و ریشہ میں ایک ایسی فراخدلی اور کشادہ دلی پائی جاتی ہے - کہ جس کی وجہ سے اِسکے لئے اپنے مخالف مت کے لوگوں کو اپنے میں شامل کر لینا کچھ مشکل نہیں - یہ مذہب عقیدے کے اختلاف کی چنداں پرواہ نہیں کرتا - لیکن وہ بیرونی رسم ورواج - بیوہار - کھانے پینے

کے طریق وغیرہ پر دست اندازی کرنے اور ذات کی رسم کی بیخ کنی کی کوشش کرنے کو برداشت نہیں کرسکتا - جب تک کوئی نیا مذہب آچار بیوہار کے برخلاف کھڑا نہ ہو۔ تب تک یہ اُن کے مذہبی عقائد اور مت کا کچھ خیال نہیں کرتا - اِس لئے ہندو مذہب ایک معنی میں گویا رسوم و بیوہار کا مذہب ہے - اور بودھ فلسفہ یا بودھ اخلاقی تعلیم بودھ مذہب کی مخالفت کا باعث نہیں - بلکہ اس کی مخالفت کا باعث سنگھ ہے - سنگھ میں بھی دھرم کا جُز نہیں - بلکہ سنگھ کی سوشل ساخت اِن دونو مذاہب میں مخالفت اور دشمنی کا مُوجب ہے - جب بودھ سنگھ کے خاص خاص قواعد اور آئین وضع ہوگئے اور ہندو سماج سے علیحدہ وہ ایک گروہ بن گیا - جب وہ برہمن شودر گرہستی اور سنیاسی سب کو بلا کسی روک ٹوک کے اپنے میں شامل کرنے لگا - خصوصاً جب راجہ اور دولتمند گرہستی بھی دان وغیرہ کے ذریعہ سے اُس کی مدد کرنے لگے - تب وہ ہندو سماج کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا - اور برہمن اپنے اقتدار اور آمدنی کا ذریعہ بند ہوتے دیکھ کر اُس کے برخلاف کمربستہ ہوگئے - ہمارے خیال میں ویدا آچار کے برخلاف سنگھ کی علیحدہ ساخت کے طریق سے ہی برہمنی اور بودھ مذہب کے درمیان سخت مخالفت اور دشمنی کی بنیاد پڑی - ایک طرف برہمنوں کا "گرہست آشرم" دوسری طرف بودھ سنگھ کا "سنیاس دھرم" - ایک سماج کی بنیاد ویدک کریا کانڈ اور برن آشرم پر تھی اور دوسری سماج انسانی مساوات کو قائم

کرنے والے سخت اخلاقی اصولوں پر قائم تھی۔ بھلا اِن مخالف طاقتوں میں، اَور کتنے دن تک صلح اور امن کا رِشتہ قائم رہ سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ مخالفت اور دُشمنی کا طوفان روز بروز بڑھتا گیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ آخر بُودھ مت معدوم ہوگیا۔ اور ہندو دھرم اوج پر پہنچ گیا +

ہندوستان میں بُودھ مذہب کے فروغ کے وقت بھی ہندو مذہب اِس ملک سے بالکل نیست و نابود نہیں ہوا۔ بلکہ بہت سالوں تک یہ دونو مذہب ہندوستان میں ساتھ ہی ساتھ امن و آشتی سے قائم رہے۔ ایک ہی کنبے کے لوگوں میں سے کچھ بودھ تھے۔ کچھ ہندو۔ بہت سے راجاؤں نے ہندو اور بودھ مذہبوں کو یکساں سمجھا اور دونو کی برابر اعانت و حمایت کی۔ بُدھ کے زمانہ کا آخری بڑا راجہ ہرش ہے۔ یہ ۶۰۶ء سے ۶۴۸ء تک ستلج اور جمنا کے درمیانی ملک پر حکمران تھا۔ اِس کی راجدھانی تھانیسر تھی جس کا قدیم نام کُروکھشیتر ہے۔ اِس نے شِلادتیہ لقب اختیار کیا۔ یہ شمالی ہند کا مہاراجا دھیراج تھا۔ اِس کے بعد ہندو راجاؤں میں کوئی ایسا زبردست راجہ نہیں ہُوا۔ جو اِس تمام مُلک کا مہاراجا دھیراج کہلایا ہو۔ پنجاب سے لے کر آسام تک گنگا اور سندھ کی وادیوں کی کُل سلطنتوں کے فتح کرنے میں اِسے تیس سال لگے تھے۔ اِس نے دکن کے فتح کرنے کی بھی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اِس کے راج کے پُورے پُورے حالات موجود ہیں۔ (۱) ایک چینی سیاح

ہیوان سیانگ کے لکھے ہوئے ہیں۔ جو کچھ عرصے تک اِس کے دربار میں رہا تھا۔ (۲) ایک فاضل برہمن مسمّٰی بہ بان کے لکھے ہوئے ایک کتاب کی صورت میں ہیں جس کا نام **ہرش چرت** (ہرش کے حالات) ہے +

اِس سے پہلے ذِکر آچکا ہے۔ کہ اگرچہ ہرش خود بُودھ تھا۔ تاہم برہمنوں اور ہندو دھرم کی ایسی ہی عزت کرتا تھا۔ جیسے اپنے دھرم کی۔ قنوج میں بُودھ مت کے سو وِہار تھے تو ہندوؤں کے مندر دو سو تھے۔ سنہ ۶۳۴ء میں شِلادتیہ نے پریاگ میں ایک بڑی مجلس منعقد کی۔ اِس میں اکیس راجہ شامل تھے۔ جنہوں نے اُس کو اپنا مہاراجا دھیراج تسلیم کیا۔ اِس مجلس کے موقعہ پر راجہ کے سامنے برہمن پنڈتوں اور بُودھ بھکشوؤں میں مذہبی بحث مباحثے ہوئے۔ پہلے دِن مجلس میں بُدھ کی مورت نصب کی گئی۔ دوسرے دن سوِیتا (سورج) کی۔ تیسرے دن شوجی کی۔ ۷۵ دِن تک شِلادتیہ نے سب کی دعوت کی۔ پھر اپنا تمام دھن دولت زیور اور محل کا سازو سامان بِلا امتیاز بُودھ مت والوں اور برہمنوں کو بانٹ دیا۔ اِس کے بعد شاہی لباس بھی اُتار دیا اور فقیرانہ چیتھڑے پہن لئے۔ جیسے کہ بُدھ نے باپ کے محل سے رخصت ہونے پر پہنے تھے۔ ہر پانچ سال کے بعد شِلادتیہ اِسی طرح کیا کرتا تھا۔ گیا کے قریب نالند میں ایک بہت بڑا وِہار تھا۔ جہاں دس ہزار بھکشو کُتب دینی۔ قانون اور طِب کے مطالعہ میں

اوقات بسر کرتے تھے - ناگانند بودھ ناٹک اسی وقت کی تصنیف ہے - اِس کے مضمون سے مختلف متوں اور فرقوں کے درمیان آپس میں اتحاد اور نیک برتاؤ کا ثبوت ملتا ہے - الورا اور دیگر مقامات میں بودھ اور ہندو مندر ایک دوسرے کے پاس پاس دیکھے جاتے ہیں - اِس سے بھی دونو مذہبوں میں ایک دوسرے کی نسبت اچھا اور نیک خیال ظاہر ہوتا ہے - گیارھویں صدی تک کشمیر کا راجہ ہرش دیو اور اڑیسہ کا ستھر پال دونو بودھ مذہب کے حامی اور مددگار تھے - بہار اور گوداوری کے حصہ میں بارھویں صدی تک بودھ راجاؤں کے راج کا ثبوت ملتا ہے - تیرھویں صدی میں اس کی حالت بہت نازک ہوگئی " پربودھ چندراودے" ناٹک میں جو غالباً بارھویں صدی کی تصنیف ہے - بودھ دھرم پر ہندو دھرم کی فتح دکھلائی گئی ہے - چودھویں صدی تک بھی کہیں کہیں اِس کے نشانات دیکھنے میں آتے ہیں لیکن یہ ایک بڑے تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ اِس کے بعد یکایک کس طرح یہ دھرم ہندوستان سے غائب ہوگیا +

بودھ مذہب کا زوال اور اُس کے بواعث -

یہ سوال طبعاً لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے کہ ہند سے بودھ مذہب کے معدوم ہونے کا باعث کیا ہے؟ اِس کے متعلق مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہیں - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ برہمنوں اور مسلمانوں کے ظلم کے باعث بودھ لوگ

اِس مُلک سے نکالے گئے - یہ خیال بالکل بے بنیاد نہیں - بیشک ایک وقت ہندو اور مسلمانوں نے بودھ لوگوں کے ساتھ بہت سختی اور زیادتی کی تھی - اُن کے تیرتھوں کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ اور سر منڈے بھکشوؤں پر حد سے زیادہ ظلم ڈھایا تھا - لیکن اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے تاہم یہ عارضی اور مقامی ظلم و ستم بودھ مذہب کی بیخکنی کا اصلی باعث نہیں کہا جا سکتا - جو مُلک مذہبی معاملات میں فراخ دِلی کی خوبی کی وجہ سے اِس قدر مشہور و معروف ہو - اور جس مُلک میں ایک دوسرے کے متضاد کثرت سے مت اور فرقے اپنی اپنی جگہ پر موجود چلے آئے ہوں - ایسی صورت میں یہ درست معلوم نہیں ہوتا کہ اِس مُلک سے معصوم اور مسکین بودھ بھکشوؤں کو نکالنے کے لئے یہ لوگ کمر بستہ ہوئے ہوں - بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اِس کے جلاوطن ہو جانے کے دو باعث ہیں - اوّل - بُدھ اور بُدھ گھوش کی وفات کے بعد بودھ مذہب میں ایسے قابل شخص نہ ہوئے جو اُس کی حفاظت کرتے اور دوسری طرف اُس زمانے میں ہندوؤں کے بڑے بڑے عالم اور مشہور واعظ ہوئے - کہ جن کی تعلیم کا بہت بڑا اثر ہوا - اور جنہوں نے وِشنو اور شِو کی پوجا کے پھیلانے میں بڑی کوشش کی - یہ زیادہ تر اُنہیں کی کوشش کا نتیجہ ہے - کہ بودھ مذہب ہند سے خارج اور معدوم ہو گیا - اور اُس کی بجائے ہندو مذہب پھر اوج پر پہنچ گیا - اِن

مہاتماؤں میں اوّل شنکرا چاریہ ہیں۔ دکن کے مغربی ساحل پر ملیبار دیس میں ان کا جنم ہوا تھا۔ کمارل بھٹ جو ایک بڑے فاضل شخص تھے۔ اور بہار سے دکن میں بودھ مذہب کو نیست و نابود کرنے اور اپنا مت پھیلانے کے واسطے آئے تھے ان کے گرو تھے۔ انھوں نے تمام ہند میں اپنے مذہب کی منادی کی تھی۔ دوم چونکہ راجپوت راجہ کہ جو خود تلوار کے دھنی تھے انھوں نے بدھ اور اس کے مذہب کے واعظوں کی تعلیم کو کہ جو جنگ و جدل اور کشت و خون کے مخالف تھے بھلا کب پسند کیا ہوگا ؟ +

بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ بودھ مذہب اس ملک سے ظلم اور زبردستی سے خارج نہیں کیا گیا بلکہ آہستہ آہستہ برہمنی مذہب کے ساتھ خلط ملط ہو کر معدوم ہو گیا بودھ مذہب نے اپنے عقاید اور تعلیم کے عوض برہمنی مذہب کی کچھ تعلیم اپنے اندر جذب کر لی اور برہمنی مذہب نے بعض باتوں میں اپنے مخالف مذہب کے عقاید اور خیالات کو قبول کر لیا۔ اور اس طور پر ایکشن اور ری ایکشن (عمل اور واپسی عمل) کے اصول کے مطابق کمزور بودھ مذہب برمھ تیج (الٰہی طاقت) میں فنا ہو گیا۔ ہماری رائے میں بھی یہ خیال بہت کچھ درست معلوم ہوتا ہے۔ اس بات کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ کہ شیو شاکت اور تانترک مت نے بودھ مذہب کی تعلیم میں داخل ہو کر اس کی اصلی صورت کو کس قدر

تبدیل کر دیا اور بگاڑ دیا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ویشنو مذہب کے قرب سے بھی دونو مذہبوں کا ایک دوسرے پر بہت اثر پڑا تھا۔ ویشنو مذہب کے تعلقات سے دُنیا کے دُکھ کو دُور کرنے والی بودھ مذہب کی اخلاقی تعلیم میں ویسا زور نہ رہا۔ آتم پربھاو (یعنی اپنی محنت اور کوشش) کے اصول کے ساتھ دیو پرساد (یعنی فضل خدا) کا اصول شامل ہو گیا۔ نراِیشور باد (دہریہ پن) کی جگہ بُدھ دیوی دیوتاؤں کی پرستش جاری ہوئی۔ نربان کی جگہ سورگ اور نرک (بہشت و دوزخ) کا خیال پیدا ہو گیا۔ غرضیکہ ان تمام خیالات کی تبدیلی میں برہمنی مذہب کا بخوبی اثر دیکھا جاتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس تبدیلی سے بودھ مذہب اپنی شخصیت اور خصوصیت کھو کر بالکل بیجان ہو گیا۔ نیز دوسری طرف یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ویشنو مذہب نے بودھ مذہب کے عالمگیر پریم میتری (ترحم) اہنسا (نہ ایذا رسانی) عفو۔ برداشت۔ تمام نوعِ انسان کے لئے برادرانہ محبت۔ بلالحاظ ذات پات تمام انسانوں کے لئے گیان اور دھرم حاصل کرنے کے یکساں استحقاق کی دینی اور اخلاقی تعلیم کو اپنے اندر جذب کر کے اُس کو اُسی کے ہتھیاروں سے نیست و نابود کر ڈالا اور وشنو کے دس اوتار بنا کر بودھ اوتاروں کو اُن کے اپنے منصب سے گرا دیا۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ بُدھ دیو کو بھی اپنی منڈلی میں شامل کر کے اُس کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ دیکھئے

ہندو لوگ منتر تنتروں کے ذریعہ دھرم کی تلقین کرنے میں کیسے ہوشیار ہیں۔ اُنھوں نے روزمرّہ اُتسو منانے اور طرح طرح کے تیوہاروں اور رسمیات کو دھرم کا جزو بنا لیا۔ اَن پڑھ لوگ ان رسموں اور خوشی کے تیوہاروں کو زیادہ پسند کرنے لگے۔ برہمن لوگ بھگتی مارگ کے اُپدیش دینے لگے۔ برہمنوں نے پُرانوں کی کتھا عام لوگوں کو سنانی شروع کیں۔ بودھ مذہب کی تعلیم کے مقابل پُرانوں کی دلچسپ کہانیاں عام لوگوں کو زیادہ پسند آنے لگیں۔ اِن لوگوں نے دھیانست بُدھ کو جوگی مہادیو (شِو) بنا لیا۔ اور کتنے ہی بودھ تیرتھوں اور کھیتروں کو اپنا تیرتھ اور دھرم کھیتر بنا لیا۔ اور بودھ مذہب کی مذہبی رسوم جاترا۔ اور مہا اُتسو کی پیروی کرکے عام لوگوں کی نگاہ میں ہندو مذہب کی عظمت قائم کردی۔ بُدھ گیا میں ایک دیوآلے (مندر) کے اندر ایک گول پتھر پر دو پاؤں کے نشان ہیں۔ اِس دیوآلے کا نام بُدھ پد ہے۔ پہلے یہ مقام بُدھ پد کہلاتا تھا۔ بعد ازاں وِشنُو پد کے نام سے مشہور ہو گیا۔ گیا بھی پہلے ایک بودھ کھیتر تھا۔ بعد ازاں ایک بہت مشہور و معروف ہندو تیرتھ بن گیا۔ گیا مہاتم میں صاف بیان کیا گیا ہے۔ کہ تیرتھ جاتریوں کو وشنُو پد میں پنڈدان کرنے سے پہلے بُدھ گیا میں جا کر بودھی درخت کو پرنام کرنا چاہئے۔

धर्मं धर्मेश्वरं नत्वा महाबोधि तरुं नमेत ॥

معنی۔ دھرم اور دھرمیشور کو پرنام کرکے مہا بودھی درخت کو

پرنام کرے *

جگناتھ کھیتر - جگناتھ کے حالات اور واقعات کے ساتھ تو بودھ مذہب کا اور بھی زیادہ گہرا تعلق ہے - یہ بات تو عام مشہور ہے کہ جگناتھ بدھ اوتار ہے - دس اوتاروں کے ساتھ بدھ اوتار کی جگہ جگناتھ قائم کیا گیا ہے - جگناتھ کی تری مورتی - رتھ جاترا بشنو پنجر کی روایت - ذات پات کی تمیز کا نہ ہونا وغیرہ بہت سی باتوں کی تہ میں پوشیدہ طور سے بودھ خیال پایا جاتا ہے - شری کھیتر (جگناتھ) میں ذات پات کی تمیز نہ ہونا ہندو مذہب کا خیال نہیں بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال بودھ مذہب کی تعلیم کے معراج سے لیا گیا ہے - ہیان سیانگ اتکل (اڑیسہ) کے جنوب مشرق میں سمندر کے کنارے پر چر تر پور نامی ایک مشہور بندرگاہ دیکھ گیا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ چر تر پور ہی آجکل کی پوری (جگناتھ) ہے اس کے پاس پانچ بہت اونچے ستوپ تھے کنگھم صاحب کا قیاس ہے کہ یہی ستوپ جگناتھ کا مندر ہیں - سنہ ع کی بارھویں صدی میں جب بودھ لوگوں کا زور کم ہو گیا تھا - تو اس وقت یہ مندر تعمیر ہوا تھا - ستوپ کے اندر بدھ دیوجی کی ہڈیاں اور بال وغیرہ رکھے جاتے ہیں - یہ افواہ ہے کہ جگناتھ کی مورت میں بشنو کا پنجر رکھا ہوا ہے - چینی سیاح فاہی یان نے ہند کے سفر کے وقت راستے میں ملک تاتار کے کھوتان شہر میں ایک مہا اتسو دیکھا تھا - اس موقع پر وہ ایک رتھ میں تین مورتیں دیکھ

آیا تھا - بیچ میں بُدھ کی مُورتی اور اُس کے دونو طرف دو بُودھی ستوؤں کی پُرتی مُورتیں تھیں - بہت اغلب ہے کہ جگناتھ کی رتھ جاترا کھوٹان کے بُودھ لوگوں کی رتھ جاترا کی نقل ہو۔ اور جگناتھ - بلرام اور سوبھدرا بُودھ تری مُورتی کی دوسری شکل کے علاوہ اور کچھ نہیں - بھوپال سے قریبًا نو کوس کے فاصلہ پر سانچی گاؤں میں جو بیتوا ندی کے کنارے پر واقع ہے - بُودھ فرقوں کے لوگوں کے بہت سے ستوپ وغیرہ ہیں - اِس جگہ کے جنوبی دروازے پر بُودھ مذہب کے تین دھرم جنتر ایک ہی جگہ تراشے ہوئے ہیں - کننگھم صاحب کا خیال ہے کہ یہ تینوں دھرم جنتر بُودھ لوگوں کی تری مُورتی یعنی بُدھ - دھرم اور سنگھ کو ظاہر کرتے ہیں - اُنھوں نے نہ صرف سانچی - اجودھیا - اوجینی وغیرہ مقامات سے بلکہ یہاں تک کہ سکا قوم کے بادشاہوں کے سکّوں سے بھی یہ دھرم جنتر جمع کر کے اِس خیال کو ظاہر کیا ہے - مذکورہ بالا تین دھرم جنتروں کے ساتھ جگناتھ کی تین مُورتیوں کی مشابہت دیکھی جاتی ہے - بُودھ لوگ ہمیشہ دھرم کو عورت کی شکل میں کلپنا کرتے ہیں - پتھروں پر بھی عورت کی مُورت تراشی ہوئی دیکھنے میں آتی ہے - نیپال میں بھی دھرم پارمتا پرگیا पारमिताप्रज्ञा رُوپنی دیوی ہے - بہت اغلب ہے کہ یہ جگناتھ کی سوبھدرا ہو۔ ایسی تری مُورتی جس میں ایک عورت کی مورت بھی ہو اور کسی ہندو مندر میں دیکھنے میں نہیں آتی - اِس لئے جگناتھ کا جگناتھ -

بلرام اور سوبھدرا بودھ لوگوں کا بُدھ - سنگھ اور دھرم خیال کیا گیا ہے بودھ شاستروں میں بُدھ پد کے چکر کے نشان کا خاص طور سے ذکر پایا جاتا ہے - بودھ لوگ بہت عرصہ سے ہی اُس کی مورت بنا کر اُس کی پرستش کرتے تھے - اُن کے بہت سے سکوں پر بھی اس مورت کے نشان دیکھے جاتے ہیں - شری کھیتر (جگناتھ) میں وشنو کا سودرشن چکر نقش کندہ ہے - ڈاکٹر راجیندر لعل متر نے اس وشنو چکر کو بودھ لوگوں کا چکر قیاس کیا ہے - جگناتھ کے علاوہ اور کسی دیوتا کے مندر میں سودرشن چکر کا نشان نہیں دیکھا جاتا - متر صاحب کا مذکورہ بالا خیال اس بارے میں قرین قیاس معلوم ہوتا ہے - ان تمام وجوہات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جگناتھ کھیتر پہلے ایک بودھ کھیتر تھا[1]-

اگرچہ یہ مذہب اس ملک سے معدوم ہوگیا - لیکن ہندو سوسائٹی پر یہ اپنی تعلیم کے جو نشانات چھوڑ گیا - وہ کبھی نہ مٹینگے - اہل ہند نے بودھ مذہب سے بہت سی نئی باتیں سیکھیں اور بہت پاک نصیحتیں حاصل کیں - ہم کو چاہیئے کہ ہم اس احسان کو کبھی فراموش نہ کریں - بودھ مذہب کی تعلیم کے ذریعے شخصی طاقتوں نے نشو و نما پایا - اپنی مدد آپ کرو اور روحانی آزادی کے

---

[1] بھارت ورشیہ اُپاسک سمپردائے حصہ دوم از اکھے کمار دت +
The antiquities of Orissa Vol II
by Rajendralal Mitra.

خیال نے بہت تقویت حاصل کی۔ اِس یقین سے کہ گناہ کی سزا کا پانا لازمی ہے لوگوں کی اِخلاقی حالت بہتر ہوئی۔ اِس کی تعلیم سے لوگوں کے دلوں سے دشمنی۔ عداوت۔ حسد۔ دُور ہُوا۔ اور اُس کی جگہ عالمگیر پریم پیدا ہوا۔ جسمانی دنیا پر رُوحانی دُنیا غالب آئی۔ بُودھ مذہب کی تعلیم سے گوشت کھانا۔ اور شراب پینا ممنوع خیال کیا گیا۔ بیرونی رسمیات اور ویدک کریاکانڈ روحانی زندگی کے نشوونما کرنے کے لئے بے سُود اور فضول سمجھے گئے۔ پروہتائی اور ذات کی رسم دُور ہوئی۔ کثرت ازدواج کا دفعیہ۔ عورتوں کو روحانی زندگی حاصل کرنے کا یکساں استحقاق۔ ہند میں اتفاق اور قومی طاقت کا بڑھنا۔ وحشی قوموں میں شائستگی کا پھیلنا وغیرہ وغیرہ بُودھ مذہب کی تعلیم کے نہایت لذیذ اور شیریں پھل ہیں۔ بُودھ لوگوں نے کرم پھل کے اٹل قانون کی تعلیم کو لوگوں کے دلوں پر نقش کر دیا تھا۔ اور اُنہوں نے ہی جگ ہون اور جانوروں کو مارنے کی مذموم رسم دُور کرکے "اہنسا پرم دھرم" کی عظمت کی منادی کی[1]۔

[1] جس زمانہ میں بُدھ زندہ تھا اور اپنے مذہب کی اشاعت کر رہا تھا اُسی زمانہ میں ایک اور کھتری قوم کا شہزادہ تھا کہ جس کا نام وردھ مان تھا اُس نے مہابیر کا لقب اختیار کیا اور ایک اور مت پھیلایا جو بہت سی باتوں میں بُودھ مت سے مِلتا جُلتا ہے یہ خود جن یعنی سِدّھ کہلاتا تھا۔ اِس کے مت کو جن مت یا جین مت کہتے ہیں اِس کے پیرو جینی کہلاتے ہیں یہ بھی شمالی ہند میں رہتا اور

بودھ لوگوں نے خود ضبطی - ایثارِ نفس - دھرم کے لئے دلچسپی عالمگیر برادرانہ محبت کی زندہ مثال قائم کی - بُدھ اور اُن کے بھکشوؤں نے تمام دنیوی آرام اور بہبودیوں پر لات مار کر محض دھرم سادھن اور دھرم پرچار کے لئے اپنی زندگیاں قربان کیں - جن کو لڑکے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰۸) وعظ کرتا تھا جینوں کا دعوےٰ ہے کہ اُن کا مذہب بُدھ مت سے پُرانا ہے اور بعض عالموں کا خیال ہے کہ اِن کا دعوےٰ صحیح ہے - اب تک ۱۵ لاکھ کے قریب جینی ہند کے مختلف حصوں میں آباد ہیں بودھ مت والوں کی طرح جینوں کے بھی سادھو ہوتے ہیں ۔

اِن لوگوں کی مانند جین مذہب کے لوگ بھی "اہنسا پرم دھرم" - 'अहिंसा परम धर्म' (یعنی کسی جانور کو نہ مارنا ہی اعلےٰ دھرم ہے) کی پیروی کرتے ہیں - یہ لوگ گوشت کا استعمال نہیں کرتے اور اِس خیال سے کہ مبادا کوئی جانور مر جائے سُورج کے غرُوب سے پہلے ہی کھانا کھاتے اور چھان کر پانی پیتے ہیں - علاوہ ازیں اِن کے طرزِ سکونت - رسُوم اور تیوہار وغیرہ سے بھی جانداروں کے لئے دَیا ظاہر ہوتی ہے - جینی لوگ دَیا کے مسئلہ کو یہاں تک لے گئے ہیں کہ وہ حتی المقدور چھوٹے سے چھوٹے جانور کو بھی نہیں مارتے - مبادا سانس لینے سے کوئی کِرم اندر چلا جائے اِس خیال سے اِن میں سے بعض بعض لوگ مُنہ پر پٹی باندھ رکھتے ہیں - جینیوں کی طرف سے کلکتہ کے نزدیک سیدپور میں حیوانوں کے لئے ہسپتال (پنجرپول) کا قائم کرنا جہاں کمزور - بوڑھے اور بیمار حیوان داخل کئے جاتے ہیں اور اُن کی خوراک اور علاج وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے "اہنسا پرم دھرم" کی ایک بےنظیر مثال ہے

باڑوں کی طرف سے کچھ فکر نہ تھا - درخت کا سایہ ہی جن کا گھر تھا۔ پھٹے پُرانے چیتھڑے ہی جن کا لباس تھا - دردے کے ٹکڑے اور بھیک ہی جن کی آمدنی تھی - یہ لوگ تمام دُنیا کو ہیچ سمجھکر اور ہر ایک قسم کے تردد اور تفکرات سے آزاد ہوکر صرف دھرم سادھن اور دھرم پرچار میں ہی اپنی زندگی بسر کرتے تھے - اِس واسطے بُودھ مذہب کی فتح کا نِشان تھوڑے عرصہ میں ہی دُور دراز ملکوں تک لہرانے لگا - بُودھ لوگوں نے پرچار کا نہایت عمدہ طریقہ معلوم کیا تھا اُن میں سے سادھکوں کی ایک جماعت تو مٹھ میں رہ کر دھیان دھارنا میں مصروف رہتی تھی - دھرم کی اعلےٰ صداقتوں پر سوچ وچار کرنا اور اُن کے متعلق شکوک وغیرہ رفع کرنا اِن لوگوں کا کام تھا - دوسری جماعت کے لوگ باہر جاکر پرچار کرتے تھے اور دُنیوی لوگوں کو دھرم اُپدیش دیتے تھے - بُودھ عورتیں بھی دھرم پرچار کرتی تھیں - بُدھ دیوجی کی پاک زندگی - دِلکشش - بے غرضانہ محبت اور ذاتی اِیثار کی خوبی کی وجہ سے بُودھ مذہب اہلِ ہند کے دِلوں پر ہمیشہ اپنا اثر کرتا رہیگا +

بُدھ دیو اِس فانی دنیا سے رُخصت ہو گئے - اُن کا مذہب بھی اِس مُلک سے معدُوم ہو گیا - لیکن اُن کی اِخلاقی تعلیم کا اثر آج تک بھی دُور نہیں ہوا - جب تک یہ دُنیا رہیگی بُدھ دیوجی کے پریم کے شاستر کو کوئی بھی نیست و نابود نہ کرسکیگا - بُودھ مذہب کی ترقی اور اُس کے پیرؤں کی تعداد کو شمار کرکے بعض عالم لوگوں

نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ دُنیا میں بودھ لوگوں کی تعداد قریباً پچاس کروڑ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اِس میں کچھ مبالغہ ہے۔ تاہم مبالغہ وغیرہ کو چھوڑ کر یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہندو مسلمان اور عیسائی مذاہب کے پیرؤں کے مقابلے میں اس کی تعداد کچھ کم بھی نہیں۔ اِس مذہب کی ابتدائی حالت میں کون خیال کرتا تھا یہاں تک کہ بُدھ دیوجی نے خود بھی گمان نہ کیا ہوگا کہ یہ مذہب چند صدیوں کے عرصہ میں دُور دراز ملکوں میں پھیل کر بے شمار انسانوں کو پناہ دیگا۔ اور اُن کے دِلوں کو سچی راحت۔ سکون۔ اطمینان قلب اور گناہ سے نجات بخشیگا۔ اور اِس کی اپنی جنم بھومی اس کی کچھ قدر نہ کرے گی اور نہ اِس کی عظمت کو جانے پہچانے گی۔ اِس کا اپنی جنم بھومی سے معدوم ہو جانا اور دُور دراز مُلکوں میں پھیل جانا ایک نہایت حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ ناظرین اِس عجیب معمہ کا حل معلوم کر کے خود ہی فیصلہ کریں کہ آیا یہ مذہب ظلم اور زیادتی کے باعث اِس مُلک سے خارج ہوا یا شِو شاکت اور وِشنو مذہب کے ساتھ خلط ملط ہو کر معدوم ہو گیا۔ یا قانُون قدرت کے مطابق بِگڑ بِگڑ کر اپنی شخصیت کھو بیٹھا۔ ہندو مذہب کا پھر زندہ ہونا۔ ہندو فاضلوں کی علمیت اور قابلیت اور اُن کی مذہبی تعلیم کا اثر۔ ہندو اور مسلمانوں کی تعدی اور ظُلم۔ بودھ مذہب میں بھجن اور پُوجن کی تعلیم کی بے وقعتی ویدک رسمیات اور روح کی شخصیت میں یقین کا نہ ہونا۔ نِرایشور باد (دہریہ پن)۔ سُونا پن۔ منتر تنتر

بھوت پریت پشاچ ۔ سِدھی وغیرہ تانترک کریا کانڈ کے داخل ہو جانے کی وجہ سے اصلی دھرم کا نہایت ابتر حالت میں پہنچ جانا وغیرہ وغیرہ بودھ مذہب کے زوال کے بہت سے بواعث معلوم ہوتے ہیں ۔ اِن میں سے کونسا صحیح ۔ معقول اور مدلل ہے اور کونسا غلط اور بے بنیاد ۔ ناظرین خود سوچ کر فیصلہ کریں ۔ میں اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور اس مضمون کو اسی جگہ ختم کرتا ہوں +



تتمہ

تے ویجیہ ست (ترئی ودیا سوتر)*

(براہمن نوجوانوں کو بدھ دیوجی کا اپدیش)

ایک دفعہ بدھ دیوجی اپنے بہت سے شاگردوں سمیت کوشل راج میں گھومتے گھومتے منسا کرت گاؤں میں پہنچے۔ اس گاؤں میں پشکرسائی اور تارو کھیہ وغیرہ مشہور اور معزز براہمن رہتے تھے۔ اس جگہ انہوں نے اچراوتی ندی کے کنارے ایک آموں کے باغ میں کچھ عرصہ کے لئے ڈیرا کیا۔

انہیں دنوں دو نوجوان براہمن سچائی کے متلاشی اُن کے پاس آئے۔ جن میں دھرم کے متعلق بحث کرتے کرتے باہم کچھ اختلاف رائے پیدا ہوگیا تھا۔ اُن میں سے ایک کا نام بششٹ اور دوسرے کا نام بھردواج تھا۔ بششٹ نے بدھ دیوجی کے چرنوں (قدموں) پر سر رکھ کر عرض کی "ہے مہاتمن! ہم لوگوں نے اس مضمون پر کہ ست پتھ (راہ راستی) کونسا ہے" بہت بحث مباحثہ کیا ہے۔ مگر اب تک ہم دونو کچھ فیصلہ نہیں کر سکے اور نہ کسی تسلی بخش نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ میرے خیال میں تو جس راستہ پر چلنے سے

---

* بدھسٹ سیکرڈ بکس آف دی ایسٹ دس ڈیوس

برمھ تک پہنچ سکیں اور جس کا اُپدیش (وعظ) پُشکر ساتھی نے کیا ہے وہی راستہ ٹھیک ہے۔ لیکن میرا رفیق کہتا ہے کہ برمھ بادی تارو کھیہ نے جو طریق بتلایا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ ہے شرمن! دُنیا آپ کو جگت گرُو اور بدھ سمجھتی ہے۔ آپ کرپا (مہربانی) کرکے یہ فرمائیے کہ اِن دونو طریقوں میں سے کونسا طریق سچا ہے؟ کیا دھرم کے سبھی مختلف راستے ٹھیک ہیں؟ جیسے اِس منسا کرت گاؤں میں مختلف اطراف سے مختلف راستے آکر مل جاتے ہیں۔ کیا اسی طرح دھرم کے تمام مختلف راستے ہم کو منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں؟ کیا اِن سب راستوں کو درست سمجھکر ہم کو اِن پر ضرور چلنا چاہئے؟"

بُدھ دیو جی نے پُوچھا "کیا تمہارے خیال میں یہ سارے راستے ٹھیک اور صحیح ہیں؟"

دونوں "ہاں۔ ہم تو ایسا ہی سمجھتے ہیں" +

بُدھ دیو جی "بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اِن وید پڑھنے والے براہمنوں میں کوئی ایسا بھی ہے۔ جس نے برمھ کا درشن کیا ہو؟"

دونوں "نہیں" +

بُدھ دیو جی "اُن کے گرُوؤں میں سے کسی نے بھی برمھ کو پرتکیش (ہُو بہُو) دیکھا ہے؟"

دونوں "نہیں" +

بُدھ دیو جی "بہت سے ایسے رِشیوں کے نام سننے میں آتے

ہیں۔ جو ویدوں کے رچیتا (مصنّف) خیال کئے جاتے ہیں مثلاً اشٹک۔ وام دیو۔ وِشوامتر۔ یمدگنی۔ انگی رس۔ بھردواج۔ بششٹ کاشیپ۔ بھرگو وغیرہ وغیرہ۔ کیا اُنہوں نے کہیں یہ بھی شہادت دی ہے کہ اُنہوں نے برمھ کو پہچانا اور ہُو بہُو دیکھا ہے؟"

جب اِن نوجوان براہمنوں نے اِس کا جواب بھی پہلے کی طرح "نہیں" دیا۔ تو بُدھ دیوجی نے مثال کے طور پر اور دو ایک باتیں چھیڑیں۔ اُنہوں نے کہا "فرض کرو کہ اگر ایک ایسے شخص سے جو کسی مکان پر چڑھنے کے لئے راستہ میں سیڑھی بنا رہا ہو۔ لوگ دریافت کریں کہ جس مکان پر چڑھنے کے لئے تم یہ زینہ تیار کر رہے ہو۔ وہ کہاں ہے؟ شمال کی طرف ہے یا جنوب کی۔ مشرق کی طرف ہے یا مغرب کی۔ کس شکل کا ہے۔ چھوٹا ہے یا بڑا یا درمیانہ۔ محل ہے یا جھونپڑا؟ اِس کے جواب میں اگر وہ لاعلمی ظاہر کرے تو کیا لوگ اُس کی ہنسی نہ اُڑائینگے۔ اور یہ نہ کہینگے۔ کہ یہ عجیب بات ہے کہ جس مکان پر یہ شخص چڑھنا چاہتا ہے۔ اُس کی بابت اِس کو کچھ بھی معلوم نہیں اور نہ اُس مکان کو اِس نے کبھی دیکھا ہے۔ پھر بھی سیڑھی بنانے کے لئے اِس قدر بے چین اور بے قرار ہے۔ تو تم ہی بتلاؤ کہ۔ کیا اُس کی یہ حالت پاگلانہ نہ خیال کی جائیگی؟"

اِس کے جواب میں براہمنوں نے کہا "بیشک اُس کا ایسا کرنا پاگل پن کے سواء اور کچھ بھی نہیں"۔

پھر بُدھ دیوجی نے کہا کہ یہ براہمن جن کو برمھ کے بارے میں

کچھ بھی علم نہیں اور جو اُس کو جانتے تک نہیں اور نہ جنہوں نے اُسکو
ہُو بہو دیکھا ہے - لوگوں کا اُسی برمھ کے ساتھ میل کرا دینا چاہتے
ہیں اور اُس میل کا طریق بتلانے کے لئے تیار ہیں - کیا ایسے لوگوں کی
بات ایک پاگل کی بکواس سمجھ کر چھوڑ دینے کے لایق نہیں ؟ اِن کے
برمھ اُپدیش کے کچھ معنے ہی نہیں - اِن کی مثال تو اندھے کے
پیچھے اندھے کے چلنے کی مانند ہے - جو آگے چلتا ہے وہ بھی کچھ
نہیں دیکھتا اور جو پیچھے چلتا ہے اُس کو بھی کچھ نظر نہیں آتا - یہ لوگ
بھی اندھوں کی جماعت میں سے ہیں کہنے والا بھی اندھا اور سُننے
والا بھی اندھا - اِن تمام لوگوں کے اُپدیش جو ویدوں کے جاننے کا
دعوےٰ کرتے ہیں - بالکل بے مطلب - بے معنی اور بے مغز ہیں -
کیونکہ صرف اُن کا زبانی جمع خرچ ہی ہے اور اصلیت کچھ بھی نہیں *

سُنو بشِشٹ ! اب ایک ایسے شخص کی مثال لو جو کہتا ہے کہ وہ
اِس شہر کی ایک نہایت خوبصورت عورت کے لئے بیقرار اور بے
چین ہوا ہے - اور اُس عورت کیلئے اُس کے دل میں اِس قدر پیار
اور محبت ہے کہ جو بیان سے باہر ہے - اگر اُس سے پوچھا جائے کہ
بھلا یہ تو بتلاؤ کہ جس کے لئے تمہارا دِل اِس قدر ڈانواڈول اور بے
چین ہے - وہ عورت کیسی ہے ؟ کس ذات کی ہے ؟ براہمن - کھشتری
ویش یا شُودر - کالی یا گوری ؟ اُس کا نام کیا اور سکونت کہاں ہے ؟ اِس
کے جواب کے لئے اگر وہ چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی دیکھے اور یہ
کہے کہ وہ اِس کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا - تو کیا لوگ اُس کو پاگل سمجھکر

اُس کا مذاق نہ اُڑائینگے؟ اور کیا ایسے شخص کی بات کبھی قابل یقین ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں +

پھر فرض کرو کہ اگر یہ اچراوتی ندی سیلاب کے پانی سے لبریز ہوجائے اور ایسے وقت کسی شخص کو کسی ضروری کام کی وجہ سے پار جانا ہو۔ اور وہ ندی سے پکار کر کہے کہ اے ندی تم دوسرے کنارے کو میرے پاس اٹھا کرلے آوٗ تو کیا اُس کی دلی آرزو پوری ہوگی"؟

اس کے جواب میں براہمنوں نے کہا کہ" اے گوتم! ایسا کبھی نہیں ہوسکتا"+

یہ سُن کر بُدھ دیوجی نے کہا۔ تمہارے اُپدیش دینے والے براہمنوں کا بھی یہی حال ہے۔ براہمن کی جو تمام خوبیاں اور علامات ہیں۔ اُن میں سے ان لوگوں میں ایک بھی نہیں۔ اور جن کاموں کے کرنے سے کوئی براہمن حقیقی براہمن کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے۔ اُن سے یہ لوگ بالکل بے بہرہ ہیں۔ اور یہ لوگ صرف ہے اندر۔ ہے سوم۔ ہے برُن وغیرہ وغیرہ الفاظ ادا کرکے صرف شور ہی مچاتے ہیں۔ اِس قسم کی پرارتھنا۔ منّت سماجت۔ بندگی اور حمد سے کیا حاصل؟ ایسا کرنے سے کیا اُن کو اس دُنیا میں برمھ حاصل ہوگا۔ یا موت کے بعد برمھ کے ساتھ وصل کی آرزو پوری ہوگی؟

اِس کے جواب میں براہمنوں نے کہا کہ بے شک اِس صورت میں تو یہ بات کبھی ممکن نہیں +

بُدھ دیوجی - اے بشِشٹ! پھر خیال کرو کہ اگر یہ ندی سیلاب کے

پانی سے اس قدر بھر جائے کہ اُس کا پانی اُچھل کر باہر تک پھیل جائے اور چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی ایسا شخص ندی کے پار جانا چاہے۔ کہ جس کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے بندھے ہوئے ہوں یا جو سر منہ لپیٹ کر ندی کے کنارے پر سویا ہوا ہے اور دریا کے اِس پار سے وہ یہ خیال کرے کہ میں دریا پار ہو جاؤنگا تو کیا تمہارے خیال میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا؟

بشِشٹ ۔ کبھی نہیں ۔

بُدّھ دیوجی ۔ ہمارے شاستر میں پانچ بندھن اور پانچ پردوں کا (جنکو پانچ رُکاوٹیں بھی کہا جاتا ہے) ذکر ہے۔ وہ پانچ بندھن یہ ہیں (۱) روپ (۲) رس (۳) گندھ (۴) سپرش (۵) شبد۔ اور پانچ پردے یہ ہیں (۱) مخصوص خواہش (۲) ہنسا اور دویش (عداوت) (۳) اہنکار (غرور) (۴) آلس (کاہلی)، (۵) سندیھ (روحانی شکوک)

اِن پانچ سخت بندھنوں میں گرفتار ہونے کی وجہ سے اِن ویدان براہمنوں میں چلنے کی طاقت نہیں رہی۔ اے بشِشٹ! میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ لوگ ویدوں کو خواہ کتنا ہی پڑھیں لیکن وہ تمام خوبیاں اور کام جن کے باعث کوئی شخص حقیقی براہمن کہلانے کا مستحق ہوتا ہے اِن لوگوں میں نہیں پائے جاتے۔ اور وہ اُن تمام خوبیوں اور کاموں سے محروم ہیں۔ دُنیا کے بندھنوں میں گرفتار ہونے پر یہ کب ممکن ہے کہ اِن کا آتما جو موہ کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔ اِس جسم کو چھوڑ دینے کے بعد برہم کے ساتھ مل جائیگا۔ اے

بشِشٹ ! تم نے بہت سے عمر رسیدہ اور تجربہ کار براہمن پنڈتوں کے اُپدیش سُنے ہیں - بھلا یہ تو بتلاؤ کہ وہ برمھ کے اوصاف اور سیرت کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟ اور کچھ یہ بھی بتلاتے ہیں کہ برمھ کے پاس کیا دولت حشمت ہے اور اُس کے لڑکے بالے بھی ہیں یا نہیں؟

بشِشٹ - نہیں - اِن میں سے تو برمھ کے پاس کچھ بھی نہیں +

بُدھ دیوجی - برمھ کیا کام - کرودھ وغیرہ جذبات کی وجہ سے ڈانواڈول ہوتا ہے ؟

بشِشٹ - نہیں +

بُدھ دیوجی "کیا وہ کسی سے عداوت رکھتا ہے" ؟

بشِشٹ - نہیں +

بُدھ دیوجی - کیا اُس میں دشمنی - غرور اور کاہلی بھی ہے ؟ +

بشِشٹ - نہیں +

بُدھ دیوجی - کیا وہ سنجمی (اپنے اوپر تصرت رکھنے والا) ہے یا نفسانی خواہشات کے مطیع ہے ؟

بشِشٹ - سنجمی +

بُدھ دیوجی - اُس کی ذات پاک ہے یا نہیں ؟

بشِشٹ - وہ پاک ذات ہے +

بُدھ دیوجی - لیکن اے بشِشٹ ! کیا ان براہمنوں کے چلن اور اوصاف برمھ کے سُبھاؤ اور اوصاف کے برعکس نہیں ہیں اور کیا یہ لوگ دولت - حشمت اور لڑکے بالے نہیں رکھتے ؟

بشِشٹ - ہاں ضرور رکھتے ہیں +
بُدّھ دیوجی - کیا یہ لوگ کام - کرودھ وغیرہ جذبات کے مطیع نہیں ہیں ؟
بشِشٹ - ہاں ضرور ہیں +
بُدّھ دیوجی - کیا یہ لوگ ہنسا - دویش (دشمنی اور انتقام) سے خالی ہیں ؟
بشِشٹ - نہیں +
بُدّھ دیوجی - کیا یہ لوگ اپنے حواسوں کو قابو میں رکھنے والے ہیں - یا اُن کے غلام ہیں ؟
بشِشٹ - غلام +
بُدّھ دیوجی - اِن کی روح پاک ہے یا ناپاک ؟
بشِشٹ - ناپاک +
بُدّھ دیوجی - جب یہ لوگ نفسانی خواہشات سے آزاد نہیں ہوئے اور دُنیاوی سامانوں کی گرویدگی میں پھنسے ہوئے ہیں - اور جب یہ لوگ اندریوں کی سیوا میں ہی رات دن ڈوبے رہتے ہیں - اور کام - کرودھ - لوبھ - موہ وغیرہ سخت بندھنوں میں گرفتار ہیں اور جب برمھ کی فطرت اور اوصاف اِن کی فطرت اور اوصاف کے ٹھیک برعکس ہے تو بھلا تم ہی بتلاؤ کہ موت کے بعد اِن کا کبھی اُس برمھ کے ساتھ وصل ہوگا جس کی صفات ٹھیک اُنکے برعکس ہیں - اور اِن دونو کی آپس میں کوئی مشابہت نہیں ہے ؟

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اِن سب براہمنوں کے اُپدیش فضول ہیں۔ اِن لوگوں کی ترئی بدیا (تینوں ویدوں کا علم) مثل اُس جنگل کے ہے جس میں کوئی راستہ نہیں۔ مثل اُس ریگستان کے ہے۔ جہاں نہ پانی ہے اور نہ کوئی پھلدار درخت۔ اِن کا مقصد کچھ اور ہے اور عمل کچھ اور۔ یہ لوگ منزلِ مقصود پر پہنچنے کا راہ راست چھوڑ کر غلط راستے پر پڑ گئے ہیں اور مثل اُس مسافر کے جو راستہ بھول کر اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرتا ہے۔ خراب ہو رہے ہیں +

بُدھ دیوجی کا یہ اُپدیش سُنکر بشِشٹ نے کہا:۔

"اے شرمن! ہم نے سُنا ہے کہ شاکیہ مُنی برہم کے ساتھ میل کا راستہ بخوبی جانتا ہے۔ ہم لوگ آپ سے اُسی اُپدیش کے سُننے کی آرزو رکھتے ہیں۔ مہربانی کر کے آپ وہ مُکتی مارگ (نجات کا راستہ) ہم لوگوں کو بتلائیے اور ہمارا برہم کُل اُدھار کیجئے +

بُدھ دیوجی نے کہا۔ جو شخص اِس منساکرت گاؤں میں پیدا ہوا ہے اور وقت پیدائش سے یہیں رہتا ہے۔ اگر اُس شخص سے کوئی شخص اُس گاؤں کے بازار۔ گلی و کوچہ وغیرہ کا پتہ پُوچھے تو کیا وہ نہیں بتلا سکتا؟

بشِشٹ۔ ہاں ضرور بتلا سکتا ہے +

بُدھ دیوجی۔ اے بشِشٹ! بلکہ یہ ممکن ہے کہ ایک ایسا شخص جو منساکرت میں پیدا ہوا ہو۔ وہ اِس گاؤں کے راستے نہ بتلا سکے۔ لیکن تتھاگت کے لئے وہ راستہ بتلانا جس کے ذریعہ سے انسان

برمھ تک پہنچ جاتا ہے کچھ بھی مشکل نہیں - کیونکہ اے بشِشٹ! میں برمھ اور برمھ دھام کو جانتا ہوں اور اُس راستے سے بھی واقف ہوں - جس کے ذریعے سے برمھ تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ میں اُس کو اِس طرح جانتا ہوں - کہ گویا میں برمھ دھام میں داخل ہوا ہوں اور میں نے اُس میں جنم لیا ہے۔

اِس دنیا میں تتھاگت وقتاً فوقتاً نازل ہوتے رہتے ہیں - وہ بگیان سے (عالم کُل) اور منگل نیکیتن (پُر از محبت) ہوتے ہیں اور دُنیا کے تمام حالات سے واقف - سورگ - پرتھوی - پاتال - برمھ - شرمن - براہمن - سُر - نر - بھوت - پریت - چر - اچر - سب کو جانتے ہیں - وہ خودست (راستی) کو جانتے ہیں - اور دوسروں کو بھی اُس کا اُپدیش دیتے ہیں - وہ ست گرُ ہوتے ہیں - اور وہ ستِ دھرم دُنیا میں پرچار کرتے ہیں - جس کا آغاز انجام - رفتار اور جس کی ترقی سب ہی کچھ شیریں ہوتا ہے - جب کوئی گرہستی خواہ وہ اعلےٰ خاندان کا ہو یا ادنےٰ کا تتھاگت کی بتلائی ہوئی صداقتوں کو سُنتا ہے - وہ اُن کو سُنکر اور تتھاگت پر کامل ایمان لاکر اپنے دل ہی دل میں یہ خیال کرتا ہے - کہ

" یہ دنیا طرح طرح کی تکالیف اور دُکھوں کا مجموعہ ہے - تمام دنیاوی لوگ موہ کے جال میں گرفتار اور خواہشات کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں - لیکن جس نے دنیاوی چیزوں کی محبت اور گرویدگی کو چھوڑ دیا ہے اُس کی زندگی مثل ہوا کے آزاد ہے -

اُس کے لئے اِس دُنیا میں لڑکے بالوں اور کُنبے کے لوگوں سے گھِرا رہ کر اعلےٰ اور پاک تریں زندگی کا لُطف اُٹھانا ناممکن ہے۔ اِس واسطے میں آج سے یہ عہد کرتا ہوں۔ کہ سر منڈوا بھگویں کپڑے پہن اور گرہست آشرم کو چھوڑ سنیاس برت کے لئے اپنی زندگی قُربان کرونگا"۔ اِس طور پر وہ بھِکشو کا لباس پہن کر پرتی موکھش (بودھ شاستر کا نام) کے قاعدہ کے موافق آتم سنجم (ضبط حواس) ابھیاس (مشق) کرتا ہے۔ ایسا شخص ہمہ راستی بن جاتا ہے۔ اور دھرم ہی اُس کی زندگی کا برت ہو جاتا ہے۔ وہ گناہ کے ناپاک راستہ کو چھوڑ کر اپنے آپ کو پاکیزگی کے قواعد کے مطیع رکھتا ہے اور ہر ایک قول و فعل میں دھرم کی پیروی کرتا ہے اور اِس راستہ سے کسی حالت میں بھی رُوگرداں نہیں ہوتا۔ اِس شخص کا مزاج بھی پاک اور چلن بھی پاک ہوتا ہے اور اُس کے حواسوں کے دروازوں پر چاروں طرف سیکڑوں پہرے دار موجود رہتے ہیں"۔ اپنے اوپر بھروسہ" کا خیال ہی اُس کا پُشتیبان ہوتا ہے آتما کی خوشی سے یہ ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ اُس کے دل میں ہمیشہ راحت کا چشمہ بہتا رہتا ہے +

جس طرح نفیری کی آواز آسمان میں جا کر چاروں طرف گونجتی ہے اُسی طرح اِس کا پریم بھی عالمگیر ہوتا ہے۔ کیا بڑا کیا چھوٹا۔ کیا اعلےٰ اور کیا ادنےٰ یہ کسی کو بھی نفرت اور حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور نہ کسی سے اپنا رشتہ توڑتا ہے۔ اِسکی پریتی

(محبّت)۔ میتری (رحم)۔ سمتا (یکساں نظری) سب جانداروں کے لئے یکساں ہوتی ہے۔ سب جانداروں کے لئے اِس کے دل میں ایسی دَیا ہوتی ہے جیسی والدین کے دِلوں میں اپنی اولاد کے لئے۔ اِس کی نگاہ میں اعلےٰ اور ادنےٰ کا اِمتیاز نہیں اور اِس کے نزدیک اپنے اور بیگانے سب برابر ہیں۔ برمھ کو حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے +

جس نے راستی کو اختیار کیا ہے۔ جس نے کام۔ کرودھ۔ لوبھ موہ سے مُکتی پائی ہے۔ جس نے نفسانی۔ جسمانی خواہشات اور دُنیاوی سامانوں کی حِرص کو چھوڑ دیا ہے۔ جس کے دل میں دشمنی اور انتقام کا خیال نہیں۔ جس کا چلن پاک ہے۔ جو کیا جسم کیا خیال اور کیا کلام کے ذریعہ سے اشٹانگ مارگ پر چلتا ہے۔ ایسے پاک بِھکشو کی زندگی کی برمھ کی فِطرت کے ساتھ مشابہت تم ہی بتلاؤ کہ ہے یا نہیں؟

بشِشٹ۔ ہاں "یہ ضرور ہے" +

بُدھ دیو جی۔ پس اِس سے ثابت ہوا کہ اِس جسم کے چھوڑ دینے کے بعد ایسے ہی پاک بِھکشوؤں کا برمھ کے ساتھ میل ہوگا +

بُدھ دیو جی کے اِس اُپدیش کے ختم ہونے پر بشِشٹ اور بھرَدواج دونوں نے اُن کے چرنوں پر سر رکھکر عرض کی۔ ہے پربھو! آپ کا پُر معرفت اُپدیش سُنکر ہم لوگ دھنّ دھنّ ہو گئے ہیں اور اپنے آپ کو نہایت مبارک خیال کرتے ہیں۔ جو ٹوٹ گیا تھا

آپ نے اُس کو جوڑ دیا ہے - جو پوشیدہ تھا آپ نے اُسکو عیاں کر دیا ہے - جو راستہ بھول گیا تھا - اُس کو آپ نے راستہ دکھلا دیا ہے اور اندھیرے گھر میں چراغ جلا کر آپنے گویا اندھے کو آنکھیں عطا کی ہیں۔

ہم دونوں بُدھ - دھرم اور سنگھ کی شرن لیتے ہیں - ہماری یہ پرارتھنا ہے - کہ آج آپ ہم لوگوں کو اپنے وفادار شاگردوں کی جماعت میں دیکھشت کر کے ہماری زندگیوں کو کرتارتھ کیجئے ۔

تشریح

بودھ مذہب کا مطالعہ کرتے کرتے انسان کے دل میں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے - کہ خدا اور عاقبت کے متعلق بُدھ دیوجی کا کیا عقیدہ اور یقین تھا اور اُس وقت کے مروجہ مذہب سے اُن کا کیا تعلق تھا ؟ مذکورہ بالا سُوتر سے اِس سوال کا کسی قدر جواب مِلتا ہے - دو برہمن نوجوان اُن سے موت کے بعد برمھ کے ساتھ ملنے کا راستہ پوچھتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ ویدانت کے عقیدہ کے موافق جیو آتما کی شخصیت کِس طرح برمھ میں فنا ہو جاتی ہے - بُدھ دیوجی نے جو طریق بتلایا ہے وہ طریق سادہ پاک اخلاقی زندگی کا بسر کرنا ہے - خود ضبطی خواہشات اور جذبات کو قابو میں رکھنا سنیاس کا قبول کرنا - چلن کو نیک بنانا - تمام جانداروں کے لئے پیار اور رحم ہی برمھ کے حاصل کرنے کا سچا ذریعہ ہے - اِس کے سوا اُنہوں نے کوئی غیر طبعی اور تعجب انگیز طریق نہیں بتلایا - اِس سُوتر میں برمھ کے

ساتھ ملنے کے متعلق جو بات چیت سوال اور جواب کے پیرایہ میں ظاہر کی گئی ہے۔ اُس کا مفہوم کیا ہے؟ بودھ مذہب کی تعلیم کے موافق اس کا مفہوم سمجھنا کچھ آسان بات نہیں۔ یہاں ایک بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ بُدھ کے زمانہ میں پورانک برمھا کا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا نہیں ہوا تھا اور نیز ویدانت اور اُپنشد کے برمھ اور بودھ برمھا دونو کو ایک نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اِن دونو کا نام ایک ہوسکتا ہے۔ لیکن اِس میں بھی کچھ شک نہیں دونو کا مفہوم بالکل الگ الگ ہے۔ آریہ مذہب بتدریج ترقی کے قانون کے موافق عناصر پرستی سے ترقی کرتے کرتے آخر ایک خدا کی پرستش تک پہنچا لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بودھ مذہب میں اِس ویدانتک برمھ اُپاسنا (عبادت الٰہی) کے طریق کو اختیار کیا گیا ہو۔ برمھ بدیا (علم الٰہی) کی بات تو دُور رہی بودھ مذہب جسم میں روح کی الگ ہستی کو ہی قبول نہیں کرتا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہندو مذہب کے دیوی دیوتاؤں کے نام اور اُن کے یقین نے کسی حد تک اِس مذہب میں جگہ حاصل کی ہے۔ اِن دونو متضاد خیالات میں میل قائم کرنا ایک لاینحل معمہ ہے۔ ویدک دیوتا بودھ مذہب میں سادھو پُرش (نیک لوگ) سمجھے گئے ہیں اور اِس سے زیادہ کچھ نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ بودھ بھکشوؤں کی مانند خیال کئے جا سکتے ہیں۔ بودھ مذہب میں اِن تمام دیوتاؤں کی حمد اور پرستش کی تعلیم نہیں دی گئی۔ یہ دیوتا بھی غیر فانی نہیں۔ اِن کی بھی اور جانداروں

موت ہوتی ہے۔ لیکن ان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ
نے اپنے اعمال کی خوبی سے اعلےٰ سے اعلےٰ ہوتے ہوتے رفتہ
رفتہ زبان راج میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ بودھ
بہت منڈلی میں جگہ حاصل کر سکتے ہیں۔ علےٰ ہذالقیاس برمھا بھی
فرضی دیوتا ہے اور دیگر جانداروں کی طرح وہ بھی موت کے
ہے اور وہ بھی بُدھ کے بتلائے ہوئے اشٹانگ مارگ کی
پیروی کر کے رفتہ رفتہ نربان مکتی کے حاصل کرنے کا مستحق ہے۔
خیر کچھ ہی ہو یہ بات ضرور تسلیم کرنی پڑیگی کہ بودھ مذہب میں
اور جانداروں کے مقابل میں برمھا ایک خاص اور قابل تعظیم مہاپُرش
سمجھا گیا ہے۔ جس طرح دیوتاؤں کی جماعت میں اندر۔ کہتے ہیں کہ
اپنے پہلے جنم میں جب کاشیپ بُدھ اس دُنیا میں نازل ہوا تھا۔
تب برمھا۔ سابک نامی پرم بھگت بھکشو کے نام سے مشہور تھا۔
جاتک کا مفسر کہتا ہے کہ برمھا کی یہ بہت زبردست خواہش تھی
کہ بُدھ دیوجی اس دنیا میں پیدا ہوں اور اُس کے بعد بودھی ستو
کی زندگی میں بھی جب مار نے اُن کو طرح کی ترغیبات اور خوف
دلا کر سخت مصیبتوں اور تکلیفوں میں ڈالا تھا اُس وقت بھی مار کو
شکست دینے کے لئے برمھا نے دو دفعہ اُن کی مدد کی تھی۔ مار پر
فتح حاصل کرنے کے بعد بھی جب بُدھ دیوجی نے اپنے دھرم کو
پرچار کرنے کا ارادہ کیا اور مار کی طرف سے اُن کے دل میں طرح
طرح کے شک پیدا کئے گئے۔ تب برمھا نے ہی آ کر اُن تمام شکوک

کو رفع کرکے اُن کو دھرم پرچار کے لئے مستعد کیا تھا نیز یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب بُدھ دیوجی کی موت کے وقت آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی آہ وزاری کی گونج اٹھی تھی تو وہ برمھا سہا مپتی کے دِل سے ہی نکلی تھی۔ بعد ازاں جب ایک دفعہ بودھ دھرم سماج میں بہت بڑا تہلکہ پیدا ہوا تھا۔ تو برمھا نے ہی سورگ سے نازل ہوکر بودھ سماج کے پیشواؤں میں صلح اور امن قائم کرکے اُس تہلکہ کو دور کیا تھا +

اِن تمام مثالوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بودھ سماج کے ساتھ برمھا کا کیسا گہرا اور قریبی رشتہ ہے۔ صرف اِس مادی دُنیا میں ہی نہیں بلکہ لا محدود عرش بریں پر بھی جس قدر مقامات ہیں۔ اُن سب کا مالک ایک ایک برمھا فرض کیا گیا ہے۔ اِس برمھا کے ساتھ میل ہوتا اور ویدانت کے برمھ میں انسانی روح کا فنا ہو جانا یہ دونو خیال ایک نہیں۔ بودھ عقیدے کے مطابق اِس میل کے معنے برمھ لوک میں برمھا کے ساتھ ملکر رہنے کے علاوہ اور کچھ خیال نہیں کئے جا سکتے۔ لیکن یہ میل حاصل کرنا بودھ مذہب میں سب سے اعلےٰ معراج نہیں۔ بودھ مت میں انسانی زندگی کا اعلےٰ معراج اور مقصد بالکل اَور ہے۔ بودھ مت کی تعلیم کا لُب لباب یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے اعمال۔ پاکیزگی۔ دِلی کوشش۔ ایثار نفس۔ بے غرضانہ محبت۔ سچائی۔ اِنصاف رحم اور عفو کی خوبیوں کے ذریعہ سے اِس دُنیا یا عاقبت میں

زبان پد حاصل کر سکتا ہے[۱]

[۱] اِس تشریح میں برمھ اور برمھا کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ پالی زبان کے فاضل رِس ڈیوس (Rhys Davids) نے بھی تےبجیہ سُت کی تشریح میں یہ ہی خیال ظاہر کیا ہے۔ ٹھیک طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس سُوتر میں جو بُدھ دیوجی کا بیان ہے آیا اُس میں برمھ یا برمھا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ پالی زبان میں اصلی سُوتر کو دیکھے بغیر اس کا حل نہیں ہو سکتا۔ تاہم اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ برمھ کا ہی لفظ استعمال ہوا ہے تو بھی اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بُدھ دیوجی کا یہ عقیدہ تھا کہ جیوآتما برمھ میں فنا ہو جاتا ہے۔ اُنہوں نے دونو برہمنوں کے خیال کو مدنظر رکھکر اپنے عقیدے کے موافق اُن کو دھرم کا راستہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔

سوانح عمری مہاتما بُدھ دیو جی کے باقی تین حِصّے

جو صاحبان مہاتما بُدّھ دیو جی کی زندگی اور بودھ مذہب کے حالات سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ سوانح عمری بُدھ دیو جی مؤلفہ شردھے پرکاش دیو جی ضرور مطالعہ کریں ✦ ملنے کا پتہ :- مینیجر براہمہ دھرم پرچار آفس لاہور

ایک مستند اُردو دان فاضل کی رائے } جب میں نے اول بار ڈاکٹر پال کیرس

کی انگریزی زبان میں تصنیف کی ہوئی "دی گوسپل آف بُدھ" یعنی بُدّھ کی مقدس کتاب کو پڑھا تو مجھے ازحد شوق ہوا کہ اس کا ترجمہ اُردو زبان میں کرکے شائع کیا جائے تاکہ صرف اُردو جاننے والے لوگ بُدھ جیسے مہاتما کی پوتر زندگی کے حالات اور اُن کے اُپدیش پڑھکر فیضیاب ہوں۔ لیکن بڑی خوشی کی بات ہے کہ پرم پوجنے شردھے پرکاش دیو جی مہاراج پرچارک براہمہ دھرم نے رفاہ عام کیلئے اور عام لوگوں کے دلوں میں دھارمک اور پوتر جیون کے خیالات پیدا کرنے کی غرض سے ایک کتاب موسومہ "بُدھ دیو کی سوانح عمری اور بُدھ دھرم کا بیان" بنگالی اور انگریزی کتابوں سے انتخاب کرکے تصنیف کی ہے اِسکے چار حِصّے ہیں۔ پہلے حِصّہ میں پیدائش سے سادھنا اور سِدّھی تک کے حالات درج ہیں۔ دوسرے حِصّہ میں دھرم پرچار۔ آخری وقت اور بُدّھ دھرم کے حالات درج ہیں۔ تیسرے حِصّہ میں بُدّھ کی اخلاقی تعلیم اور بودھ تمثیلیں ا ہانیاں درج ہیں۔ یہ تین حصے چھپکر تیار ہیں اور انکی قیمتیں ۱۴ و ۸ و ۱۴ ان حصوں کی خوبی پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ بُدھ دیو جی مہاراج کی سوانح عمری نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیگئی ہے۔ اردو عبارت شستہ سلیس اور بامحاورہ ہے ہر ایک حصے میں اخلاقی تعلیم کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور ہر ایک حِصہ کے شروع میں دیباچہ مصنف نے لکھا ہے وہ اُس حصہ کا لُب لباب ہے اور پڑھنے کے لائق ہے جس کا مطالعہ کر نگا یقین ہے کہ اُسکی زندگی سدھ...